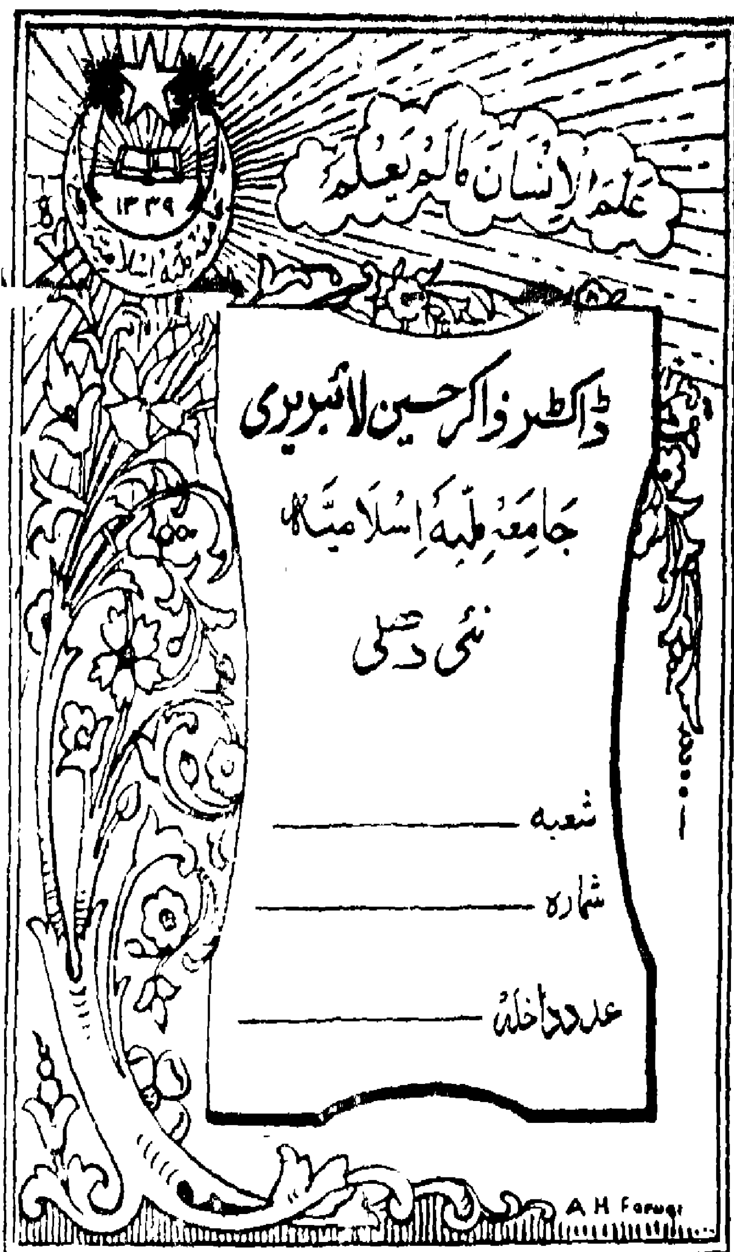

علم الانسان ما لم یعلم
۱۳۳۹
ڈاکٹر ذاکر حسین لائبریری
جامعہ ملیہ اسلامیہ
نئی دہلی
شعبہ
شمارہ
عدد داخلہ
A H Faruqi

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۵۵

پیام اسلام

جالندھر شہر

تعلیمی صحیفہ

جنوری سنہ ۱۹۴۶ء

مدیر: محمد احمد خاں ذاکر

قواعد

۱۔ رسالہ ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے۔

۲۔ رسالہ نہ پہنچنے کی اطلاع اسی مہینے کی بیسویں تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے، ورنہ رسالہ، بشرط موجودگی قیمت پر ملیگا۔

۳۔ چندہ سالانہ ۳ے ۔ فی پرچہ ۴؍

۴۔ اشتہارات کی اجرت کا تصفیہ منیجر سے بذریعہ خط و کتابت کرنا چاہیئے۔

جنرل برقی پریس ریلوے روڈ جالندھر شہر میں چھپکر
باہتمام محمد احمد خاں ڈاکر پرنٹر پبلشر "بزم القرآن" سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیغامِ اسلام

جالندھر شہر

جلد ۱۷ | جنوری سنہ ۱۹۴۶ء۔ محرم سنہ ۱۳۶۵ھ | نمبر ۱

مختصر ابن ابی جمرۃ

(۲۷۸)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، قَالَ، سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: بَیْنَ اَنَا نَائِمٌ اُتِیْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْہُ حَتّٰی اِنِّی لَاَرَی الرِّیَّ یَخْرُجُ مِنْ اَظْفَارِیْ، ثُمَّ اَعْطَیْتُ فَضْلِیْ یَعْنِیْ عُمَرَ. قَالُوْا: فَمَا اَوَّلْتَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ: اَلْعِلْمُ ٭

ترجمہ:- ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے (مروی ہے) کہا، میں نے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کو (یہ) فرماتے سنا: اس اثنا میں کہ میں سویا ہوا تھا، میرے پاس ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا، تو میں نے اس میں سے پیا، یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں کہ سیرابی کا اثر میرے ناخنوں سے نکل رہا ہے۔ پھر میں نے اپنا بچا کھچا (عمر کو) دیا۔ لوگوں نے کہا: اے پیغمبرِ خدا! پھر آپ نے اسکی کیا تعبیر فرمائی؟ فرمایا: علم۔

تشریح :-

اَلْعِلْمُ: مرفوع ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدا محذوف کی۔ مُقدّر ہے: اَلْمُؤَوَّلُ بِهِ الْعِلْمُ: تعبیر اس کی علم ہے، اور منصوب ہے اس بنا پر کہ مفعول ہے فعلِ محذوف کا، تقدیر ہے: اَوَّلْتُهُ الْعِلْمَ: یعنے اس کی تاویل علم نکالی ہے، اسلئے کہ دودھ اور علم دونوں بہت مفید اور موجب صلاح ہیں۔ دودھ جسمانی طور پر مفید اور سببِ اصلاح ہے اور علم روحانی طور پر۔ قاضی ابوبکر عربی نے فرمایا: جس نے دودھ کو گوبر اور خون میں سے خالص کر کے نکالا، وہ یہ بھی قدرت رکھتا ہے کہ شک اور نادانی کے بیچ سے معرفت پیدا کر دے۔ لیکن دینوری نے یہاں دودھ کو اونٹ کے دودھ سے مخصوص کیا ہے اور کہا ہے:



اونٹ کے دودھ کی تعبیر: ارزانی اور سکال، اور مالِ حلال ہے۔
بکری کے دودھ کی تعبیر: مال، خوشی اور تندرستی ہے۔
جنگلی جانور " " : دین میں شبہ ہے۔
درندوں کے دودھ : ناستودہ ہیں، بجز اسکے کہ
شیرنی کے دودھ کی تعبیر: مال ہے صاحبِ حکومت کی عداوت کے ساتھ
اور ابوسہل کا قول ہے:
شیر کا دودھ ، فتحمندی بتلاتا ہے، کتیا کا دودھ خوف، بلی اور

لومڑی کا دودھ ، رضاء - چیتے کا دودھ عداوت کا اظہار ہے -

(باب اللبن)

(۲۷۹)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: بَیْنَمَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُ النَّاسَ یُعْرَضُوْنَ عَلَیَّ وَعَلَیْھِمْ قُمُصٌ، مِنْھَا مَا یَبْلُغُ الثُّدِیَّ وَمِنْھَا مَا یَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِکَ، وَمَرَّ عَلَیَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَیْہِ قَمِیْصٌ یَجُرُّہٗ، قَالُوْا مَا اَوَّلْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ الدِّیْنُ ۔

ترجمہ :- ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا، پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس اثناء میں کہ میں سویا ہوا تھا، میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں اور ان پر کرتے ہیں۔ اُن میں بعض (کرتے) ایسے ہیں جو چھاتیوں تک پہنچتے ہیں اور بعض اس سے بھی کوتاہ، اور عمر بن خطاب مجھ پر گزرے اور اُن پر کرتا ہے جس کو وہ گھسیٹ رہے ہیں (اسکی لمبائی کے سبب)۔ اصحاب نے پوچھا: آپ نے کیا تفسیر کی (اسکی) اے پیغمبرِ خدا!

فرمایا: دین۔

تشریح :-

اَلدِّیْنُ : یعنی میں نے عمر کے حق میں کرتے کو دین سے تعبیر کیا اور اس کا سبب یہ ہے کہ کرتا دنیا میں برہنگی چھپاتا ہے اور دین آخرت میں۔ اور اسکو ہر نا پسند

چیز سے بچاتا ہے۔ اس سے حضرت عمرؓ کی فضیلت حضرت ابوبکرؓ پر لازم نہیں آتی۔ شاید ان کے ذکر سے سکوت اسلئے ہو کہ انکی افضلیت تو معلوم ہی ہے یا راوی بھول گیا ہو۔ اور حدیث میں اسکے عمرؓ پر منحصر ہونے کی تصریح بھی نہیں ہے۔ مراد اس سے اس فضلِ بالغ پر آگاہ کرنا ہے جو عمرؓ کو دین میں حاصل تھا۔

اور حدیث میں عمر بن خطابؓ سے روایت ہے، کہا، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں ایک کنوئیں پر ہوں، اس سے پانی نکال رہا ہوں کہ اتنے میں ابوبکرؓ اور عمرؓ آگئے، تو ابوبکرؓ نے ڈول لے لیا، اور اس میں سے ایک ڈول پانی سے بھرا ہوا یا دو ڈول نکالے اور اسکے نکالنے میں کمزوری تھی (اس بیان سے بھی حضرت ابوبکرؓ کی کم قدری ظاہر نہیں ہوتی، بلکہ اس میں ان کی مدتِ خلافت کی کوتاہی کی طرف اشارہ ہے) خدا ان کو معاف کرے۔ پھر اس (ڈول) کو عمر بن خطابؓ نے ابوبکرؓ کے ہاتھ سے لے لیا (اس میں حضرت عمرؓ کے حضرت ابوبکرؓ کے ولی عہد ہونے کا اشارہ ہے۔) اسی واسطے فرمایا: اس کے ہاتھ سے عمرؓ نے لیا (یہ بات حضرت ابوبکرؓ کے ڈول لینے کے ذکر میں نہیں فرمائی) پس وہ ڈول اسکے ہاتھ میں بڑا ڈول (چرسہ) بن گیا۔ پس میں نے لوگوں میں سے کوئی ایسا ماہرِ کامل نہیں دیکھا جو عمرؓ کی طرح عمدگی سے کام کر سکے، یہانتک کہ لوگوں کے اونٹ سیراب ہو کر بیٹھ گئے، اور اس میں کنایہ ہے اس ارزانی و فراوانی اور مومنوں کی رحمت سے جو عہدِ عمرؓ میں حاصل ہوئی۔ پس اس رؤیا کی یہ تاویل کی گئی کہ ابوبکرؓ کے ہاتھ پر فتحِ لطیف میسر ہوگی، اور عمرؓ کے ہاتھ پر فتوحات خوب پھیل جائینگی۔ سو حضرت عمرؓ کو حضرت ابوبکرؓ سے زیادہ فتوحات ہوئیں، اسلئے کہ حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں کثرت سے فتنے برپا ہوئے تھے اور حضرت

عمرؓ کا زمانہ فتنوں سے پاک رہا اور دین کو پھیلنے کا خوب موقع ملا۔

(باب القصص)

(۲۸۰)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ تَكْذِبُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ، وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ، وَمَا كَانَ مِنَ النُّبُوَّةِ فَإِنَّهُ لَا يَكْذِبُ۔

ترجمہ:- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب زمانہ قریب ہوجائیگا تو مومن کا رؤیا جھوٹ نہیں نکلیگا، اور مومن کا رؤیا نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے، اور جو رؤیا نبوت میں سے ہو، وہ جھوٹا نہیں نکلتا۔

(باب الفیل فی المنام)

(۲۸۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ، كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ شَعِيْرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ، وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيْثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ صُبَّ فِي أُذُنَيْهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً عُذِّبَ وَ

كُلِّفَ اَنْ يَنْفُخَ فِيْهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ ❊

ترجمہ :- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (مروی ہے)، روایت کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے : جو شخص ایسا خواب بنائے جو اُس نے نہ دیکھا ہو، قیامت کے دن اسکو تکلیف دی جائیگی کہ دو جووں میں گرہ لگائے، اور وہ کبھی ایسا نہ کر پائیگا۔ اور جو کوئی لوگوں کی بات کی طرف کان لگائے اور وہ اسکا سننا ناپسند کررہے ہوں، تو اسکے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائیگا، اور جو شخص کوئی تصویر کھینچے، اسکو عذاب کیا جائیگا اور کہا جائیگا کہ اسمیں روح پھونکے اور وہ پھونک نہ سکے گا۔

(باب مَنْ كَذَبَ فِى حُلْمِهٖ)

(۲۸۲)

عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : اَلرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ اللّٰهِ، فَاِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلَا يُحَدِّثْ بِهٖ اِلَّا مَنْ يُّحِبُّ، وَاِذَا رَاٰى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ، وَلْيَتْفُلْ ثَلَاثًا، وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا اَحَدًا، فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهٗ ❊

ترجمہ :- قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ : اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پھر جو شخص تم میں سے کوئی محبوب خواب دیکھے تو اسکو اپنے حبیب ہی سے بیان کرے، اور جب کوئی شخص کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے، تو اسکے شر اور شیطان کے شر سے اللہ

کی پناہ لے اور تھوکے تین بار اور اس کو کسی سے بیان نہ کرے، تو وہ (خواب) اسکو ضرر نہ دے گا ۔

(باب اذا رأی ما یکرہ فلا یخبر بھا ولا یذکرھا)

(۲۸۳)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ رَأٰی مِنْ اَمِیْرِہٖ شَیْئًا یَکْرَھُہٗ، فَلْیَصْبِرْ عَلَیْہِ فَاِنَّہٗ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَمَاتَ اِلَّا مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً ۔

ترجمہ: — ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: جو شخص اپنے امیر سے کوئی ایسی شئے دیکھے جس کو وہ پسند نہیں کرتا، تو اسکو اس پر صبر کرنا چاہیئے، اسلئے کہ جو شخص جماعت (اسلام سے اور اطاعتِ امام سے) ایک بالشت مفارقت کرتا ہے تو وہ جاہلیت ہی کی موت مرتاہے۔

تشریحات: —

شَیْئًا: کوئی بات ذہن کی باتوں میں سے۔

یَکْرَھُہٗ: اَیْ یُبْغِضُہٗ:

فَلْیَصْبِرْ عَلَیْہِ: اَیْ عَلٰی ذٰلِکَ الْمَکْرُوْہِ۔

شِبْرًا: اَیْ قَدْرَ شِبْرٍ۔

فَمَاتَ: فی حال تلبّسہ معصیتہِ السلطان القلیلۃ۔

مِیتَةً جَاهِلِيَّةً : بکسر المیم کجلسۃ۔
بیان ہے حالتِ موت کا اور اس کی اس حالت کا جس پر وہ ہو گا، یعنی جس طرح اہل جاہلیت مرتا ہے ضلالت اور تفرق پر اور ان کا کوئی امام نہیں ہوتا جس کی اطاعت کی جائے، یہ مراد نہیں ہے کہ وہ کافر مرتا ہے، بلکہ مراد یہ ہے کہ عاصی مرتا ہے۔ وَفی الحدیث :
ان السلطان لا ینعزل بالفسق : سلطان فسق کی وجہ سے معزول نہیں کیا جاتا، کیونکہ اس کا عزل فتنہ، خونریزی اور آپس کی پھوٹ کا باعث ہوتا ہے، اور اسکی بقاء کی نسبت عزل میں زیادہ فساد کا اندیشہ ہے اور اس حدیث میں حجت ہے ائمہ جور پر خروج نہ کرنے اور ان کے احکام سننے اور ماننے پر اور فقہاء کا اس پہ اجماع ہے کہ امام متغلب جب تک جماعات اور جہاد کی اقامت کرتا رہے اسکی طاعت لازم ہے، ہاں مگر جب اس نے کفرِ صریح سرزد ہو تو اسکی طاعت ناجائز ہے بلکہ جس کو قدرت ہو، اس کو اس سے جہاد کرنا چاہیئے۔
(ھذا الحدیث ذکرہٗ البخاریؒ فی باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سترون بعدی امورًا تنکرونھا)

(۲۸۴)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عنه عن النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ، وَيُلْقَی الشُّحُّ، وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ، وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ! اَيُّمَ هُوَ ؟ قَالَ : اَلْقَتْلُ اَلْقَتْلُ

ترجمہ :- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ، فرمایا : قریب قریب ہوگا زمانہ ، اور گھٹیگا عمل ، اور ڈالا جائیگا بخل ، اور ظاہر ہونگے فتنے ، اور بڑھیگا ہرج - اصحاب نے کہا : یا رسول اللہ ! وہ کیا چیز ہے ؟ فرمایا : قتل قتل -

(باب ظہور الفتن)

(۲۸۵)

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَسْئَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ اَسْئَلُهُ عَنِ الشَّرِّ، مَخَافَةَ اَنْ يُدْرِكَنِيْ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا كُنَّا فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَّ شَرٍّ فَجَاءَنَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ، فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ ؟ قَالَ نَعَمْ. قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ ؟ قَالَ نَعَمْ، وَفِيْهِ دَخَنٌ. قُلْتُ مَا دَخَنُهُ ؟ قَالَ قَوْمٌ يَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِيْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ، قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ ؟ قَالَ نَعَمْ، دُعَاةٌ عَلٰى اَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ اَجَابَهُمْ اِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا، قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! صِفْهُمْ لَنَا، قَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِاَلْسِنَتِنَا .

قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِی إِنْ أَدْرَكَنِی ذٰلِكَ؟ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِیْنَ وَإِمَامَهُمْ. قُلْتُ فَإِنْ لَمْ یَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَّلَا إِمَامٌ، قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰی یُدْرِكَكَ الْمَوْتُ، وَأَنْتَ عَلٰی ذٰلِكَ ؞

ترجمہ :۔ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا: لوگ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر (نکو کاری یعنی نماز وغیرہ عبادات) کے بارے میں پوچھا کرتے تھے، اور میں شر (یعنی فتنوں کے پھیلنے اور اسلام میں سستی واقع ہونے اور گمراہی کے غالب آجانے) کے متعلق سوال کیا کرتا تھا، اس ڈر سے کہ وہ مجھ کو پالے۔ پس میں نے عرض کیا: اے پیغمبرِ خدا! ہم جاہلیت اور شر یعنی کفر و قتل، لوٹ کھسوٹ اور بدکاریوں) میں مبتلا تھے، پس اللہ ہمارے پاس اس خیر (یعنی نبوت، اسلام کی مضبوطی اور کفر کی بیخکنی) کو لایا، تو کیا اس خیر کے بعد (بھی) شر ہے۔ فرمایا: ہاں (اشارہ ہے حضرت عثمانؓ بن عفان کے قتل کے واقعہ کی طرف ہے)۔ میں نے کہا: اس شر کے بعد بھی کوئی خیر ہے؟ فرمایا: ہاں، اور اس میں دخن (دھواں) ہے۔ (اشارہ ہے عمر بن عبد العزیز کی ولایت کی طرف کہ اسمیں خیر تھی، لیکن خیر خالص نہیں، بلکہ کچھ فتنوں کی آمیزش کے ساتھ) میں نے عرض کیا: اس خیر کا دخن کیا ہے؟ فرمایا: کچھ ایسے لوگ ہونگے جو ہدایت کرینگے بغیر ہدایت (پانے کے)۔ کبھی تو (حق کو) اُن سے پہچانیگا اور کبھی نہ پہچانیگا۔ (حذیفہ کہتے ہیں) میں نے کہا: کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہوگا؟ فرمایا: جہنم کے

دروازوں پر کچھ بلانے والے ہونگے، جو شخص جہنم کی طرف ان کا بلاوا مان لیگا، وہ اسکو اس میں پھینک دینگے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم سے ان کا حال بیان فرمائیے۔ فرمایا: وہ ہمارے ہی کنبے کے لوگ ہونگے اور ہماری ہی زبان میں باتیں کرینگے۔ مینے عرض کیا: پھر آپ ہمیں کیا ارشاد فرماتے ہیں اگر یہ (وقت) مجھ کو پالے؟ فرمایا: مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام سے چمٹے رہنا۔ میں نے عرض کیا: پھر اگر نہ تو ان کی کوئی جماعت ہو اور نہ امام؟ فرمایا: تو (اس وقت) ان تمام فرقوں سے الگ رہو، اگرچہ کسی درخت کی جڑ کو دانتوں سے پکڑنا پڑے، یہانتک کہ تجھ کو ایسی حالت پر موت آجائے۔

(کیف الامرُ اذا لم تکن جماعۃ)

(۲۸۶)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَنْزَلَ اللهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيْهِمْ ثُمَّ بُعِثُوْا عَلَى حَسَبِ أَعْمَالِهِمْ ۔

ترجمہ: ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، کہا، پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر (انکی بداعمالی کے سبب) عذاب نازل کرتا ہے، تو جو لوگ (نیک و بد) ان میں سے ہوتے ہیں (سب کو) عذاب پہنچ جاتا ہے۔ پھر وہ (قیامت کو) اپنے اپنے اعمال کے مطابق اٹھائے جائینگے۔

تنبیہ: ۔

حدیث میں اس شخص کے لئے جو لوگوں کو برائیوں سے منا ہی کرنے سے چپکا ہو

رہے بہت بڑی فہمائش ہے۔ اس شخص کا تو کیا ذکر جو نرمی (ڈھیلاپن) دکھائے پھر اس کا جو رضا ظاہر کرے، پھر اس کا جو (گناہوں پر) مدد کرے۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب امر بالمعروف میں ابراہیم بن عمر صغانی سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یوشع بن نونؑ کو وحی بھیجی کہ میں تیری قوم میں چالیس ہزار نیکوں اور ساٹھ ہزار بدوں کو ہلاک کرنے والا ہوں۔ عرض کیا: اے پروردگار! بُرے تو بُرے ہوئے نیکوں کا کیا قصور؟ فرمایا: وہ میرے غصے کی خاطر کبھی غصہ نہیں کرتے۔ وہ ان کے ساتھ ملکر کھاتے پیتے رہے۔ مالک بن دینارؒ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو وحی فرمائی کہ فلاں شہر کو اس کے باشندوں پر اُلٹ دے، اس نے عرض کیا کہ ان لوگوں میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے، جس نے ایک آنکھ کی جھپک بھی تیری نافرمانی نہیں کی۔ فرمایا: اُس پر بھی اُلٹ دے اور اُن پر بھی کہ اس کا چہرہ میرے لئے کبھی متغیر نہیں ہوا۔ رواہ الطبرانی وغیرہ من حدیث جابر مرفوعاً والمحفوظ کما قالہ البیہقی کما ذکر۔

کبھی کبھی منکرات کا بکثرت دیکھنا بھی دلوں سے تمیز اور افکار کی روشنی سلب کر لینے میں ارتکاب منکرات کا قائم مقام ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب قلب پر منکرات کا ورود اور آنکھوں میں ان کا شہود بار بار ہوتا رہتا ہے تو دلوں سے آہستہ آہستہ ان کی عظمت جاتی رہتی ہے، یہانتک کہ انسان کے دل میں نہ تو یہ اندیشہ رہتا ہے کہ یہ منکرات ہیں اور نہ وہ یہی خیال کرتا ہے کہ یہ معاصی ہیں، اسلئے کہ ان کے بار بار کے تکرار سے دل اُن کے خُوگر ہو جاتے ہیں۔

اور قوۃ القلوب میں ابو طالب مکی نے بعض لوگوں سے روایت کی ہے کہ ایک دن ایک شخص بازار میں سے گزرا تو دل کے ساتھ منکرات کو بشدت برا جاننے اور ان کے دیکھنے سے بشدت مزاج کا تغیر ہو جانے کے باعث اس کو خون کا پیشاب

آیا، پھر جب وہ دوسرے دن بازار سے گزرا تو صاف خون آیا۔ پھر جب تیسرے روز گزرا تو معمولی پیشاب آیا، اسلئے کہ انکار کی حدت جس نے اس کے بدن پر یہ اثر کیا تھا جاتی رہی اور مزاج اپنی پہلی حالت پر آگیا اور بدعت اس کی نگاہ میں معمولی چیز رہ گئی۔

(باب اذا انزل اللہ بقوم عذابًا)

(۲۸۷)

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ اَسْلَمَ : اَذِّنْ فِىْ قَوْمِكَ اَوْ فِى النَّاسِ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ اَنَّ مَنْ اَكَلَ فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهٖ ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ اَكَلَ فَلْيَصُمْ ؎

ترجمہ:۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ اسلم کے ایک شخص کو (جس کا نام ہند بن حارثہ تھا) فرمایا کہ عاشوراء کے روز اپنی قوم میں یا لوگوں میں یہ اعلان کردو کہ جس شخص نے (دن کے پہلے حصے میں کچھ کھا لیا ہے، تو وہ اپنا باقی دن پورا کرے (یعنی اس روز کی حرمت کے لئے مفطرات سے بچا رہے، اور جس نے نہ کھایا ہو وہ روزہ رکھ لے (یعنی دن کو روزہ کی نیت کر لے)۔

فائدہ :۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے، یہود کو پایا کہ روز عاشوراء کا روزہ رکھ رہے ہیں۔ ان سے ان کے روزے کا حال پوچھا، انھوں نے

کہا: یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بچایا اور فرعون کو ڈبایا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَنَا أَحَقُّ بِمُوسٰى مِنْكُمْ: میں تم سے زیادہ موسیٰ کا حقدار ہوں۔ پس آنحضرت علیہ السلام نے اس روز کا روزہ رکھ لیا اور اس کا روزہ رکھنے کا لوگوں کو حکم دیا۔

اس حدیث سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ نفلی روزے کی دن کو نیت کر لینا بھی درست ہے۔

(باب من کان یبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الامراء و الرسل واحداً بعد واحدٍ۔)

(۲۸۸)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُجَاءُ بِنُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهُ: هَلْ بَلَّغْتَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ يَا رَبِّ، فَتُسْئَلُ أُمَّتُهُ: هَلْ بَلَّغَكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: مَا جَاءَنَا مِنْ نَذِيرٍ، فَيَقُولُ مَنْ شُهُودُكَ؟ فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ، فَيُجَاءُ بِكُمْ، فَتَشْهَدُونَ. ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا (قَالَ عَدْلًا) لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۞

ترجمہ :- از ابو سعید خدری، کہا، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : قیامت کے دن حضرت نوحؑ لائے جائینگے اور اُن سے کہا جائیگا : تم نے پیغام پہنچادیا ؟ وہ کہینگے : جی ہاں، پروردگار ! پھر ان کی اُمت سے دریافت ہوگا : کیا (نوح نے) تم کو پیغام پہنچا دیا ؟ وہ کہینگے : ہمارے پاس کوئی ڈرسنانے والا نہیں آیا۔ پھر اللہ تعالےٰ (حضرت نوحؑ سے) فرمائیگا : تیرے گواہ کون کون ہیں ؟ پھر تم لائے جاؤگے اور (حضرت نوحؑ کے حق میں) گواہی دوگے - پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی : اور اسی طرح ہم نے تم کو امتِ وسط (عادل) بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو، اور پیغمبر تم پر گواہ ہو۔

(در باب قولہٗ تعالیٰ — وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا۔)

(۲۸۹)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللّٰهُ ، لَا يَعْلَمُ مَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللّٰهُ ، وَلَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللّٰهُ ، وَلَا يَعْلَمُ مَتَىٰ يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللّٰهُ ، وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِلَّا اللّٰهُ ، وَلَا يَعْلَمُ مَتَىٰ تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللّٰهُ ۔

ترجمہ :- ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : غیب کی چابیاں پانچ ہیں جن کو سوا اللہ کے کوئی نہیں جانتا -

اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ پیٹ (رحم) کیا گھٹاتے ہیں (کیا بڑھاتے ہیں) ؛

اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا ؟

اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ مینہ کب آئیگا ؟

اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کوئی شخص کہاں مریگا ؟

اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب ہوگی ؟

(باب فی قول اللہ تعالیٰ: عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدًا)

(۲۹۰)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ: یَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَ اَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ، فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَکَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ، وَ اِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرْتُهٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْهُمْ، وَ اِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعًا، وَ اِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ بَاعًا، وَ اِنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً +

ترجمہ :- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا، پیغمبرِ خدا

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ (غالب و بزرگ) فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے اعتقاد کے جو اسکو مجھ پر ہے، نزدیک ہوں، اور میں اسکے ساتھ (ہوتا) ہوں جب وہ مجھ کو یاد کرتا ہے۔ پھر جب وہ مجھ کو اپنے جی میں یاد کرتا ہے، میں اسکو اپنے جی میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھ کو کسی جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو ان سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔ اور جب ایک بالشت مجھ سے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس سے قریب ہوتا ہوں، اور جب وہ ایک ہاتھ مجھ سے قریب ہوتا ہے، تو میں دونوں بازوؤں کے پھیلاؤ کے قدر اسکے نزدیک ہوتا ہوں۔ اور جب وہ میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں اسکے پاس دوڑ کر جاتا ہوں۔

(۵) باب قول اللہ تعالی ـــــ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ)

(۲۹۱)

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ طَرَقَهٗ وَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَيْلَةً، فَقَالَ لَهُمْ: اَلَا تُصَلُّوْنَ ؟ قَالَ عَلِيٌّ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا اَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ فَاِذَا شَاءَ اَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا، فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ حِيْنَ قُلْتُ لَهٗ ذٰلِكَ وَ لَمْ يَرْجِعْ اِلَيَّ شَيْئًا، ثُمَّ سَمِعْتُهٗ وَ هُوَ

مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهٗ وَ يَقُوْلُ : وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ؕ

ترجمہ :- علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اور فاطمہ دختر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک رات تشریف لائے، پھر ان کو کہا : تم نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ علیؓ نے کہا : تو مینے کہا : ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں، تو جب وہ ہمیں جگانا چاہیگا، جاگ پڑیں گے۔ پس جب میں نے یہ بات کہی تو واپس تشریف لے گئے اور مجھ کو کچھ جواب نہ دیا۔ پھر مینے اُن کو سنا کہ وہ پیٹھ پھیرتے ہوئے اپنی ران پر ہاتھ مارتے اور کہتے ہیں : اور آدمی سب چیزوں سے زیادہ جھگڑالو ہے ؕ

(ذکرہ البخاری فی باب المشیۃ والارادۃ)

(۲۹۲)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا نَادٰی جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّ فُلَانًا فَاَحِبَّهٗ فَیُحِبُّهٗ جِبْرِیْلُ، ثُمَّ یُنَادِیْ جِبْرِیْلُ فِی السَّمَاءِ : اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَیُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَاءِ، وَ یُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِیْ اَهْلِ الْاَرْضِ ؕ

ترجمہ :۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تبارک و تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے، جبرائیل علیہ السلام کو پکارتا ہے کہ اللہ نے فلاں بندے سے محبت کی ہے پس تُو بھی اُس سے محبت کر، سو جبرائیل اس سے محبت کرتا ہے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمان میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں بندے سے محبت کی ہے، سو تم بھی اُس سے محبت کرو۔ پس اہلِ آسمان بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اسکے لئے اہلِ زمین میں قبولیت ٹھہرائی جاتی ہے۔

(باب کلام الرّب مع جبریل)

(۲۹۳)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رض) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: یَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی: اِذَا اَرَادَ عَبْدِیْ اَنْ یَّعْمَلَ سَیِّئَةً فَلَا تَكْتُبُوْهَا عَلَیْهِ حَتّٰی یَعْمَلَهَا، فَاِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا بِمِثْلِهَا وَاِنْ تَرَكَهَا مِنْ اَجْلِیْ فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً، وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّعْمَلَ حَسَنَةً فَلَمْ یَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً، فَاِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِ مِائَةٍ۔

ترجمہ :۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: کہ جب بندہ کوئی برائی کرنے کا

ارادہ کرے تو اس کو اس پر نہ لکھو جب تک وہ اس کو عمل میں نہ لے آئے۔ اور جب وہ اس کو کرلے تو اسکو اسکی مثل لکھو (کم و بیش نہ لکھو) اور اگر وہ اسکو میری خاطر چھوڑ دے، تو اس کو اس کے حق میں نیکی لکھو۔ اور اگر وہ کوئی نیکی کرنے کا ارادہ کرے اور نہ کرے، تو اسکو اسکے حق میں نیکی لکھو اور اگر اسکو کرلے تو اسکو اسکے حق میں دس نیکیوں سے سات سو نیکیوں تک لکھو۔

(باب قول اللہ تعالیٰ : يُرِيدُونَ اَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللّٰهِ)

۲۹۴

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ! فَيَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِيْ يَدَيْكَ! فَيَقُوْلُ: هَلْ رَضِيْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰى يَا رَبَّنَا! وَقَدْ اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ. فَيَقُوْلُ: اَلَا اُعْطِيْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ. فَيَقُوْلُوْنَ يَا رَبَّنَا وَاَيُّ شَيْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا۔

ترجمہ:۔ ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہا، پیغمبر خدا صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالیٰ اہلِ جنت سے کہیگا : اے جنت والو! وہ کہینگے : تیرے ارشاد کی بار بار بجا آوری کے لئے قائم ہیں اور تیرے ارشاد کی فوراً تعمیل کے لئے حاضر ہیں ۔ اور ساری بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے! پھر اللہ تعالیٰ فرمائیگا : کیا تم خوش ہوئے ؟ وہ کہینگے ہم خوش کیوں نہ ہوں پروردگار ہمارے! جبکہ تو نے ہم کو وہ کچھ عطا فرمایا ہے جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا ۔ پھر وہ فرمائیگا : کیا میں تم کو اس سے بھی افضل نہ دوں ؟ اس پر وہ عرض کرینگے : اس سے افضل کونسی شے ہے ؟ پس وہ فرمائیگا : میں تم پر اپنی خوشنودی نازل کرونگا اور اس کے بعد تم سے کبھی ناراض نہ ہونگا ۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

ذات ليلة

كانت إذ ذاك لو أتذكر صحيحا السادسة
و نصف من المساء، و كنت على الفور قد
عدت بعد التنزه المسائية، بعد برهة قصيرة
ماشيا في القاعة رويدا رويدا قد دخلت الغرفة
و افتتحت زرة الكهرباء فعادت الغرفة منورة
بعد ما أدركتها الظلام، ثم خلعت السترة و
قصدت الأريكة معلقا إياها في المعلقة و
بادرت إلى المذاعة التي كانت فوق منضدة
جميلة إلى جانب غربية على مقربة من الجدار
لأنني قد كنت تذكرت أن تلك الساعة مختصة
للأنباء، فعلى كل حال، افتتحت زرة الكهربائية
الأخرى التي تلحق بالمذاعة متكئا على الأريكة
وكنت أطالع في مجلة البرنامج أعني "آواز" فلم
تمض إلا قلائل، حتى بدأت المذاعة تقرأ علينا
الأنباء الداخلية و الخارجية، الاقتصاديه و
السياسيه، العلميه و الزراعيه، على الاختصار
لم تبق بقاع الأرض من مشارقها أو مغاربها إلا

سَمِعْتُ عَنْ اَحْوَالِهَا وَ وَقَائِعِهَا الْحَاضِرَةِ الْخَاصَّةِ وَجِيْزًا.
نَعَمْ! هٰذِهِ الْاِذَاعَةُ كَانَتْ اَوَّلًا فِي اللُّغَةِ الْاِنْكِلِيْزِيَّةِ.
ثُمَّ بَعْدَ هُنَيْهَةٍ اَخَذَتْ تُعَاوِدُ هٰذِهِ الْاَنْبَاءَ بِاَسْرِهَا
فِي اللُّغَةِ الْاُرْدِيَّةِ. اِذْ كَادَتْ اَنْ تَبْلُغَ النِّهَايَةَ
فَاَعْلَنَتْ فِي الْاَخِيْرِ قَائِلَةً اَنَّ هٰذِهِ الْاَنْبَاءَ كُلَّهَا
تُذَاعُ مِنْ مَحَطَّةٍ فُلَانِيَّةٍ وَ هٰذَا هُوَ الْاِخْتِتَامُ وَ
سَوْفَ تَسْمَعُوْنَ مَرَّةً اُخْرٰى عِنْدَ التَّاسِعَةِ وَ رُبْعٍ مِنَ
اللَّيْلِ. بَعْدَ ذٰلِكَ اَخَذَ الْمُعْلِنُ يَقُوْلُ اَنَّ هُنَا
مَحَطَّةُ الْاِذَاعَةِ الْفُلَانِيَّةِ وَ سَتَسْمَعُوْنَ الْغِنَاءَ عَنِ
الْمُوْسِيْقَارِ السَّيِّدَةِ الْفُلَانِيَّةِ وَ تَلُوْهَا صَاحِبُ فُلَانٍ
يَعْزِفُ الْآلَاتَ الطَّرَبَ كَذَا وَ كَذَا. عَلَى الْفَوْرِ تَقَدَّمَتْ
اِلَى الْمِذْيَاعَةِ مُدَوِّرَةً الْاِبْرَةَ مِنْ مَحَطَّةٍ اِلٰى مَحَطَّةٍ
اُخْرٰى لِلْاِذَاعَةِ. وَ لٰكِنْ اَخَذَ مِنِّي الْعَجَبُ كُلَّ مَأْخَذٍ،
عِنْدَ مَا لَمْ اَجِدْ مَحَطَّةً وَاحِدَةً اَيْضًا بِدُوْنِ الْاَغَانِي
وَ بِدُوْنِ عَزْفِ آلَاتِ الطَّرَبِ. فَغَلَّقْتُ الْمِذْيَاعَةَ
غَاضِبًا، لِاَنَّنِي، فِي الْحَقِيْقَةِ، اَحْتَقِرُ الْعَزْفَ كُلَّ
اِحْتِقَارٍ طَبْعًا. نَعَمْ اَللّٰهُمَّ بَعْضُ اَقْرَاصِ الْغَرَامُوفُوْنِيَّةِ،
فَبَعْضَ الْاَحْيَانِ، اَنَا اَسْتَمِعُ اِلَيْهَا مِنْ غَيْرِ شَكٍّ،
عِنْدَ الثَّانِيَةِ وَعَشَرَ فِي النَّهَارِ، وَ لٰكِنْ عَلٰى شَرِيْطَةِ
الْفُرْصَةِ بِالْكُلِّيَّةِ.

عَلَى الْجُمْلَةِ، بَعْدَ هٰذَا دَعَوْتُ الْخَادِمَ قَائِلًا يَا فُلَانُ

يَا فُلَانُ هَاتِ الْعَشَاءَ. ثُمَّ أَنَا جَلَسْتُ فَوْقَ الْأَرِيكَةِ مُتَنَاوِلًا بِيَدِي الْكِتَابَ إِسْمُهُ "The Spirit of Islam" فِي اللُّغَةِ الْإِنْكِلِيزِيَّةِ، بِدُونِ شَكٍّ، هٰذَا الْكِتَابُ جَدِيرٌ بِالْوَصْفِ، الْمُعَرِّي الْخَالِصِ" عَنِ الدِّينِ الْقَيِّمِ، عَلَى الْخُصُوصِ، نَافِعٌ جِدًّا لِلطُّلَّابِ الْإِنْكِلِيزِيَّةِ الَّذِينَ وَلَدُوا بَيْنَ مُهُودِ الْأُمَّهَاتِ الْمُسْلِمَاتِ وَهُمْ يَعْتَنِقُونَ الْإِسْلَامَ أَيْضًا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ عَنْ سُوءِ الْحَظِّ بِعُلُومِ الدِّينِيَّةِ هُمْ فِي غَايَةِ الْإِبْتِعَادِ.

الْآنَ مَا كُنْتُ مُتَجَاوِزًا عَنْ أَرْبَعٍ أَوْ خَمْسِ صَفَحَاتٍ حَتّٰى دَخَلَ الْخَادِمُ فِي الْغُرْفَةِ قَائِلًا! تَفَضَّلُوا يَاحَضْرَةِ بِالْعَشَاءِ الْمَائِدَةُ مُسْتَعِدَّةٌ. فَمِنْ هُنَالِكَ تَرَكْتُ الْكِتَابَ فَوْقَ الْمِنْضَدَةِ وَخَرَجْتُ قَاصِدًا الْغُرْفَةَ الْمَائِدَةَ. عَجَبًا! أَنَّنِي كُنْتُ الْيَوْمَ وَحِيدًا فِي هٰذِهِ الْغُرْفَةِ الْكَبِيرَةِ عَنْ سُوءِ الْحَظِّ، عَلٰى مَائِدَةٍ كَبِيرَةٍ بِهٰذَا الْقَدَرِ.

عَلٰى كُلِّ حَالٍ، بَعْدَ مَا غَسَلْتُ الْيَدَ وَ نَشَّفْتُهَا بِالْمِنْشَفَةِ، تَقَدَّمْتُ الْمَائِدَةَ الْمُضَاءَةَ بِالْكَهْرُبَاءِ وَالْمُتَزَيِّنَةَ بِالْمَلَاعِقِ الصِّغَارِ وَعَدَاهَا مِنَ السَّكَاكِينِ وَالشَّوْكَاتِ النَّظِيفَةِ الْمَصْقُولَةِ، كَانَتِ الْغُرْفَةُ أَيْضًا بِنَفْسِهَا مُتَزَيِّنَةً بِرُسُومٍ شَتّٰى الْعَدِيدَةِ مِنْ أَفَاضِلِ الرِّجَالِ وَبَعْضِ الْمَنَاظِرِ الرَّائِقَةِ مِنْ بِقَاعِ كَشْمِيرَ.

وَ اَمَّا الْحَقِيْقَةُ اَنَّ هٰذِهٖ كُلَّهَا كَانَتْ غَيْرَ مَرْضِيَّةٍ لِلنَّفْسِ،
وَمِنَ الْوَاضِحِ الْجَلِيْلِ اَنَّ الْمَرْءَ سَبَبُ مَرْضَاتِهٖ هُوَ
التَّحَادُثُ وَ الْمُصَاحَبَةُ مَعَ بَعْضِ اَصْدِقَائِهٖ بِدُوْنِ
التَّخْصِيْصِ.

مِنَ الضَّرُوْرِيِّ، اَنَّ الْغُرْفَةَ النَّيِّرَةَ، اَلْمَائِدَةَ الْفَكِهِيَّةَ
الْمُحْتَوِيَةَ عَلٰى مَطَاعِمِ الْمَرْغُوْبَةِ، وَ اَيْضًا بَعْضُ اَنْوَاعٍ
اَنِيْقَةٍ مِنْ اَدَوَاتِ الرَّفَاهِيَةِ۔ هٰذِهٖ كُلُّهَا تُحَمِّسُنِيْ
لِلتَّلَذُّذِ، وَ مَا كَانَ لِيْ اَيْضًا بُدٌّ فِي الْحَقِيْقَةِ بِدُوْنِ
اَنْ اَتَنَاوَلَ الطَّعَامَ مُتَفَكِّهًا وَ اَبْقٰى فَوْقَ الْمَائِدَةِ غَيْرَ
قَصِيْرٍ مِنَ الْمُدَّةِ۔ وَ لٰكِنْ مَعًا بِسُرْعَةٍ تَامَّةٍ قَدْ خَطَرَ
بِبَالِيْ اَنَّ الْآنَ السَّابِعَةُ وَ نِصْفٌ فِي السَّاعَةِ وَهٰذَا
الْوَقْتُ لِلْاِذَاعَةِ مِنْ مَحَطَّةِ رُوْسِيَا اللُّغَةَ الْعَرَبِيَّةَ، فَلَمْ
تَمْضِ الْآنَ اِلَّا بِضْعُ دَقَائِقَ حَتّٰى تَاَخَّرْتُ عَنِ الْمَائِدَةِ
وَ خَاطَبْتُ الْخَادِمَ، غَاسِلًا يَدِيْ بِالصَّابُوْنِ، هَاهُنَا
الْمَائِدَةُ وَ اَنْتَ يَا فُلَانُ!

مَاسِحًا الْيَدَ بِالْمِنْدِيْلِ بِالسُّرْعَةِ قَصَدْتُ غُرْفَةَ
الْاِسْتِقْبَالِ، وَ مَا كِدْتُ الْآنَ اَنْ اَجْلِسَ حَتّٰى اَفْتَحْتُ
زِرَّةَ الْكَهْرَبَاءِ الْمُلْحَقَةَ بِالرَّادِيُوْ، بَعْدَ بُرْهَةٍ قَصِيْرَةٍ
اَخَذْتُ اُدَوِّرُ الْاِبْرَةَ بِقَدْرِ مَا اَمْكَنَنِيْ بِالسُّرْعَةِ حَتّٰى
اِذَا بَلَغْتُ تِسْعَ وَ عَشَرَ مِتْرًا عَلٰى مَوْجَةٍ قَصِيْرَةٍ، فَمِنَ
الْعَجَبِ، اَنَّنِيْ بِدُوْنِ تَمَهُّلٍ قَدْ اَدْرَكْتُ تِلْكَ الْمَحَطَّةَ الَّتِيْ

كُنتُ أُرِيدُ أَعنِي رُوسِيَا وَ كَانَت تُذَاعُ هُنَاكَ وَ قتئِذٍ الأَنبَاءُ فِي العَرَبِيَّةِ فَوَقَفتُ هُنَاكَ وَ تَرَكتُ الإِبرَةَ عَلَى حَالِهَا بِدُونِ تَنقِيصٍ أَوِ زِيَادَةٍ . بَادَرتُ إِلَى مِنضَدَةٍ أُخرَى لِتَنَاوُلِ الكُرَّاسَةِ وَ أَخَذتُ قَلَمَ الحِبرِ بِيَدِي جَلَستُ أَمَامَ الرَّادِيُو عَلَى مَقرُبَةٍ مِنهُ بِسُكُوتٍ تَامٍّ عَلَى الأَغلَبِ، بَقِيَتِ الإِذَاعَةُ إِلَى خَمسَ عَشرَةَ دَقِيقَةً فَأَنَا لَا زِلتُ مُستَمِرًّا مُكِبًّا فَوقَ الكُرَّاسَةِ وَ مُتَوَجِّهًا تِلقَاءَ الرَّادِيُو. مَهمَا أَلقَى المُذِيعُ أَثنَاءَ إِذَاعَتِهِ كَلِمَةً فُصحَى الجَيِّدَةَ عَلَى مِقيَاسٍ أَدَبِيٍّ ، فَعَلَى الفَورِ ، قَد كُنتُ أَضبِطُهَا فِي الكُرَّاسَةِ ، فَهٰكَذَا أَنَا كُنتُ أُبذِلُ جُهُودِي فِي الإِنضِبَاطِ حَتَّى انتَهَتِ الأَنبَاءُ، قَالَ المُذِيعُ مُعلِنًا هُنَا "مَاسكُو" هٰكَذَا أَنتُم تَستَمِعُونَ كُلَّ يَومٍ أَيُّهَا المُستَمِعُونَ الكِرَامُ فِي هٰذَا الوَقتِ مَسَاءً عَلَى مِترٍ فُلَانٍ وَ عَلَى مَوجَةٍ فُلَانِيَّةٍ وَ ذَبذَبَةٍ فُلَانِيَّةٍ. بَعدَ ذٰلِكَ شَرَعَ بَرنَامَجُ المُوسِيقِيَّةِ وَ لٰكِن عَلَى طِرَازٍ رُوسِيٍّ فَمَا أَعجَبَنِي بِالكُلِّيَّةِ، فَغَلَّقتُ المِذَاعَةَ، وَ كَانَت عِندَئِذٍ الثَّامِنَةَ وَ رُبعٌ مِنَ اللَّيلِ . فَاستَحسَنتُ هٰذِهِ الوَقفَةَ وَ قُمتُ لِلصَّلٰوةِ. لِأَنَّنِي كُنتُ عَارِفًا بِهٰذَا أَنَّ بَعدَ قَلِيلٍ أَعنِي بَعدَ نِصفِ سَاعَةٍ أَو بَعدَ سَاعَةٍ إِلَّا رُبعَ ثُمَّ نَلجَأُ مُضطَرًّا إِلَى استِمَاعِ بَرنَامَجِ الإِنكلِيزِيَّةِ مِن هَيئَةِ إِذَاعَةِ البُرِيطَانِيَّةِ. عَلَى الِاختِصَارِ، بَعدَ الفَرَاغِ عَن تَأدِيَةِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ

تَقَرَّبْتُ إِلَى الرَّادِيُو وَكَانَتْ إِذْ ذَاكَ الثَّامِنَةَ وَنِصْفَ تَذَكَّرْتُ بَعْدَ فِكْرٍ قَلِيلٍ، أَنَّ الْآنَ أَيْضًا بَرْنَامِجُ الْإِنْكِلِيزِيَّةِ مِنْ مَحَطَّةِ الْإِذَاعَةِ أَعْنِيْ أُسْتَرَالِيَا (Australia) فَافْتَتَحْتُ الْكَهْرَبَاءَ جَالِسًا فَوْقَ الْكُرْسِيِّ، مَا كِدْتُ الْآنَ أَنْ أَتَّكِأَ حَتَّى أَخَذَتِ الْأَصْوَاتُ تَتَدَفَّقُ خَارِجَةً مِنْ أَجْوَافِ الْمِذْاعَةِ بِأَشَدِّ سُرْعَةٍ، عَلٰى كُلِّ حَالٍ، أَنَا أَيْضًا انْتَبَهْتُ عَلَى الْفَوْرِ مُتَّكِيًا عَلَى الْمِنْضَدَةِ وَأَخَذْتُ أَسْتَمِعُ بِكُلِّ جَوَارِحٍ إِلٰى مَا كَانَ. يُحَدِّثُ صَاحِبُ الْإِذَاعَةِ مِنَ الْأَخْبَارِ الْعَالَمِيَّةِ. لَا رَيْبَ، أَنَّ أَثْنَاءَ هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ الطِّوَالِ مَا وَجَدْتُ جُمْلَةً وَاحِدَةً أَيْضًا الَّتِي تَلِيقُ بِالضَّبْطِ أَوْ تَكُونُ هُنَاكَ رَائِحَةٌ أَدَبِيَّةٌ، وَلٰكِنْ ثُمَّ أَيْضًا بَقِيتُ مُتَوَجِّهًا وِجْهَةَ الرَّادِيُو بِالْكُلِّيَّةِ، حِينَمَا وَجَدْتُ كَلِمَةً نَادِرَةً الَّتِيْ أَنَا كُنْتُ غَيْرَ عَارِفٍ بِهَا، فَعَلَى الْفَوْرِ، كُنْتُ أَضْبِطُهَا فَوْقَ جَبْهَاتِ الْكُرَّاسَةِ، لِكَيْ أَسْئَلَ عَنْ مَعَانِيهَا بَعْضَ أَسَاتِذَةِ الْإِنْكِلِيزِيَّةِ الَّذِينَ كَانُوا مِنْ أَصْدِقَائِيْ ثُمَّ أَحْفَظُهَا جَيِّدَةً، لِتَكُونَ لِيْ حِفْظُ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ خَيْرَ مُسَاعِدٍ فِي اللَّيَالِ الْآتِيَةِ، عَلَى الْخُصُوصِ، عِنْدَ اسْتِمَاعِ الْخُطَبِ مِنْ أَعَاظِمِ رِجَالِ الْأُورُبِّيِّ الَّتِيْ تُذَاعُ مِنْ

مَحَطَّاتِ الإِذَاعَةِ شَتَّى وَاحِدَةً بَعْدَ وَاحِدَةٍ مِنَ الْعَاشِرَةِ إِلَى الثَّانِيَةِ وَ عَشَرَ مِنَ اللَّيْلِ.

اَلْحَاصِلُ، اَنَّنِي هٰكَذَا كُنْتُ اسْتَمِعُ إِلَى بَرْنَامِجِ الْكَلِيزِيَّةِ مُسْتَمِرًّا، تَارَةً الْاَنْبَاءَ الْعَالَمِيَّةَ وَ مَرَّةً اُخْرٰى الْاِنْتِقَادَاتِ عَلَى اَحْوَالِ سِيَاسِيَّةِ الدَّاخِلِيَّةِ وَ الْخَارِجِيَّةِ، حَتّٰى بَلَغَتِ الإِذَاعَةُ مِنْ هُنَا إِلَى اِتْمَامٍ، وَ بَعْدَ بُرْهَةٍ قَصِيرَةٍ، عَلَى الْاَغْلَبِ، هٰذِهِ الْوَقْفَةُ مَا كَانَتْ مُتَجَاوِزَةً عَنْ خَمْسِ دَقَائِقَ، حَتّٰى بَدَأَ بَرْنَامِجُ اٰخَرُ تَلُوهَا مِنْ اَمْرِيكِيَا. هٰذَا اَيْضًا كَانَ بِلُغَةٍ اِنْكِلِيزِيَّةٍ، مِنْ غَيْرِ شَكٍّ، هُنَالِكَ الْقَلْبُ قَدِ امْتَلَأَتْ بِالْفَرَحِ وَ غَايَةَ السُّرُوْرِ وَ بِدُوْنِ مُبَالَغَةٍ لَمْ يَبْقَ لِاِعْجَابِي حَدٌّ، حِينَمَا سَمِعْتُ الْمُذِيعَ الْاَمْرِيكِيَّ، اَنَّهُ يَتَكَلَّمُ بِهٰذَا الْقَدْرِ اللُّغَةَ الْفُصْحٰى وَ بِهٰذَا الْقَدْرِ الْعَظِيمِ هُوَ قَادِرٌ عَلَى لَهْجَةٍ خَالِصَةٍ جَيِّدَةٍ. وَ الْعَجِيبُ اَنَّهُ كَانَ عَالِيَ الصَّوْتِ اَيْضًا بِالشِّدَّةِ.

اَسَفًا! اَيُّهَا الْقُرَّاءُ الْكِرَامُ، لَوْ لَا الْمَخَافَةُ لِضِيقِ الْوَقْتِ فَاَنَا اِسْتَعْرَضْتُ اِلَيْكُمْ اِسْتِعْرَاضًا وَجِيزًا مِنْ مُلَخَّصَاتِ خُطُبَاتِهِ الذَّهَبِيَّةِ وَ مُنْتَقَدَاتِهِ الْقَيِّمَةُ الْمَشْهُوْرَةِ، عَلَاوَةً عَلَى هٰذَا، اَيْضًا اَنَا اَخَافُ اَشَدَّ مَخَافَةٍ طِوَالَةَ الْعِبَارَةِ، فِي الْحَالِ. لِاَنَّنِي اَعْرِفُ اَنَّ بَرْنَامِجَ الْعَرَبِيَّةِ بَاقٍ الْآنَ كُلُّهُ وَ هُوَ اَيْضًا بِنَفْسِهِ

طَوِيْلٌ، وَ لَوْ اَنَّ بَيْنَ جَنْبَيْهِ مُخْتَضِبَةٌ المَنَافِعُ الجُزْئِيَّةُ،
بِدُوْنِ الشَّكِّ، وَ لَا كِذْب، اَنَّ هُنَاكَ غَيْرَ عَدِيْدَةٍ
مِنْ اَحَاسِنِ الرُّمُوْزِ الثَّمِيْنَةِ لِرَغْبَةِ لِعِلْمِ اللُّغَةِ
العَرَبِيَّةِ الجَدِيْدَةِ.

عَلَى الجُمْلَةِ، هٰذَا البَرْنَامَجُ اَىِ الاِنْكِلِيْزِيَّةِ مِنْ
اَمْرِيْكَا قَدْ بَلَغَ الخِتَامَ عِنْدَ العَاشِرَةِ مِنَ اللَّيْلِ. وَ بَعْدَ
دَقِيْقَةٍ وَاحِدَةٍ فَقَطْ، بَدَأَ بَرْنَامَجُ العَرَبِيَّةِ مِنْ
(محطة الاذاعة) اَنْقَرَة وَ هِىَ عَاصِمَةُ تُرْكِيَّا، عَلٰى مِتْر
۳۱ وَ لٰكِنْ هٰذَا البَرْنَامَجُ كَانَ لِاثْنَتَا عَشَرَةَ دَقِيْقَةٍ فَقَطْ،
فَمَا كَانَ شَيْءٌ خَاصٌّ عَدَا تَرْجَمَةِ الخُطْبَةِ الَّتِىْ اَلْقَاهَا
رَئِيْسُ جَمْهُوْرِيَّةِ التُّرْكِيَّةِ صَاحِبُ الفَخَامَةِ عِصْمَت
اِنُوْنُوْ وَ اِنْ لَمْ تَكُنْ هُنَاكَ مُحَاضَرَةٌ اَدَبِيَّةٌ وَ لَا
المَقَالَاتِ الغَرَّاءِ كَانَتْ تَقْرَأُ عَلَيْنَا، ثُمَّ اَيْضًا تَلَقَّيْتُ
غَيْرَ عَدِيْدَةٍ مِنَ الجُمْلَاتِ الرَّائِقَةِ الَّتِىْ تُفِيْدُ فِىْ
كُلِّ الآوِنَةِ عِنْدَ اِنْشَاءِ المَقَالَاتِ اَوْ عِنْدَ اِلْقَاءِ
المُحَاضَرَاتِ فِى اللُّغَةِ العَرَبِيَّةِ بَعْدُ، وَ هٰذَا هُوَ النَّفْعُ
العَظِيْمُ، عِنْدَ ظَنِّىْ، عَلَى الخُصُوْصِ لِطَلَبَةِ اللُّغَةِ
العَرَبِيَّةِ الهِنْدِيِّيْنَ الَّذِيْنَ مَا سَافَرُوْا اِلٰى بِلَادِ العَرَبِيَّةِ
قَطُّ وَ لَا يُمْكِنُهُمْ عَنْ سُوْءِ الحَظِّ اَنْ يُصَاحِبُوْا مَعَ
العَرَبِ عَوَضُ. مُنْذُ يَوْمِ الوِلَادَةِ اِلٰى اَنْ تُغَشِّيَهُمُ اللُّحُوْدُ
فَتَأَمَّلْ اَنْتَ اَيْضًا اَيُّهَا القَارِىْ وَ اَنْتَ اَيْضًا

اَیَّتُھَا الْقَارِئَۃُ ! اَوَ ھٰذَا صَحِیْحٌ کُلُّہٗ اَمْ لَا ۔ اَوَ یَنْفَعُکَ اِسْتِمَاعُ الرَّادِیُو فِیْ ھٰذِہِ السَّبِیْلِ اَعْنِیْ التَّعَلُّمُ اللُّغَۃِ الْعَرَبِیَّۃِ بِدُوْنِ نَفَقَاتٍ عَظِیْمَۃٍ وَ بِدُوْنِ تَمَلُّقٍ شَدِیْدٍ لِرَجُلٍ فُلَانٍ اَوْ سَیِّدَۃٍ فُلَانِیَّۃٍ فَافْعَلْ بِدُوْنِ تَمَھُّلٍ، مَاذَا اَنَا اَفْعَلُ اَیُّھَا الْاَخُ، وَاعْمَلِیْ اَنْتِ اَیْضًا یَا اَیَّتُھَا السَّیِّدَۃُ بِمَاذَا قَرَأْتِ الْاٰنَ وَ بِمَاذَا اَنَا اَدُلُّکِ الْقَرِیْبَ فِیْ عِبَارَۃٍ اٰتِیَۃٍ اِلٰی اَھَمِّ بَرَامِجِ الْعَرَبِیَّۃِ.

(الباقی اٰتی)

ترجمہ :-

ایک رات

اسوقت، اگر مجھے اچھی طرح یاد ہے، توشام کے ساڑھے چھ بجے تھے، اور میں بھی فوراً شام کی سیر کے بعد واپس آیا تھا۔ تھوڑی دیر صحن میں آہستہ آہستہ چہل قدمی کرتے کے بعد، میں کمرہ میں داخل ہوا اور بجلی کا بٹن دبا دیا۔ کمرہ روشن ہوگیا جبکہ بالکل تاریک پڑا ہوا تھا۔ پھر میں نے کوٹ اتارا اور اُسے کھونٹی میں لٹکاتے ہوئے کاؤچ کی طرف بڑھے، اور ریڈیو کی طرف جلدی سے ہاتھ بڑھایا جو مغربی جانب ایک حسین سی میز پر رکھا ہوا تھا دیوار کے قریب۔ اس لئے کہ مجھے یاد آگیا تھا کہ یہ وقت خبروں کے لئے مخصوص ہے۔ بہرحال میں نے کاؤچ پر ٹیک لگاتے ہوئے وہ دوسرا بجلی کا بٹن بھی دبا دیا جو ریڈیو سے ملحق (ملا ہوا) تھا۔ اس حالت میں کہ میں پروگرام کا رسالہ یعنی "آواز" کو دیکھ رہا تھا۔ ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ ریڈیو نے ہمیں اندرونی اور بیرونی خبریں سنانا شروع کر دیں، اقتصادی، سیاسی، علمی، زرعی (وغیرہ وغیرہ)، مختصر یہ ہے کہ زمین کا کوئی چپہ باقی نہیں رہا، خواہ مشرق ہو یا

خرب، مگر اسکے حالات اور خاص خاص واقعات کو مختصر طور پر میں نے سُن لیا۔
ں! یہ اشاعت پہلے پہل تو انگریزی زبان میں تھی اور اسکے محض تھوڑی دیر بعد
ی ریڈیو تمام خبریں اُردو میں دُہرانے لگا۔ جب اختتام کے قریب پہنچا، تو اخیر میں
علان کیا کہ یہ تمام خبریں فلاں اسٹیشن سے نشر کی جارہی ہیں اور یہ آخری خبر ہے' اور
نقریب دوبارہ رات کے سوا نوبجے آپ سنیں گے۔ اس کے بعد اعلان کرنے والے
——— نے کہا، یہ فلاں ریڈیو اسٹیشن ہے' اور اب آپ عنقریب فلاں بیگم سے گانا
سنیں گے، اور اسکے بعد فلاں صاحب فلاں فلاں ساز سنائیں گے۔ (اتنا سنتے ہی)
درا میں ریڈیو کی طرف بڑھا۔ سوئی کو ایک اسٹیشن (میٹر) سے دوسرے ریڈیو اسٹیشن
کی طرف گھماتے ہوئے، لیکن مجھے بیحد تعجب دامنگیر ہوا جس وقت کہ ایک اسٹیشن
بھی بغیر گانے بجانے کے نہ پایا۔ غصہ میں آکر جھنجلا کر میں نے ریڈیو بند کر دیا۔ اسلئے
کہ درحقیقت، میں راگ راگنی کو سخت حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں فطری طور
پر۔ ہاں! بعض وقت دوپہر کو بارہ بجے چند گراموفون ریکارڈ بیشک سُن لیتا ہوں،
لیکن بشرطیکہ مکمل فرصت ہو۔

حاصل کلام، اسکے بعد نوکر کو آواز دی میں نے، فلانے . . . . فلانے، کھانا
لے آؤ۔ پھر میں ایک کتاب ہاتھ میں لیتے ہوئے کاؤچ پر بیٹھ گیا، جس کا نام "سپرٹ
آف اسلام" تھا، انگریزی زبان میں تھی، بے شک یہ کتاب تعریف کے قابل ہے۔
دین قیم یعنی اسلام کا بہترین نچوڑا اور لب لباب ہے۔ خاص طور پر ان انگریزی
طالبعلموں کے لئے بیحد مفید ہے جو مسلم ماؤں کی گود میں پیدا ہوتے اور اسلام کے نام
لیوا بھی ہیں مگر بدقسمتی کہ دینی علوم سے کوسوں دُور پڑے ہوئے ہیں۔ ابھی میں چار
یا پانچ صفحات سے آگے نہیں بڑھا تھا کہ نوکر کمرہ میں یہ کہتا ہوا آیا: جناب عالی!
کھانے کی میز تیار ہے (کھانا چنا جا چکا ہے)، تشریف لائیں تناول فرمائیں۔ بس اتنا

سنتے ہی میں نے کتاب کو میز پر ڈال دیا اور میں نکل کر کھانے کے کمرہ کی طرف بڑھا تعجب تو یہ ہے کہ میں آج بدقسمتی سے اتنے بڑے کمرہ اور اس قدر بڑی میز پر (بالکل) تنہا تھا۔

بہرحال جب میں نے ہاتھ دھویا اور تولیہ سے صاف کر لیا تو دسترخوان کی طرف بڑھا جو بجلی سے روشن تھا، اور چھوٹے بڑے چمچوں، نیز چھری اور کانٹوں سے جو صاف ستھرے اور پالش کئے ہوئے تھے، اُن سے آراستہ تھا۔ بذاتِ خود کمرہ بھی کئی ایک بڑی بڑی ہستیوں کی مختلف تصویروں سے سجا ہوا تھا۔ نیز بعض وادیٔ کشمیر کے دلچسپ مناظر کے (فوٹو بھی) آویزاں تھے۔ لیکن سچ تو یہ ہے کہ یہ ساری دلچسپ کائنات دل کو نہیں بھاتی تھی، اور یہ بالکل واضح ہے، کیونکہ انسان کی مسرّت کا اصل سبب تو دوستوں کی ہم نشینی اور باہمی گفتگو (کا حسین تسلسل) ہے۔

یہ ضروری بات تھی کہ روشن کمرہ، مزہ دار دسترخوان جو خوشگوار کھانوں اور بعض نادر ترین اسباب راحت اور عشرت پر مشتمل ہو، لذت اندوری کی سرگوشی کرے، اور درحقیقت میرے لئے کبھی کوئی چارہ نہ تھا بجز اس کے کہ میں مزے لے کر (اطمینان سے) کھانا کھاتا رہوں اور دیر تک دسترخوان پر بیٹھا رہوں لیکن ساتھ ہی، جلد دل میں آیا کہ اُف .... اُف اس وقت تو گھڑی میں ساڑھے سات بجے ہیں اور روس سے عربی زبان میں نشر کا وقت ہے۔

ابھی صرف چند لمحات گذرے تھے کہ میز سے اُٹھ گیا (پیچھے ہٹ گیا)، ہاتھ صابون سے دھوتے ہوئے نوکر کو مخاطب کیا: فلانے! لو یہ دسترخوان ہے، اور تم (جانو اور تمہارا کام)، ہاتھ کو رومال سے صاف کرتے ہوئے تیزی سے گول کمرہ کا ارادہ کیا۔ ابھی بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ ریڈیو والا بجلی کا بٹن دبا دیا۔ ذرہ سی دیر کے بعد جتنا جلد مجھ سے ہو سکا (ریڈیو کی) سوئی گھمانے لگا

جب میں شورٹ ویو (Short wave) پر ۱۹ میٹر پر پہنچا، تو کچھ عجیب بات رہی، بغیر کسی خاص مہلت کے وہی اسٹیشن جو میں چاہتا تھا اُسے پا لیا یعنی روس (ماسکو)۔ اُس وقت وہاں سے عربی خبریں نشر ہو رہی تھیں۔ بس میں وہیں ٹھہر گیا اور سوئی کو اُسی جگہ پر بغیر کسی گھٹاؤ بڑھاؤ (آگے پیچھے کرنے) کے چھوڑ دیا، اور جلدی سے کاپی اٹھانے کے لئے دوسری میز کی طرف میں بڑھا اور فاؤنٹن پن ہاتھ میں لے کر ریڈیو کے سامنے قریب ہو کر مکمل خموشی کے ساتھ بیٹھ گیا۔ پندرہ منٹ تک خبریں براڈ کاسٹ ہوتی رہیں ریڈیو کی طرف متوجہ ہو کر کاپی پر (خوب دھیان کے ساتھ) جھکا رہا۔ جہاں نشر کرنے والے نے (اپنی آواز کو) نشر کرنے کے درمیان کوئی عمدہ فصیح کلمہ بولا جو ادبی کسوٹی پر پورا ہو، بس فوراً میں اُسے کاپی میں درج کر لیتا تھا۔ ایسا ہی میں ان کلموں کو) نقل کرنے میں کوشش کر رہا تھا کہ خبریں ختم ہو گئیں اور اناؤنسر . . . . نے کہا "یہ ماسکو ہے"۔ سامعین کرام آپ ایسا ہی ہر روز شام کو اسی وقت، فلاں میٹر ——— فلاں ویو (wave) ——— اور فلاں کلو سائیکل ——— پر سنا کریں گے۔ اس کے بعد گانے بجانے کا پروگرام شروع ہو گیا۔ لیکن چونکہ روسی طریقہ پر تھا۔ اس لئے مجھے ذرہ پسند نہ آیا۔ میں نے ریڈیو بند کر دیا۔ اس وقت رات کے سوا آٹھ بجے تھے۔ اس دقیقہ کو میں نے بہتر سمجھا اور نماز کے لئے تیار ہو گیا، اس لئے کہ میں جانتا تھا کہ تھوڑی دیر بعد یعنی آدھ گھنٹہ یا پون گھنٹہ کے بعد پھر B.B.C. سے انگریزی پروگرام سننے کے لئے مجبور ہونا پڑے گا ——— مختصر یہ کہ نماز کی ادائیگی سے فارغ ہو کر پھر ہم ریڈیو کے نزدیک پہنچے۔ اب ساڑھے [illegible] بجے تھے۔ ایک خفیف سے تفکر کے بعد یاد آیا کہ اس وقت بھی آسٹریلیا کے ریڈیو اسٹیشن سے

انگریزی کا پروگرام ہے - میں نے کرسی پر بیٹھے ہوئے بجلی کھول دی - ابھی (کافی پر) ٹیک بھی لگانے نہ پائے تھے کہ ریڈیو سے انتہائی تیزی کے ساتھ آواز اُچھل اُچھل کر باہر آنے لگی - بہرحال، میں بھی فوراً کرسی کی طرف سرنگوں ہوتے ہوئے چوکنا ہو بیٹھا اور ہمہ تن گوش ہو کر (مکمل طور پر) سننے لگا، جو کچھ بھی دنیا کی خبریں نشر کرنے والا انشر کر رہا تھا -

شک نہیں کہ ان تمام باتوں کے سلسلہ میں ایک جملہ بھی ایسا نہیں پایا جو نوٹ کرنے کے قابل ہوتا اُس میں ادب کی بُو ہو - لیکن پھر بھی مکمل طور پر ریڈیو کی طرف متوجہ رہا - جب کوئی نیا لفظ ملتا تھا جو میں نہیں جانتا تھا (غیر مانوس تھا) تو فوراً اُسے کاپی کی پیشانیوں (سرے) پر لکھ لیتا تھا - تاکہ میں اس کا معنی بعض انگریزی پروفیسروں سے جو میرے دوست تھے - اُن سے پوچھ لوں اور اُسے اچھی طرح یاد کر لوں، تاکہ آئندہ راتوں میں انھی الفاظ کا ذہن نشین کر لینا میرے لئے بہترین مددگار ثابت ہو، خاص طور پر یورپین بڑی بڑی ہستیوں کی تقریریں سننے کے وقت، جو مختلف ریڈیو اسٹیشنوں سے یکے بعد دیگرے دس بجے سے لیکر بارہ بجے تک نشر ہوتی رہتی ہیں ——— حاصل کلام یہ ہے کہ میں اسی طرح مسلسل انگریزی پروگرام سنتا جا رہا تھا - کبھی عالمگیر خبریں اور کبھی اندرونی اور بیرونی سیاسی احوال پر تقریریں، یہاں تک کہ یہ انگریزی خبریں بھی درجۂ تکمیل کو پہنچ گئیں - تھوڑی دیر کے بعد، غالباً یہ وقفہ پانچ منٹ سے زیادہ نہ ہو گا - اس کے بعد دوسرا پروگرام امریکہ سے شروع ہو گیا - یہ بھی انگریزی زبان میں تھا - بے شک اس منزل پر آکر، دل فرحت اور انتہائی مسرت سے لبریز ہوا تھا، اور بلا مبالغہ میرے تعجب کی کوئی حد نہیں رہی، جبکہ میں نے امریکی ناشر سے سنا (اور محسوس کیا کہ) وہ اس قدر فصیح زبان بول رہا ہے اور ایسے بہترین

خالص لہجہ (Pronunciation) پر قادر ہے۔ تعجب زیادہ تو یہ تھا
رغضب کا بلند آہنگ (اونچی آواز رکھنے والا) بھی تھا۔
قارئین کرام! افسوس۔ اگر وقت کی تنگی کا خوف نہ ہوتا تو مختصر طور پر
اُس کی زرّیں تقریر اور بیش بہا تنقیدات کا خلاصہ بھی ضرور پیش کرتا۔ علاوہ
ازیں فی الحال عبارت کے بھی طویل ہو جانے کا زیادہ خوف ہے۔ اس لئے کہ مجھے
معلوم ہے کہ عربی کا تمام پروگرام ابھی باقی ہے جو بذاتِ خود (شبِ فرقت کی
طرح) طویل ہے۔ اگرچہ اُس عربی پروگرام کے ذکر میں بھی بے حساب فائدے
پنہاں ہیں۔ بلا شک و شبہ ذرہ جھوٹ نہیں کہ وہاں (اس پروگرام میں)
بھی نئی عربی زبان سیکھنے کے شیدائیوں کے لئے لاتعداد بہترین قیمتی
رموز ہیں۔

حاصل کلام، یہ پروگرام یعنی امریکہ سے انگریزی کی نشریات کے دس بجے
ختم ہوگئی اور صرف ایک منٹ کے بعد "القرہ" سے جو ترکستان کا دارُ
الخلافہ ہے عربی کا پروگرام شروع ہوا، ۳۱ میٹر پر۔ لیکن یہ پروگرام صرف
بارہ منٹ کے لئے تھا۔ اس خطبہ کے ترجمہ کے ماسوا جسے ترکستان
کے صدر عالیجاہ عصمت انونو نے پیش کیا تھا اور کوئی خاص دوسری
چیز نہ تھی۔

اگرچہ یہاں کوئی دلچسپ یا ادبی لکچر نہ تھا، تاہم کئی ایک ایسے
دلچسپ جملے حاصل کئے جو مجھے ہر وقت خواہ مضمون نگاری کا وقت ہو یا عربی
زبان میں لیکچر دینے کا وقت، کام آئیں گے، اور میرے نزدیک یہ سب سے
بڑھ کر فائدہ ہے، خاص ان ہندوستانی عربی زبان کے طلاب کے لئے جنہوں
نے جب سے جنم لیا نہ تو عربی ممالک کا سفر کیا اور نہ بدقسمتی سے قبر کی آغوش

میں پہنچنے تک کوئی امکان ہے کہ انھیں عربوں کی ہم نشینی حاصل ہو۔ پس تو بھی غور کر اے قاری، نیز تو بھی اے قاریہ! کہ آیا یہ (مذکورہ بات) تمام صحیح ہے یا نہیں؟ اس مقصد یعنی بغیر زبردست اخراجات اور لمبی چوڑی چاپلوسی کئے عربی زبان سیکھنے میں ریڈیو کا سننا فائدہ دیگا یا نہیں؟ تو اے (عزیز) بھائی تم بھی وہی کام کرو جو میں کرتا ہوں (یعنی عربی پروگرام کے وقت ریڈیو بلا ناغہ سنو) اور تو بھی اے خاتون عمل کر اس (ہدایت) پر جو ابھی تو نے پڑھا ہے۔ نیز ان باتوں پر جو ابھی عنقریب آنے والی عبارت میں عربی کے اہم پروگرام کی طرف اشارہ کرونگا۔ (باقی آیندہ)

عبدالرشید ایچ۔اے

پروگرام ریڈیو

تک	میٹر	بجے			
۲۰ منٹ	۱۹ اور ۴۸	۷-۳۰	روس	عربی	شورٹ ویو
۳ گھنٹے	۴۴ اور ۴۵	۷-x	شرق ادنیٰ	〃	〃
۲۰ منٹ	۲۹ اور ۳۰	۱۰-x	انقرہ	〃	〃
½ گھنٹے	۱۹ اور ۳۰	۱۰-۳۰	لندن	〃	〃



سُورَةُ يُوسُفَ

مَكِّيَّةٌ

وَهِيَ مِائَةٌ وَّاِحْدٰى عَشَرَ اٰيَةً

وَّاِثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۂ یوسف مکہ میں نازل ہوئی اور وہ

ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کا نام لے کر جو بہت بخشش کرنے والا نہایت مہربان ہے۔

الٓرٰ ۚ کف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝۱

اَلِفْ	لَام	رَا ۱ ؕ کف	تِلْكَ	اٰیٰتُ	اَلْکِتَاب	اَلْ	مُبِیْن
ا	ل	ر	وہ	آیتیں ہیں	کتاب		روشن کی

الف۔ لام۔ را ؕ کف وہ واضح کتاب کی آیتیں ہیں ۔(۱)۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ

۱	اِنَّا	اَنْزَلْنَا	ہٗ	قُرْاٰنًا	عَرَبِیًّا	لَعَلَّ	کُمْ
۱	تحقیق	ہمنے اتارا	اس کو	ایک قرآن	عربی زبان کا	تاکہ	

ہم نے اس (کتاب) کو ایک عربی پڑھنت کے طور پر اتارا تاکہ

تَعْقِلُوْنَ ۝۲ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ

تَعْقِلُوْنَ	۲	نَحْنُ	نَقُصُّ	عَلَیْكَ	اَحْسَنَ	اَلْ	قَصَص
سمجھو	۲	ہم	بیان کرتے ہیں	تجھ پر	بہت اچھا		بیان کرنا

تم سمجھو ۔ (۲) ۔ ہم اس قرآن (یعنی پڑھنت) کو تیری طرف وحی کرکے

بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَ

بِ	مَا	اَوْحَیْنَا	اِلَیْكَ	ھٰذَا	اَلْ	قُرْاٰنَ	وَ
بذریعہ	اسکے کہ	ہمنے وحی کیا	تیری طرف	یہ		قرآن	اور

اچھے سے اچھے طرز بیان میں پیروی کے قابل احوال تجھ کو سناتے ہیں اور

اِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝۳

اِنْ	کُنْتَ	مِنْ قَبْلِ	ہٖ	لَ	مِنَ	اَلْغٰفِلِیْنَ	۳
تحقیق	تھا تو	پہلے	اسکے	البتہ		بیخبروں میں سے	۳

یقیناً تو اس (کے نزول) سے پہلے ان ہی میں سے تھا جو (اس قصے سے) بے خبر ہیں (۳)

إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يٰٓأَبَتِ

إِذْ	قَالَ	يُوسُفُ	لِ	أَبِي	هِ	يَا	أَبَتِ
جب	کہا	یوسف نے	سے	باپ	اسکے	اے	باپ میرے!

جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا : ابا جان! میں نے (خواب

إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ

إِنِّي	رَأَيْتُ	أَحَدَ	عَشَرَ	كَوْكَبًا	وَ	ال	شَمْسَ
تحقیق	میں نے دیکھے	گیارہ		تارے	اور		سورج

میں) گیارہ تاروں کو اور سورج اور چاند کو دیکھا، میں نے

وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سٰجِدِيْنَ ④ قَالَ

وَ	اَلْ	قَمَرَ	رَأَيْتُ	هُمْ	لِ يْ	سٰجِدِيْنَ	قَالَ
اور		چاند	دیکھا میں نے	ان کو	مجھے	سجدہ کرتے	اُسنے کہا

انھیں دیکھا کہ (وہ) مجھ کو سجدہ کر رہے ہیں۔ (۴)۔ (باپ نے) کہا

يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى إِخْوَتِكَ

يَا	بُنَيَّ	لَا	تَقْصُصْ	رُءْيَا	كَ	عَلٰى	إِخْوَةِ
اے	میرے پیارے بیٹے	نہ	بیان کرنا	خواب	تیرا	پاس	بھائیوں کے

میرے عزیز فرزند! اپنا خواب اپنے بھائیوں کو مت سُنا دینا

فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ إِنَّ الشَّيْطٰنَ

كَ	فَ	يَكِيْدُوْا	لَ	كَ	كَيْدًا	إِنَّ	اَلشَّيْطٰنَ
تیرے	کہ	وہ داؤ کرینگے	لئے	تیرے	کوئی داؤ	بتحقیق	شیطان

کہ وہ تجھ سے کوئی چال چل جائیں ؕ بے شبہ شیطان

لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ⑤ وَكَذٰلِكَ

لِ	اَلْ	إِنْسَانِ	عَدُوٌّ	مُبِيْنٌ	۵	وَ	كَذٰلِكَ
کا		انسان	دشمن	کھلا	۵	اور	اسی طرح

انسان کا صریح دشمن ہے۔ (۵)۔ اور ایسے ہی

يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ

يَجْتَبِي	كَ	رَبُّ	كَ	وَ	يُعَلِّمُ	كَ	مِنْ تَأْوِيلِ
برگزیدہ کریگا	تجھ کو	رب	تیرا	اور	تعلیم کریگا	تجھ کو	تعبیر

تیرا رب تجھ کو چن لیگا، اور تجھ کو باتوں کے نتیجہ نکالنے کا

الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَ

اَلْ	أَحَادِيثِ	وَ	يُتِمُّ	نِعْمَةَ	هُ	عَلَيْكَ	وَ
	باتوں کی	اور	پوری کریگا	نعمت	اپنی	تجھ پر	اور

علم دیگا اور تجھ پر اور یعقوب کے خاندان پر اپنی نعمت پوری

عَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ

عَلَىٰ	آلِ	يَعْقُوبَ	كَمَا	أَتَمَّ	هَا	عَلَىٰ	أَبَوَيْكَ
پر	خاندان	یعقوب	جیسا کہ	اُسنے پوری کی	وہ	پر	دو باپوں تیرے

کریگا جیسا کہ اس سے پہلے تیرے دو دادوں ابراہیم اور

مِنْ قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ

مِنْ	قَبْلُ	إِبْرَاهِيمَ	وَ	إِسْحَاقَ	إِنَّ	رَبَّكَ	عَلِيمٌ
	اس سے پہلے	ابراہیم	اور	اسحاق پر	بیشک	رب تیرا	علم والا

اسحاق پر پوری کی ۔ بیشک تیرا رب بڑا دانا حکمت والا

حَكِيمٌ ﴿٦﴾ لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ

حَكِيمٌ	٦	لَ قَدْ	كَانَ	فِي میں	يُوسُفَ	وَ	إِخْوَةِ
حکمت والا ہے	٦	البتہ	ہیں		یوسف	اور	بھائیوں میں

ہے۔ (٦) ۔ بیشک یوسف اور اسکے بھائیوں (کے احوال) میں

آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ ﴿٧﴾ إِذْ قَالُوا

هِ	آيَاتٌ	لِ	اَلْ	سَائِلِينَ	٧	إِذْ	قَالُوا
اس کے	نشانیاں	لیے		پوچھنے والوں کے	٧	جب	انھوں نے کہا

پوچھنے والوں کے لیے کئی نشانیاں ہیں۔ (٧) جب انھوں نے کہا

ع ١ ١١

لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا

لَ	يُوْسُفُ	وَ	اَخُوْ	هُ	اَحَبُّ	اِلٰى اَبِىْ	نَا
البتہ	یوسف	اور	بھائی	اسکا	بہت پیارے ہیں	باپ کو	ہمارے

یوسف اور اس کا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے بہت پیارے ہیں

مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۭ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ

مِنْ نَا	وَ	نَحْنُ	عُصْبَةٌ	اِنَّ	اَبَا	نَا	لَ
ہم سے	اور	ہم ہیں	زبردست جماعت	بے شبہ	باپ	ہمارا	

حالانکہ ہم ایک طاقتور جماعت ہیں یقیناً ہمارا باپ ایک کھلی

ضَلٰلٍ مُّبِيْنِۨ (٨) اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ

فِیْ میں	ضَلٰلِ	مُبِيْنٍ	۸	اُقْتُلُوْا	يُوْسُفَ	اَوْ	اِطْرَحُوْ
	غلطی پر ہے	صریح	۸	مار ڈالو	یوسف کو	یا	پھینک دو

غلطی پر ہے ۔ (۸) ۔ یوسف کو مار ڈالو یا کسی جگہ

اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ

هُ	اَرْضًا	يَخْلُ	لَ لئے	كُمْ	وَجْهُ	اَبِىْ	كُمْ
اسکو	کسی زمین میں	خالی رہ جائے		تمہارے لئے	رخ	باپ کا	تمہارے

پھینک آؤ، تمہارے باپ کا رُخ تمہارے لئے خالی ہو جائیگا

وَتَكُوْنُوْا مِنْ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ (٩)

تَ	تَكُوْنُوْا	مِنْ	بَعْدِ	هٖ	قَوْمًا	صٰلِحِيْنَ	۹
اور	ہو جانا		پیچھے	اسکے	لوگ	نیک	۹

اور اس کے بعد تم لوگ بھلے رہو گے۔ (۹)۔

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ

قَالَ	قَآئِلُ	مِنْهُمْ	لَا	تَقْتُلُوْا	يُوْسُفَ	وَ اَلْقُوْ	هُ
کہا	ایک کہنے والے	انمیں سے	مت	قتل کرو	یوسف کو	اور ڈال دو	اسکو

ان میں ایک کہنے والا بولا: یوسف کو جان سے نہ مارو، اور اگر

فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ یَلْتَقِطْهُ بَعْضُ

فِیْ میں	غَیٰبَۃ	اَلْ	جُبّ	یَلْتَقِطْ	ہٗ	بَعْضُ	اَلْ
	تہ میں		کوئیں کی	نکال لے جائے	اسکو	کوئی	

کچھ کرنا ہی ہے تو اس کو اندھیارے کوئیں میں ڈال دو، کوئی راہگیروں

السَّیَّارَةِ اِنْ کُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ ⑩ قَالُوْا یٰۤاَبَانَا

سَیَّارَۃ	اِنْ	کُنْتُمْ	فَاعِلِیْنَ	۱۰	قَالُوْا	یَا	اَبَانَا
مسافر	اگر	ہو تم	کرنے والے	۱۰	انھوں نے کہا	اے	ہمارے باپ

کا قافلہ اس کو نکال لے گا ۔ (۱۰) ۔ (اس صلاح کے بعد) انھوں نے کہا

مَالَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ وَاِنَّا

مَا	لَ کَ	لَا	تَاْمَنُ	نَا	عَلٰی پر	یُوْسُفَ	وَ اِنَّا
کیا ہے	تجھ کو	نہیں	تو اعتبار کرتا	ہمارا	[illegible]	یوسف پر	اور ہم تو

باوا جان! کیا بات ہے کہ آپ یوسف پر ہمارا اعتبار نہیں کرتے حالانکہ

لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ⑪ اَرْسِلْهُ مَعَنَا

لَهٗ	لَ	نَاصِحُوْنَ	۱۱	اَرْسِلْ	ہٗ	مَعَ	نَا
اسکے		خیرخواہ ہیں	۱۱	بھیج	اسکو	ساتھ	ہمارے

ہم اسی کا بھلا چاہ رہے ہیں ۔ (۱۱) ۔ کل اسکو ہمارے ساتھ بھیجدیجئے

غَدًا یَّرْتَعْ وَیَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ

غَدًا	یَرْتَعْ	وَ	یَلْعَبْ	وَ	اِنَّا	لَ کو	ہٗ
کل	چرے	اور	کھیلے	اور	ہم		اسکے

(وہاں) وہ چریگا اور کھیلے گا اور ہم اسکی پاسبانی کرتے

لَحٰفِظُوْنَ ⑫ قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْۤ

لَ	حَافِظُوْنَ	۱۱	قَالَ	اِنَّ	یْ	لَ یَحْزُنُ	نِیْ
	پاسبان ہونگے	۱۱	کہا			غم میں ڈالتا ہے	مجھے

رہینگے ۔ (۱۱) ۔ (یعقوب ؑ نے) کہا: بات تو یہ ہے کہ تمہارا اسکو

أَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَأَخَافُ أَنْ يَّأْكُلَهُ

أَنْ	تَذْهَبُوْا	بِ	هٖ	وَ	أَخَافُ	أَنْ	يَأْكُلَ
کہ	تم جاؤ	لیکر	اس کو	اور	میں ڈرتا ہوں	کہ	کھا جائے

اپنے ساتھ لے جانا میرے غم کا باعث ہوگا اور مجھ کو اسکا بھی ڈر ہے کہ

الذِّئْبُ وَأَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾

هُ	اَلْ	ذِئْبُ	وَ	اَنْتُمْ	عَنْ	هُ	غٰفِلُوْنَ
اسکو		بھیڑیا	اور	تم		اس سے	بے خبر ہو

بھیڑیا اس کو کھا جائے اور تم اس سے غافل رہو - (۱۳) -

قَالُوْا لَئِنْ أَكَلَهُ الذِّئْبُ

۱۳	قَالُوْا	لَ	اِنْ	اَكَلَ	هُ	ال	ذِئْبُ
۱۳	انھوں نے کہا		اگر	کھا جائے	اسکو		بھیڑیا

انھوں نے کہا: ہمارے مضبوط جتھے کے ہوتے سوتے اگر

وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّا إِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

وَ	نَحْنُ	عُصْبَةٌ	اِنَّا	اِذًا	لَ	خٰسِرُوْنَ	۱۴
اور	ہم ہیں	ایک پورا گروہ	ہم	تب تو	خسارے کے	مارے ہیں	۱۴

بھیڑیا اسکو کھا جائے تو ہمارا تو ہونا ہی اکارت ہوا - (۱۴) -

فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْا اَنْ

فَ	لَمَّا	ذَهَبُوْا	بِ	هٖ	وَ	اَجْمَعُوْا	اَنْ
پھر	جب	وہ گئے	لیکر	اسکو	اور	انھوں نے ٹھہرالیا	کہ

پھر جب وہ اسکو لے گئے، اور اسکو اندھے کوئیں میں

يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ

يَجْعَلُوْا	هُ	فِيْ غَيٰبَتِ	الْجُبِّ	وَ	اَوْحَيْنَا	اِلٰى هِ
ڈال دیں	اسکو	تہ میں	کوئیں کی	اور	ہمنے اشارہ کیا	اسکو

ڈال دینے کی ٹھان لی (تو انھوں نے ایسا ہی کیا) اور ہمنے اسکو وحی

لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَ

لَ	تُنَبِّئَنَّ	هُمْ	بِ	اَمْرِ	هِمْ	هٰذَا	وَ
ضرور	تو جتلائیگا	ان کو		معاملہ	ان کا	یہ	اور

بھیجی کہ ضرور (ایک وقت ایسا آئیگا کہ) تو انکو انکا یہ معاملہ جتلائیگا اور وہ

هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً

هُمْ	لَا	يَشْعُرُوْنَ	وَ	جَآءُوْا	اَبَا	هُمْ	عِشَآءً
وہ	نہ	جانتے	اور	وہ آئے	باپ کے پاس	اپنے	اندھیرا ہوتے

جانتے بھی نہ ہونگے۔ (۱۵) — اور وہ عشا کے وقت اپنے باپ کے پاس

يَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ

يَبْكُوْنَ	۱۶	قَالُوْا	يَا	اَبَانَا	اِنَّا	ذَهَبْنَا	نَسْتَبِقُ
روتے	۱۶	انھوں نے کہا	اے	ہمارے باپ	تحقیق	لگے	دوڑ کی بازی لگانے

روتے ہوئے آئے۔ (۱۶)۔ کہنے لگے: اے باپ ہمارے! ہم تو دوڑ کے مقابلے

وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ

وَ	تَرَكْنَا	يُوْسُفَ	عِنْدَ	مَتَاعِ	نَا	فَ	اَكَلَ
اور	چھوڑا ہمنے	یوسف کو	پاس	سامان کے	اپنے	تو	کھا لیا

لگ گئے اور یوسف کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑ گئے تھے، اتنے میں بھیڑیا

الذِّئْبُ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا

هُ	ال	ذِئْبُ	وَ	مَا	اَنْتَ	بِ مُؤْمِنٍ	لَ نَا
اسکو		بھیڑیئے نے	اور	نہیں	تو	اعتبار کرنیوالا	ہمارا

اسکو کھا گیا، اور تجھ کو تو ہماری بات کا یقین ہی نہ آئیگا

وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ

وَلَوْ	كُنَّا	صَادِقِيْنَ	۱۷	وَ	جَآءُوْ	عَلٰى	قَمِيْصِهٖ
اگرچہ	ہم ہوں	سچ ہی بولتے	۱۷	اور	وہ آئے	پر	اسکے کرتے

گو ہم سچے بھی ہوں۔ (۱۷) — اور وہ اس کے کرتے پر

استاد کی امداد کے بغیر

عربی سکھا دینے والی کتابیں

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
معلم العربیہ	عہ	خزینۃ العلوم حصہ اول مجلد	عہ۴ر
مدرس العربیہ	عہ۸ر	لغات القرآن	۱۰ر
عربی ٹیچر	عہ	لغات القرآن عزیزی	۴ر
عربی کا معلم جدید حصہ اول	۱۴ر	مصباح القرآن 〃	عہ۸ر
〃 〃 دوم	۱۴ر	عربی بول چال حصہ اول	۱۴ر
کلید 〃 〃 اول	۵ر	〃 〃 〃 دوم	۱۴ر
〃 〃 〃 دوم	۵ر	کتاب الصرف	۱۴ر
کلام عربی حصہ اول	۱۰ر	کتاب النحو	۱۰ر
〃 〃 دوم	۱۰ر	قوانین عربی	۱۲ر
ترجمان القرآن جلد اول، دوم، سوم، چہارم، پنجم، ششم ہدیہ فی جلد	عہ	اردو عربی ترجمہ	عہ۸ر
〃 جلد ۲۹ و ۳۰	عہ	الصحیفۃ الاولیٰ	
ہدایت العربیہ	عا	〃 الثانیہ	
اساس عربی	عا	〃 الثالثہ	ہر چہار حصہ
اللغات والامثال	عا	〃 الرابعہ	عہ۸ر
		الدروس العربیہ حصہ اول	عہ۸ر

ملنے کا پتہ: مکتبہ علمیہ مدرسۃ البنات جالندھر شہر

مفید کتابیں

کتاب	قیمت
نقشِ وفا: از حضرت نواب صدر یار جنگ بہادر و علیا بیگم ″ ″	۶ ر
محمد اور عورت ذات	۳ ر
اظہار حق: تفسیر سورۂ والتین	۶ ر
ہمارے اعمال اور انکی قدر وقیمت	۲ ر
الناموس المفصل: تفسیر سورۂ مزمل	۴ ر
نور الحق: تفسیر سورۂ علق مع ضمیمہ	۳ ر
اصل الاصول اہلِ حدیث و اہلِ قرآن کے مناظرہ پر محاکمہ	۶ ر
سمجھ اچھی کہ بے سمجھی:	۱ ر
ارشادات القرآن	۸ ر
تندرستی ہزار نعمت	۵ ر
الاحسان: تصوف کا بیان	۸ ر
لالۂ صحرا نظم: از پروفیسر محمد اکبر منیر	۴ ر
جبریل و ابلیس ″ ″	۴ ر
اتاترک	۲ ر
شانِ اردو	۶ ر
نماز بلادِ اسلامیہ میں	۲ ر
سرِّ دلبراں: قابل دید	۳ ر
مقتولِ بے حجابی	۱ ر
قواعدِ عربی حصہ اول علم صرف	۱۲ ر
عروسِ غربت: ایم - ایم اسلم	۴ عہ
بقائے دوام: ″ ″ ″	۶
انتقام: ″	۳
پیمانِ وفا: ″	۵ ر
خطِ تقدیر: ″	۶ ر
غزال: ″	۱۰ ر
ساربان: ″	۴ ر
چار سہیلیاں: ″	عہ
بڑی بی: ″	۱۲ ر
نورِ ہدایت: ″	۴ ر
دریائے وحدت: قرآن شریف آیات اور گرنتھ کے شبدوں کی یکرنگی	۱۲ ر
الفوز الکبیر: فتح الخبیر فارسی	۸ ر

ملنے کا پتہ: منیجر مکتبہ انجمن اشاعت اسلام - دار القرآن جالندھر شہر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۵۵

پیام اسلام

جالندھر شہر

تعلیمی صحیفہ

فروری سنہ ۱۹۳۶ء

مدیر: محمد احمد خان اکبر

قواعد

۱۔ رسالہ ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے۔

۲۔ رسالہ نہ پہنچنے کی اطلاع اسی مہینے کی بیسویں تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے، ورنہ رسالہ بشرط موجودگی قیمت پر ملیگا۔

۳۔ چندہ سالانہ ۳ ے ر۔ فی پرچہ ۴ ر

۴۔ اشتہارات کی اُجرت کا تصفیہ منیجر سے بذریعہ خط و کتابت کرنا چاہیئے۔

جنرل برقی پریس ریلوے روڈ جالندھر شہر میں چھپکر
باہتمام محمد احمد خاں ذاکر پرنٹر پبلشر کے اہتمام سے دارالقرآن سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیام اسلام

جالندھر شہر

جلد ۱۷ | فروری ۱۹۳۶ء صفر ۱۳۶۵ھ | نمبر ۲

ذاتَ لَیلَۃٍ

(جناب مولٰنا عبدالرشید صاحب ایم۔ اے)

(سلسلہ کے لئے دیکھو پیام اسلام ماہ جنوری ۱۹۳۶ء)

لا تَنسَوْنَ أیُّھا القُرَّاءُ الکِرام! أنَّ بِمِثلِ ھٰذا
الأُستاذِ الشَّفِیقِ العَطُوفِ لا تَجِدُوْنَ أبَدًا دائمًا
عَلیٰ وَجْہِ الأرضِ وَ لا فِی الأجوَاءِ السَّمائِیَّۃِ۔ ھٰذا
ھُوَ یُعَلِّمُکُمُ اللُّغَۃَ۔ ھٰذا ھُوَ یُلقِی إلَیکُمُ الخُطَبَ وَ
المُحاضِراتِ۔ ھٰذا ھُوَ یَقْرَءُ عَلَیکُمْ أنباءَ العالَمِیَّۃِ
بِأسرِھا۔ ھٰذا ھُوَ یَدُلُّکُمْ تَمامَ إدلالٍ إلیٰ أحوالِ
السِّیاسِیَّۃِ الخارِجِیَّۃِ وَالدّاخِلِیَّۃِ۔ ھٰذا ما ھُوَ یُحَدِّثُ

بَاحِثًا عَنْ بَعْضِ اَسْبَابٍ خَفِيَّةٍ مِنَ الرُّقِيَّاتِ الْبَاهِرَةِ فِي مَصْلَحَةِ الزِّرَاعِيَّةِ اَوِ الْعِلْمِيَّةِ مِنَ الطَّبْعِيَّاتِ. وَ غَيْرِ ذٰلِكَ اَيْضًا مِنَ الْمَبَاحِثِ الْقَيِّمَةِ الذَّهَبِيَّةِ الَّتِيْ خَارِجَةٌ عَنِ الْاِحْصَاءِ عَلٰى وَجْهٍ بَسِيْطٍ مَخَافَةً لِسَعَةِ لِلْمَقَالِ وَضَيْقًا لِلْوَقْتِ، نَعَمْ! لَقَدْ فَاتَنِيْ اَنْ اَدُلَّكَ اِلٰى اَمْرٍ ضَرُوْرِيٍّ، وَ هُوَ اَنَّ هٰذِهٖ كُلَّهَا الَّتِيْ ذَكَرْتُ الْآنَ، بِدُوْنِ كَدٍّ وَصُعُوْبَاتٍ شَاقَّةٍ بِلَا شَكٍّ، هُوَ الْمُعَلِّمُ اَعْنِي الرَّادِيُوْ يَقْرَأُ عَلَيْكُمُ الدُّرُوْسَ مِنَ الْبِدَايَةِ اِلَى النِّهَايَةِ وَ اَنْتُمْ مُتَّكِئُوْنَ عَلَى الْاَرَائِكِ وَ بَعْضَ الْاَحْيَانِ اَنْتُمْ تُصْغُوْنَ اِلَيْهِ وَ مَعَ اَنَّكُمْ عَلٰى فِرَاشِكُمُ اللَّيِّنَةِ. اَوْ هٰكَذَا يُمْكِنُ عِنْدَ مُعَلِّمٍ اٰخَرَ مِنَ الْمَدَارِسِ اَوِ الْكُلِّيَاتِ اَيُّهَا الْقُرَّاءُ؟ كَلَّا.

بَلْ عَلَى الْخِلَافِ، اِذَا فَعَلْتُمْ هٰكَذَا عِنْدَ اَسَاتِذَتِكُمُ الْمَذْكُوْرِيْنَ اَوْ بَعْضِ الْمُعَلِّمَاتِ الْفَاضِلَاتِ، فَبِدُوْنِ اَدْنٰى مِنْ شَكٍّ، هُمْ يَضْرِبُوْنَكُمْ ضَرْبًا فَجِيْعًا، وَ اِنْ لَمْ يَجِدُوا الْاِسْتِطَاعَةَ، فَعَلَى الْاَقَلِّ، يُصْبِحُوْنَ غَيْرَ مَرْضَاةٍ وَ يَحْتَقِرُوْنَكُمْ كُلَّ اِحْتِقَارٍ، وَ لَا يَوَدُّوْنَ عَلَى الْاِطْلَاقِ، اَنْ يَقْرَؤُا عَلَيْكُمُ الدُّرُوْسَ اَوْ يَنْظُرُوْا اِلَيْكُمْ بِنَظْرَةٍ مَرْضِيَّةٍ — فِي الْحَقِيْقَةِ عَلٰى سَبِيْلِ الْاِحْتِرَامِ، هٰذِهٖ كُلُّهَا صَحِيْحٌ اَيْضًا عَلَى الْخُصُوْصِ لِمَنْ خُلِقَ اِنْسَانًا وَ اَصْبَحَ مُكَلَّلًا بِاَشْرَفِ الْخَلَائِقِ بَيْنَ اَجْوَاءِ الْعَالَمِ. وَ

هٰذِهٖ بِعَيْنِهَا مِنْ مُعْتَقَدَاتِىْ ، مَعَ هٰذَا اَنَّنِىْ مُتَقَدِّمٌ فِى الْحَالِ اِلٰى رَصِيْفٍ اٰخَرَ ۔

مَعْذِرَةً يَا اَيُّهَا الْاَفَاضِلُ تَبَعَّدْتُ قَلِيْلًا عَنِ الْغَايَةِ الْاَصْلِيَّةِ فَهَا اَنَا اَرْجِعُ الْاٰنَ ، عَلٰى كُلِّ حَالٍ ، عِنْدَ مَا بَلَغَتِ الْخِتَامَ اَنْبَاءُ الْعَرَبِيَّةِ مِنَ الْقَرَاءَةِ فَبَعْدَ دَقِيْقَةٍ اَوْ دَقِيْقَتَيْنِ هٰذِهِ الْخُطْبَةُ الْمَذْكُوْرَةُ لِصَاحِبِ الْفَخَامَةِ عِصْمَتْ اِنُوْنُوْ قَدْ تَرَدَّدَتْهَا ، اِحْدٰى سَيِّدَةٌ فِى اللُّغَةِ الْفَارِسِيَّةِ اَيْضًا قَدْ زَادَتْ بَعْضَ اَنْبَاءِ الدَّاخِلِيَّةِ مِنْ تُرْكِيَا ۔ بَعْدَ عِشْرِيْنَ مِنْ دَقِيْقَةٍ قَدِ انْتَهَتْ هٰذِهِ الْاِذَاعَةُ اَيْضًا ۔ دَوَّرْتُ الْاِبْرَةَ اَقَلَّ قَلِيْلٍ اَعْنِىْ مِتْرًا وَاحِدًا فَقَطْ فَاِذَنْ سَمِعْتُ دَقَّ الْجَرَسِ مَعَ غَايَةِ الْوَضَاحَةِ ۔ ظَنَنْتُ بِلَا مِرْيَةٍ ، كَاَنَّ هُنَا سَاعَةً كَبِيْرَةً فِىْ غُرْفَتِىْ وَهِىَ تَدُقُّ مَرَّةً بَعْدَ اُخْرٰى ۔ فَمِنْ هُنَالِكَ اَنَا اَخَذْتُ اُعِدُّ مَعَ غَايَةِ تَيَقُّظٍ بَعْدَ مَا بَلَغَتِ الْخَامِسَةُ ۔ سَمِعْتُ صَوْتًا عَالِيًا وَهُوَ يَقُوْلُ " هُنَا لَنْدَنْ " ۔

فَوَ اللّٰهِ ، لَمْ يَبْقَ حَدٌّ لِاِعْجَابِىْ ، ذٰلِكَ الْحِيْنَ وَبَقِيْتُ مُتَحَيِّرًا فِىْ هٰذَا ، بِهٰذَا الْقَدْرِ غَايَةِ الْاِبْتِعَادِ وَالْمَسَافَةِ الطَّوِيْلَةِ بَيْنِىْ وَبَيْنَ لَنْدَنْ وَبِقَدْرِ هٰذَا الصَّوْتِ الْعَالِىْ الْوَاضِحِ ۔ فَسُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْمُقْتَدِرِ ۔

بِالْاِخْتِصَارِ ، اَلْاٰنَ حَانَتِ الْاٰوِنَةُ الْاَصْلِيَّةُ الَّتِىْ

كُنْتُ أَتَرَقَّبُ لِتَحِيَّتِهَا مِنْ لَحْظَةٍ إِلَى لَحْظَةٍ مَعَ غَايَةِ الِاضْطِرَابِ، مُتَّصِلاً بِهٰذَا رَجُلٌ، كَانَ عَلَى الْأَغْلَبِ مِنْ بِلَادٍ عَرَبِيَّةٍ حَيَّى بِتَحِيَّةٍ مُبَارَكَةٍ - الْمُسْتَمِعِيْنَ الْكِرَامَ، ثُمَّ أَلْقَى أَمَامَ النَّادِيْوِ (جہاز) أَهَمَّ بَرَامِجِ الْأُسْبُوْعِيَّةِ مِنَ اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ، وَعَدَّدَ أَسْمَاءَ الْمُوسِيْقَارِ وَالْمُذِيْعِيْنَ أَيْضًا، دَالًّا إِلَى أَهَمِّ الْمَوَاضِيْعِ الْآتِيَةِ مَثَلاً عبدالرحمن اعظم بيگ، وعبد الفتّاح سفير مصر هُمَا يُلْقِيَانِ الْخُطْبَةَ عَلَى مَوْضُوْعِ فُلَانٍ وَيَوْمَ كَذَا وَكَذَا ــ رقيب فتحى احمد - عبدالعزيز عتيق، سليمان اعظمى هٰؤُلَاءِ يَقْرَءُوْنَ الْمَقَالَاتِ تَحْتَ عُنْوَانِ فُلَانٍ وَيَوْمَ فُلَانٍ وَالسَّاعَةِ الْفُلَانِيَّةِ. عَلَى هٰذَا الْقِيَاسِ أَتَمَّ الْبَرْنَامِجَ كُلَّ إِتْمَامٍ مَعَ غَايَةِ الْوَضَاحَةِ، حَتّٰى أَعَادَ الْبَرْنَامِجَ ثَانِيًا أَيْضًا لِسُهُوْلَةِ الْمُسْتَمِعِيْنَ. ثُمَّ تَلَى رَجُلٌ عِدَّةَ آيَاتٍ مُبَيِّنَاتٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ بِلَهْجَةٍ خَاصَّةٍ مِصْرِيَّةٍ مَعَ غَايَةِ الصَّوْتِ الْعَالِي وَلَحْنٍ طَيِّبٍ، فَاسْتَمَعْتُ إِلَيْهِ بِكُلِّ جَوَارِحٍ وَغَايَةِ الْهُدُوْءِ.

لَا تَتَعَجَّبْ، أَيُّهَا الْقَارِئُ! لَسْتُ أَنَا وَحِيْدًا هٰكَذَا فَقَطْ، بَلِ اللّٰهُ وَحْدَهُ يَعْلَمُ تَمَامَ الْعِلْمِ، أَنَّ أَجْوَاءَ الْغُرْفَةِ أَيْضًا صَارَتْ مُتَأَثِّرَةً عِنْدَمَا تُلِيَ الْقُرْاٰنُ الْحَكِيْمُ وَقَدْ خَيَّمَ السُّكُوْنُ عَلَى كُلِّ حَالٍ، بَعْدَ ذٰلِكَ حَضْرَتْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَتِيْقٍ قَرَأَ مَقَالَةً تَحْتَ عُنْوَانِ

* جغرافيا حبذا الماضى الجميل على ...

اِتِّجَاهَاتُ الْجَدِيْدَةُ فِي الشِّعْرِ الْعَرَبِي" يَأْخُذُ النَّمَاذِجَ قَلِيْلَةً قَلِيْلَةً مِنْ دَوَاوِيْنِ الشُّعَرَاءِ لَا مِنَ الْجَاهِلِيِّيْنَ اَوِ الْمُخَضْرَمِيْنَ بَلْ مِنَ الْاَزْمِنَةِ الْجَدِيْدَةِ مَثَلًا مِنْ دِيْوَانِ شَوْقِي بِك اَوْ مِنْ دِيْوَانِ حَافِظ وَغَيْرُهُمَا مِنْ اَعَاظِمِ الشُّعَرَاءِ الَّذِيْنَ خَطَوْا خُطْوَةً جَدِيْدَةً فِي الْجَوِّ الْاَدَبِي، فَاَوَّلًا حَضْرَت الْاَدِيب عبد العزيز عتيق قَرَأَ بَعْضَ حِصَصِ الْقَصَائِدِ عَلٰى حَضَرَاتِ الْمُسْتَمِعِيْنَ مِنْ كُلِّ شَاعِرٍ، عَلٰى سَبِيْلِ الْاِنْفِرَادِ، لَوْ اَحَسَّ ضَرُوْرَةً لِشَرْحِ الْمَقَالِ فَيَشْرَحُهُ اَيْضًا وَهٰكَذَا جَرٰى نَحْوَ اثْنَتَيْ عَشَرَةَ دَقِيْقَةً۔

بَعْدَ ذٰلِكَ نَحْوَ خَمْسٍ مِنْ دَقَائِقَ، سَيِّد محمد ابراهيم زَيْنُ الدِّيْن وَ سيد سَامِي طٰه قَدْ تَكَلَّمَا مِثْلَ الْمُحَادِثَةِ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ، عَلٰى اَحْوَالِ الْمُؤْتَمَرَاتِ الَّتِيْ انْعَقَدَتِ الْحَالَ وَ اَيْضًا كَانَتْ مُنْعَقِدَةً قَبْلُ، لَا شَكَّ، اَنَّ هٰذِهِ الْمُحَادَثَةُ كَانَتْ فَقَط لِلدِّعَايَةُ الْكَاذِبَةُ مِنْ جَانِبِ الْحُكُوْمَةِ، فَلِهٰذَا السَّبَبِ، لَا اُرِيْدُ التَّحَدُّثَ عَنْهَا فِي هٰذِهِ الْمَقَالَةِ الْعِلْمِيَّةِ، وَ اَنَا اَيْضًا، بِلَا مِرْيَةٍ قَدْ سَمِعْتُ هٰذِهِ كُلَّهَا مَعَ الْقَلْبِ الصَّافِي بِدُوْنِ عُبُوْسٍ اَوْ اَيِّ اِضْطِرَابٍ وَ تَيَقَّنْتُ بَعْدَ الْفَرَاغِ اَنَّ هٰذِهِ اُحْبُوْلَةُ الْخِدَاعِ مُطْلَقًا وَ مَكِيْدَةٌ جَمِيْلَةٌ مِنْ غَيْرِ اَدْنٰى شَكٍّ، الَّتِيْ تَعْرِضُ اَمَامَ الْعَرَبِ السَّاذِجِ وَ هُوَ عَنْهَا غَافِلُوْنَ كُلَّ غَفْلَةٍ۔ عَلٰى كُلِّ حَالٍ، لَسْتُ اَنَا الْآنَ بِبَاحِثٍ عَنْ

أحوالهم السياسية ولا عن المستقبل. أو بهذا الطريق
أعني الدعاية الكاذبة يرتقون إلى ربوة العز و
الشرف أو يهبطون إلى خفضات الذل والعبودية
كل هبوط، التي هي ساءت مستقرا في عالمنا هذا
وأشد عذابا من مثوى الجحيم، من غير أدنى شك.

بعد هذا سمعت برنامج الموسيقية من الأغنية
وبعض آلات العزوف الجديدة، من غير شك، هذه
الحفلة الموسيقية أعجبتني إعجابا تاما. ولو أنني
لست بمغرم الأغاني على سبيل عميا بل أكثر الأحيان
أنا أنظر إليها بنظر احتقار، ولكن بدون أية
مبالغة، لم أدر أيها القاري ماذا تسبب وأية
قوة كهربائية قد اضطرني كل اضطرار، وبقيت
أستمع نحو بضع من دقائق، غريقا في نشوة الفرح و
السرور الوافي. نعم! كانت هذه الحفلة الموسيقية
تحتوي على نوابغ الموسيقار، عبد الغني سيد، سيدة
كلثوم، وعبد الوهاب، وأيضا كان هناك مغني آخر
المعروف "بلبل غريد" ولكن الأسف أنني نسيت
الحال اسمه. شرح توصيف هذه المهرة في فن
موسيقي أو بطيب ألحانهم الجذابة طويل جدا و
أيضا، عند ظني لا يحتوي على المعارف الخاصة، فمن
هنالك أنا أتركه على حاله، إسمعوا أنتم بأنفسكم

فِي اللَّيَالِ الآتِيَةِ عَلَى حَسْبِ تَوْقِيتِ الْبَرْنَامِج .

بَعْدَ خِتَامِ هٰذِهِ الْحَفْلَةِ، عبد الرزّاق هلالى قَرَأَ مَقَالَةً غَرَّاءَ "مُشَاهِدَاتِيْ فِي لندن"، مِنَ الْوَاضِحِ الْجَلِيلِ، اَنَّ فِيْ هٰذِهِ بِضْعَ دَقَائِقَ الْعَرَبِيَّةِ، إِحَاطَةُ الْمَوْضُوْعِ الْبَسِيطِ هٰذَا خَارِجٌ عَنِ الْإِمْكَانِ بَلْ الْحَقِيقَةُ اَنَّهُ مُحَالٌ، عَلَى الْإِطْلَاقِ، عَلَى كُلِّ حَالٍ، ثُمَّ اَيْضًا شُكْرًا جَمِيلًا، لِحَضْرَةِ الْأَدِيبِ عبد الرزّاق هلالى اَنَّهُ اَشَارَ إِلَى اَكْثَرِ مُقَامَاتٍ كَرِيمَةٍ فِي هٰذِهِ الدَّقَائِقِ الْعَدِيدَةِ الْوَاقِعَةِ فِي لَنْدَن مَثَلًا هَائِيد بَارك (Yied Park) دَارُ الْبَرْلَمَان، قُصُوْرُ اَعَاظِمِ الرِّجَالِ، الْمَعَاهِدُ الْعِلْمِيَّةُ وَ غَيْرُهَا، يُمْكِنُنِيْ اَيْضًا اَيُّهَا الْقُرَّاءُ! اَنْ اُقَدِّمَ اِلَيْكُمْ بِالْوَضَاحَةِ وَلٰكِنْ اَخَافُ ضِيْقَ الْمَقَامِ وَخَاصَّةً اَشْتَكِيْ قِلَّةَ لَحَظَاتِ الْفُرْصَةِ. لَا بَأْسَ، إِسْتَمِعُوا الْآنَ اَنْفُسَكُمُ النَّادِيْ لِتَتَنَاوَلُوْا حَظًّا وَافِرًا مِنَ الْمَعَارِفِ وَلِتَعْرِفُوْا كُلَّ الْمَعْرِفَةِ فَائِدَتَهُ الْكُبْرٰى، عَدَا ذٰلِكَ، إِعْلَمُوْا عِلْمَ الْيَقِيْنِ، اَنَّ قَبْلَ عِدَّةِ سَنَوَاتٍ مَا كَانَ هُنَاكَ اَحَدٌ هُوَ يَحْلُمُ اَيْضًا مِنَ الْاِخْتِرَاعِ هٰكَذَا. وَلَا كِذْبَ اَنَّهُ مَا كَادَ اَنْ يُحِيطَ بِهِ التَّصَوُّرُ .

عَفَا اللهُ عَنْ ذٰلِكَ الرَّجُلِ الَّذِيْ تَقَدَّمَ اِلَى اِبْتِكَارِ هٰذِهِ الْآلَةِ وَخَطٰى خُطْوَةً عَمَلِيَّةً النَّافِعَةً لِسَائِرِ النَّاسِ، بِدُوْنِ تَخْصِيْصٍ، شُكْرًا لِلّٰهِ اَنَّ سَعْيَ الْحَثِيْثَ لِهٰذَا

الْمُخْتَرِعِ قَدْ تَكَلَّلَ اَيْضًا بِنَجَاحٍ ذَهَبِيٍّ، حَتَّى الْآنَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الْقَاصِي اَوِ الدَّانِي بِسْتَفِيدُ مِنْهَا بِلَا تَخْصِيصٍ عَلَى حَسَبِ مَيْلَانِهِمِ الطَّبِيعَةِ. اَلْحَقِيقَةُ اَنَّ هٰذِهِ اَعْنِي الْاِذَاعَةَ هِيَ الطَّرِيقَةُ الْمُثْلَى لِاِنْتِشَارِ اللُّغَةِ فِي اَرْجَاءِ الْعَالَمِ بِاَسْرِهَا. كَيْفَمَا هُنَاكَ اَعْنِي فِي هَيْئَةِ اِذَاعَةِ الْبُرَيْطَانِيَا (B. B. C. London) بَرْنَامَجٌ خَاصٌّ مُسْتَقِلٌّ لِنَحْوِ سَاعَتَيْنِ، عَلَى الْاَغْلَبِ، كُلَّ لَيْلَةٍ تَحْتَ الْعُنْوَانِ.... ....(English by Radio)" اَللُّغَةُ الْاِنْكِلِيزِيَّةُ بِوَاسِطَةِ الراديو" هٰذِهِ هِيَ مِنَ الْمَسَاعِي الْاُورُبِّيِّينَ لِاِنْتِشَارِ اللُّغَةِ الْاِنْكَلِيزِيَّةِ فِي كُلِّ اٰفَاقٍ مِنَ الْعَالَمِ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبِهَا. وَ اَمَّا الْعَرَبُ لِاِنْتِشَارِ اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ الَّتِي نُزِّلَ فِيهَا الْقُرْاٰنُ وَبِهَا تَكَلَّمَ الرَّسُولُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَهُمْ فِي غَفْلَةٍ عَلَى الْاِطْلَاقِ وَ هُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ. يٰلَيْتَنِي قَدْ كُنْتُ اَدْرِي اَنَّ مَتَى هٰؤُلَاءِ يَسْتَيْقِظُونَ مِنْ سُبَاتٍ عَمِيقٍ. كُلَّ لَيْلَةٍ قَدِ اسْتَمَعْتُ اِلَى رَادِيُو وَ اَيْضًا اَسْتَمِعُ بِالْمَرَّةِ نَحْوَ عِشْرِينَ دَقِيقَةٍ اِلَى مَحَطَّةِ الْاِذَاعَةِ مَاسْكُو وَبِهٰذَا الْقَدْرِ غَالِبًا اِلَى الْمَحَطَّةِ اَنْقَرَةَ وَنَحْوَ اَرْبَعٍ مِنَ السَّاعَاتِ اِلَى مَحَطَّةِ الشَّرْقِ الْاَدْنَى وَنَحْوَ سَاعَةٍ كَامِلَةٍ الْاِذَاعَةِ مِنْ لَنْدَنْ وَ هٰذِهِ الْبَرَامِجِ كُلُّهَا الَّتِي ذَكَرْتُ الْآنَ فِي اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ وَلٰكِنَّ الْاَسَفَ، اَنَّنِي مَا وَجَدْتُ بَرْنَامَجًا وَاحِدًا اَيْضًا

لِتَعْلِيمِ اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ خَارِجَ بُلْدَانِ الْعَرَبِ اَوْ دَاخِلِهَا، كَيْفَمَا تُوجَدُ فِي اللُّغَةِ الإِنْكلِيزِيَّةِ بَرْنَامَجٌ خَاصٌّ لِمُحِبِّي اللُّغَةِ وَالمَعَارِفِ عَلَى طِرَازٍ جَدِيْدٍ وَ بِطَرِيْقَةٍ سَهْلَةٍ المُبْتَكِرَة. نَعَمْ! لَوْ هُنَاكَ بَرْنَامَجٌ عَلَى الاصح لِتَلَقِّى الدُّرُوسِ فِي اللُّغَةِ العَرَبِيَّةِ بِتَوَسُّطِ الرَّادِيُو وَاَنَا خَاطِئٌ فِي إِدْرَاكِهَا بَعْدَ جُهْدٍ بَلِيغٍ اَيْضًا فَعَفَى اللّٰهُ عَنِّي وَاِلَّا فَهَدَى اللّٰهُ اَرْبَابَ المَعَارِفِ مِنْ سُكَّانِ العَرَبِ اِلٰى هٰذِهِ الخُطْوَةِ العِلْمِيَّةِ النَّافِعَةِ لِعَوَامِ النَّاسِ بِدُوْنِ اَيِّ تَخْصِيصٍ، وَهِيَ الخطوة وضعُ بَرْنَامجٍ خَاصٍّ "لِتَعْلِيمِ اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ مَعَ الرَّادِيو" عَلٰى كُلِّ مُحَطَّاتِ الاِذَاعَةِ العَرَبِيَّةِ. وَاِنَّ هٰذَا غَيْرُ مُمْكِن فَعَلَى الاَقَلِّ، عَلٰى محطّاتِ الاذاعة الواقعة بَيْنَ بُلْدَانِ العَرَب.

هٰذَا صَحِيْحٌ، اَنَّ العَرَبَ طُوْلَ اللَّيْلِ وَ اَيْضًا فِي اُوَيْقَاتِ النَّهَارِ لَايَزَالُوْنَ يُلْقُوْنَ الخُطَبَ فِي اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ وَيَقْرَءُوْنَ المَقَالَاتِ الغَرَّاءِ عَلَى المُسْتَمِعِيْنَ وَهٰكَذَا اَكْثَرَ الاَحْيَانِ يُعَرِّضُوْنَ التَّمْثِيلَ وَالرِّوَايَاتِ اَيْضًا اَلْمُتَرْجَمَةَ مِنْ لُغَةِ اِنْكلِيْزِيَّةِ اِلَى العَرَبِيَّةِ وَلٰكِنْ سَمَاحَةً لِي، هٰذِهِ كُلُّهَا لَيْسَتْ مِنْ حُبِّ اِنْتِشَارِ اللُّغَةِ الَّتِي هِيَ مِنْ لُغَةِ اُمَّتِهِمْ، بَلِ الحَقُّ اَنَّ هٰذِهِ الدِّعَايَةَ الخَالِصَةَ لِلْحُكُوْمَةِ. عَلٰى كُلِّ حَالٍ، اَنَا اَعْتَرِفُ بِنَفْسِي اَنَّ خِدْمَةَ الوَطَنِ وَخِدْمَةِ اَيْضًا لَابُدَّ بِالرَّأْسِ وَالعَيْنِ،

وَ لٰكِنَّ خِدْمَةَ اللُّغَةِ عَلٰى هٰذَا الطَّرِيْقِ الْمَذْكُوْرِ هِيَ الْاَعْلٰى . عِنْدَ ظَنِّيْ وَلَوْ فِيْ وَقْتٍ قَلِيْلٍ كَيْفَمَا ذَكَرْتُ الْآنَ بِالْوَضَاحَةِ .

عَفْوًا لِيْ ! اَيُّهَا الْاِخْوَان ثُمَّ تَنَحَّيْتُ قَلِيْلًا عَنِ الْمَوْضُو... مِنَ الممكن، اَنْ تَقُوْلُوْا لِيْ قَوْلًا شَدِيْدًا غَاضِبًا - وَلٰكِنْ هُنَا اَيْضًا فِيْ هٰذِهِ الْعِبَادَةِ اَرٰى غَيْرَ عَدِيْدَةٍ مِنَ الْمُنَافِعِ فِيْ سَبِيْلِ اِنْتِشَارِ اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ وَ هٰذِهِ هِيَ الْغَايَةُ الْكُبْرٰى الَّتِيْ اَنَا اُرِيْدُ .

لَا تَخْشَوْنَ، هَا اَنَا اُتِمُّ الْآنَ الْمَقَالَةَ بِعَدِيْدَةٍ مِنَ الْكَلِمَاتِ فَقَطْ .

عَلَى الْاِخْتِصَارِ، اَنَّ بَعْدَ تِلْكَ الْمَقَالَةِ اَعْنِيْ "مُشَاهِ... فِيْ لَنْدَنْ" اَلَّتِيْ قَرَأَهَا حَضْرَتُ الْاَدِيْب عَبْدُ الرَّزَّاق هِلَالِی، سَمِعْتُ رِوَايَةً تَحْتَ عُنْوَانِ "تَاجِرُ الْبُنْدُقِيَّة... هٰذِهِ فِي الْاَصْلِ مِنْ رِوَايَاتِ شَيْكَسْبِيْر مُتَرْجَمَةً" مِنْ لُغَ... اِنْكِلِيْزِيَّةِ اِلَى الْعَرَبِيَّةِ، تَعَرَّضَهَا عِيْسٰى خَلِيْل صَبَّاغ سَمِ... مِنَ الْبِدَايَةِ اِلَى النِّهَايَةِ وَ تَلَقَّيْتُ حَظًّا وَافِرًا مِنَ الْجُمْلَاتِ الرَّائِقَةِ الَّتِيْ حَتَّى الْآنَ فِي الْكُرَّاسَةِ وَلَعَلَّ... تَبْقٰى اَمَدًا بَعِيْدًا حَتّٰى مَا تَتَلَأْلَأُ النُّجُوْمُ بَيْنَ كَبِدِ السَّمَا... وَحَتّٰى مَا تُرْسِلُ الشَّمْسُ اَشِعَّتَهَا الذَّهَبِيَّةَ مِنْ مَشَارِقِهَ...

اِذْ ذَاكَ كَانَتِ اثْنَتَا وَ عَشَرَةَ مِنَ اللَّيْلِ، وَ قَدْ بَلَغَتِ النِّهَايَةَ بَرَامِجُ الْعَرَبِيَّةِ وَالْفَارِسِيَّةِ وَ اَيْضًا الْاُرْدِيَّ...

...ا الّا بعض حفلاتِ الموسيقيّةِ هنا و هناك، غلّقتُ
...اعةً ناظرًا الى خارج الشبّاك، فيا للعجب! كانت
... حينئذٍ مكفهرّةً و قد غمرها جوٌّ زاخرٌ من
...ندهاش و كان السكون قد خيّم على كلّ شيءٍ.
...ن الانزواء الى غرفة النوم بغاية السّرعة اخذني
...وْمُ فما دريتُ انّ ما ذا احدث بعدُ.
طوبى لكم، ايّها القرّاء! انّ حضرة المدير عبد الحق
...اس وهب لى سماحةً ان اُعبّر ما فى ضميرى من
...عات حبّ اللغة العربيّة على صفحتين او زائدةً على
...بيل الضّرورة، فها الآن من فضل الله العزيز
...نوف ابذل كلّ جهودى الى حلّ مشكلاتكم و بقدر
...ا يمكن لى ادُلّكم الى طريقةٍ سهلةٍ نافعةٍ. نعم!
...ينبغى لكم ان تحفظوا كلّ حفظٍ هذه الطريقة.
اوّل مرّةٍ فى مجلّة "پيامِ اسلام" يُعرّضُ اليكم
الجملات الاُرديّة اللّتى انتم تحتاجون اليها فى كلّ
...حوائج المعيشة و على الخصوص هذه الجملات تحتوى
على اسماءِ المخترعات الجديدة اللّتى ما انتم تجدونها
ابدًا فى كتب قديمةٍ الدّارجة فى مدارسكم و مع
...ما انّكم تحتاجون اليها كلّ احتياجٍ. على كلّ حالٍ،
فاذا بلغكم هذه المجلّة فترجموا هذه الجملات
الى العربيّة بقدر ما يمكن لكم وضعوها على حدةٍ

فَفِیْ شَهْرٍ اٰخَرَ حِیْنَمَا تَتِمّ وَلُوْنَ الْمَجَلَّةَ فَهُنَاكَ اَنْتُمْ تَجِدُوْنَ هٰذِهِ الْجُمْلَاتَ الْمُتَرْجَمَةَ اِلٰی لُغَةٍ عَرَبِیَّةٍ فُصْحٰی. فَالْاٰنَ اِرْجِعُوْا الْبَصَرَ عِدَّةَ مَرَّاتٍ لِتَعْرِفُوْا اَنَّ مَاذَا هُوَ الصَّحِیْحُ وَمَاذَا غَیْرُ صَحِیْحٍ. فَفِیْ مَرَّةٍ اُخْرٰی اَیْضًا اُبْذِلُوْا جُهُوْدَكُمْ فِی التَّرْجَمَةِ وَالتَّصْحِیْحِ. حَتّٰی بَعْدَ مَرَّاتٍ عَدِیْدَةٍ اَنْتُمْ تَحُسُّوْنَ بِاَنْفُسِكُمُ الْفَرْقَ الْوَاضِحَ مِنْ قَبْلُ.

نَعَمْ! یُقَدَّمُ اِلَیْكُمُ الطَّرِیْقَةُ الْمُبْتَكَرَةُ السَّهْلَةُ لِاِنْشَاءِ الْمَقَالَاتِ وَاَیْضًا الْمَكَاتِیْبِ الَّتِیْ تَنْفَعُكُمْ فِیْ تَاْدِیَةِ الْاِمْتِحَانِ مَوْلوی فاضل و درجۃ مولوی تَارَةً یُشَارُ اِلٰی بَعْضِ اَسْبَابِ النَّجَاحِ الذَّهَبِیْ فِیْ هٰذِهِ الْمَجَلَّةِ خَاصَّةً لِطَلَبَةِ الْعِلْمِ الَّذِیْنَ هُمْ لَیْسُوْا بِدَاخِلِیْنَ فِیْ اَیِّ مَعَاهِدَ عِلْمِیٍّ عَنْ سُوْءِ الْحَظِّ اَوْ تَحْتَ بَعْضِ وُجُوْهٍ خَاصَّةٍ.

فَهُنَالِكَ، یَا اَیُّهَا الْاِخْوَانُ! اِشْتَرِكُوْا هٰذِهِ الْمَجَلَّةَ بِقَدْرِ مَا یُمْكِنُ لَكُمْ بِالسُّرْعَةِ.

هَا! الْعُنْوَانُ اَیْضًا نُدَرِّجُ لَكُمْ فِی الْاُرْدِیَّةِ وَاَیْضًا فِی الْاِنْكِلِیْزِیَّةِ، لَعَلَّكُمْ تَضْطَرُّوْنَ اِلٰی بَعْضِ السُّؤَالِ الْمُشَاوَرَةِ عَنْ بَعْضِ تَعْلِیْقَاتِ الْاَدَبِیَّةِ.

عبدالرشید
ایچ۔اے۔

ترجمہ :-

ایک رات

(سلسلہ کے لئے دیکھو پیام اسلام ماہ جنوری ۱۹۴۶ء)

قارئین کرام! آپ یہ نہ بھولیں اس (ریڈیو) شفیق مہربان استاد جیسا کوئی قیامت تک تمہیں نہ تو روئے زمین پر ملے گا اور نہ آسمان کی (وسیع) فضاؤں میں۔ یہ ذرا دیکھو تو، یہ (ریڈیو تمہیں (کیسا) زبان سکھاتا ہے، تقریریں اور لکچر پیش کرتا ہے۔ سارے جہاں کی خبریں تمہیں سناتا ہے۔ اندرونی اور بیرونی سیاسی حالات کی طرف مکمل رہنمائی کرتا ہے۔ یہی ریڈیو ہے جو تمہیں اعلیٰ سے اعلیٰ ترقیوں کے بعض مخفی راز بتاتا ہے خواہ وہ محکمہ زراعت کے ہوں یا سائنس کے اور بھی بہت سی لاتعداد زرّیں بحثیں ہوتی ہیں جن کا مفصل طور پر ذکر دشوار ہے مضمون کے وسیع ہو جانے کے ڈر سے اور وقت کی تنگی سے۔ ہاں! ایک ضروری بات کی طرف اشارہ کرنا رہ گیا، وہ یہ ہے کہ، یہ تمام (فائدہ حاصل کرنے کی صورتیں) جن کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے، بلا شک، بغیر کسی مشقّت یا (طویل) دشواریوں حاصل ہوتی ہیں۔ (وضاحت کے لئے ذرہ غور کریں) یہ استاد یعنی ریڈیو تمہیں سبق پڑھاتا ہے یا پڑھائیگا ابتدا سے انتہا تک اور آپ مزہ سے کاؤچ پر (بے تکلف) ٹیک لگائے ہوئے ہونگے۔ بعض مرتبہ تو آپ ادھر (سبق کی طرف) کان بھی لگائے ہونگے باوجودیکہ آپ نرم اور گداز بستر پر ہوں گے۔ قارئین! کیا کسی سکول یا کالج کے کسی ماسٹر یا پروفیسر سامنے آپ ایسا کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف اگر کسی استاد یا استانیو ں کے سامنے اگر ایسا کیا (یعنی آزادی سے پیش آئے) تو بغیر کسی معمولی شک وشبہ کے (قدیم دستور کے ماتحت) یا تو دردناک

مار پیٹ کی سزا دیں گے ، اور اگر کہیں دال نہ گل سکی (یعنی مار پیٹ نہ سکے) تو کم از کم ناخوش ضرور ہو جائیں گے اور بے حد آپ کو حقیر سمجھیں گے ، اور مطلقاً اسے دوست نہیں رکھیں گے کہ آپ کو سبق پڑھائیں' یا پسندیدہ نگاہ سے آپ کو دیکھیں -

درحقیقت ، عزت اور احترام کے اعتبار سے یہ تمام درست بھی ہے - خاص طور پر اس ذات کے لئے جسے انسان بنایا گیا اور اشرف المخلوقات کے تاج سے مزین ہوا اس ساری کائنات میں - اور ہُو بہو (بالکل) یہی میرے بھی نظریئے ہیں' باوجودیکہ میں اسوقت کسی دوسرے پلیٹ فارم پر قلم چلا رہا ہوں -

قابلِ قدر بھائیو ! معافی چاہتا ہوں ، اصل مقصد سے کسی قدر دُور جا پڑا - لیجئے میں پھر اُسی طرف آتا ہوں - بہر حال ، جب انقرہ سے عربی خبریں ختم ہو گئیں تو ایک یا دو منٹ کے بعد یہی مذکورہ عصمت انونو والی تقریر کو ایک خاتون نے فارسی میں دہرایا - نیز ترکستان کی بعض اندرونی خبروں کا بھی اضافہ کیا - بیس منٹ کے بعد یہ نشر بھی ختم ہو گئی - سوئی کو میں نے تھوڑا سا گھمایا یعنی صرف ایک میٹر - اچانک میں نے گھڑیال کی آواز بالکل صاف سنی - بلاشبہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ یہیں میرے کمرہ میں کوئی بڑی سی گھڑی رکھی ہوئی ہے اور وہ یکے بعد دیگرے بجتی جا رہی ہے - خیر میں انتہائی بیداری کے ساتھ شمار کرتا گیا ، جب پانچ ہو چکے تو میں نے ایک بلند آواز سنی یہ کہتے ہوئے : "یہ لندن ہے" بخدا اُس وقت میرے تعجب کی انتہا نہ رہی ، اور اس معاملہ میں متحیّر سا ہو گیا کہ (اللہ اکبر) اس قدر دُوری ، اتنی طویل مسافت میرے اور لندن کے درمیان ہے اور اس قدر اونچی اور صاف آواز ، خدائے قدوس بزرگ و برتر کی قدرت (یہ سب ادنےٰ کرشمہ) ہے -

مختصر یہ ہے کہ اب وہ حقیقی گھڑیاں نصیب ہوئیں جن کی آمد کا میں ہر ہر لمحہ انتہائی بے چینی کے ساتھ انتظار کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک آدمی جو غالبًا عربی تھا، اس نے سامعین کو ہدیۂ تسلیم پیش کیا۔ پھر ریڈیو کی لہروں کے سامنے عربی زبان کے ہفتہ بھر کے ضروری ضروری پروگرام پیش کئے۔ گانے بجانے والے اور براڈکاسٹ کرنے والوں کے نام گنائے۔ اہم آئندہ موضوع اور عنوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مثال کے طور پر عبدالرحمٰن اعظم بیگ اور عبدالفتاح سفیر مصر یہ دونوں فلاں موضوع پر اور فلاں ——— دن تقریر کریں گے۔ رقیب فنجی احمد، عبدالعزیز عتیق، سلیمان اعظمی، یہ لوگ فلاں عنوان پر فلاں دن مضامین سنائیں گے۔ اسی طرح پروگرام کو نہایت وضاحت کے ساتھ مکمل کیا، یہانتک کہ سامعین کی سہولت کے لئے اسی پروگرام کو دوبارہ بھی لوٹا دیا۔ اسکے بعد ایک آدمی نے قرآن کریم کی خاص مصری لہجہ میں تلاوت کی، نہایت بلند آواز اور خوش الحانی کے ساتھ۔ میں نے ہمہ تن گوش ہوکر نہایت خموشی کے ساتھ سنا۔

آپ تعجب نہ کریں، صرف میں ہی اکیلا ایسا متاثر نہ تھا، بلکہ خدائے وحدہ خوب جانتا ہے کہ جو ہی قرآن حکیم کی تلاوت شروع ہوئی، کمرہ (جیسے غیر ذی روح) کی فضا بھی اثراندوز ہوگئی تھی، اور خموشی نے اس کے تمام اطراف پر خیمہ اندازی کر رکھی تھی۔ گرشتہ حسین لمحات کتنے پرلطف تھے۔

اس کے بعد جناب عبدالعزیز عتیق نے "عربی اشعار کا دورِ جدید" اس عنوان پر ایک مضمون سنایا۔ شعراء کے دواوین سے تھوڑا تھوڑا نمونہ لیتے تھے۔ مگر ہاں! جاہلیین یا مخضرمین میں سے نہیں بلکہ عصرِ جدید مثلاً شوقی بک یا حافظ وغیرہ جیسے چوٹی کے شاعروں کے دیوان سے جنھوں نے ادبی فضا میں ایک نیا قدم اٹھایا۔ پہلے تو ادیب موصوف سامعین کرام پر قصائد کے بعض حصے انفرادی طور پر ایک شاعر

کے پڑھتے تھے۔ اگر کہیں تشریح کی ضرورت محسوس کرتے تھے تو تشریح بھی کر دیتے تھے (عربی زبان میں)۔ اسی طرح کوئی بارہ منٹ تک (یہ سلسلہ) جاری رہا۔

اس کے بعد پانچ منٹ تک سید محمد ابراہیم زین الدین اور سید سامی طٰہٰ نے موجودہ اور گزشتہ کانفرنسوں کے واقعات پر مباحثہ کی طرح آپس میں گفتگو کی ــــ یہ گفتگو، بلا شک، ایک جھوٹا پروپیگنڈہ تھا حکومت کی جانب سے، اسلئے اس مضمون میں اس کا ذکر مناسب نہیں۔

ہاں میں نے یہ تمام باتیں بغیر ترشروئی یا بغیر کسی الجھن صاف دل سے سنیں اور بے شک سنیں۔ (لیکن) ختم ہونے کے بعد یقین یہ کیا کہ مطلقاً دھوکہ بازی کا جال ہے، اور ذرہ برابر شک نہیں، یہ ایک حسین فریب ہے جو سادہ لوح عربوں کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے اور وہ بیچارے انتہائی غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ بہر حال سر دست نہ تو ان کے سیاسی احوال کو چھیڑنا چاہتا ہوں اور نہ ان کے مستقبل پر زیادہ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں، کہ آیا وہ اس طرح یعنی غلط پروپیگنڈا کے ماتحت عزت اور وقار کی بلندی تک پہنچیں گے یا ذلت اور عبودیت کی (پست اور ذلیل ترین) گہرائیوں میں بری طرح گریں گے۔ جو ہمارے اس موجودہ سیاسی دَور میں بلا شبہ، بدترین قیام گاہ ہے، اور (سچ تو یہ ہے) کہ جہنم کی سکونت سے بھی زیادہ پُرعذاب ہے۔

اس کے بعد میں نے موسیقی کا پروگرام سنا۔ کچھ تو (دلچسپ) گانا تھا اور کچھ نئے نئے ساز تھے۔ موسیقی کا پروگرام بے شک، مجھے بیحد پسند آیا۔ اگرچہ میں کورانہ طور پر گانے کا دلدادہ نہیں ہوں، بلکہ بسا اوقات تو اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں، لیکن بلا مبالغہ، میں جان نہ سکا کہ آخر کیا سبب تھا اور کونسی کہربائی طاقت نے مجھے بے حد مجبور کر دیا اور میں کئی منٹ تک کافی مسرتوں کے

نشہ میں ڈوبا ہوا یہ پروگرام سنتا رہا۔ ہاں یہ موسیقی کی مجلس چند چوٹی کے ماہرین موسیقیت پر مشتمل تھی۔ عبدالغنی، کلثوم اور عبدالوہاب۔ ہاں ایک اور دوسرا (مشہور) گویا بھی تھا، جو بلبل غرّید (یعنی چہچہانے والا بلبل) کے نام سے مشہور ہے۔ ان موسیقی کے ماہران فن یا اُن کی پُرکشش خوش الحانی کی مفصل تعریف بیان کرنا یہ تو بہت طویل (داستان) ہے۔ نیز میرے خیال میں کوئی خاص معلومات سے بھی تعلق نہیں رکھتی۔ اسلئے میں اُسے نظرانداز کرتا ہوں۔ آپ خود ہی پروگرام کے مطابق آئندہ راتوں میں سنیں۔

اس مجلس کے ختم ہونے کے بعد عبدالرزاق ہلالی نے ایک شاندار مضمون پڑھا "مشاہداتی فی لندن" یعنی میں نے لندن میں کیا دیکھا؟ یہ بالکل صاف ہے کہ اس عربی پروگرام کے چند منٹ میں اتنے وسیع موضوع کا احاطہ کرنا امکان سے باہر چیز تھی بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ مطلقاً محال بات تھی۔ پھر بھی دلی شکریہ جناب ادیب صاحب کا کہ انھوں نے ان چند گنے چنے لمحات میں اکثر مشہور پاکیزہ مقامات کی طرف اشارہ کر دیا، مثلاً ہائیڈ پارک، اسمبلی ہاؤس، بڑے بڑے لوگوں کی کوٹھیاں، علمی ادارے وغیرہ۔ قارئین! میں ان چیزوں کو بھی وضاحت کے ساتھ پیش کر سکتا ہوں، لیکن (پھر وہی) وقت کے تنگ ہونے کا ڈر ہے۔ خاص طور پر فرصت کے قلیل لمحات کا شکوہ ہے۔ کوئی حرج نہیں، اب آپ خود ریڈیو (کے علمی پروگرام) سنیں تاکہ آپ معلومات کا کافی حصہ جمع کر سکیں۔ اس کے بڑے بڑے فائدوں کو خوب جان سکیں۔ اس کے ماسوا آپ کو یہ بھی یقینی علم ہو جائے کہ آج سے چند سال قبل کوئی اس قسم کی (مفید) ایجاد کا خواب بھی نہیں دیکھتا تھا، اور جھوٹ نہیں اس کا تصور بھی احاطہ نہیں کر سکتا تھا

خدا معاف کرے، اس بندۂ خدا کو جس نے اس مشین کی ایجاد کی طرف قدم بڑھایا اور ایسا عملی قدم اٹھایا جو ساری دنیا کے لئے سود مند ثابت ہوا بغیر کسی خصوصیت کے

خدا کا شکر کہ اس موجد کی جان توڑ کوشش زریں کامیابی کے تاج سے مزین بھی ہوئی۔
یہانتک کہ آج ہر ایک نزدیک اور دور رہنے والا بلا تخصیص اپنے اپنے طبعی میلان کے مطابق
فائدہ اُٹھاتا ہے۔ درحقیقت یہ ریڈیو دنیا کے گوشہ گوشہ میں زبان پھیلانے کیلئے بہترین
طریقہ ہے، جیسا کہ بی۔ بی سی لندن سے ایک خاص مستقل پروگرام غالباً دو گھنٹہ کیلئے
ہر رات انگلش بائی ریڈیو کے نام سے (نشر) ہوتا ہے۔

یہ تو ہے یورپین لوگوں کی کوشش انگریزی زبان کو دنیا کے گوشہ گوشہ مشرق و مغرب
میں پھیلانے کیلئے۔ لیکن عرب اس عربی زبان کے پھیلانے کیلئے جسمیں کہ قرآن نازل ہوا، رسولؐ
پاک نے اس زبان میں گفتگو کی، اس سے غافل اور مطلقاً غافل پڑے ہیں، اور (یوں کہنا چاہئے)
کہ کنارہ کش ہیں۔ کاش میں جان سکتا کہ یہ خواب خرگوش (گہری نیند) سے کب بیدار ہونگے
ہر رات میں نے ریڈیو سنا اور سنتا رہتا ہوں۔ بلاناغہ تقریباً بیس منٹ ریڈیو اسٹیشن سے اور
غالباً اتنا ہی انقرہ سے اور تقریباً چار گھنٹے "شرق ادنیٰ" سے اور ایک گھنٹہ کے قریب مکمل
لندن سے اور یہ تمام مذکورہ پروگرام عربی میں ہوتے ہیں، لیکن افسوس کہ ایک پروگرام بھی عربی
زبان سکھانے کا خواہ وہ عرب کی اندرونی دنیا میں ہو یا بیرونی دنیا میں نہیں پایا۔ جیسا
کہ زبان اور علم کے شائقین کیلئے انگریزی زبان میں ایک خاص پروگرام نئے طرز اور انوکھے
آسان طریقہ پر۔ ہاں اگر صحیح طور پر ریڈیو کے ذریعے عربی زبان (سکھانے) کیلئے کوئی پروگرام
ہے اور میں پوری کوشش کے بعد بھی اسکے حاصل کرنے میں قاصر رہوں تو اللہ تعالیٰ معاف
کرے مجھے، ورنہ ساکنانِ عرب کے اربابِ علم کو خدا اس عملی قدم کی طرف ہدایت کرے جو عوام
کیلئے بغیر کسی امتیاز کے مفید ہے۔ اور وہ قدم (کیا ہے) ایک خاص پروگرام کا مقرر کرنا
(عربی زبان ریڈیو کے ذریعے سکھانے کیلئے) تمام عربی ریڈیو اسٹیشنوں پر۔ اور اگر یہ غیر ممکن
ہے، تو کم از کم اُن ریڈیو اسٹیشنوں پر جو عربی دنیا میں واقع ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ عرب تمام رات
اور دن کے بھی تھوڑے سے حصہ میں عربی زبان میں تقریریں کرتے رہتے ہیں اور شاندار

مضمون بھی سامعین کو سناتے رہتے ہیں۔ ایسا ہی بسا اوقات ڈرامے اور ناول بھی انگریزی زبان سے عربی میں ترجمہ شدہ پیش کرتے رہتے ہیں۔ لیکن مجھے اجازت دی جائے (کچھ کہنے کی) یہ تمام مذکورہ باتیں انکی اپنی مادری (عربی) زبان کو پھیلانے کی محبت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ یہ تو حکومت کا خالص پروپیگنڈہ ہے۔ بہرحال مجھے بھی یہ اعتراف ہے کہ خدمت وطن اور خدمت حکومت بھی بسر و چشم ضروری ہے، لیکن زبان کی خدمت تو میرے ذکر کیئے ہوئے طریقہ پر میرے خیال میں ہوگی، اگرچہ تھوڑا سا ہی وقت مقرر ہو، جیسا کہ ابھی وضاحت کے ساتھ میں نے ذکر کیا۔

بھائیو! مجھے معاف رکھو! پھر کس قدر موضوع سے ہٹ گیا ہوں۔ ممکن ہے کہ غصہ میں کچھ سخت سُست مجھے کہو، لیکن یہاں بھی اس عبارت میں کئی ایک فائدے عربی زبان کے پھیلانے میں دیکھتا ہوں (اور یہی) وہ بڑا مقصد ہے، جسے میں چاہتا ہوں۔

آپ نہ ڈریں، یہ لیجئے اب صرف چند کلمات میں یہ مضمون ختم کئے دیتا ہوں۔ مختصر یہ ہے کہ اس مضمون کے بعد یعنی "لندن میں کیا دیکھا" جسے ادیب عبدالرزاق ہلالی صاحب نے پڑھا تھا۔ ایک چیز ناول کے رنگ میں "تاجر البندقیۃ" کے عنوان کے ماتحت سنا۔ یہ اصل میں شکسپیر کی ناول کا ایک حصہ تھا جسے انگریزی سے عربی میں ترجمہ کیا گیا تھا۔ عیسٰی خلیل صباغ نے پیش کیا تھا۔ ابتداء سے انتہا تک میں نے سنا۔ کئی ایک کافی مزے دار جملے بھی حاصل کئے، جو آج تک کاپی میں موجود ہیں اور شاید کیا ایک مدت دراز تک جبتک کہ آسمان کے جگر (آغوش) میں ستارے جگمگاتے رہیں اور جب تک کہ آفتاب افق مشرق سے اپنی سنہری شعاعیں بھیجتا رہے۔ یہ (جملے) بھی کاپی میں باقی رہیں گے۔ اب رات کے بارہ بج چکے تھے۔ عربی، فارسی اور اردو کے تمام پروگرام ختم ہو چکے تھے۔ ماسوا بعض یہاں وہاں گانے بجانے کی مجلسوں کے، کھڑکی سے نگاہ باہر ڈالتے ہوئے میں نے ریڈیو بند کر دیا۔ اُف... اُف اسوقت بھیانک سیاہ رات تھی۔ دہشت اور خوف کا موجزن دریا

اس پر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ خموشی ہر طرف خیمہ ڈالے ہوئے تھی۔ سونے کے کمرہ میں پہنچکر فوراً
مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور پھر نہیں معلوم کہ کیا ہوا (اور کیا نہیں)۔

قارئین آپکو خوشخبری ہو کہ جناب پرنسپل عبدالحق عباس صاحب نے مجھے یہ اجازت دیدی
ہے کہ اپنی عربی زبان کی محبت کی قلبی سوزشوں کو آپ پر ظاہر کروں۔ پیامِ اسلام کے دو
صفحے پر یا جتنے ضروری ہوں لکھدوں۔

لیجئے! اب میں عنقریب خداوندِ عزیز کے فضل سے جس قدر مجھ سے ہو سکے گا، آپ کی
مشکلات کو دُور کرنے کی کوشش کرونگا اور آسان اور مفید طریقے بتاؤنگا۔ ہاں آپکو بھی
چاہیئے کہ یہ بات خوب یاد رکھیں، پہلی بار تو پیامِ اسلام میں اردو کے چند جملے وہ دئے جائینگے
جنکی آپکو ضروریاتِ زندگی میں زیادہ مانگ ہے۔ خاصکر یہ جملے ایسی نئی نئی ایجادات پر
مشتمل ہونگے جو آپ اپنے مدرسہ کی مروّجہ پرانی کتابوں میں قیامت تک نہ پائینگے۔ باوجودیکہ
آپکو اشد ضرورت ہے۔ بہرحال، جب آپکو یہ رسالہ ملے تو ان جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں
جتنا آپ سے ہو سکے اور اسے علیحدہ رکھدیں۔ دوسرے مہینہ میں جب رسالہ آپ حاصل
کرینگے تو وہاں آپکو بھی جملے عربی زبان میں ترجمہ شدہ ملینگے۔ اب آپ کئی بار نظر دوڑائیں
تاکہ آپکو معلوم ہو جائے کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط۔ ایسا ہی دوسری بار بھی ترجمہ اور تصحیح کے
اوپر اپنی کوشش صرف کریں، یہانتک کہ کئی بار میں آپ خود کھلم کھلا فرق پائینگے پہلے
کی نسبت، ہاں مضمون نگاری اور خطوط نویسی کے بھی آپکو نئے نئے اور آسان طریقے بتلائے
جائینگے جو مولوی فاضل اور درجہ مولوی کیلئے بھی مفید ہونگے۔ کبھی بعض زرّیں کامیابی کے
اصول کی طرف اشارہ کیا جائے گا۔ اس پیامِ اسلام میں خاصکر ان طالبعلموں کیلئے
جو بد قسمتی سے یا کسی خاص وجوہات کی بنا پر کسی علمی ادارہ میں داخل نہیں ہیں۔

تو اے پیارے بھائیو! آپ کا فرض ہے کہ اس پیامِ اسلام کے خریدار بن جائیں
(اور اپنے متعلقین کو بھی خریدار بنائیں) جس قدر جلد ہو سکے۔ یہ لیجئے میں اپنا پتہ بھی لکھ

دیتا ہوں، شاید کسی ادبی معاملہ میں آپ کو کچھ پوچھنا پڑے -

عبدالرشید ایچ-اے، معرفت خان اسلم صاحب
محلہ برہ خان تحصیل - ڈاکخانہ مردان - صوبہ سرحد

اَلدُّرُوسُ العَرَبِیَّۃ

صورۃ رسالۃ من اَبٍ الی ابنٍ لہٗ یوبخہٗ علی الاسراف

یا بُنَیَّ

بعد لثم وجناتك والدعاء یطول بقائك اخبرك بلسان المحبۃ الوالدیۃ ان منہاج الاسراف (۱) الذی فرضت علی نفسك انتہاجہٗ مذموم عندی بل عند عقلاء المعمور کلّہِ و مُنْہِیٌ عنہُ فی الشَّریعۃِ۔ وقد رَایتُ انہُ افضی بك الی الافلاس فانا یا ولدی قد اقتربت من القبر۔ وما اقتنیتہُ بالعناء اوشك ان یکون لك بلا کلفۃ ومن غیر مشقّۃ۔ فانت ای ولدی الوریث الذی لراحتہِ کدَّ ابوك علی جمع ما جمع من المال واقتناء ما اقتنی من العقار والضیاع وانت قد اھلکت من ذٰلك المالِ مقدارًا وافرًا وراء الملاذّ و فی طلب الملاھی۔ فحسبك یا ولدی ما اولجت سیرتك

علیٰ قلب ابیك الشیخ من الاسی و الاسف فارتشد بکلامی و قف عندهٗ و اکحل اجفانہ بصیرتك بانوار الاسفار الکریمة و الّا حرمتك المیراث و وهبت کلّ ما لی من العقار لاحد الاقارب و ترکتك تبکی علی وفاتی بل علیٰ وفاة رزقكَ. و هٰذا القدر کفایة لذی الفهم ،
والسلام

الداعی

من ..... فی ..... سنة ..... والدك فلان

الجواب

ابت الحنون و سیدی العطوف

لقد سالت مدامعی ندمًا علیٰ ما اسخطتك وَ أَجّج[۲] لاعج الحزن فی القلب انی اولجت الکدر علی فؤاد سیدی الوالد الشیخ العطوف. و لو لا ثقتی بأن حلمك یسع ذنبی و رأفتك نستر زلّتی لأوشك ان یذهب الندم بحیاتی. و فی اطّلاعی علیٰ رسالتك تبینت سبیل الخیر و طریق الرّشاد واثبت لی النظر فی اعمالی انّی کنت ضالاً سبیل الخیر سالکًا طریق الشقاء فی العاجلة و الاجلة[۳] فنکبتُ عن ذٰلك المسلك وجفوت اهلهُ فاسألك الصفح و أعدك لزوم ما یسرّك و إتیان ما یفرحك لاخوفًا من ان تمنعنی ما لك

(۲) آلهب (۳)

و لا طمعًا فی ان نعطیتی ایاه بل لمجرّد اکرامك واتصاف نفسی بردّها عن الغیّ و مجانبة المذامّ و مباعدة المغابّ هذا و انی اختم الکتاب بتعفیر(۲) الجبین علیٰ قدمیك ملتمسًا اکبر نعم الدنیا عندی رضاك و اطال الله بقاءك ، راجی دعائك

من ..... فی ..... سنة ..... فلان

(ترجمہ)

نمونہ ایک باپ کے خط کا اپنے کسی بیٹے کے نام جس کو فضول خرچی پر ڈانٹتا ہے

بیٹا !

رخسار بوسی اور دعائے درازئے عمر کے بعد میں تجھ کو پدرانہ محبت کی زبان سے یہ بتلاتا ہوں کہ جس فضول خرچی کی راہ چلنا تُو نے اپنی ذات پر فرض ٹھہرا رکھا ہے، وہ میرے ہی نزدیک نہیں بلکہ معمورۂ عالم کے تمام خردمندوں کے نزدیک مذموم اور شریعت میں ممنوع ہے، اور میں نے دیکھا کہ اس روش نے تجھ کو ناداری تک پہنچا دیا ہے، سو بیٹا! میں تو گور کنارے پہنچ چکا ہوں، اور جو کچھ میں نے مشقت سے کمایا ہے، وہ بغیر کسی محنت و زحمت کے تیرے ہاتھ لگنے والا ہے اے ورثہ پانے والے میرے فرزند! جس کی راحت ہی کے لئے تیرے باپ نے جو مال جوڑا ہے اس کے جوڑنے میں اور جو ملک اور جائیداد اکٹھی کی ہے اس کے اکٹھا کرنے میں تکلیف اٹھائی ہے، اور تو نے اس مال میں سے بہت سی مقدار کھیل تماشوں کے شوق اور مزے کی چیزوں کے ذوق میں برباد کر دی ہے۔ سو بیٹا! جو رنج و غم تیری خصلت نے تیرے بوڑھے باپ کے دل پر داخل کیا ہے، وہی تجھ کو کافی ہے۔ سو تُو میرے کلام سے سدھر جا، اور اس کے پاس تو قف نہ

اور اپنی بصیرت کی پلکوں میں کتب مقدسہ کی روشنائیوں کا سرمہ لگا، ورنہ میں تجھ کو میراث سے محروم کرکے سب مال و جائیداد اقرباء میں سے کسی کو دے دونگا اور تجھ کو اپنی وفات بلکہ تیرے رزق کی وفات پر روتا چھوڑ جاؤنگا۔ سمجھدار کو اسی قدر کافی ہے والسلام ؂

دعاگو

از مورخہ ـــــــ تیرا والد نالاں

جواب

پدرِ شفیق و آقائے مہربان

اس خط پر پچتا کر کہ میں نے آپ کو ناراض کیا ہے، میرے آنسو بہ نکلے اور اس (گناہ) نے کہ میں نے اپنے آقا، اپنے والد بزرگوار محبت شعار کے دل میں رنجیدگی کو داخل کیا ہے، میرے دل میں غم کی بھڑک بھڑکا دی۔ اگر مجھ کو یہ بھروسہ نہ ہوتا کہ آپکی بردباری میرے گناہ کو سمالیگی اور آپ کی شفقت میری زلّت کو ڈھانپ لیگی، تو ندامت میری زندگی کا خاتمہ کر دیتی۔ گرامی نامہ کے مطالعہ سے نیکی اور نیک چلنی کا راستہ روشن ہو گیا، اور اپنے اعمال پر نظر ڈالنے نے یہ ثابت کر دیا کہ میں دنیا و آخرت میں راہِ خیر سے بھٹک کر طریقِ بدبختی پر چل رہا تھا۔ میں نے اس مسلک سے انحراف کرکے ساتھیوں کو چھوڑ دیا ہے اور آپ سے درگزر کا سائل ہو کر ایسے کاموں سے پیوست رہنے اور ایسے اعمال کے بجالانے کا وعدہ کرتا ہوں جو آپ کی مسرت و فرحت کا موجب رہیں۔ نہ تو اس خوف سے کہ آپ اپنا مال مجھ سے روک رکھینگے اور نہ اس لالچ سے کہ آپ مجھ کو عطا کر دینگے، بلکہ محض آپ کے اکرام کی خاطر اور اپنے نفس کو بدچلنی سے پھیرنے اور قابلِ مذمت کاموں سے برکنار اور عیوب سے دُور رہ کر اسکی خدمت بجالانے کے لئے۔ اس کے بعد میں جبینِ نیاز کو آپ کے قدموں پر خاک آلود اور آپ کی خوشنودی کی استدعا کرکے جو میرے

نزدیک دنیا میں سب سے بڑی نعمت ہے، نیاز نامے کو ختم کرتا ہوں، خدائے پاک آپکی زندگی دراز فرمائے

دعا کا امیدوار

از فلاں

اَلْقُبَّرَةُ

(۲)

(۱) وَ كَانُوْا يَذْهَبُوْنَ إِلَى تَلٍّ قَرِيبٍ . فِيهِ صُخُوْرٌ كَثِيْرَةٌ ، وَ يَأْخُذُوْنَ زَادَهُمْ ، وَ يَصْرِفُوْنَ هُنَاكَ وَقْتًا طَوِيْلًا فِيْ ظِلِّ الصُّخُوْرِ .

(۲) وَ بَيْنَمَا هُمْ صَاعِدُوْنَ ذَاتَ يَوْمٍ إِلَى ذٰلِكَ التَّلِّ ، رَأَى بَدِيعٌ عُصْفُوْرًا صَغِيْرًا طَارَ عَنِ الْأَرْضِ أَمَامَهُ ، وَ كَانَ يَصْعَدُ وَ يَعْلُوْ فِي الْجَوِّ وَ يُزَقْزِقُ ٭

(۳) فَوَقَفَتْ أَدْمَا تَنْظُرُ إِلَيْهِ ، أَمَّا أَخُوْهَا بَدِيعٌ فَلَمْ يَرَهُ بَعْدَ أَنْ طَارَ فَوَقَفَ يَضْحَكُ عَلَى أُخْتِهِ ، لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَعْرِفُ سَبَبَ وُقُوْفِهَا .

(۴) فَقَالَتْ لَهُ أَدْمَا ، أَلَا تَسْمَعُ زَقْزَقَةَ ذٰلِكَ

العُصْفُوْرِ، قِفْ وَ اَصْغِ يَا بَدِيْعُ، حَتّٰى نَرٰى
اَيْنَ صَارَ.

(٥) فَجَعَلَ بَدِيْعٌ يَلْتَفِتُ إِلَى الْيَمِيْنِ وَ إِلَى الشِّمَالِ، وَ مَا كَانَ يَقْدِرُ اَنْ يَرٰى شَيْئًا، وَ لٰكِنَّهٗ كَانَ يَسْمَعُ زَقْزَقَةً وَ لَا يَرٰى عُصْفُوْرًا.

(٦) فَقَالَتْ اَدْمَا هَا هُوَ طَائِرٌ فِي الْجَوِّ عَالٍ جِدًّا. اِصْبِرْ قَلِيْلًا حَتّٰى نَرٰى إِذَا كَانَ يَنْزِلُ، فَنَعْرِفَ مِنْ اَيِّ نَوْعٍ مِنَ الْعَصَافِيْرِ هُوَ.

(٧) فَالْتَقَطَ بَدِيْعٌ حَجَرًا بِيَدِهٖ، وَ حِيْنَ وَقَعَ الْعُصْفُوْرُ عَلَى الصَّخْرِ اَرَادَ اَنْ يَرْمِيَهٗ بِالْحَجَرِ فَمَنَعَهٗ اُخْتُهٗ اَدْمَا وَ قَالَتْ لَهٗ: هِيَ قُبَّرَةٌ لَا تَرْمِهَا بِالْحَجَرِ، وَ إِذَا رَمَيْتَهَا بِهٖ أُخْبِرُ أُمِّيْ بِذٰلِكَ.

(٨) قَالَ بَدِيْعٌ، لَسْتُ أَقْصِدُ بِالْعُصْفُوْرِ شَرًّا وَ لَا ضَرَرًا وَ إِنَّمَا أَرَدْتُ اَنْ أَرٰى، إِذَا كَانَتْ يَدِيْ لَا تَزَالُ صَيُوْبَةً.

(٩) فَقَالَتْ أَدْمَا، إِذَا كَانَتْ يَدُكَ صَيُوْبَةً فَلَا يَجُوْزُ أَنْ تَضُرَّ أَحَدًا بِهَا ـــ وَ قَالَتْ اُخْتُهٗ عَلْيَا: هَلْ أَضَرَّتِ الْقُبَّرَةُ بِكَ يَا أَخِيْ. قَالَ لَا، لَمْ تَعْمَلْ بِيْ شَيْئًا، فَقَالَتْ إِذًا اِطْرَحِ الْحَجَرَ

وَ لَا تَرْمِهَا بِهٖ.

(۱۰) فَسَمِعَ بَدِيعٌ مِنْ أُخْتِهٖ عَلْيَا، وَ طَرَحَ الْحَجَرَ، وَ صَعِدُوْا اِلَى التَّلِّ، وَ لَعِبُوْا هُنَاكَ وَقْتًا طَوِيْلًا، ثُمَّ رَجَعُوْا اِلَى الْبَيْتِ وَ أَخْبَرُوْا أُمَّهُمْ عَمَّا كَانَ مِنْ أَمْرِ بَدِيعٍ وَ الْقُبَّرَةِ.

ترجمہ :-

چکور (۳)

(۱) کبھی کبھی وہ قریب کی پہاڑی کی طرف جاتے، جس میں بڑی بڑی چٹانیں تھیں، اور اپنا توشہ لیتے، اور وہاں چٹانوں کی چھاؤں میں اپنا بہت سا وقت صرف کرتے۔

(۲) اس اثنا میں کہ وہ ایک دن اس پہاڑی پر چڑھ رہے تھے، بدیع نے ایک چھوٹا سا پرند دیکھا، جو اس کے آگے کی زمین سے اُڑا، اور وہ فضا میں چڑھتا اور اونچا ہوتا اور چہچہاتا جا رہا تھا۔

(۳) پس ادما اس کو دیکھنے کے لئے ٹھہر گئی۔ لیکن اس کے بھائی بدیع نے اس کو اڑنے کے بعد نہ دیکھا تھا، سو وہ بھی اپنی بہن پر ہنسنے کو ٹھہر گیا۔ اسلئے کہ اس نے اس کے کھڑے ہونے کا سبب نہ جانا تھا۔

(۴) اس سے ادما نے کہا: کیا تم اس چڑیا کے چہچہے نہیں سنتے؟ بدیع! ٹھہرو اور سنو تا کہ دیکھیں کہاں گیا؟

(۵) بدیع دائیں بائیں دیکھنے لگا، اور وہ کوئی چیز دیکھ نہیں سکتا۔ لیکن وہ چہچہے سنتا تھا، اور کسی چڑیا کو نہیں دیکھتا تھا۔

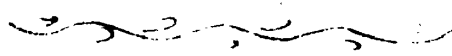
(۶) پس ادما نے اس سے کہا : دیکھو! وہ فضا میں بہت اونچا اُڑ رہا ہے۔
تھوڑی دیر صبر کرو، تاکہ جب وہ اترے تو ہم اس کو دیکھ سکیں کہ وہ چڑیوں
کی کونسی قسم ہے؟

(۷) پس بدیع نے اپنے ہاتھ سے ایک پتھر اٹھایا، اور جب وہ پرندہ چٹان پر
اُترا، تو اس کو پتھر مارنا چاہا، اس کی بہن ادما نے اس کو منع کیا اور کہا: یہ
چکور ہے اس کو [illegible] نہ مارو۔ اگر تم نے اس پر پتھر پھینکا، تو میں یہ بات اماں
جان سے کہہ دوں گی۔

(۸) بدیع نے کہا: میں چڑیا سے برائی کرنے یا اس کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ نہیں
کرتا۔ میں تو یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ میرے ہاتھ کا نشانہ ہمیشہ بے خطا ہی [illegible]

(۹) ادما نے کہا: اگر [illegible] تو یہ تو جائز نہیں کہ اس سے کسی کو تکلیف
پہنچاؤ، اور اس کی بہن علیا نے کہا: کیوں بھائی اس چکور نے تم کو تکلیف
دی ہے؟ اس نے کہا: نہیں، اس نے مجھ کو کچھ نہیں کہا۔ علیا نے کہا:
تب یہ پتھر پھینک دو اور اس کو اس پر مت چلاؤ۔

(۱۰) بدیع نے اپنی بہن علیا کی بات سن کر پتھر پھینک دیا اور وہ پہاڑ پر چڑھ گئے اور
وہاں بہت وقت کھیلتے رہے۔ پھر وہ گھر کو آئے اور ماں کو بدیع اور چکور کی
بات بتائی۔



فتح الحمید

یعنی قرآن مجید مع ترجمہ جدید "فتح الحمید"

چند آراء کا خلاصہ

"یہ ترجمہ مختصر اور مطالب خیز ہے۔ زبان محاورانہ اور شستہ، سلیس، لطیف اور دلکش ہے۔ محاورے کی پابندی کے ساتھ الفاظ کی رعایت بھی برقرار ہے۔"

(مولنا) عبداللہ العمادی

"ہم کو یہ کہنے میں ذرا تامل نہیں کہ فتح الحمید نہایت دلپسند اور صحیح و مستند ترجمہ ہے اور اس کو نئے ترجموں پر ہر قسم کی فوقیت اور فضیلت حاصل ہے۔"

(مولنا) محمد حلیم ردولوی

"ترجمہ فتح الحمید مستند، صحیح اور تمام ترجموں میں زیادہ مفید و کارآمد ہے۔"

(مولنا) احسان اللہ نجیب آبادی

"اصح التراجم اور بہترین تراجم ہے"۔ (حضرت مولنا) بدرالدین (امیر شریعت بہار)

طباعت نفیس، خط پاکیزہ، ہدیہ بلا جلد چار روپیہ، اگر مجلد درکار ہو، تو جلد قسم اول ایک روپیہ چھ آنے، اور قسم دوم ۱۴؍ علاوہ

ملنے کا پتہ

منیجر مکتبہ علمیہ ۔ مدرسۃ البنات جالندھر شہر

امام اعظم کا ہدایت نامہ

(از ابن الانور سید محمد ازہر شاہ قیصر کشمیری دیوبند)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اسلام کی ابتدائی عمر کے عہد فرخ عہد کے ان سرآمد روزگار علما اور جلیل القدر فقہاء میں سے ہیں کہ انکی شخصیت اپنے علم وعمل کی تابانیوں اور زہد وریاضت کی ضوفشانیوں کے ساتھ اسلام کے آسمان حیات پر مہر منور بنکر چمکی اور اگلی پچھلی تمام روشنیاں انکے آگے گرد ہوکر رہ گئیں، وہ اسلام کے ایوان عالی میں آئے تو اس شان کیساتھ کہ انکے صدر دروازہ پر قدم رکھتے ہی تمام حاضرین دم بخود ہو گئے اور پوری فضا انکی جلالت علم وعمل سے تھراسی گئی دنیا کو ماننا پڑا کہ آنے والا ان آنے والوں میں سے ہے جو روز روز نہیں بلکہ ماہ و سال کی ہتوتر گردشوں اور شب وروز کے پیہم الٹ پھیر کے بعد اپنی صورت دکھاتے ہیں۔ حضرت امام کا سنہ پیدائش مولانا شبلی نعمانی مرحوم کے حسب ارشاد ۸۰ھ اور وطن مالوف کوفہ ہے۔ ابتدائی عمر میں آپ کو تعلیم وتعلم سے دلچسپی نہیں تھی زندگی کا کافی حصہ بسر کرنے کے بعد فقہ کی تحصیل وتعلیم پر توجہ ہوئی۔ پھر اس فن کو حاصل کیا اور اسطرح کہ اپنی قوت ایجاد، حدت طبع، دقت نظر، وسعت معلومات اور بالغ نظری سے خاص اس دقیق فن کو حاصل کیا اور اسطرح مرتب ومدون کر دیا کہ انکے اجتہادی مسائل گذشتہ بارہ ساڑھے بارہ سو برس سے اکثر اسلامی سلطنتوں میں سرکاری قانون کی حیثیت سے زیر عمل ہیں، امام عالی مقام اپنی نکتہ آفرینی، دماغی کمالات، اور خداداد فہم وفراست کے لحاظ سے شہرۂ آفاق حیثیت رکھتے ہیں۔ عربی کی رجال وتاریخ کی جن کتابوں میں آپکے حالات مختصر طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں بیسیوں ایسے واقعات نظر پڑتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ الجھے اور بگڑے ہوئے معاملات کی تہ تک چشم زدن میں پہنچ جانا امام ہی کا خاص منصب تھا۔ اور آپ میں اجتہاد وایجاد کی ایک وسیع طاقت تھی اتنی اور ایسی کہ شاید کوئی دوسرا عالم ان کی برابری کا دعویٰ کر سکے طبیعت اسقدر حاضر اور ذہن اسقدر رسا تھا کہ منٹوں اور سیکنڈوں میں آپ

دور دراز کی باتوں تک جا پہنچتے تھے بارہا ایسا ہوا کہ ضرور تمندوں نے کسی خاص پیچیدہ معاملہ میں ایسے اور تمام علمائے عصر سے استصواب رائے کیا، دوسرے علماء تو ابھی سوال ہی کو سمجھنے میں لگے رہتے کہ امام نے بیساختہ طور پر اسکا جواب ارشاد فرمادیا۔ ایک قدیم عالم کا یہ مقولہ بہت صحیح ہے۔ کہ "اگر آدھی دنیا کی عقل ایک پلڑے میں اور ابوحنیفہ کی عقل دوسرے پلڑے میں رکھی جاتی تو ابوحنیفہ کا پلڑا یقیناً بھاری رہتا۔"

خارجہ بن مصعب کا قول ہے جسے مولانا شبلی نے اپنی کتاب "سیرۃ النعمان" میں نقل کیا ہے کہ "میں کم و بیش ایک ہزار عالموں سے ملا جن میں عاقل صرف تین چار شخص دیکھے ان عقلمند علماء میں سے پہلے سب سے افضل اور سب سے زیادہ ابوحنیفہ تھے۔" مولانا شبلی نے اپنی کتاب میں بالکل صحیح کہا ہے۔

ہمارے علماء کی وہ خصوصیات جن کا ذکر بہت پر زور الفاظ میں کیا جاتا ہے تیزی ذہن، قوت حافظہ، بے نیازی، تواضع، قناعت، زہد، اتقا، غرض اس قسم کی خصوصیتیں ہوتی ہیں لیکن عقل و رائے اور فراست و تدبیر کا ذکر تک بھی نہیں آتا۔ گویا یہ باتیں دنیاداروں کیساتھ مخصوص ہیں۔ علامہ ابن خلدون نے اسی کو ان الفاظ میں کہا ہے کہ علماء کا طبقہ انتظام اور ریاست کے امور عامہ سے بالکل مناسبت نہیں رکھتا۔"

لیکن یہ صرف امام اعظم کی خصوصیت ہے۔ کہ زہد و ورع اور نیکی و بزرگی کے نہایت قیمتی اوصاف کیساتھ آپ میں دانشمندی، دقیقہ سنجی، نکتہ سنجی اور اصابت رائے کے کمالات بھی جمع تھے۔ آپنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذخیرۂ احادیث اور قرآن مجید کی آیات محکمات کو سامنے رکھ کر انسے فقہ حنفی کے جو مسائل پیدا کئے پھر اس فن کو اصول عقل سے قریب تر اور انہیں اسلام کی صحیح روح کو باقی رکھنے میں جو اہتمام بالشان کوشش کی افسوس ہے کہ بخیال طوالت ان کا کوئی ہلکا سا نظارہ بھی اس مضمون میں دکھایا نہیں جاسکتا۔ ...

فقہ حنفی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اعظم اجتہاد و اصابت رائے کو تنہا مالک تھے۔ علم و عقل کی بیشمار فضیلتیں، قدرت کی بارگاہ فیاض سے امام اعظم کو اس فراوانی سے بخشی گئیں تھیں کہ اگلے پچھلے تمام علماء نے انکے ادب و احترام کو اپنا اخلاقی فرض سمجھا ہے۔ اس آخری دور میں حجتہ الاسلام، عارف باللہ حضرت مولانا السید محمد انور شاہ الکشمیری علیہ الرحمتہ اُن تمام محاسن عالیہ اور مکارم اخلاق کے جامع تھے جن سے پچھلے بزرگان امت کے نام تاریخ کا جلی عنوان بنے ہوئے ہیں۔ حضرت مرحوم دینی معاملات و مسائل میں خود ذاتی

تحقیق واجتہاد فائق رکھتے تھے اور دین ومذہب کا شاید ہی کوئی ایسا مسئلہ ہو جس پر آپ کو حق الیقین حاصل نہ ہو اور جب آپنے صرف ایماناً واعتقاداً ہی نہیں بلکہ علی وجہ البصیرت تسلیم نہ کیا ہو، امام اعظم کے متعلق حضرت موصوف کا یہ مقولہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ

امام اعظم اتنی بڑی عقل وفراست کے مالک تھے کہ اگر اسلام میں ذرہ بھر کوئی کھوٹ ہوتی تو وہ یقیناً امام اعظم کو کھٹکتی اور وہ دلاورانہ اسلام کی صداقت سے انکار کرتے یہ اسلام کی صداقت کی ایک کھلی ہوئی دلیل ہے کہ امام اعظم ایسا مجتہد اور مبصر جو زمانہ کی پیہم کروٹیں لینے اور دنیا کے مسلسل انقلابات کے بعد کہیں قرنوں اور صدیوں کے بعد منظر عام پر آتا ہے، اسلام کا حلقہ بگوش رہا ہے۔

امام اعظم اپنے اس علم وفضل کے علاوہ اپنی ذاتی زندگی میں بھی بہت ارفع واعلیٰ تھے تجارت آپکا ذریعہ معاش تھا۔ اور کپڑے کی تجارت سے امام اعظم نے بڑی دولت حاصل کی تھی جسے وہ طلبا اور غربا کی امداد میں بیدریغ خرچ کرتے تھے آپ نہایت رقیق القلب، رحمدل، فیاض، سادہ طبیعت اور نیک سرشت تھے عبادت الٰہی میں آپکا شغف حیرت انگیز بلکہ اس دور بیدینی میں تو بہت سوں کیلئے ناقابل اعتبار ہوگا علامہ ذہبی نے انکے متعلق کہا ہے کہ

انکی پرہیزگاری اور عبادت کے واقعات تواتر کی حد تک پہنچ گئے ہیں۔ اکثر نماز میں یا قرآن پاک کی تلاوت کیوقت آپ پر رقت طاری ہوجاتی تھی اور گھنٹوں رویا کرتے تھے۔

ابراہیم بصری کا بیان ہے کہ

میں ایکدفعہ نماز فجر میں امام ابوحنیفہ کیساتھ شریک ہوا تھا امام نے نماز میں آیت پڑھی ولاتحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون یعنی خدا کو ظالموں کی کردار سے بے خبر نہ سمجھنا، امام ابوحنیفہ پر یہ آیت سنکر ایسی حالت طاری ہوگئی کہ ان کا سارا بدن کانپنے لگا۔

زائدہ کہتے ہیں کہ

مجھکو ایک ضروری مسئلہ دریافت کرنا تھا امام ابوحنیفہ کیساتھ نماز عشا میں شریک ہوا اور منتظر رہا کہ کہ نوافل سے فارغ ہوں تو دریافت کروں وہ قرآن پڑھتے پڑھتے اس آیت پر پہنچے کہ ووقنا عذاب السموم

بار بار صرف اس ایک آیت کو تمام رات پڑھتے رہے۔ اور صبح کر دی۔

غرضیکہ ذکر و عبادت میں امام ابو حنیفہ کی شہرت ضرب المثل ہے آپ بہت نڈر، صاف گو اور امر حق کے اظہار میں جری تھے اپنی اس حق پسندی اور صاف گوئی کی بدولت آپکو دار و رسن کی سخت اذیتیں بھی برداشت کرنی پڑیں اور وہ اسطرح کہ عباسی خلیفہ منصور نے انکے لئے قضا کا عہدہ تجویز کیا جسے امام نے اپنی ذاتی مصالح اور اسوقت کے ملکی اور سیاسی حالات کی بناء پر قبول نہیں کیا۔ امام چونکہ منصور کی خلافت سے خوش نہیں تھے اور اسکے مقابلہ میں خاندان سادات کی خلافت کے حامی و مددگار تھے۔ اسلئے منصور نے اپنا انتقام لینے کیلئے عہدۂ قضا سے انکے اس انکار کو بہانہ بنایا اور امام موصوف کو قید و بند کی عذابناک تکلیفوں میں مبتلا کر دیا۔ ہر چند کہ پورا عالم اسلامی حضرت امام اعظم کا گرویدہ اور انکے کمالات باطنی کا مداح تھا۔ خلیفہ کے اس نازیبا عمل سے تمام مملکت میں آتش غضب بھڑک اٹھی مگر قاہر قوتوں اور جبار حکمرانوں کے مقابلہ پر ہر کوئی آنے کی ہمت نہیں کرتا مسلمانوں کی اس سرد مہری اور خوف و بزدلی کا یہ نتیجہ ہوا کہ تمام مسلمانوں کے جذبات و خواہشات کے خلاف امام ابو حنیفہ جیل میں بند رہے اور وہیں خلیفہ کی سازش سے آپ کو زہر سے ہلاک کیا گیا۔ امام اعظم جیسے نادرۂ روزگار بزرگ کو جیل کی آہنی سلاخوں اور اونچی اونچی دیواروں کی اوٹ میں سم قاتل سے اسطرح ہلاک کر دینا خلیفہ منصور کی شقاوت قلبی اور بد ترین سیرت پر دلالت کرتا ہے افسوس ہے کہ جس جرم عظیم پر شاید اغیار بھی تیار نہ ہوتے اسے ایک مسلمان خلیفہ بیدھڑک کر گذرا تاریخ منصور کی اس ستم رانی پر شرم شرم کی آواز بلند کرتی ہے اور علم و عمل اسکی اس ظلم پسندی پر ماتم سرا ہیں۔

سر دست ہمیں اپنے اس مضمون میں حضرت امام ابو حنیفہ کے ایک ہدایت نامہ کی چند سطریں نقل کرنی ہیں، جو آپنے اپنے ایک لائق اور مشہور شاگرد حضرت امام ابو یوسف کو قلمبند فرما کر دیا تھا۔ لیکن ہم نے مناسب سمجھا کہ اسموقعہ پر خود حضرت امام ابو حنیفہ کے متعلق بھی چند حرف عرض کر دیں تاکہ پڑھنے والے امام موصوف کی قدر و منزلت سے آگاہ ہو سکیں۔

امام ابو یوسف حضرت امام ابو حنیفہ کے ایک بہت عزیز اور محبوب شاگرد تھے۔ ان کی دینی بصیرت اور اعلیٰ قابلیت کی قدر کرتے ہوئے خلیفہ رشید نے اپنے زمانۂ خلافت میں انہیں صیغۂ قضا کی وزارت تفویض کی تھی

امام ابوحنیفہ نے اپنے اس سعادتمند شاگرد کو چند نصیحتیں قلمبند کر کے دی تھیں جو امام ابو یوسف کے تمام کے تمام مہمات دینی و دنیوی میں انکی رہبر و رہنما تھیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ آج بھی طلباء علماء ان سے بہت کچھ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اسلئے ہم حضرت مولانا شبلی کی سیرۃ النعمان سے اسکے بعض ٹکڑے یہاں نقل کرتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ نے اپنی اس تحریر میں پہلے سلطان وقت کے تعلقات کا ذکر کیا ہے چنانچہ شاگرد کو خطاب فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ

بادشاہ کے پاس بہت کم آمد و رفت رکھنا۔ اس سے ہر وقت پر خطر رہنا جس طرح انسان آگ سے پر خطر رہتا ہے۔ جبتک کوئی خاص ضرورت نہو دربار میں نہ جانا کہ اپنا اعزاز و وقار قائم رہے اگر اتفاق سے دربار میں ایسے لوگ موجود ہوں جن سے تم کو واقفیت نہو تو اور بھی پرہیز کرنا کیونکہ جب ان کا رتبہ معلوم نہیں تو ممکن ہے کہ مخاطبت اور گفتگو میں انسے جو برتاؤ کیا جائے وہ ان کی شان کے مناسب نہو وہ اگر تم سے زیادہ بلند رتبہ رکھتے ہیں اور تم نے اس کا لحاظ نہیں کیا تو بے تمیزی سمجھی جائے گی اور اگر معمولی آدمی ہیں اور تم نے ان کی زیادہ تعظیم و تکریم کی تو بادشاہ کی نظر میں تمہاری ذلت ہوگی بادشاہ اگر تم کو عہدۂ قضا پر مقرر کرنا چاہے تو پہلے دریافت کر لینا کہ وہ تمہارے طریق اجتہاد سے موافق ہے کہ نہیں۔ ایسا نہو کہ سلطنت کے دباؤ سے تمہیں اپنی رائے کیخلاف عمل کرنا پڑے۔ جس عہدہ اور منصب کی تم میں قابلیت نہو اسکو ہرگز قبول نہ کرنا۔

حضرت امام ابوحنیفہ نے اگرچہ اس ہدایت نامہ میں بادشاہ کی حرمت و توقیر کی بہت تاکید کی ہے لیکن اظہار حق کے موقعہ پر کامل آزادی اور آزادروی سے کام لینے کی تلقین فرمائی ہے۔ چنانچہ اخیر میں کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص شریعت میں کسی بدعت کا موجد ہو تو علانیہ اسکی غلطی کا اظہار کرنا کہ اور لوگوں کو اسکی تقلید کی جرات نہو اس بات کی کچھ پروا نہ کرنا کہ وہ شخص جاہ و حکومت رکھتا ہے کیونکہ اظہار حق میں خدا تمہارا مددگار ہوگا وہ اپنے دین کا خود محافظ و حامی ہے۔ اور اگر بادشاہ سے کوئی نامناسب حرکت صادر ہو تو صاف کہدینا کہ گو میں عہدہ و خدمت کے لحاظ سے آپکا مطیع ہوں تاہم آپکو آپکی غلطی پر مطلع کر دینا میرا فرض ہے پھر بھی نہ سمجھے تو تنہائی میں اسے سمجھانا کہ تمہارا یہ فعل قرآن مجید اور احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے خلاف ہو۔ اگر سمجھ گیا تو خیر ورنہ خدا سے دعا کرنا کہ اسکے شر سے تم کو محفوظ رکھے۔

زندگی کے معمولی کاروبار کے متعلق بھی امام ابو یوسف کو نہایت عمدہ ہدایتیں کی ہیں۔ لکھتے ہیں کہ تحصیل علم کو سب امور پر مقدم رکھنا اس سے فراغت ملے تو جائز ذرائع سے دولت حاصل کرنا کہ ایک وقت میں علم اور دولت دونوں کی تحصیل ممکن نہیں پھر نیک کام کر لینا لیکن اسوقت جب یہ یقین ہو جائے کہ تم اہل وعیال کی تمام ذمہ داریاں اٹھا سکوگے۔ ایسی عورت سے شادی نہ کرنا جو دوسرے شوہر سے اولاد رکھتی ہو۔ عام آدمیوں اور خصوصاً دولتمندوں سے میل وجول کم رکھنا۔ ورنہ ان کو گمان ہوگا کہ تم ان سے توقع رکھتے ہو اور اس خیال سے وہ رشوت دینے پر آمادہ ہونگے۔ بازار میں جانے۔ دکانوں پر بیٹھنے یا مسجد میں کوئی چیز یا سقایات اور سقاؤں کے ہاتھ سے پانی پی لینے میں نہایت احتراز رہے۔ تم سے کوئی شخص مسئلہ پوچھے تو صرف سوال کا جواب دو۔ اپنی طرف سے کچھ نہ بڑھاؤ۔ عقائد کمتعلق عوام سے گفتگو نہ کرنی چاہئے۔ شاگردوں کے ساتھ ایسے خلوص اور محبت سے پیش آؤ کہ کوئی غیر دیکھے تو سمجھے کہ تمہاری اولاد ہے اور معمولی درجہ کے لوگ تم سے مناظرہ کریں تو احتراز کرو، کسی شہر میں جانا ہو تو وہاں کے علماء اور فضلاء سے اسطرح ملو کہ ان کو رقابت کا خیال نہ ہو۔ علمی تذکرہ آئے تو جو بات کہو خوب سوچ سمجھکر کہو اور وہی کہو جس کا کافی ثبوت دے سکتے ہو۔ مناظرہ کیوقت جرأت اور استقلال سے کام لو۔ ورنہ دل میں ذرا بھی خوف ہوگا تو خیالات مجتمع نہ ہوسکیں گے اور زبان میں لغزش ہوگی۔ جو لوگ آداب مناظرہ سے واقف نہیں یا مکابرہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان سے ہرگز گفتگو نہیں کرنی چاہئے۔ مناظرہ کیوقت غصہ نہ کرنا چاہئے اور عام حالات میں زیادہ نہ ہنسنا چاہئے زیادہ ہنسی سے دل افسردہ ہوجاتا ہے۔ جو کام کرو اطمینان اور وقار کے ساتھ کرو۔ کوئی شخص جبتک سامنے سے نہ پکارے کبھی جواب نہ دو، کیونکہ پیچھے سے پکارنا صرف جانوروں کیلئے مخصوص ہے، رستہ میں چلو تو دائیں بائیں نہ دیکھو۔ حمام میں جاؤ تو عام آدمیوں کی نسبت زیادہ اجرت دو۔ صبح اور دوپہر کے وقت حمام میں نہ جاؤ۔ گفتگو میں سختی نہ ہو اور آواز بلند نہ ہونے پائے۔ کوئی چیز خریدنی ہو تو خود بازار میں نہ جاؤ بلکہ نوکر کو بھیجکر منگوالو، خانگی کاروبار دیانتدار نوکروں کے ہاتھ میں چھوڑ دینا چاہئے کہ تمہیں اپنے مشاغل اور علمی مصروفیات کیلئے کافی وقت اور فرصت ہاتھ آئے، بادشاہ

کے قریب سکونت اختیار نہ کرو۔ ہر چیز سے بے نیازی اور بے پروائی ظاہر ہو اور فقر کی حالت میں وہی استغناء قائم رہے۔ عام آدمیوں میں بیٹھ کر وعظ نہ کہو کہ ایسے موقعہ پر واعظ اکثر جھوٹ بولنے پر مجبور ہوتا ہے۔ شاگردوں میں کسی کو فقہ کے درس کی اجازت دو تو خود بھی اسکے درس میں شریک ہو کہ اسکے متعلق صحیح رائے قائم کرسکو وہ اگر کبھی غلطی کرجائے تو بتادو۔ تمہارے چپ رہنے سے لوگوں کو گمان ہوگا۔ کہ اسنے جو کچھ کہا وہ صحیح کہا فقہ کے سوا اور علوم کی مجلس ہو تو خود نہ جاؤ بلکہ اپنے معتمد دوستوں اور شاگردوں کو بھیجو کہ وہ آکر تم سے پورے حالات بیان کردیں ہر بات میں تقویٰ اور امانت کو پیش نظر رکھو اور خدا کے ساتھ دل سے وہی معاملہ کرو۔ جو لوگوں کے سامنے ظاہر کرتے ہو، جبوقت اذان کی آواز آئے تو نماز کیلئے تیار ہوجاؤ۔ ہر مہینہ میں دو چار دن روزہ کیلئے مقرر کرلو۔ نماز کے بعد ہر روز کسی قدر وظیفہ پڑھا کرو، قرآن کی تلاوت قضا نہونے پائے، دنیا پر بہت نہ مائل ہو۔ اکثر قبرستان میں نکل جایا کرو۔ لہو ولعب سے پرہیز کرو، اپنے ہمسائے کی کوئی برائی دیکھو تو پردہ پوشی کرو۔ اہل بدعت سے بچو۔ نمازمیں جبتک لوگ تم کو امام نہ بنائیں خود امام نہ بنو، جو لوگ تم سے ملنے آئیں انکے سامنے علمی تذکرہ نہ کرو وہ اگر اہل علم ہونگے تو فائدہ اٹھائیں گے ورنہ کم ازکم ان کو تم سے محبت پیدا ہوگی۔

امام اعظم کا یہ ہدایت نامہ دراصل ایک سلک گوہریں ہے جسمیں موصوف نے قیمتی ہدایتوں اور نصیحتوں کے دربائے شہوار پرو دئیے ہیں۔ کاش اہل علم حضرات کو ان پر عمل کی توفیق ہو اور اس قسم کی محتاط۔ باوقار اور شاندار زندگی اختیار فرماکر علم کی قدر ومنزلت میں اضافہ فرمائیں۔



بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ

بِ	دَمٍ	كَذِبٍ ۭ	قَالَ	بَلْ	سَوَّلَتْ	لَ	كُمْ
ساتھ	خون	جھوٹے کے	کہا	بلکہ	بنائی ہے	واسطے	تمہارے

جھوٹ موٹ کا لہو بھی لگا لائے (یعقوب نے) کہا بلکہ تمہارے دلوں نے

اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ وَاللّٰهُ

اَنْفُسُ	كُمْ	اَمْرًا ۭ	فَ	صَبْرٌ	جَمِيْلٌ ۭ	وَ	اَللّٰهُ
دلوں نے	تمہارے	ایک بات	سو	صبر	عمدہ	اور	اللہ

تمہارے لئے ایک بات بنادی ہے سو اچھا صبر (ہی اچھا) اور جو کچھ تم بتاتے ہو

الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۱۸ وَجَاۗءَتْ

اَلْ مُسْتَعَانُ	عَلٰى مَا	تَصِفُوْنَ	۱۸	وَ	جَاۗءَتْ	سَيَّارَةٌ
ہی مدد مانگا جاتا ہے	اس پر جو	تم بیان کرتے ہو	۱۸	اور	آیا	ایک قافلہ

اس پر اللہ ہی ہے جس سے مدد مانگی جاتی ہے - (۱۸) - اور ایک قافلہ (ادھر) آنکلا

سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ۭ

فَ	اَرْسَلُوْا	وَارِدَ	هُمْ	فَ	اَدْلٰى	دَلْوَ	هٗ ۭ
پھر	انھوں نے بھیجا	پانی لانیوالا	اپنا	سو	اُسنے لٹکایا	ڈول	اپنا ۭ

اور انھوں نے اپنا سقا (اس کنوئیں پر پانی لانیکو) بھیجا اور اسنے اپنا ڈول ڈالا (اور ڈول میں

قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ۭ وَاَسَرُّوْهُ

قَالَ	يَا	بُشْرٰى	هٰذَا	غُلٰمٌ	وَ	اَسَرُّوْ	هُ
کہا	اے	مژدہ!	یہ	لڑکا ہے	اور	انھوں نے چھپالیا	اسکو

یوسف کو دیکھکر) کہا: اہاہا! یہ (تو کوئی) لڑکا (نکل آیا) اور انھوں نے اسکو ایک پونجی

بِضَاعَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۱۹

بِضَاعَةً ۭ	وَ	اَللّٰهُ	عَلِيْمٌ	بِ	مَا	يَعْمَلُوْنَ	۱۹
مال تجارت کے طور پر	اور	اللہ	خوب جانتا ہے		جو کچھ	وہ کرتے ہیں	۱۹

سمجھ کر چھپا لیا اور جو کچھ وہ کرتے تھے اللہ کو خوب معلوم ہے - (۱۹) -

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ

وَ	شَرَوْ	هُ	بِ	ثَمَنٍ	بَخْسٍ	دَرَاهِمَ	مَعْدُودَةٍ
اور	انھوں نے بیچا	اسکو	پر	مول	گھٹیا	پاولیاں	گنی ہوئی

اور اُسے ایک گھٹیا قیمت پر کچھ گنتی کے درہموں کو بیچ ڈالا،

وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ۲۰ وَ

وَ	كَانُوا	فِي هِ	مِنَ	اَلْ	زَاهِدِينَ	۲۰	وَ
اور	وہ تھے	اسمیں			بے رغبت	۲۰	اور

اور وہ (اسلئے کہ مفت کا مال تھا) اس سے بے رغبت تھے۔ (۲۰)۔ اور

ع ۲ / ۱۱

قَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِصْرَ لِامْرَأَتِهِ

قَالَ	اَلَّذِي	اِشْتَرٰى	هُ	مِنْ	مِصْرَ	لِ	اِمْرَاَةِ
کہا	جس نے	خریدا	اسکو		مصرسے	کو	عورت

جس شخص نے اس کو مصر سے مول لیا تھا، اس نے اپنی بیوی سے

أَكْرِمِي مَثْوَاهُ عَسَى أَنْ يَنْفَعَنَا

هٖ	اَكْرِمِي	مَثْوٰى	هُ	عَسٰى	اَنْ	يَنْفَعَ	نَا
اپنی	باحرمت رکھ	جگہ	اسکی	شاید	کہ	وہ نفع دے	ہمکو

کہا: اس کو اچھی طرح رکھنا، اغلب ہے کہ ہمکو نفع پہنچائے

أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا ط كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ

اَوْ	نَتَّخِذَ	هُ	وَلَدًا ط	كَذٰلِكَ	مَكَّنَّا	لِ	يُوسُفَ
یا	ہم بنالیں	اسکو	بیٹا ط	اسی طرح	ہمنے اقتدار بخشا		یوسف کو

یا ہم اسکو بیٹا (ہی) بنالیں ط اسی طرح ہم نے یوسف کو

فِي الْاَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ مِنْ

فِي	اَلْ	اَرْضِ	وَ	لِ	نُعَلِّمَ	هُ	مِنْ
		ملک میں	اور	اسلئے کہ	ہم سکھائیں	اسکو	کچھ

اس سرزمین میں جما دیا اور اسلئے کہ ہم اس کو باتوں کے

تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤی

تَاْوِیْلِ	اَلْ	اَحَادِیْثِ	وَ	اَللّٰهُ	غَالِبٌ	عَلٰی	اَمْرِ
تعبیر دینا		خوابوں کی	اور	اللہ	غالب ہے		کام پر

کچھ پھل بتانے سکھا دیں ط اور اللہ اپنے کام پر جیت رکھتا ہے

اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۲۱

هٖ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَ	اَلْ	نَاسِ	لَا یَعْلَمُوْنَ	۲۱
اپنے	لیکن	اکثر		لوگ	نہیں جانتے	۲۱

لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۔ (۲۱) ۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا

وَ	لَمَّا	بَلَغَ	اَشُدَّ	هٗ	اٰتَیْنَا	هُ	حُكْمًا
اور	جب	وہ پہنچا	قوت مضبوطی کو	اپنی	ہم نے دیا	اسکو	حکم

اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا ہم نے اس کو حکمت و

وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۲۲

وَ	عِلْمًا ط	وَ	كَذٰلِكَ	نَجْزِی	اَلْ مُحْسِنِیْنَ	۲۲
اور	علم دا	اور	ایسے ہی	ہم بدلا دیتے ہیں	احسان والوں کو	۲۲

دانش عطا کی ط اور اسی طرح ہم احسان والوں کو جزا دیتے ہیں۔ (۲۲)

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا

وَ	رَاوَدَتْ	هُ	اَلَّتِیْ	هُوَ	فِیْ	بَیْتِ	هَا
اور	پھسلایا	اسکو	اس عورت نے کہ	وہ (تھا)		گھر میں	اس کے

اور جس عورت کے گھر میں وہ رہتا تھا اس نے چاہا کہ وہ بے قابو

عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَ

عَنْ سے	نَفْسِ	هٖ	وَ	غَلَّقَتْ	اَلْ	اَبْوَابَ	وَ
	ذات سے	اسکی	اور	بند کرلئے		دروازے	اور

ہو کر اس کی خواہش پوری کرے اور اس نے سب دروازے بند کرلئے اور

قَالَتْ هَيْتَ لَكَ ط قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ

قَالَتْ	هَيْتَ	لَ	كَ ط	قَالَ	مَعَاذَ	اللّٰهِ	اِنَّ
کہا	لو	آ جاؤ	ط	کہا	پناہ	خدا کی	

اور کہا لو آ جاؤ ط (یوسف نے) کہا: معاذ اللہ، وہ تو

رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ط اِنَّهٗ

هٗ	رَبِّ	یْ	اَحْسَنَ	مَثْوَا	یَ ط	اِنَّ	هٗ
وہ	مالک ہے	میرا	اسنے اچھا کیا	بسیرا	میرا ط	تحقیق ہے	یہ کہ

میرا آقا ہے، اسنے مجھ کو اچھی طرح رکھا ہے ط حق یہ ہے کہ نمک حرام

لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۲۳ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ

لَا	یُفْلِحُ	اَلظّٰلِمُوْنَ	۲۳	وَ لَ	قَدْ هَمَّتْ	بِ هٖ
نہیں	کامیاب ہوتے	ستمگار	۲۳	اور البتہ	وہ قصد کر چکی تھی	اسکا

پنپ نہیں سکتے۔ (۲۳) اور وہ تو اس کا قصد کر ہی چکی تھی

وَهَمَّ بِهَا ج لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ

وَ	هَمَّ	بِ	هَا ج	لَوْ	لَا	اَنْ	رَاٰ
اور	اُسنے قصد کر لیا تھا	اسکو (ہٹانے) کا		اگر	نہ ہوتا	کہ	دیکھی اُسنے

اور یوسف بھی اس کو آزار پہنچانے کا قصد کر لیتا ط اگر اُسنے اپنے

بُرْهَانَ رَبِّهٖ ط كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ

بُرْهَانَ	رَبِّ	هٖ ط	كَذٰلِكَ	لِ	نَصْرِفَ	عَنْ هُ	اَلسُّوْٓءَ
قدرت	رب کی	اپنے ط	ایسا ہی ہوا	تاکہ	ہم پھیر دیں	اس سے	برائی

رب کی قدرت نہ دیکھ لی ہوتی ط ایسا ہی ہوتا کہ ہم اس سے برائی اور

وَالْفَحْشَآءَ ط اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ

وَ	اَلْفَحْشَآءَ ط اِنَّهٗ		مِنْ عِبَادِ نَا	اَلْ مُخْلَصِیْنَ	۲۴
اور	بے حیائی	بیشک	بندوں میں سے ہے ہمارے	برگزیدہ	۲۴

بے حیائی کو دور رکھیں ط یقیناً وہ ہمارے ان بندوں میں سے ہے جو چن لئے جاتے ہیں (۲۴)

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ

وَ	اِسْتَبَقَا	اَلْ بَابَ	وَ	قَدَّتْ	قَمِيْصَ	هٗ	مِنْ سے
اور	دونو دوڑے	دروازے کو	اور چیر ڈالا عورت نے		کرتہ	اس کا	

اور وہ دونو (آگے پیچھے) دروازے کو دوڑے اور عورت نے اس کا کرتہ پیچھے سے

دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ط

دُبُرٍ	وَ	اَلْفَيَا	سَيِّدَ	هَا	لَدَى	اَلْ	بَابِ ط
پیچھے سے	اور	دونو آملے	خاوند سے	اس	پاس	دروازے کے	

چیر ڈالا ، اور عورت کے شوہر کو دروازے کے پاس پایا ط

قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا

قَالَتْ	مَا	جَزَاءُ	مَنْ	اَرَادَ	بِ اَهْلِ	كَ	سُوْءًا
عورت نے کہا	کیا	سزا ہے	اسکی جو	چاہے	جورو سے	تیری	برائی

عورت بولی : جو شخص تیری گھر والی سے برا ارادہ کرے اس کی

اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ٢٥ قَالَ

اِلَّآ	اَنْ	يُسْجَنَ	اَوْ	عَذَابٌ	اَلِيْمٌ	٢٥	قَالَ
سوا	اسکے کہ	قید کیا جائے	یا	عذاب	دردناک	٢٥	کہا

یہی سزا ہونی چاہیئے کہ یا تو قید کر دیا جائے یا کوئی دردناک عذاب پائے۔ (٢٥) یوسف نے کہا

هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ

هِيَ	رَاوَدَتْ	نِيْ	عَنْ	نَفْسِ	ى	وَ	شَهِدَ
اسی نے	پھسلایا	مجھ کو کہ	لے قابو کرلے	دل	میرا	اور	گواہی دی

یہی مجھ کو ورغلاتی تھی ، اور عورت کے گھر کے لوگوں

شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ

شَاهِدٌ	مِنْ	اَهْلِ	هَا	اِنْ كَانَ	قَمِيْصُ	هٗ	قُدَّ
ایک گواہ نے	گھر کے لوگوں میں سے		عورت کے	اگر ہو	کرتا	اس کا	پھٹا ہوا

میں سے ایک گواہی دینے والے نے گواہی دی کہ اگر اس کا کرتہ سامنے سے

مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ

مِنْ	قُبُلٍ	فَ	صَدَقَتْ	وَ	هُوَ	مِنَ یہ	اَل
آگے سے		تو	سچ کہا عورت نے	اور	وہ ہے		

پھٹا ہوا ہو تو عورت سچی اور وہ جھوٹا ہے

الْكٰذِبِيْنَ ۲۶ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ

کاذِبِیْنَ	۲۶	وَ	اِنْ	کَانَ	قَمِیْصُ	هٗ	قُدَّ
جھوٹوں میں سے	۲۶	اور	اگر	ہو	کرتا	اسکا	پھٹا ہوا

(۲۶) - اور اگر اس کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا

مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ

مِنْ	دُبُرٍ	فَ	کَذَبَتْ	وَ	هُوَ	مِنَ	اَل
پیچھے سے		تو	عورت نے جھوٹ کہا	اور	وہ ہے		

ہو تو عورت جھوٹی اور یوسف سچا

الصّٰدِقِيْنَ ۲۷ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ

صَادِقِیْنَ	۲۷	فَ	لَمَّا	رَاٰ	قَمِیْصَ	هٗ	قُدَّ
سچوں میں سے	۲۷	پھر	جب	اُسنے دیکھا	کرتہ	اس کا	پھٹا ہوا

ہے - (۲۷) - پھر جب اس نے دیکھا کہ اس کا کرتہ پیچھے سے

مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ط اِنَّ

مِنْ دُبُرٍ	قَالَ	اِنَّ	هٗ	مِنْ	کَیْدِ	کُنَّ ط	اِنَّ
پیچھے سے	کہا		یہ		چرتر ہے	تمہارا ط	بیشک

پھٹا ہوا ہے تو کہا : یہ تمہارا ہی چرتر ہے ، بے شک

كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ۲۸ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا

کَیْدَ	کُنَّ	عَظِیْمٌ	۲۸	یُوْسُفُ	اَعْرِضْ	عَنْ	هٰذَا
چرتر	تمہارا	بہت بڑا ہوتا ہے	۲۸	یوسف	جانے دو	اس	بات کو

تمہارا چرتر بہت بڑا ہوتا ہے - (۲۸) - یوسف تو اس بات کو جانے دے

وَاسْتَغْفِرِیْ لِذَنْۢبِكِ ۖ اِنَّكِ كُنْتِ

وَاسْتَغْفِرِیْ	لِ	ذَنْبِ	كِ ۖ	اِنَّ	كِ	كُنْتِ
اور (اے عورت) تو معافی مانگ لے		قصور کی	اپنے	بیشک	تو	ہے

اور (زلیخا!) تو اپنے قصور کی معافی مانگ لے ۲ درحقیقت تو ہی

مِنَ الْخٰطِـِٕیْنَ ۲۹ ع وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی

مِنْ	اَلْ خَاطِئِیْنَ	۲۹	وَ	قَالَ	نِسْوَةٌ	فِیْ
میں سے	خطاکاروں	۲۹	اور	کہا	کچھ عورتوں نے	میں

قصوروار ہے۔ (۲۹) - اور کچھ عورتوں نے شہر میں

الْمَدِیْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا

اَلْ	مَدِیْنَةِ	اِمْرَاَةُ	اَلْ	عَزِیْزِ	تُرَاوِدُ	فَتٰی	هَا
	شہر	عورت		عزیز کی	پھسلانا چاہتی ہے	غلام کو	اپنے

چرچا کیا کہ عزیز کی عورت اپنے غلام کو پھسلا کر اسکا دل

عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا

عَنْ نَفْسِ ہٖ	قَدْ شَغَفَ	هَا	حُبًّا ؕ	اِنَّا	لَ
اسکے دل سے	دل میں گھر کر گئی ہے	اسکے	اسکی محبت	ہم	

لینا چاہتی ہے ۲ اسکی محبت اسکے دل میں بس گئی ہے ؕ ہم تو دیکھتے ہیں

لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۳۰ فَلَمَّا

نَرٰی	هَا	فِیْ	ضَلَالٍ	مُبِیْنٍ	۳۰	فَ	لَمَّا
دیکھتے ہیں	اسکو	میں	غلطی	صریح	۳۰	پھر	جب

کہ وہ صاف غلطی میں (پڑی ہوئی) ہے۔ (۳۰) - پھر جب اُسنے

سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَیْهِنَّ وَ

سَمِعَتْ	بِ	مَكْرِ	هِنَّ	اَرْسَلَتْ	اِلٰی	هِنَّ	وَ
سنا اُسنے		مکر	ان کا	آدمی بھیجا	طرف	ان کی	اور

ان کی مکاری سنی تو ان کو بلا بھیجا اور

اَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ

اَعْتَدَتْ	لَ	هُنَّ	مُتَّكَاً	وَ	اٰتَتْ	كُلَّ	وَاحِدَةٍ
طیار کی		انکے لئے	ایک محفل	اور	دی	ہر	ایک کو

ان کے لئے مسند طیار کی اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک

مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ فَلَمَّا

مِنْ هُنَّ	سِكِّيْنًا	وَ	قَالَتِ	اُخْرُجْ	عَلَیْ هِنَّ	فَ	لَمَّا
ان میں سے	ایک چھری	اور	بولی	نکل آ	انکے سامنے	پھر	جب

چھری دے دی، اور (یوسف کو کہا) کہ انکے سامنے نکل آ، پھر جب (وہ نکلا اور)

رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ

رَاَيْنَ	هٗ	اَكْبَرْنَ	هٗ	وَ	قَطَّعْنَ	اَيْدِیَ	هُنَّ
ان عورتوں نے دیکھا	اسکو	مان گئیں بڑائی	اسکی	اور	کاٹ لئے	ہاتھ	اپنے

عورتوں نے اسکو دیکھا، اسکی بڑائی کو مان گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے

وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ

وَ	قُلْنَ	حَاشَ	لِلّٰهِ	مَا	هٰذَا	بَشَرًا ؕ	اِنْ
اور	بول اٹھیں	سبحان	اللہ!	نہیں ہے	یہ	انسان ؕ	نہیں

اور کہہ اٹھیں: یہ تو انسان نہیں ہے ؕ ہو نہ ہو یہ کوئی

هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۳۱ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ

هٰذَا	اِلَّا	مَلَكٌ	كَرِيْمٌ	۳۱	قَالَتْ	فَ	ذٰلِكُنَّ
یہ	مگر	فرشتہ	معزز	۳۱	کہا	سو	یہ ہے

معزز فرشتہ ہے۔ (۳۱) ۔ تب اس نے کہا: یہی

الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ

الَّذِیْ	لُمْتُنَّ	نِیْ	فِیْهِ ؕ	وَ	لَ قَدْ	رَاوَدْتُّ	هٗ
وہ کہ	تم نے ملامت کی	مجھ کو	اسکے بارے میں	اور	ہاں ہے	بہکایا میں نے	اسکو

تو ہے جسکے بارے میں تم مجھ کو ملامت کر رہی تھیں ہاں ہاں میں نے ہی اسکے دل کو

مفید کتابیں

کتاب	قیمت
نقشِ وفا: از حضرت نواب صدر یار جنگ بہادر	
وعلیا بیگم " "	۶/
محمدؐ اور عورت ذات	۳/
اظہارِ حق: تفسیر سورۃ والتین	۶
ہمارے اعمال اور انکی قدر و قیمت	۲/
الناموس المفصل: تفسیر سورہ مزمل	۴/
نور الحق: تفسیر سورۂ علق مع ضمیمہ	۳/
احسن الاصول: اہل حدیث اور اہل قرآن	
کے مناظرہ پر محاکمہ	۶/
سمجھ اچھی کہ بے سمجھی:	۱/
ارشادات القرآن	۸/
تندرستی ہزار نعمت: صحت کے مجرب اصول	۵/
الاحسان: تصوف کا بیان	۸/
لالہ صحرا نظم: از پروفیسر منیر ایم اے	۴/
جبریل و ابلیس " " "	۴/
اتاترک	۶/
شانِ اردو: قابل ملاحظہ	۶/

کتاب	قیمت
تمار بلادِ اسلامیہ میں	۲/
سترِ دلبراں: قابل دید	۳/
مقتولِ بے حجابی	۱/
قواعدِ عربی حصہ اول علم صرف	۱۲/
عروسِ غربت: ایم۔ ایم۔ اسلم	۴/
بقائے دوام: "	عہ/
انتقام: "	۳/
پیمانِ وفا "	
خطِ تقدیر "	۶/
غزال "	۱۰/
ساربان "	۴/
چار سہیلیاں "	عہ/
بڑی بی: "	۱۲/
نورِ ہدایت	۴/
دریائے وحدت: قرآن شریف کی آیات	
اور گرنتھ کے شبدوں کی یکرنگی	۱۴/
الفوز الکبیر بہ فتح الخبیر فارسی	۸/

ملنے کا پتہ: مینیجر کتبخانہ انجمن اشاعت اسلام دار القرآن جالندھر شہر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۵۵

پیام آرام

جالندھر شہر

تعلیمی صحیفہ

مارچ سنہ ۱۹۳۶ء



مدیر: محمد احمد خاں ذاکر

قواعد

۱۔ رسالہ ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے۔

۲۔ رسالہ نہ پہنچنے کی اطلاع اسی مہینے کی بیسویں تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے، ورنہ رسالہ بشرطِ موجودگی قیمت پر ملیگا۔

۳۔ چندہ سالانہ ۳ ہے۔ فی پرچہ ۴ر

۴۔ اشتہارات کی اُجرت کا تصفیہ منیجر سے بذریعہ خط و کتابت کرنا چاہیئے۔

جنرل برقی پریس ریلوے روڈ جالندھر شہر میں چھپ کر
باہتمام محمد احمد خاں ذاکر پرنٹر پبلشر "دار القرآن" سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیام اسلام

جالندھر شہر

جلد ۱۷ مارچ ۱۹۴۶ء ربیع الاول ۱۳۶۵ھ نمبر ۳

فِی وَصْفِ اللُّغَۃِ

قَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ يَعْقُوبَ فِي الْقَامُوسِ إِنَّ عِلْمَ اللُّغَةِ هُوَ
الْكَافِلُ بِإِبْرَازِ أَسْرَارِ الْجَمِيعِ الْحَافِلُ بِمَا يَتَضَلَّعُ
مِنْهُ الْقَاحِلُ وَ الْكَاهِلُ وَ الْيَافِعُ وَ الرَّضِيعُ وَ إِنَّ
بَيَانَ الشَّرِيعَةِ لَمَّا كَانَ مَصْدَرُهُ عَنْ لِسَانِ الْعَرَبِ
وَكَانَ الْعَمَلُ بِمُوجَبِهِ لَا يَصِحُّ إِلَّا بِإِحْكَامِ الْعِلْمِ
بِمُقَدَّمَتِهِ وَجَبَ عَلَى رُوَّامِ الْعِلْمِ وَ طُلَّابِ الْأَثَرِ
أَنْ يَجْعَلُوا عُظْمَ اجْتِهَادِهِمْ وَاعْتِمَادِهِمْ وَ أَنْ
يَصْرِفُوا جُلَّ عِنَايَتِهِمْ فِي ارْتِيَادِهِمْ إِلَى عِلْمِ اللُّغَةِ
وَالْمَعْرِفَةِ بِوُجُوهِهَا وَ الْوُقُوفِ عَلَى مُثُلِهَا وَ رُسُومِهَا

وَ قَدْ عُنِيَ بِهِ مِنَ الْخَلَفِ وَ السَّلَفِ فِي كُلِّ عَصْرٍ عِصَابَةٌ هُمْ اَهْلُ الْاِصَابَةِ اَحْرَزُوا دَقَائِقَهُ وَ اَبْرَزُوا حَقَائِقَهُ وَ عَمَرُوا دِمَنَه وَ فَرَعُوا قُنَنَه وَ تَنَصَّصُوا شَوَارِدَهُ وَ نَظَمُوا قَلَائِدَهُ وَ اَدْهَقُوا مَخَاذِمَ الْبَرَاعَةِ وَ اَرْعَفُوا مَخَاطِمَ الْيَرَاعَةِ فَاَلَّفُوا وَ اَفَادُوا وَ صَنَّفُوا وَ اَجَادُوا وَ بَلَغُوا مِنَ الْمَقَاصِدِ قَاصِيَتَهَا وَ مَلَكُوا مِنَ الْمَحَاسِنِ نَاصِيَتَهَا جَزَاهُمُ اللّٰهُ رِضْوَانَهُ وَ اَحَلَّهُمْ مِنْ رِيَاضِ الْقُدْسِ حِيطَانَهُ قَالَ وَ هٰذِهِ اللُّغَةُ الشَّرِيفَةُ الَّتِي لَمْ تَزَلْ تَرْفَعُ الْعَقِيرَةَ غَرِّيدَةً بَانِهَا وَ تُصُوِّغُ ذَاتُ طَوْقِهَا بِقَدْرِ الْقُدْرَةِ فُنُونَ اَلْحَانِهَا وَ اِنْ دَارَتِ الدَّوَائِرُ عَلَى ذَوِيهَا وَ اَخْنَتْ عَلَى نَضَارَةِ رِيَاضِ عَيْشِهِمْ تَذْوِيهَا حَتّٰى لَا لَهَا الْيَوْمَ دَارِسٌ سِوَى الطَّلَلِ فِي الْمَدَارِسِ وَ لَا مُجَاوِبَ اِلَّا الصَّدٰى مَا بَيْنَ اَعْلَامِهَا الدَّوَارِسِ وَ لٰكِنْ لَمْ يَتَصَوَّحْ فِي عَصْفِ تِلْكَ الْبَوَارِحِ نَبْتُ تِلْكَ الْاَبَاطِحِ اَصْلًا وَ رَاسًا وَ لَمْ تُسْتَلَبِ الْاَعْوَادُ الْمُورِقَةُ عَنْ اٰخِرِهَا وَ اِنْ اَذْوَتِ اللَّيَالِي غِرَاسًا وَ لَا تَتَسَاقَطُ عَنْ عَذَبَاتِ اَفْنَانِ الْاَلْسِنَةِ ثِمَارُ اللِّسَانِ الْعَرَبِيِّ مَا اتَّقَتْ مُصَادَمَتَه هُوجُ الزَّعَانِعِ بِمُنَاسَبَةِ الْكِتَابِ وَ دَوْلَةِ النَّبِيِّ، وَ لَا يُنْشِئُنَا هٰذِهِ اللُّغَةَ الشَّرِيفَةَ اِلَّا مَنِ اهْتَاجَ بِهِ رِيحُ

الشّقاءِ وَ لا یختار علیہا اِلاَّ مَن اعتاض
الساقیۃ مِنَ الشجواءِ اَفادتْہا میامِن انفاس
المستجنّ بطیبۃ طیبا فشدت بہا ایکیۃ
النطق علیٰ فنن اللّسان رطیبًا یتدا و لہا
القومُ مَا ثنت الشّمالُ معاطِف غصن۔
و مرت الجنوبُ لِقحۃ مُزن استنظلالاً
بدولۃِ مَنْ رفعَ منارَہا فاعلیٰ وَ دلّ علی
الشَّجرۃِ الخُلدِ وَ مُلکٍ لا یبلیٰ وَ کیفَ
لاَ وَ الفصاحۃُ ارج بِغیرِ ثنائِہٖ لا
یَعبَقُ وَ السّعادہ صبٌّ سِوٰی تُراب
بابِہٖ لا یَعشق ؎

اِذَا تنفّسَ مِنْ نادِیکَ ریحانٌ
تارّجتْ مِنْ قمیصِ الصُّبحِ اَردَان

وَ مَا اَجدَرَ ھٰذَ اللّسانَ وَ ھُوَ
حبیبُ النفسِ وَ عشیقُ الطّبعِ وَ سمیرُ
ضمیرِ الجمعِ وَ قَدْ وقفَ علیٰ ثنیّۃ
الوَدَاعِ وَ ھوَّ قبلیٌّ مُزنہٖ بالاقلاع
بِاَنْ یُعتنَقَ ضمًّا وَ التزامًا کالاحبّۃ
لدَی التّوادِیع وَ یُکرّمَ بِنقلِ
الخُطُوَاتِ علیٰ اٰثارِہٖ حَالَۃَ التّشییع وَ
اِلیٰ الیومِ نَالَ القومُ بہٖ المراتب

وَ الحُظُوْظَ وَ جَعَلُوْا حَمَاطَةَ جُلْجُلَانِهِمْ لَوْحَهُ الْمَحْفُوْظ. وَ فَاحَ مِنْ زُهَرِ تِلْكَ الخَمَائِلِ وَ اِنْ اَخْطَأَهُ صَوْبُ الغُيُوْثِ الهَوَاطِلِ مَا تَتَوَلَّعُ بِهِ الاَرْوَاحُ لَا الرِّيَاحُ. وَ تُزْهٰى بِهِ الاَلْسُنُ لَا الاَغْصُنُ. وَ يُطْلِعُ طَلْعَةَ البَشَرِ لَا الشَّجَرِ وَ يَجْلُوْهُ مَنْطِقُ السَّحَارِ لَا الاَسْحَارُ. تُصَانُ عَنِ الْخَبْطِ اَوْرَاقٌ عَلَيْهِ اشْتَمَلَتْ. وَ يَتَرَفَّعُ عَنِ السُّقُوْطِ نَضِيْجُ ثَمَرٍ اَشْجَارُهُ احْتَمَلَتْ مِنْ لُطْفِ بَلَاغَةِ لِسَانِهِمْ مَا يَفْضَحُ فُرُوْعُ الاٰسِ رَجَّلَ جَعْدَهَا مَاشِطَةُ الصَّبَا. وَ مِنْ حُسْنِ بَيَانِهِمْ مَا اسْتَلَبَ الغصن رشاقتهٗ فَقَلِقَ اضْطِرَابًا شَاءَ اَوْ اَبٰى. انتہٰی حاصلہ



ترجمہ :-

محمد بن یعقوب نے قاموس میں کہا : یقیناً عِلْمُ اللُغَۃ ہی انسانی سوسائٹی کے رازوں کو آشکار کرنے کا ذمہ دار اور اس تمام (سواد) سے بھرپور ہے جس سے بر و بحر اور جوان و بچہ سیراب ہوتے ہیں - چونکہ بیانِ شریعت کا مصدر زبانِ عرب ہے اور اس کے بموجب عمل اس کے مقدمے کے علم کو پختہ کئے بغیر درست نہیں ہو سکتا، قاصدانِ علم اور طالبانِ اثر پر واجب ہے کہ وہ اپنی محنت اور ٹیک کا بڑا حصہ اور اپنی زیادہ تر توجہ لغت کے علم، اس کے وجوہ کی شناخت اور اس کی مثالوں اور رسموں کی آگاہی طلب کرنے میں صرف کریں، اور ہر زمانے میں خلف و سلف میں سے ایک جماعت نے کہ وہی درستکار تھے اس کا اہتمام رکھا، اس کی باریکیوں کو محفوظ رکھا، اس کی حقیقتوں کو آشکار کیا، اس کے آثار کو معمور رکھا۔ اس کی چوٹیوں پر چڑھے، اس کے بدکنے والوں کو شکار کیا، اس کے ہار پر دئے، فضیلت کی شمشیروں کو تیز کیا، اور قلم کی نوکوں کو روشنائی سے بھرا، پس تالیفیں کیں اور مفید کیں اور تصنیفیں کیں اور خوب کیں، دُور و دراز مقصدوں تک رسائی پائی اور خوبیوں کی چوٹیوں پہ قابض ہوئے ۔

اللہ ان کو اپنی خوشنودی کی جزا دے اور ان کو باغہائے قدس کے احاطے میں اتارے - یہ وہ لغت شریفہ ہے جس کے ہاں چہچہاتی چڑیا ہمیشہ اونچے سُروں گاتی رہی ہے اور اس کی طوق والی (فاختہ یا کبوتری) تا بمقدور طرح طرح کی سریں نکالتی رہتی ہے - اگرچہ اس کے اہل پر گردشیں آگئیں اور ان کے باغ ہائے عیش کی تر و تازگی کو مرجھا کر تباہ کر دیا، یہانتک کہ آج مدرسوں میں پرانی چٹائیوں کے سوا کوئی اس کا خواندہ نہ رہا - اور اس کے مٹے ہوئے نشانوں کے درمیان بجز صدی کے کوئی جواب دہندہ نہ رہا، لیکن ان گرم ہواؤں کے تند چلنے سے ان سنگریزہ زاروں کی روئیدگی یکسر سوکھ ہی نہیں گئی اور پتوں والی ڈالیاں بالکل چھل ہی نہیں گئیں، اگرچہ زمانہ نے پودے کو مرجھا دیا ہے - قسم قسم کی زبانوں کی ٹہنیوں سے عربی زبان کے پھل نہیں جھڑینگے - جب تک کتاب اللہ کی مناسبت اور نبی کی دولت کے سہارے مصائب زمانہ کی آندھیوں سے بچتی رہے

اور اس لغتِ شریف سے وہی نفرت کریگا جس پر بدبختی کی آندھی سنسناتی ہو اور کسی آبِ زبان کو وہی پسند کریگا جو کشادہ کنویں کے عوض نالی کو قبول کرے۔ طیبہ میں پنہاں ہونیوالے کے دموں کی برکتوں نے اس کو خوشبو عطا کی اور گویائی کی چڑیا نے زبان کی شاخوں پر تر و تازہ نغمے گائے قوم اس کو جاری رکھے گی۔ جب تک شمالی ہوا ٹہنیوں کی گردنوں کو موڑتی رہے گی اور جنوبی ہوا بادل کی دودھار اونٹنی کے تھن نچوڑتی رہے گی۔ اس ذات گرامی کی دولت کے زیر سایہ جس نے اس کا منار اُٹھایا، پھر بلند کیا اور ہمیشگی کے درخت اور نہ پرانی ہوتی بادشاہی کی راہ بتائی۔ اور کیسے نہ ہو کہ فصاحت خوشبو ہے جو اس کی ثنا کے بغیر نہیں مہکتی اور سعادت عاشق ہے جو اس کی خاکِ در کے سوائے عشق نہیں کرتی ؎

جب تیری محفل کے گلبن مہکتے ہیں ؛ قمیص صبح کی آستینیں خوشبودار ہو جاتی ہیں

اور کسقدر شایاں ہے یہ زبان (درحالیکہ محبوبِ جان و مرغوب طبع اور داستانسرائے ضمیر جمع ہے۔ اور الوداع کی گھاٹی پر ٹھہر گئی ہے اور اس کے قبلہ رُخ بادل نے لنگر اٹھا لینے کا قصد کر لیا ہے) کہ اس کو اسطرح لپٹ کر گلے لگا لیا جائے جیسے احباب کو رخصت کرنے کے وقت۔ اور اسکے پاؤں کے نشانوں پر قدم بڑھا کر اس کی تکریم کی جائے جیسی مشایعت کی حالت میں کی جاتی ہے۔

آجتک قوم نے اس کے ذریعے مراتب اور مطالب حاصل کیئے اور اپنے سویدائے قلب کی تہ اس کی لوحِ محفوظ کو بنایا۔ اور ان جھاڑیوں کے پھولوں سے اگرچہ موسلا دھار برسنے والے بادلوں کی بارش اس سے چوک گئی۔ ایسی خوشبو مہکی جس پہ ریحیں نہیں روحیں گرویدہ ہوتی ہیں اور اس سے شاخیں نہیں زبانیں گلپوش ہوتی ہیں اور اس سے بشر کی طلعت کو طلوع ملتا ہے نہ کہ شجر کی۔ اور اسکو جادو بیانوں کی گویائی جلا دیتی ہے نہ کہ صبح۔ ایسے ورق خبط سے محفوظ رکھے جاتے ہیں جو اس پر مشتمل ہوں اور ایسے پکے پھل گر پڑنے سے بچے رہتے جنکے اشجار اسکو اٹھائے ہوئے ہیں انکی بلاغت کا لطف اس حد تک ہے کہ مورد کی چوٹیوں کو جنکے گھونگریالے بالوں میں مشاطۂ صبا نے کنگھی کی ہو رسوا کر دیتا ہے انکا حسن بیاں ایسا ہے کہ اس نے ٹہنیوں سے جو خوش اندامی چھین لی تو وہ خواہی نخواہی اضطراب کیوجہ

اربعین عندلیب

غلاموں کے حقوق

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا مِنْ اَمْرِ دِیْنِھَا کُتِبَ فِیْ زُمْرَۃِ الْعُلَمَاءِ وَحُشِرَ فِیْ زُمْرَۃِ الشُّھَدَاءِ وَکُنْتُ لَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ شَافِعًا وَّ شَھِیْدًا وَقِیْلَ لَہٗ اُدْخُلْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ شِئْتَ (کتاب الاربعین للنووی صفحہ ۳۰۲)۔

وَمَنْ کَتَبَ عَنِّیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا رَجَاءَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَہٗ غُفِرَ لَہٗ (منتخب کنز العمال صفحہ ۷۵ جلد ۴ برحاشیہ مسند امام احمدؒ)۔

وَمَنْ تَرَکَ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا بَعْدَ مَوْتِہٖ فَھُوَ رَفِیْقِیْ فِی الْجَنَّۃِ (کنوز الحقائق للمناوی صفحہ ۱۶۷ جلد ۳ برحاشیہ جامع صغیر مطبوعہ مصر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت میں جو شخص امرِ دین کی چالیس ۴۰ حدیثیں حفظ کریگا وہ علماء کے گروہ میں لکھا جائیگا اور شہیدوں کی جماعت میں اٹھایا جائیگا۔ میں قیامت میں اس کی شفاعت کرونگا اور اس کے حق میں شہادت دونگا۔ اس سے کہا جائیگا کہ تو جنت کے جس دروازے میں سے چاہے داخل ہو جا۔

جو شخص بہ نیت مغفرت چالیس حدیثیں لکھے گا، اللہ اس کے تمام گناہ بخش دے گا۔

اور جو اپنے مرنے کے بعد چالیس حدیثیں چھوڑ جائیگا، وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ (سبحان اللہ)

تحفۃً یہ پہل حدیث اس نیت سے پیش کی جارہی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے گناہ بخش دے، اور مجھے نبی اُمی فداہ روحی و ابی و اُمی کی غلامی نصیب کرے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا وَ شَفِيْعِنَا وَمَلَاذِنَا وملجانا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كَمَالِ اللّٰهِ وَكَمَا يَلِيْقُ بِكَمَالِهٖ

(۱)

اِسْتَوْصُوْا بِالْاُسَارٰى خَيْرًا (طبرانی عن ابی ہریرہؓ)

نبیؐ کا حکم ہے یہ غازیوں کو ✤ بھلائی سے رکھو تم قیدیوں کو

(۲)

لِلْمَمْلُوْكِ طَعَامُهٗ وَكِسْوَتُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ (مسلم)

تم پہ حق مملوک کا ہے مومنو ✤ کھانا کپڑا خوشدلی سے اُن کو دو

(۳)

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِلْمَمَالِيْكِ (دیلمی)

وہی شخص تم سب میں ہے نیک اختر

جو اپنے غلاموں کے حق میں ہو بہتر

(۴)

اِتَّقُوا اللّٰهَ فِيْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (بخاری فی الادب)

اِتَّقُوا اللّٰهَ فِي الصَّلٰوةِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (خطیب بغدادی)

نماز اور غلام، ان کے بارہ میں ڈرنا
(ادا تم حقوق ان کے بروقت کرنا)

(۵)

اُوْصِيْكُمْ بِالْجَارِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (دیلمی)

غلام اور خادم پہ احسان کرو ÷ پڑوسی کی مشکل کو آسان کرو

(۶)

كَانَ مِمَّا يَقُوْلُ لِلْخَادِمِ اَلَكَ حَاجَةٌ (مسند احمد)

یہ خادم سے بھی پوچھ لیتے تھے حضرت
کسی چیز کی تو نہیں تم کو حاجت

(۷)

لَا تَسْتَخْدِمُوْا اَرِقَّاءَكُمْ لَيْلًا فَاِنَّ اللَّيْلَ لَهُمْ
وَالنَّهَارَ لَكُمْ (بزاز)

نہ لو رات کو تم غلاموں سے خدمات
تمھارے لئے دن ہے ان کیلئے رات

(۸)

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُّعْفٰى عَنْ ذَنْبِ السَّرِيِّ (حاکم)

کرو در گذر تقصیروں کی خطا ٭ تو محبوب تم کو رکھے گا خدا

(۹)

أُعْفُ عَنِ الْخَادِمِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً (ابوداؤد)

تَعْفُوْا عَنْهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً (احمد)

غلاموں سے ہوں روز ستّر خطائیں

تو پھر بھی یہ ہے حکم تم عفو کر دیں

(۱۰)

لَا تَضْرِبُوا الرَّقِيْقَ (طبرانی)

یہ ہے حکم سرکار کا مومنوں کو ٭ غلاموں کو اپنے نہ مارا کرو

(۱۱)

لَا تَضْرِبُوْا إِمَاءَكُمْ عَلٰى كَسْرِ إِنَائِكُمْ فَإِنَّ لَهَا أَجَلًا

(حلیۂ ابی نعیم)

نہ مارو باندیوں کو تم اگر برتن کوئی ٹوٹے

کہ برتن کے لئے بھی وقت آتا ہے کہ وہ چھوٹے

(۱۲)

عَاقِبُوْا أَرِقَّاءَكُمْ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ (دارقطنی)

غلاموں سے سرزد ہو کوئی خطا

دو اُن کی سمجھ کے مطابق سزا

(۱۳)

اِذَا ضَرَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَتَّقِ الْوَجْہَ (ابوداؤد)

مارتے ہی ہو غلاموں کو اگر
تو نہ مارو منہ پہ یا رُخسار پر

(۱۴)

مَنْ لَطَمَ حُرَّ وَجْہِ عَبْدِہٖ فَاِنَّ کَفَّارَتَہٗ عِتْقُہٗ (فردوس دیلمی)

غلاموں کو اپنے جو مارے طمانچے
یہ کفّارہ اس کا ہے "آزاد کردے"

(۱۵)

اِذَا ضَرَبَ اَحَدُکُمْ خَادِمَہٗ فَذَکَرَ اللّٰہَ فَلْیَرْفَعْ عَنْہُ (ترمذی)

خدا کا واسطہ خادم اگر دے
تو ہاتھ اپنا اُٹھالو تم سزا سے

(۱۶)

(مسلم)

مَنْ ضَرَبَ مَمْلُوْکَہٗ حَدًّا لَمْ یَاْتِہٖ فَکَفَّارَتُہٗ عِتْقُہٗ

غلام ایسا جس کی نہ تھی کچھ خطا ۔ مگر اس کو دے دی گئی ہو سزا
تو اب اس کا کفّارہ ہوگا یہی
کہ آزاد کر دیں بحکمِ نبیؐ

(۱۷)

مَنْ ضَرَبَ مَمْلُوْكَهٗ ظُلْمًا اُقِيْدَ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (طبرانی)

غلاموں کو مارے کوئی ناروا
تو محشر میں بدلہ لیا جائے گا

(۱۸)

اِنَّ خِيَارَ عِبَادِ اللّٰهِ الْمُوْفُوْنَ الْمُطِيْعُوْنَ (بیہقی، طبرانی فی الاوسط۔ ابن عساکر۔ حلیہ عن ابی حمید الساعدی۔ احمد عن عائشہ رض)

وہی بندے ہیں سب میں خیر العباد
جو ہوں باوفا و اطاعت نہاد

(۱۹)

لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوْكِ الصَّالِحِ اَجْرَانِ (شیخان)

یہ ہے ارشادِ شہِ خیر الانام ؁ اجر دُگنا پاتا ہے صالح غلام

(۲۰)

لِلْمَمْلُوْكِ اَجْرَانِ وَالْاَجْرَانِ جَنَّتَانِ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

غلاموں کو ہوگا جو دُگنا ثواب
وہ دو جنّتیں ہوں گی باآب و تاب

(۲۱)

اِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ الَّذِیْنَ یَبِیْعُوْنَ النَّاسَ (بخاری)

یہ فرماتے ہیں سرورِ جنّ و انساں

کہ بدذات ہوتے ہیں بردہ فروشاں

(۲۲)

بَیْعُ مَمْحُوْقٌ اَیْ بَیْعُ الرَّقِیْقِ (احمد)

یہ کہتے ہیں حضرت علیہ السلام

کہ برکت نہیں رکھتی بیعِ غلام

(۲۳)

لَا تُبَاعَ اُمُّ الْوَلَدِ (طبرانی)

ہو تم کو تمھاری کنیزک سے اولاد ✤ تو اُس کو نہ بیچو، نبیؐ کا ہے ارشاد

(۲۴)

لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ یُفَرِّقَ بَیْنَ اثْنَیْنِ اِلَّا بِاِذْنِہِمَا (مسند احمد)

اگر دو غلاموں میں ہو کچھ قرابت ✤ تو تفریق ان میں نہ ہو بے اجازت

(۲۵)

نَھٰی اَنْ یُّفَرِّقَ بَیْنَ الْاُمِّ وَوَلَدِھَا (دارقطنی)

یہ فرماتے ہیں وہ حبیبِ خدا ✤ کہ بیٹے سے ماں کو نہ کرنا جُدا

(۲۶)

اِذَا عَمِیَ الْعَبْدُ فَلَا رِقَّ عَلَیْہِ (دیلمی)

غلام اندھا جو ہو جائے کسی کا
اُسے آزاد کر دینا ہے اچھا

(۲۷)

مَنْ وَلَدَتْ اَمَتُہٗ فَھِیَ حُرَّۃٌ مِنْ بَعْدِہٖ (احمد)

اگر باندی کو ہو مولا سے اولاد
تو بعد از مرگِ مولا ہے وہ آزاد

(۲۸)

اَیُّمَا رَجُلٍ اَعْتَقَ اَمَتَہٗ ثُمَّ تَزَوَّجَھَا فَلَہٗ اَجْرَانِ (بخاری مسلم)

کرے عقد باندی سے آزاد کر کے
تو دو اجر اُس کو ملیں گے خدا سے

(۲۹)

مَنْ مَلَکَ ذَا رَحِمٍ عُتِقَ (نسائی)

اقربا کی مِلک ہو جائے غلام
تو رہائی آپ ہی پائے غلام

(۳۰)

لَا یُحَاسَبُ الْعَبْدُ عَلٰی مَا اَکَلَهٗ مَعَ اِخْوَانِهٖ (خطیب)

قابلِ پُرسش نہیں ہے وہ غلام
کرلے اپنے بھائی کو جو ہم طعام

(۳۱)

مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً فَهِیَ فِکَاکُهٗ مِنَ النَّارِ (احمد)

مسلمان بندے کو کردے جو آزاد
وہ نارِ جہنّم سے بے شک ہو آزاد

(۳۲)

اِنَّ اللّٰهَ یُبْغِضُ الطَّلَاقَ وَیُحِبُّ الْعِتَاقَ (دیلمی)

طلاق اس طرح حق کو ہے ناپسند
ہے جس طرح آزاد کرنا پسند

(۳۳)

مَوْلَی الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (بخاری)
اِنَّ مَوْلَی الْقَوْمِ مِنْهُمْ (ترمذی)
مَوَالِیْنَا مِنَّا (طبرانی)

یہ جتنے ہیں آزاد کردہ غلام * ہمیں سے ہیں وہ سب کے سب بلاکلام

(۳۴)

كَانَ يَأْكُلُ مَعَ خَادِمِهٖ (ضحاک)

نبیؐ کھانا کھاتے تھے خادم کے ساتھ
(غلاموں کے ساتھ اور ملازم کے ساتھ)

(۳۵)

اَلْاَكْلُ مَعَ الْخَادِمِ مِنَ التَّوَاضُعِ (دیلمی)

جو خادم ہوں (اُن کے دلوں کو لبھانا)
تواضع میں داخل ہے ساتھ ان کے کھانا

(۳۶)

كَانَ يُجِيبُ دَعْوَةَ الْعَبْدِ (ترمذی)
كَانَ يُجِيبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوكِ (ترمذی)

خدا کے وہ مصدّق و صادق رسول
غلاموں کی دعوت بھی کرتے قبول

(۳۷)

لَعَنَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَتْ لَهُ الْعَبِيدُ صُفُوفًا (دار قطنی)
لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَامَتْ لَهُ الْعَبِيدُ صُفُوفًا (فردوس دیلمی)

کسی کے لئے ہوں صف آرا غلام ❖ تو اُس پر ہو لعنت خدا کی (مدام)

(۳۸)

مَنِ اعْتَزَّ بِالْعَبِيْدِ اَذَلَّهُ اللّٰهُ (نوادر الاصول)

غلاموں سے حاصل کرے گا جو عزّت

اُسے آخرت میں خدا دے گا ذلّت

(۳۹)

كَسْبُ الْإِمَاءِ حَرَامٌ (الضیاء)

نَهٰى عَنْ كَسْبِ الْاَمَةِ (بخاری)

رسول اللہؐ نے کی رہنمائی

کہ ناجائز ہے باندی کی کمائی

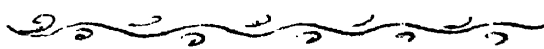
(۴۰)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ غِنَائِیْ وَغِنٰى مَوَالِیَّ (احمد)

غنی مجھ کو تو یا الٰہی بنا دے

غلامانِ آزاد کو بھی غنا دے

(از واعظ)



اَلدُّرُوسُ الْعَرَبِيَّةُ

اَلْمَطَرُ

(۱) فِي ذَاتِ يَوْمٍ، حِينَمَا ابْتَدَأَتِ السَّمَاءُ تُمْطِرُ كَانَتْ هِنْدُ وَ أُخْتُهَا اَنِيسَةُ خَارِجًا فِي رِوَاقِ الْبَيْتِ.

(۲) فَقَالَتْ هِنْدُ الصَّغِيرَةُ لِأُخْتِهَا: اَنَا لَا اُحِبُّ الْمَطَرَ، لِاَنَّ الْمَطَرَ يَحْبِسُ النَّاسَ فِي الْبُيُوتِ، فَلَا يَقْدِرُ اَحَدٌ اَنْ يَخْرُجَ.

(۳) فَقَالَتْ اَنِيسَةُ، لٰكِنْ هَلْ تَعْرِفِينَ مَنَافِعَ الْمَطَرِ؟ هٰذِهِ الدُّفْعَةُ مِنَ الْمَطَرِ الْاٰنَ، كُلُّهَا خَيْرٌ، وَ اَنَا مُبْتَهِجَةٌ بِهَا كَثِيرًا.

(۴) فَاَجَابَتْ هِنْدُ: اَنْتِ الْاٰنَ مُبْتَهِجَةٌ، اَنَا مَا كُنْتُ اَظُنُّ اَنَّ اَحَدًا يَفْرَحُ بِالْمَطَرِ، وَ عُمْرِي مَا اَحْبَبْتُ الْمَطَرَ.

(۵) وَ لٰكِنْ هَلْ تُحِبِّينَ الْخَوْخَ وَ التُّفَّاحَ

هِنْدٌ: نَعَمْ أَنَا أُحِبُّهَا، وَ كُلُّ أَحَدٍ يُحِبُّهَا، وَ لٰكِنْ أَيْنَ الْمَطَرُ وَ هٰذِهِ الْأَشْيَاءُ.

(٦) فَقَالَتْ أُنَيْسَةُ: اَلْمَطَرُ نَافِعٌ لِكُلِّ هٰذِهِ الْأَشْيَاءِ وَ لِغَيْرِهَا، وَ لَوْ لَا الْأَمْطَارُ مَا كُنْتِ تَرَيْنَ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ نَبَاتًا أَخْضَرَ.

ترجمہ :-

مینہ

(۱) ایک دن جب مینہ برسنے لگا، ہند اور اس کی بہن انیسہ باہر برآمدے میں تھیں۔

(۲) ننھی ہند نے اپنی باجی سے کہا: میں مینہ کو پسند نہیں کرتی، کیونکہ مینہ لوگوں کو گھروں میں بند کر دیتا ہے، پس کوئی باہر نکل نہیں سکتا۔

(۳) انیسہ نے کہا: مگر مینہ کے فائدے بھی جانتی ہو؟ پانی کی یہ بوچھاڑ اب ساری کی ساری اچھی ہے اور میں اس سے بہت خوش ہوں۔

(۴) ہند نے جواب دیا: تم اب خوش ہو، میں نہیں سمجھتی تھی کہ کوئی بارش سے (بھی) خوش ہوتا ہے۔ میں نے عمر بھر مینہ کو پسند نہیں کیا۔

(۵) لیکن اے ہند! کیا تم آڑو اور سیب پسند کرتی ہو؟ ہاں میں ان کو پسند کرتی ہوں، اور ہر شخص ان کو چاہتا ہے۔ لیکن کہاں مینہ اور کہاں یہ سب چیزیں!

(۶) انیسہ نے کہا: مینہ ان سب چیزوں کو اور ان کے سوا اور چیزوں کو مفید

ہے۔ اگر بارشیں نہ ہوتیں، تو تو روئے زمین پر کوئی ہری بھری اُگنے والی چیز نہ دیکھتی۔

سَامِحْ وَلَا تَحْقِدْ

(۱)

(۱) كَانَ اَيُّوْبُ يَتِيْمًا يَسْكُنُ فِيْ بَيْتٍ حَقِيْرٍ قَرِيْبٍ مِنْ بَيْتِ فَارِسٍ. وَكَانَتْ اُمُّهٗ مَرِيْضَةً فِي الْفِرَاشِ مِنْ زَمَانٍ طَوِيْلٍ لَا تَقْدِرُ عَلَى النُّهُوْضِ، وَلِذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ لِاَيُّوْبَ مَنْ يُرَبِّيْهِ فِي الْآدَابِ.

(۲) فَكَبِرَ اَيُّوْبُ عَلَى الْخُشُوْنَةِ وَالْقَسَاوَةِ، وَكَانَ لَا يُطَاقُ وَكَثِيْرًا مَا كَانَ يَحْتَالُ عَلٰى فَارِسٍ وَيَخْدَعُهٗ.

(۳) وَفِيْ ذَاتِ يَوْمٍ قَامَ فَارِسٌ عِنْدَ شُرُوْقِ الشَّمْسِ، وَاَخَذَ الْقَفَصَ وَعَلَّقَهٗ خَارِجًا فِيْ شَجَرَةِ تُوْتٍ. وَكَانَ فِي الْقَفَصِ حَسُّوْنٌ جَمِيْلٌ رَبَّاهُ عِنْدَهٗ طُوْلَ اَيَّامِ الشِّتَاءِ.

(۴) وَفِيْمَا يَضْرِبُ بِالْحِجَارَةِ مِنْ اَمَامِ بَيْتِهٖ اَصَابَ قَفَصَ فَارِسٍ فَخَافَ اَبُو الْحَسَنِ وَسَقَطَ فِيْ اَسْفَلِ الْقَفَصِ فَظَنَّهٗ فَارِسٌ

قَدْ مَاتَ.

(٥) وَ حِيْنَ رَأَى اَيُّوْبُ ذٰلِكَ طَرَحَ الْحِجَارَةَ وَ فَرَّ هَارِبًا، وَ اَمَّا فَارِسُ فَدَخَلَ اِلَى أُمِّ اَيُّوْبَ وَ اَخْبَرَهَا بِمَا فَعَلَ ابْنُهَا. وَ قَالَ اَنَا لَا اَقْدِرُ اَنْ اُسَامِحَ اَيُّوْب، بَلْ مِثْلُهُ يَجِبُ اَنْ يَتَاَدَّب، حَتّٰى لَا يَعُوْدَ اِلَى الشَّرِّ.

سامح و لا تحقد

سَامِحْ وَ لَا تَحْقِدْ

(٢)

(١) فَقَالَتْ اُمُّ اَيُّوْبَ : لَا تَغْضَبْ يَا ابْنِيْ. لَعَلَّ اَيُّوْبَ فَعَلَ ذٰلِكَ عَلٰى غَيْرِ قَصْدٍ. تَعَالَ لِنَرَى هَلْ تَاَذَّى الْعُصْفُوْرُ.

(٢) فَاَتَى فَارِسُ وَ اُمُّ اَيُّوْبَ اِلَى الْحَسُّوْنِ. فَاِذَا هُوَ سَالِمٌ يَتَنَقَّلُ فِي الْقَفَصِ كَاَنْ لَمْ يُصِبْهُ شَيْءٌ. ثُمَّ اَخَذَ يُزَقْزِقُ عَلٰى عَادَتِهٖ. فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَنَّهُ نَسِيَ الرَّعْبَةَ الَّتِيْ اَصَابَتْهُ مِنَ الْحَجَرِ.

(۳) فَقَالَ فَارِسُ فِي نَفْسِهِ: اِذَا كَانَ الْعُصْفُوْرُ قَدْ نَسِيَ الشَّرَّ الَّذِيْ فَعَلَهُ بِهِ اَيُّوْبُ. فَيَجِبُ اَنْ اَنْسَاهُ اَنَا وَ لَا اَحْقِدَ عَلَيْهِ.

(٤) وَ فِي الْغَدِ الْتَقَى بِاَيُّوْبَ فَضَحِكَ اِلَيْهِ وَ تَكَلَّمَ مَعَهُ وَ اٰنَسَهُ. فَخَجِلَ اَيُّوْبُ مِنْهُ وَ لَمْ يَعُدْ مِنْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ يُؤْذِيْهِ بِشَيْءٍ.

كان في القفص حسون

ترجمہ :-

معاف کر دو اور بَیر نہ رکھو

(۱) ایّوب یتیم تھا جو فارس کے گھر کے پاس ایک چھوٹے سے گھر میں رہتا تھا۔ اور اس کی ماں بہت مدت سے بچھونے میں بیمار (پڑی) تھی، اُٹھ بیٹھ نہ سکتی تھی، اسلئے کوئی ایسا شخص نہ تھا جو ایّوب کی ادب آداب میں تربیت کرے۔

(۲) سو ایّوب سختی اور سنگدلی کی حالت پر پڑا ہوا، اور وہ ناقابلِ برداشت ہو گیا تھا۔ اور اکثر وہ فارس سے چالاکی کرتا اور اس کو دھوکا دیتا تھا۔

(۳) ایک دن فارس سورج نکلنے کے وقت اُٹھا، اور پنجرہ لیا اور اس کو باہر تُوت کے درخت پر لٹکا دیا۔ پنجرے میں ایک خوبصورت حسّون (گانے والا چھوٹا سنہری پرندہ) تھا، جس کو اس نے اپنے پاس جاڑوں بھر پالا تھا۔

(۴) جبکہ ایّوب اپنے گھر کے سامنے پتھر چلا رہا تھا (ایک پتھر) فارس کے پنجرے میں جا لگا، جس سے ابوالحُسن (حسّون) ڈر کر پنجرے کی تہ میں گر گیا، اور فارس نے سمجھ لیا کہ مر گیا۔

(۵) جب ایوب نے یہ دیکھا، تو پتھروں کو پھینک بھاگ نکلا۔ پھر فارس ایوب کی ماں کے پاس اندر گیا اور جو کچھ اس کے بیٹے نے کیا تھا، اسکو بتایا، اور کہا: میں ایوب کو معاف نہیں کر سکتا، بلکہ ایسے شخص کو سدھرنا چاہیئے، تاکہ پھر ایسا بُرا کام نہ کرے۔

معاف کردو اور بیر نہ رکھو

(۲)

(۱) ایوب کی اماں نے کہا: خفا نہ ہو بیٹا! شاید ایوب نے بلا ارادہ ایسا کیا ہو۔ آؤ دیکھیں، کیا چڑیا کو تکلیف پہنچی ہے؟

(۲) فارس اور ایوب کی ماں حسّون کے پاس آئے، تو دیکھا کہ وہ صحیح سالم پنجرے میں اِدھر اُدھر پھدک رہا ہے، گویا اسکو چوٹ ہی نہیں آئی۔ پھر وہ اپنی عادت پر چہچہانے لگا، جس سے ثابت ہوا کہ وہ اس دہشت کو بھول گیا ہے جو اس کو پتھر سے پہنچی تھی۔

(۳) فارس نے اپنے دل میں کہا: جب پرندہ اس برائی کو بھول گیا ہے جو اُس سے ایوب نے کی تھی، تو مجھ کو بھی اسے بُھلا دینا چاہیئے، اور اس سے بیر نہ رکھنا چاہیئے۔

(۴) دوسرے دن وہ ایوب سے ملا، تو خندہ پیشانی سے ملا، اور اس سے بات چیت کی اور ہل مِل گیا۔ پس ایوب اس سے شرمسار ہوا اور اُس وقت سے پھر اس کو کبھی نہ ستایا ✦



اَلْمِرْآةُ الْمَكْسُوْرَةُ

(۱)

(۱) فِيْ عِيْدِ مِيْلَادِ سَلِيْمٍ اَتَتْ عَمَّتُهٗ وَاَعْطَتْهُ كُجَّةً جَمِيْلَةً . فَطَارَ سَلِيْمٌ فَرَحًا بِالْكُجَّةِ . وَ اَخَذَهَا وَ جَعَلَ يَضْرِبُ بِهَا اَرْضَ الْبَيْتِ فَتَرْتَفِعُ عَنِ الْاَرْضِ .

(۲) فَقَالَتْ لَهٗ اُمُّهٗ : يَا ابْنِيْ لَا تَلْعَبْ بِهَا هُنَا ، اُخْرُجْ اِلٰى خَارِجٍ وَ الْعَبْ هُنَاكَ . فَخَرَجَ وَ بَقِيَ قَلِيْلًا ثُمَّ رَجَعَ اِلَى الْبَيْتِ ، وَ كَانَتْ اُمُّهٗ وَ عَمَّتُهٗ قَدْ خَرَجَتَا اِلَى الْبُسْتَانِ .

(۳) فَابْتَدَأَ يَلْعَبُ بِالْكُجَّةِ كَالْاَوَّلِ ، وَ فِيْمَا هُوَ يَلْعَبُ اَصَابَتِ الْكُجَّةُ الْمِرْآةَ ، فَتَكَسَّرَتْ ، وَ خَافَ سَلِيْمٌ جِدًّا وَ رَفَعَ صَوْتَهٗ وَ صَارَ يَبْكِيْ .

(٤) وَ حِيْنَ سَمِعَتْهُ اُمُّهٗ يَبْكِيْ ، اَسْرَعَتْ اِلَى الْبَيْتِ فَرَأَتِ الْمِرْآةَ مُكَسَّرَةً . فَغَضِبَتْ مِنْهُ ، وَ اَرَادَتْ اَنْ تُقَاصَّهٗ ، فَهَرَبَ مِنْ اَمَامِهَا وَ هُوَ يَصْرُخُ وَ يَقُوْلُ ، غَضَبًا عَنِّيْ يَا اُمِّيْ ، غَضَبًا عَنِّيْ .

٥) وَ كَانَ سَلِيْمٌ صَبِيًّا طَائِشًا ، لَا يُؤَثِّرُ فِيْهِ تَوْبِيْخٌ وَ لَا قِصَاصٌ . وَ مَا كَانَتْ أُمُّهُ تَعْلَمُ مَاذَا تَفْعَلُ بِهِ حَتّٰى يَنْتَبِهَ وَ يَصْحُوْ .

كَانَ سَلِيْمٌ طَائِشًا

اَلْمِرْآةُ الْمَكْسُوْرَةُ

(٢)

١) وَ أَخِيْرًا وَضَعَتْ أُمُّ سَلِيْمٍ قِطَعَ الْمِرْآةِ عَلٰى رَفٍّ قُبَالَةَ الْبَابِ ، وَ بَعْدَ حِيْنٍ دَخَلَتْ مَرْيَمُ عَمَّتُهُ فَرَأَتْهَا ، وَ قَالَتْ كَيْفَ انْكَسَرَتِ الْمِرْآةُ وَ مَنْ كَسَرَهَا ؟ وَ لَمَّا سَمِعَ سَلِيْمٌ ذٰلِكَ خَرَجَ بِخِفَّةٍ مِنَ الْبَيْتِ قَبْلَ اَنْ تَعْرِفَ عَمَّتُهُ بِمَا فَعَلَ .

٢) ثُمَّ بَعْدَ هٰذَا دَخَلَ اَبُوْ سَلِيْمٍ ، وَقَالَ عَجَبًا ! مَنْ كَسَرَ الْمِرْآةَ ؟ اِنَّهُ يَسْتَاهِلُ قِصَاصًا كَبِيْرًا عَلٰى هٰذَا الْفِعْلِ الشَّنِيْعِ .

٣) ثُمَّ بَعْدَ اَيَّامٍ دَخَلَ عَمُّهُ يُوْسُفُ . وَ كَانَتْ قِطَعُ الْمِرْآةِ مَا زَالَتْ فِيْ مَحَلِّهَا قُبَالَةَ الْبَابِ . وَ لَمَّا رَآهَا تَكَدَّرَ وَ

غَضِبَ . وَ قَالَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا ، اَخَافُ اَنْ يَدْخُلَ مَخْزَنِيْ وَ يُكَسِّرَ الزُّجَاجَ الَّذِيْ عِنْدِيْ . مَنْ هُوَ اَخْبِرُوْنِيْ حَتّٰى لَا اَدَعَهُ يَدْخُلُ مَخْزَنِيْ اَبَدًا .

(٤) فَكَبُرَ عَلَى الصَّبِيِّ سَلِيْمٍ كَلَامُ عَمِّهِ ، لِاَنَّهُ كَانَ يُحِبُّ كَثِيْرًا اَنْ يَذْهَبَ اِلٰى مَخْزَنِهِ . وَ نَدِمَ عَلٰى زَلَّتِهِ وَ خَجِلَ . وَ كَانَ كُلَّمَا افْتَكَرَ بِالْمِرْآةِ الْمَكْسُوْرَةِ تَدْمَعُ عَيْنَاهُ ، وَ لَمْ يَطُلِ الْوَقْتُ حَتّٰى اَصْلَحَ سِيْرَتَهُ وَ صَارَ غُلَامًا هَادِئًا .

صار سليم عاقلاً

ترجمہ

ٹوٹا ہوا آئینہ

(۱)

(۱) سلیم کے جنم دن پر اسکی پھوپی آئی اور اس کو ایک خوشنما فٹ بال دیا۔ سلیم فٹ بال لے کر خوشی سے پھولا نہ سمایا۔ اس کو لیا اور گھر کے فرش پر مارنے لگا، اور وہ زمین سے اُبھرتا تھا۔

(۲) اس کی ماں نے اس کو کہا : بیٹا! اس سے یہاں نہ کھیلو۔ باہر چلے جاؤ اور وہاں کھیلو۔ پس وہ نکلا اور تھوڑی دیر رہ کر پھر گھر میں لوٹ آیا اور اسکی ماں اور پھوپی دونوں باغ کو نکل چکی تھیں۔

(۳) پھر اس نے پہلے کی طرح فٹ بال سے کھیلنا شروع کر دیا۔ اور کھیلتے کھیلتے بال آئینے کو جا لگا اور وہ ٹوٹ گیا۔ سلیم بہت ڈرا اور آواز اٹھائی اور رونے لگا۔

(۴) اور جب ماں نے اس کو روتے سنا، جلدی جلدی گھر کو گئی تو آئینے کو ٹکڑے ٹکڑے کیا ہوا پایا۔ غصے ہو کر چاہا کہ اس کو سزا دے، تو وہ چلاتا ہوا اور یہ کہتا ہوا اس کے سامنے سے بھاگ کھڑا ہوا: اماں! میں نے جان کر نہیں (توڑا) جان کر نہیں۔

(۵) اور سلیم چھچھورا بچہ تھا۔ نہ تو جھڑکی اس پر اثر کرتی تھی نہ سزا۔ اور اس کی ماں نہیں جانتی کہ اس سے کیا سلوک کرے کہ اسکو ہوش آجائے۔

توڑا ہوا آئینہ

(۲)

(۱) آخر اس نے آئینے کے ٹکڑے دروازے کے سامنے ایک طاق (بریکیٹ) پر رکھ دئے۔ کچھ دیر کے بعد اس کی پھوپی مریم اندر آئی تو اس نے اسے دیکھا، کہا: آئینہ کیسے ٹوٹ گیا، اسکو کس نے توڑا؟ جب سلیم نے یہ سنا، تو اس سے پہلے کہ اسکی پھوپی کو اسکی کرتوت معلوم ہو، پھرتی کے ساتھ گھر سے نکل گیا۔

(۲) پھر اس کے بعد سلیم کا باپ اندر آیا، اور کہا: تعجب ہے، آئینہ کس نے توڑا؟ اسکو تو اس بُرے کام پر بڑی سزا ملنی چاہیئے۔

(۳) پھر کچھ دنوں کے بعد اس کا چچا یوسف داخل ہوا، اور شیشے کے ٹکڑے اب بھی دروازے کے سامنے اپنی جگہ موجود تھے۔ جب اس نے ان کو دیکھا، پریشان ہوا، غصہ کیا اور کہا: کس نے یہ کام کیا ہے؟ میں ڈرتا ہوں کہ میرے مخزن میں داخل

ہو کر جو شیشہ میرے پاس ہے اسکو بھی توڑ ڈالیگا - وہ کون ہے؟ مجھ کو بتاؤ تاکہ میں اسکو کبھی اپنے مخزن میں داخل نہ ہونے دوں -

(۴) بچے سلیم پر اپنے چچا کی بات بڑی بھاری پڑی، کیونکہ وہ اسکے مخزن میں جانا بہت پسند کرتا تھا - وہ اپنی لغزش پر پچھتایا اور شرمسار ہوا، اور وہ جب کبھی توڑے ہوئے شیشے کو سوچتا، تو اسکی آنکھوں میں آنسو آجاتے، اور زیادہ دیر نہ لگی کہ اس کا چلن درست ہوگیا -



اَلْجُوْدُ بِالنَّفْسِ

(۱)

اِسْتَخْدَمَ اَحَدُ الْمُلَّاكِ، عَدَدًا مِنَ النَّقَّاشِيْنَ لِزَخْرَفَةِ وَاجِهَةِ قَصْرِهٖ. فَنَصَبَ الْعُمَّالُ صِقَالَةً، وَقَفُوْا عَلَيْهَا، وَ وَضَعُوْا بِجَانِبِهِمِ الْمَوَادَّ الَّتِيْ يَحْتَاجُوْنَ اِلَيْهَا، وَ لَمْ يُحْكِمُوْا رِبَاطَهَا، فَانْحَلَّتْ حِبَالُهَا.

اَلْجُوْدُ بِالنَّفْسِ

(۲)

وَ سَقَطَ الْعُمَّالُ جُثَثًا هَامِدَةً. اِلَّا

اثْنَيْنِ ، اَحَدُهُمَا يَافِعٌ ، وَ الثَّانِي رَجُلٌ ، تَعَلَّقَا بِنَافِذَةٍ ، وَ كَانَا عُرْضَةً لِلْهَلَاكِ . لِاَنَّ النَّافِذَةَ ، كَادَتْ يَهْوِيْ بِهِمَا ، لِاَنَّهَا لَمْ تَقْوَ ، عَلَى اِحْتِمَالِهِمَا مَعًا .

اَلْجُوْدُ بِالنَّفْسِ

(۳)

فَصَرَخَ اَحَدُهُمَا : اِلٰهِيْ اِنَّنِيْ رَبُّ اُسْرَةٍ ، لَا عَائِلَ لِاَفْرَادِهَا سِوَايَ ، فَاَنْقِذْنِيْ بِفَضْلٍ مِنْ لَدُنْكَ .
وَ نَادَى الْآخَرُ : اِلٰهِيْ اِنِّيْ وَحِيْدٌ ، فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا ، فَلَا اَعُوْلُ اَحَدًا . قَالَ هٰذَا وَ تَرَكَ النَّافِذَةَ ، فَسَقَطَ عَلَى الْاَرْضِ ، وَ مَاتَ لِسَاعَتِهٖ وَ قَدْ اَنْقَذَ رَبَّ الْاُسْرَةِ ، وَ عَائِلَهَا ، بِهٰذَا الْعَمَلِ الْعَظِيْمِ .
وَ الْجُوْدُ بِالنَّفْسِ ، اَقْصٰى غَايَةِ الْجُوْدِ .



سخاوت بجان

(۱)

کسی بادشاہ نے اپنے محل کا چہرہ سجانے کے لئے کچھ نقاش کام پر لگائے۔ مزدوروں نے پاڑ لگائی۔ اس پر کھڑے ہوئے اور اپنے پاس وہ مصالحہ رکھا جس کی ضرورت پڑتی ہے، اور اس کے بندھن اچھی طرح نہ کسے، پس اس کے رسے کھل گئے۔

سخاوت بجان

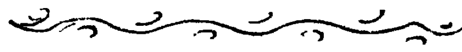
(۲)

اور مزدور گر کر تمن بے جان تھے۔ ہاں دو آدمی جن میں سے ایک نوجوان تھا، اور دوسرا مرد ایک روشندان سے لٹک گئے، اور وہ (بھی) ہلاکت کا نشانہ تھے، کیونکہ روشندان بھی ان دونوں کو لے گرنے کو تھا، اس لئے کہ اس میں ان دونوں کو اُٹھائے رکھنے کی قوت نہ تھی۔

سخاوت بجان

(۳)

ان میں سے ایک چلّایا: الٰہی! شبرّ دار ہوں، جن کا میرے سوا کوئی خبرگیر نہیں۔ مجھ کو اپنے فضل سے بچالے۔ دوسرا پکارا: الٰہی! میں دنیا میں اکیلا ہوں، میں کسی کو پرورش نہیں کرتا۔ یہ کہکر روشنداں کو چھوڑ دیا اور زمین پر گرا اور اسی ساعت مر گیا۔



اَسْبَابٌ وَ مُسَبَّبَاتٌ

(۱)

لُعْبَةُ كُرَةِ الْقَدَمِ ـــ تُحَرِّكُ الدَّمَ.
اَلسِّبَاحَةُ ـــ تُقَوِّيْ الْعَضَلَاتِ.
اَلصَّيْدُ وَ الْقَنَصُ ـــ يُفِيْدُ الرِّئَتَيْنِ.
رُكُوبُ الْخَيْلِ ـــ يُعَلِّمُ الْفُرُوسِيَّةَ.
اَلْبَحْثُ بِتُرُوٍّ ـــ يُوَصِّلُ اِلَى الْحَقِيْقَةِ.
حُسْنُ الْمُعَامَلَةِ ـــ يُورِثُ الْمَحَبَّةَ.

اَسْبَابٌ وَ مُسَبَّبَاتٌ

(۲)

اَلْمُنَاقَشَةُ بِإِخْلَاصٍ ـــ تُؤَدِّى اِلَى الصَّوَابِ.
لُعْبَةُ الشِّطْرَنْجِ ـــ تُقَوِّى الذَّاكِرَةَ، وَ تُدَرِّبُ عَلَى طُرُقِ

المُنَاوَرَاتِ ۔

اَلْمُرَاهَنَاتُ وَ الْمُقَامَرَةُ ——
تَسْلِبُ الْمَالَ وَ
تُخْرِبُ الْبُيُوْتَ الْعَامِرَةَ.

تَرْكُ الْاَعْمَالِ الْحُرَّةِ ——
يُفْقِرُ الْاَهَالِيْ ، وَ
يَجْعَلُهُمْ غُرَبَاءَ فِيْ
بِلَادِهِمْ ۔

اَلْجُلُوْسُ فِيْ مَشَارِبِ الْقَهْوَةِ ——
مُضَيِّعَةٌ لِلْوَقْتِ ، وَ
مُفْسِدَةٌ لِلْاَخْلَاقِ وَ
الْاَعْمَالِ ۔

تَأْلِيْفُ الشَّرِكَاتِ ——
يُوْجِدُ الْقُوَّةَ فِيْ
الرَّأْيِ وَ الْكَثْرَةَ فِيْ
رَأْسِ الْمَالِ وَ يَجْلِبُ
الرِّبْحَ الْوَفِيْرَ ۔

ترجمہ :-

اسباب و مسبّبات

(۱)

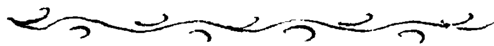
فٹ بال کا کھیل — خون کو حرکت دیتا ہے۔

تیراکی — عضلوں کو مفید ہے۔
شکار — پھیپھڑوں کو فائدہ دیتا ہے۔
گھوڑے پر چڑھنا — اسپ سواری سکھاتا ہے۔
سوچ کے ساتھ کرید کرنا — اصلیت تک پہنچاتا ہے۔
برتاؤ کی اچھائی — محبت پیدا کرتی ہے۔

اسباب و مسبّبات

(۲)

صاف نیت کے ساتھ چھان بین — درستی تک پہنچاتی ہے۔
شطرنج بازی — یادداشت کو تقویت دیتی اور سیاسی چالوں کی مشق کراتی ہے۔
شریف کاموں کا چھوڑنا — پیشہ وروں کو تنگدست اور اپنے وطن میں پردیسی بنا دیتا ہے۔
قہوہ خانوں میں بیٹھنا — اوقات کو کھونے اور اخلاق و اعمال کو بگاڑنے کا موجب ہوتا ہے۔
کمپنیوں کا بنانا — رائے میں قوت اور سرمائے میں کثرت پیدا کرتا اور زیادہ نفع کھینچ لاتا ہے۔



مِصْرُ

اِنَّ مِصْرَ مِنْ اَخْصَبِ الْبُلْدَانِ وَ مَوْقِعُهَا فِی الشِّمَالِ الشَّرْقِیِّ مِنْ اَفْرِیْقِیَا عَلٰی سَاحِلِ الْبَحْرِ الْاَبْیَضِ الْمُتَوَسِّطِ، وَ هِیَ مِنْ اَقْدَمِ الْبِلَادِ الْمَشْهُوْرَةِ فِی التَّارِیْخِ، وَكَانَ الْفَرَاعِنَةُ مُلُوْكًا لَهَا فِیْ قَدِیْمِ الزَّمَانِ، وَ تَشْهَدُ آثَارُهُمْ عَلٰی تَقَدُّمِ الْمِصْرِیِّیْنَ فِیْ تِلْكَ الْاَیَّامِ، وَ مِنْ هٰذِهِ الْآثَارِ الْاَهْرَامُ، وَ قَدْ بَنَا بَعْضُ مُلُوْكِهِمْ لِتَكُوْنَ قُبُوْرًا لَهُمْ. وَ فِیْ هٰذِهِ الْبِلَادِ یَمْتَدُّ نَهْرُ النِّیْلِ، وَ هُوَ مِنْ اَعْظَمِ اَنْهُرِ الْاَرْضِ وَ تَصُبُّ مِیَاهُهُ فِی الْبَحْرِ الْمَذْكُوْرِ وَ فِی الْقُطْرِ الْمِصْرِیِّ مُدُنٌ شَهِیْرَةٌ اَعْظَمُهَا الْقَاهِرَةُ وَ هِیَ الْعَاصِمَةُ

ترجمہ: مصر ایک نہایت زرخیز ملک ہے اور اسکا محل وقوع افریقہ کے شمال مشرق میں میڈیٹرینین سی کے کنارے پر ہے اور وہ تاریخ کے بہت پرانے مشہور ملکوں میں سے ہے۔ قدیم زمانے میں فراعنہ اس کے بادشاہ تھے، اور انکی یادگاریں ان ایام میں مصریوں کی ترقی کی گواہی دیتی ہیں۔ اور انھی یادگاروں میں سے اہرام ہیں جن کو بعض بادشاہوں نے بنایا تھا تاکہ انکے مقبرے ہوں، اور ملک میں دریائے نیل بہتا ہے جو روئے زمین کے بہت بڑے دریاؤں میں سے ہے، اور اسکے پانی بحر مذکور میں گرتے ہیں اور ملک مصر میں مشہور شہر ہیں جن میں سب سے بڑا قاہرہ ہے جو دارالسلطنت ہے۔

أُنْشُودَةٌ فِي الصِّدْقِ

اَلصِّدْقُ فِي الْمَقَالِ	مِنْ أَشْرَفِ الْخِلَالِ
عِنْدَ ذَوِي الْمَعَالِي	عَلَامَةُ الْكَمَالِ
هُوَ النَّجَاةُ وَالشَّرَفُ	لِمَنْ بِهِ قَدِ اتَّصَفَ
فَسُلَّمُ الْعُلَاءِ	صِدْقٌ بِلَا رِيَاءٍ
إِذْ هُوَ لِلنِّسَاءِ	زَيْنٌ وَ لِلرِّجَالِ
فَكُنْ بُنَيَّ صَادِقًا	تَنَلْ كَمَالًا فَائِقًا
وَ تُرْضِي عَنْكَ خَالِقًا	مَوْلَاكَ ذَا الْجَلَالِ



أُنشُودَةُ الأطفالِ فِی المَدرَسَةِ

نَحنُ أَطفَالٌ صِغَار فِی نَشَاطٍ کَالکِبَار
شُغلُنَا طُولَ النَّهَار بِسُرُورٍ وَ اجتِهَاد

نعتنی وقتَ الدُّرُوس بِنِظَامٍ وجُلُوس
وَ نُقَوِّی فِی النُّفُوس کُلَّ خَیرٍ و رشاد

نَحنُ بِالعلمِ المنیر نَطلُبُ العیشَ النَّضِیر
فَلَهُ فضلٌ کبیر کل خَیرٍ و رِشَاد

إِنَّنَا نَبغِی الفَلَاح فی غُدُوٍّ و رواح
نَسأَلُ اللهَ النَّجَاح إِنَّهُ هَادِی العِبَادِ

عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَلَئِنْ

عَنْ	نَفْسِ	هٖ	فَ اِسْتَعْصَمَ		وَ	لَ	اِنْ
سے	دل	اس کے	پس اُسنے اپنے آپ کو تھام رکھا		اور	البتہ	اگر

ورغلایا تھا سو اس نے ضبط نفس سے کام لیا اور اگر وہ (آئندہ بھی)

لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا

لَمْ	يَفْعَلْ	مَا	اٰمُرُ	هٗ	لَ يُسْجَنَنَّ	وَ	لَ يَكُوْنَنْ
نہ	کیا اس نے	جو	میں فرماتی ہوں	اس کو	تو وہ قید کیا جائیگا	اور	ہوگا

جو فرمان میں اس کو کرتی ہوں۔ اُسے بجا نہ لائے گا۔ تو قید کر دیا جائے گا ۔

مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ

مِنْ میں سے	ال	صَاغِرِيْنَ	۳۲	قَالَ	رَبِّ	(ی)	ال
		خواردن	۳۲	(یوسف نے) کہا	رب	میرے	

اور بے عزت بھی ہوگا ۳۲ (یوسف نے) کہا: اے میرے پروردگار!

السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ

سِجْنُ	اَحَبُّ	اِلَى	ى	مِنْ مَا	يَدْعُوْنَ	نِ	ى
بندیخانہ	زیادہ محبوب	کو	مجھ	اس سے کہ	وہ بلاتی ہیں		مجھ کو

یہ قید خانہ مجھ کو اس کام سے جس کی طرف یہ مجھ کو

اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ

اِلَى هِ	وَ	اِنْ لَا	تَصْرِفْ	عَنْ نِیْ	كَيْدَ	هُنَّ	اَصْبُ
اسکی طرف ط	اور	اگر نہ	تو پھیریگا	مجھ سے	داؤ	اُنکا	میں جھک جاؤنگا

بلاتی ہیں بہت پسند ہے اور اگر تو ان کے فریب کو مجھ سے دور نہ کریگا تو میں ان پر مائل

اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾

اِلَيْهِنَّ	وَ	اَكُنْ	مِنْ	اَل	جَاهِلِيْنَ	۳۳	فَ
انکی طرف	اور	ہو جاؤنگا	میں سے		جاہلوں	۳۳	سو

ہو جاؤنگا، اور [illegible]

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ

اِسْتَجَابَ	لَ هٗ	رَبُّ	هٗ	فَ	صَرَفَ	عَنْ هُ	كَيْدَهُنَّ
مان لی	اس کی	رب نے	اس کے	پس	دور کر دیا	اس سے	داؤ ان کا

اس کے رب نے اس کی دعا قبول کر لی اور ان عورتوں کا داؤ (فریب) اس سے دور کر دیا۔

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾

اِنَّ	هٗ	هُوَ	اَلْ	سَمِيْعُ	اَلْ	عَلِيْمُ	۳۴
بیشک	وہ	وہ	ہی	سنتا		جانتا ہے	۳۴

بیشک وہی (سب کی) سنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔ ۳۴

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ

ثُمَّ	بَدَا	لَهُمْ	مِنْ بَعْدِ مَا	رَاَوْا	اَلْ	اٰيَاتِ
پھر	مناسب نظر آیا	ان کو	پیچھے اس کے کہ	انھوں نے دیکھ لیں		نشانیاں

پھر (یوسف کی عصمت کی) نشانیاں دیکھ لینے کے بعد بھی ان کو یہ سوجھی کہ

لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ وَدَخَلَ

لَ يَسْجُنُ نَّ	هٗ	حَتّٰى	حِيْنٍ	۳۵	وَ	دَخَلَ
کہ قید ہی کر دیں	اس کو	تک	ایک مدت	۳۵	اور	اندر آئے

اس کو ایک مدت تک قید ہی کر دینا چاہیئے ۳۵ اور اس کے ساتھ

مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَآ

مَعَ	هُ	اَلْ	سِجْنَ	فَتَيَانِ ؕ	قَالَ	اَحَدُ	هُمَا
ساتھ	اس کے		بندیخانے میں	دو جوان ؕ	کہا	ایک نے	ان میں سے

بندیخانے میں دو غلام اور داخل ہوئے ؕ ان میں سے ایک نے کہا:

اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ

اِنَّ ىْ	اَرٰى نِ ىْ	اَعْصِرُ	خَمْرًا ۚ	وَ	قَالَ	اَلْ اٰخَرُ
کہ	میں دیکھتا ہوں اپنے تئیں کہ	میں نچوڑتا ہوں	شراب ۚ	اور	کہا	دوسرے نے

اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ

اِنِّیْ	اَرٰىنِیْ	اَحْمِلُ	فَوْقَ	رَاْسِیْ	خُبْزًا	تَاْكُلُ	ال
کہ میں خود کو دیکھتا ہوں	کہ اٹھائے ہوئے ہوں	اوپر	اپنے سر کے	روٹی	کھاتے ہیں	

کہ میں دیکھتا ہوں کہ میں اپنے سر پر روٹی اٹھائے ہوئے ہوں (اور) پرندے

الطَّیْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ ۚ اِنَّا

طَیْرُ	مِنْ هُ	نَبِّئْ	نَا	بِ	تَاْوِیْلِ	هٖ	اِنَّا
پرندے	اس میں سے ؕ	بتا	ہم کو		تعبیر	اسکی ج	ہم

اس کو نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں ؕ ہم کو اس کی تعبیر بتا دے ج کہ ہم

نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۳۶ قَالَ لَا یَاْتِیْكُمَا

نَرٰىكَ	مِنْ	اَلْ مُحْسِنِیْنَ	۳۶	قَالَ	لَا یَاْتِیْ	كُمَا
دیکھتے ہیں تجھکو	ایک	نیکوکاروں میں سے	۳۶	کہا (یوسف نے)	نہیں آئیگا	تم کو

تجھ کو ایک نیک مرد دیکھتے ہیں ۳۶ یوسف نے کہا : جو کھانا تم کو

طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِیْلِهٖ

طَعَامٌ	تُرْزَقٰنِ هٖ	اِلَّا نَبَّاْتُ	كُمَا	بِ	تَاْوِیْلِهٖ
کھانا کہ	دیا جاتا ہے تم دونو کو وہ	مگر بتا دی ہوگی میں نے	تم کو		تعبیر اس کی

(ہر روز) ملتا ہے وہ ابھی تمہارے پاس آیا بھی نہ ہوگا کہ میں اس کے تمہارے

قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ

قَبْلَ	اَنْ	یَاْتِیَ	كُمَا ؕ	ذٰلِكُمَا	مِمَّا	عَلَّمَ نِ	یْ
پہلے	اس سے کہ	وہ آئے	تم کو ؕ	یہ ہے	جس میں سے	سکھایا	مجھ کو

پاس آنے سے پہلے ہی تمکو اس کی تعبیر بتا دی ہوگی ؕ یہ اس میں سے ہے۔ جو

رَبِّیْ ؕ اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

رَبُّ	یْ ؕ	اِنِّیْ	تَرَكْتُ	مِلَّةَ	قَوْمٍ	لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ
رب نے	میرے ؕ	[illegible] ہے کہ	[illegible]	دین	ان لوگوں کا جو	نہیں ایمان [illegible]

میرے رب نے مجھ کو تعلیم کی ہے میں نے [illegible] ان لوگوں کے دین کو [illegible] جو اللہ پر ایمان [illegible]

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

وَ	هُمْ	بِ	ال	اٰخِرَةِ	هُمْ	كٰفِرُوْنَ	۳۷
اور	وہ	کے		آخرت	وہی	منکر ہیں	۳۷

اور آخرت کے بھی وہی منکر ہیں ۳۷

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ

وَ	اِتَّبَعْتُ	مِلَّةَ	اٰبَآءِ	یْ	اِبْرٰهِیْمَ	وَ	اِسْحٰقَ
اور	میں نے پیروی کی	دین کی	باپوں کے	اپنے	ابراہیم	اور	اسحاق

اور میں نے اپنے باپ دادوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے دین کا

وَیَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ

وَ	یَعْقُوْبَ ط	مَا	كَانَ	لَ	نَا	اَنْ	نُشْرِكَ	بِاللّٰهِ
اور	یعقوب کے ط	نہیں	ہے	روا	ہمکو	کہ	ہم ساجھی ٹھہرائیں اللہ کیساتھ	

اتباع کیا (ہوا) ہے ط ہم کو یہ شایاں نہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو

مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَ

مِنْ	شَیْءٍ ط	ذٰلِكَ	مِنْ	فَضْلِ	اللّٰهِ	عَلَیْنَا	وَ
کوئی سی	چیز ط	یہ ہے		فضل	اللہ کا	ہم پر	اور

شریک ٹھہرائیں ط یہ اللہ کا فضل ہے ہم پر (بھی) اور سب لوگوں پر (بھی)

عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ

عَلٰی پر	اَل نَاسِ	وَ	لٰكِنَّ	اَكْثَرَ	اَل نَاسِ	لَا یَشْكُرُوْنَ	۳۸
	لوگوں پر		لیکن	بہت سے	لوگ	شکر نہیں کرتے	۳۸

لیکن اکثر لوگ قدر نہیں کرتے ۳۸

﴿۳۸﴾ یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ

یَا	صَاحِبَیْ		(نِ)	ال	سِجْنِ	ءَ	اَرْبَابٌ
اے	دو رفیقو				قید خانے کے	کیا	دیوتا

اے بندیخانے کے دو رفیقو! بھلا کئی جدا جدا رب

مُتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ

مُتَفَرِّ قُوْنَ	خَيْرٌ	اَمْ	اَللّٰهُ	اَلْ	وَاحِدُ	اَلْ
جدا جدا	بہتر ہیں	یا	اللہ		اکیلا	

اچھے یا اکیلا اللہ جو سب سے زبردست ہے۔

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً

قَهَّارُ	۳۹	مَا	تَعْبُدُوْنَ	مِنْ دُوْنِ	ہٖ	اِلَّا	اَسْمَآءً
زبردست ط	۳۹	نہیں	پوجتے ہو تم	سوا	اس کے	مگر	کچھ نام

۳۹ تم اس کے سوا جن کو پوجتے ہو وہ تو محض نام ہی

سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ

سَمَّيْتُمْ	وْ	هَا	اَنْتُمْ	وَ	اٰبَآءُ	كُمْ	مَا
کہ رکھ لئے		وہ	تم نے	اور	باپوں نے	تمہارے	نہیں

نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپوں نے رکھ لئے ہیں۔ اللہ نے

اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ط اِنِ

اَنْزَلَ	اَللّٰهُ	بِ ساتھ	هَا	مِنْ	سُلْطٰنٍ ط	اِنْ	اَلْ
اتاری	اللہ نے		ان کی	کوئی	سند ط	نہیں	

ان کی کوئی سند نازل نہیں کی۔ ط اللہ کے سوا کسی کی

اَلْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ط اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ

حُكْمُ	اِلَّا	لِلّٰهِ ط	اَمَرَ	اَنْ	لَا	تَعْبُدُوْا	اِلَّا
حکومت	مگر	اللہ کی	اس نے فرمایا ہے	کہ	نہ	پوجو	مگر

حکومت نہیں ط اس نے حکم دے رکھا ہے کہ اسکے سوا کسی کی بندگی

اِيَّاهُ ط ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

اِيَّاهُ ط	ذٰلِكَ	اَلدِّيْنُ	اَلْ	قَيِّمُ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَ	اَلنَّاسِ
اس کو ط	یہ ہے	دین		درست	مگر	اکثر	لوگ

نہ کرو ط یہی ہے سیدھا دین لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

لَا يَعْلَمُوْنَ ۳۸ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ

لَا يَعْلَمُوْنَ	۳۸		صَاحِبَيِ	اَلْ	سِجْنِ	اَمَّآ
نہیں جانتے	۳۸	اے	دو رفیقو !		بندیخانے کے	پر

اے قید خانے کے دو رفیقو ! تم میں سے

اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ج وَ

اَحَدُ	كُمَا	فَ	يَسْقِيْ	رَبَّ	هٗ	خَمْرًا ج	وَ
ایک	تمہارا	سو	پلائیگا	آقا کو	اپنے	شراب ج	اور

ایک تو اپنے آقا کو مے پلائیگا۔ ج اور جو

اَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ

اَمَّا	اَلْ	اٰخَرُ	فَ	يُصْلَبُ	فَ	تَاْكُلُ	اَلْ
پر		دوسرا	سو	سولی دیا جائیگا	پھر	کھائینگے	

دوسرا ہے، تو وہ سولی دیا جائے گا اور پرندے

مِنْ رَّاْسِهٖ ط قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ

طَيْرُ	مِنْ	رَّاْسِ	هٖ ط	قُضِيَ	اَلْ	اَمْرُ	اَلَّذِيْ
پرندے	میں سے	سر	اسکے ط	فیصلہ کیا جا چکا	وہ	کام	کہ

اس کے سر کو نوچ نوچ کر کھائیں گے ط جس کام کی تم تحقیق چاہتے

فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ط وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ

فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ	۴۱	وَ	قَالَ	لِ	اَلَّذِيْ	ظَنَّ
اس کے بارے میں تم پوچھتے تھے	۴۱	اور	کہا		اس کو کہ	گمان کیا

تھے اس کا فیصلہ ہو چکا ط اور جس کی نسبت گمان کیا تھا کہ ان دونوں

اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ز

اَنَّ	هٗ	نَاجٍ مِّنْهُمَا	اُذْكُرْ	نِيْ	عِنْدَ	رَبِّكَ ز
کہ	وہ	رہائی پانیوالا ہے ان دونوں سے	ذکر کرنا	مجھ کو	پاس	اپنے آقا کے

میں سے وہ بچ رہیگا اس کو کہا کہ اپنے آقا کے پاس میرا ذکر کرنا

فَاَنْسٰهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ

فَ	اَنْسٰی	هُ	اَلشَّيْطَانُ	ذِكْرَ	رَبِّ	هٖ	فَ
پھر	بھلا دیا	اس کو	شیطان نے	ذکر کرنا	آقا سے	اپنے	پھر

سو شیطان نے اس کو اپنے آقا سے تذکرہ کرنا بھلا دیا

فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَقَالَ

لَبِثَ	فِي السِّجْنِ	بِضْعَ	سِنِيْنَ	۴۲	وَ	قَالَ	اَلْ
رہا	قید خانے میں	کئی	برس	۴۲	اور	کہا	

اس وجہ سے وہ چند سال اور قید خانے میں رہ گیا ۴۲ اور مصر کے بادشاہ نے کہا:

الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ

مَلِكُ	اِنِّیْٓ	اَرٰی	سَبْعَ	بَقَرَاتٍ	سِمَانٍ	يَاْكُلُ	هُنَّ
بادشاہ نے	کہ میں	دیکھتا ہوں	سات	بیل	موٹے	کھا جاتے ہیں	ان کو

میں (خواب میں) دیکھتا ہوں کہ سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات

سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ

سَبْعٌ	عِجَافٌ	وَ	سَبْعَ	سُنْبُلَاتٍ	خُضْرٍ	وَ	اُخَرَ
سات	دُبلے	اور	سات	خوشے	سبز	اور	دوسرے

دُبلی گائیں کھا جاتی ہیں اور سات ہری ہری بالیں ہیں اور (سات) اور ہیں

يٰبِسٰتٍ ۭ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ

يَابِسَاتٍ	يَا اَيُّهَا	اَلْ	مَلَاُ	اَفْتُوْ	نِ	ی	فِي
سوکھے ہوئے	اے		سردارو	جواب دو		مجھ کو	متعلق

سوکھی ہوئی (اور یہ سوکھی بالیں ہری بالوں کو چٹ کر جاتی ہیں) اے اہل دربار تم میرے

رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ

رُءْيَا	ی	اِنْ	كُنْتُمْ	لِ کی	اَلْ	رُءْيَا	تَعْبُرُوْنَ
خواب کے	میرے	اگر	ہو تم			خواب کی	تعبیر کرتے

خواب کی تعبیر بتاؤ اگر تم خوابوں کی تعبیر دیا کرتے ہو ۔

قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ ﴿۴۴﴾

۴۴	قَالُوْا	اَضْغَاثُ	اَحْلَامٍ ج	وَ	مَا	نَحْنُ	بِ	
۴۴	انھوں نے کہا	خواب ہیں	پریشان ج	اور	نہیں	ہم		

۴۴ انھوں نے کہا: (یہ) اڑتے خواب ہیں اور ہم ایسے خوابوں کی تعبیر

الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ

تَاْوِيْلِ	اَلْ	اَحْلَامِ	بِ	عَالِمِيْنَ	۴۴	وَ	قَالَ
تعبیر	ان	خوابوں کی		جانتے	۴۴	اور	کہا

سے آگاہ نہیں ہیں ۴۴ اور جو شخص ان دو

الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا

الَّذِیْ	نَجَا	مِنْ هُمَا	وَ	اِدَّكَرَ	بَعْدَ	اُمَّةٍ	اَنَا
جس نے	رہائی پائی	ان دونوں میں سے	اور	یاد کیا	بعد	ایک مدت کے	میں

(قیدیوں) میں سے رہا ہوگیا تھا، اس نے کہا: اور ایک مدت کے بعد اسکو یاد آگیا: میں

اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾

اُنَبِّئُ	كُمْ	بِ	تَاْوِيْلِ	هٖ	فَ	اَرْسِلُوْ	نِ (ی)
بتاؤں گا	تم کو		تعبیر	اسکی	سو	تم بھیجدو	مجھ کو

تم کو اس (خواب) کی تعبیر بتاؤں گا، سو تم مجھ کو بھیج دو۔

يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِیْ

۴۵	يُوْسُفُ	اَيُّهَا	اَلْ	صِدِّيْقُ	اَفْتِ	نَا	فِیْ
۴۵	یوسف	اے		سچے (مرد)	جواب دے	ہم کو	بارے میں

۴۵ (وہ گیا اور جاکر کہا) یوسف! اے راستی کے سروپ! ہم کو اس (خواب)

سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ

سَبْعِ	بَقَرٰتٍ	سِمَانٍ	يَاْكُلُ	هُنَّ	سَبْعٌ	عِجَافٌ	وَ
سات	بیلوں کے	موٹے	کھا جاتے ہیں	ان کو	سات	دُبلے	اور

کی تعبیر دے کہ سات موٹی گائیں ہیں، انکو سات دُبلی (گائیں) کھا جاتی ہیں۔ اور

مفید کتابیں

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
نقشِ وفا: از حضرت نواب صدیار جنگ بہادر و علیا بیگم " "	۶ر	نماز بلادِ اسلامیہ میں	۲ر
محمدؐ اور عورت ذات	۳ر	سترِ دلبراں: قابلِ دید	۳ر
اظہارِ حق: تفسیر سورۃ والتین	۶ر	مقتولِ بے حجابی	۱ر
ہمارے اعمال اور ان کی قدر و قیمت	۲ر	قواعدِ عربی حصہ اول۔ علم صرف	۱۲ر
الناموس المفصل: تفسیر سورۃ مزمل	۴ر	عروسِ غربت: ایم۔ ایم۔ اسلم	عہ ۴ر
نور الحق: تفسیر سورۃ علق مع ضمیمہ	۳ر	بقائے دوام: " "	عہ
اصل الاصول: اہلِ حدیث اور اہلِ قرآن کے مناظرہ پر محاکمہ	۶ر	انتقام: " " "	۳ر
		پیمانِ وفا: " " "	۵ر
		خطِ تقدیر: " " "	۶ر
سمجھ اچھی کہ بے سمجھی:	۱ر	غزال: " " "	۱۰ر
ارشاداتِ القرآن	۸ر	ساربان: " " "	۴ر
تندرستی ہزار نعمت	۵ر	چار سہیلیاں: " "	عہ
الاحسان: تصوف کا بیان	۸ر	بڑھی بی: " " "	۱۲ر
لالۂ صحرا نظم: از پروفیسر محمد اکبر منیر	۴ر	نورِ ہدایت: " " "	۴ر
جبریل و ابلیس: " " "	۴ر	دریائے وحدت: قرآن شریف کی آیات اور گرنتھ کے شبدوں کی یک رنگی۔	عہ ۱۲ر
اتاترک	۶ر		
شانِ اردو	۶ر	الفوز الکبیر و فتح الخبیر فارسی	۸ر

ملنے کا پتہ: منیجر کتب خانہ انجمن اشاعت اسلام دار القرآن جالندھر شہر

استاد کی امداد کے بغیر

عربی سکھا دینے والی کتابیں

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
معلم العربیہ	عہ	خزینۃ العلوم حصہ اول مجلد	عہ۱۲ر
مدرّس العربیہ	عہ۸ر	لغات القرآن	۱۰ر
عربی ٹیچر	عہ	لغات القرآن عزیزی	عا۴ر
عربی کا معلم جدید حصہ اول	۱۴ر	مصباح القرآن 〃	عہ۸ر
〃 〃 دوم	۱۴ر	عربی بول چال حصہ اول	۱۴ر
کلید 〃 اول	۵ر	〃 〃 دوم	۱۴ر
〃 〃 دوم	۵ر	کتاب الصرف	۱۴ر
کلام عربی حصہ اول	۱۰ر	کتاب النحو	۱۰
〃 〃 دوم	۱۰ر	قوانین عربی	۱۲ر
ترجمان القرآن جلد اول، دوم		اردو عربی ترجمہ	عہ۸ر
سوم، چہارم، پنجم، ششم ہدیہ فی جلد	عہ	الصحیفۃ الاولیٰ	
جلد ۲۹ و ۳۰ 〃	عہ	〃 الثانیہ	
ہدایت العربیہ	عا	〃 الثالثہ	
اساس عربی	عا	〃 الرابعہ	
اللغات والامثال	عا	الدروس العربیہ حصہ اول	

ملنے کا پتہ: منیجر مکتبہ علمیہ۔ مدرسۃ البنات۔ جالندھر شہر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۵۵

پیام اُم

جالندھر شہر



تعلیمی صحیفہ

اپریل ۱۹۴۶ء

مُدِیر : محمد احمد خاں ذاکر

قواعد

۱- رسالہ ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے۔

۲- رسالہ نہ پہنچنے کی اطلاع اسی مہینے کی بیسویں تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے، ورنہ رسالہ بشرطِ موجودگی قیمت پر ملیگا

۳- چندہ سالانہ ۳ - فی پرچہ ۴ر

۴- اشتہارات کی اُجرت کا تصفیہ منیجر سے بذریعہ خط و کتابت کرنا چاہیئے۔

جنرل برقی پریس ریلوے روڈ جالندھر شہر میں چھپ کر
باہتمام محمد احمد خان ذاکر پرنٹر پبلشر "دار القرآن" سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



جلد ۱۷ | اپریل ۱۹۴۶ء ۔ ربیع الثانی ۱۳۶۵ھ | نمبر ۴

تعلیم الاحادیث

دعا کرنے کے متعلق صحیح حدیثیں

(۱) لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنَ الدُّعَاءِ ۔

اللہ تعالیٰ کے پاس دُعا سے عزیز تر کوئی چیز نہیں ہے ۔

(۲) أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ الدُّعَاءُ ۔

دعا افضل تر عبادت ہے ۔

(۳) لَا تَعْجِزُوْا بِالدُّعَاءِ فَإِنَّهٗ لَنْ يَّهْلِكَ مَعَ الدُّعَاءِ أَحَدٌ ۔

دعا کرنے میں کوتاہی نہ کیا کرو، کیونکہ دعا کرتے ہوئے کوئی تباہ نہیں ہوتا۔

(۴) لِيَسْأَلْ أَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ كُلَّهَا حَتّٰى يَسْئَلَهُ شِسْعَ نَعْلِهِ إِذَا انْقَطَعَ۔

تم میں سے ہر شخص کو اپنی حاجت اپنے پروردگار ہی سے مانگنی چاہیئے یہانتک کہ اگر جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو یہ بھی اسی سے مانگے۔

(۵) اَلدُّعَاءُ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ، وَ مِمَّا لَمْ يَنْزِلْ، فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللهِ بِالدُّعَاءِ۔

دعا مفید ہے اس بلا کے لئے جو نازل ہوئی ہے اور اس کے لئے بھی جو نازل نہیں ہوئی لہٰذا اے بندگانِ خدا تم پر دعا کی پابندی لازم ہے۔

(۶) اَلدُّعَاءُ يَرُدُّ الْقَضَاءَ، وَ إِنَّ الْبِرَّ يَزِيْدُ فِي الرِّزْقِ وَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيْبُهُ۔

دعا قضائے الٰہی کو رد کرتی ہے اور حسنِ سلوک رزق میں اضافہ کرتا ہے اور بندہ گناہ کرنے کی وجہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔

(۷) لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَ لَا يَزِيْدُ فِي الْعُمْرِ إِلَّا الْبِرُّ۔

دعا ہی حکمِ قضا کو رد کر سکتی ہے اور نیکی ہی عمر میں ترقی کا سبب بنتی ہے۔

(۸) اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ وَ عِمَادُ الدِّیْنِ وَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔

دعا مومن کا ہتھیار اور دین کا ستون ہے اور آسمان اور زمین کا نور ہے۔

(۹) اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّہٖ وَ ھُوَ سَاجِدٌ، فَاَکْثِرُوا الدُّعَاءَ۔

بندہ سجدہ میں اپنے پروردگار سے بہت قریب ہوجاتا ہے۔ لہٰذا زیادہ دعائیں کیا کرو

(۹) سَلُوا اللّٰہَ بِبُطُوْنِ اَکُفِّکُمْ، وَ لَا تَسْئَلُوْہُ بِظُھُوْرِھَا، فَاِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوْا بِھَا وُجُوْھَکُمْ۔

اللہ سے دعا کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو چہرے کے سامنے رکھا کرو، ان کی پیٹھ نہ رکھو
پھر جب فارغ ہوجاؤ تو ہاتھوں کو اپنے منہ پر پھیر لو۔

ف۔ یہ طریقہ دعائے رغبت کا ہے یعنی جو چیز مانگی جاتی ہے اس کے لئے ہتھیلیاں چہرے کے سامنے رکھنا چاہئے۔ دوسری صورت دعائے رہبت کی ہے۔ اس میں کسی آفت کو دفع کرنے کی دعا کی جاتی ہے۔ اس صورت میں ہتھیلیوں کی پیٹھ چہرے کے سامنے کرنی چاہئے جیسا کہ کوئی مارتا ہے تو ہاتھوں سے روکا جاتا ہے استسقا میں یہی طریقہ ہے

(۱۱) سَلُوا اللّٰہَ بِبُطُوْنِ اَکُفِّکُمْ وَ لَا تَسْئَلُوْھَا بِظُھُوْرِھَا۔

اللہ سے دعا کرو تو اپنی ہتھیلیاں سامنے اٹھا کر دعا کیا کرو۔ ہاتھوں کی پیٹھ چہرے

کی طرف کرکے دعا نہ کیا کرو۔

(۱۲) مَا رَفَعَ قَوْمٌ اَكُفَّهُمْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى يَسْئَلُوْنَهٗ اِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يَّضَعَ فِيْ اَيْدِيْهِمُ الَّذِيْ سَئَلُوْا۔

جو قوم اپنے ہاتھ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگتی ہے تو اللہ پر حق ہوتا ہے کہ ان کے ہاتھوں میں وہ چیز رکھدے جس کی انھوں نے درخواست کی ہے۔

(۱۳) كَانَ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَ يَدَعُ مَا سِوٰى ذٰلِكَ۔

آپؐ جامع کلمات ہیں اور جمع کے صیغہ کے ساتھ دعا کرنے کو پسند فرماتے تھے اور اسکے سوا دعا کی جو صورتیں ہوتی ہیں اُنکو چھوڑ دیتے تھے۔

(۱۴) كَانَ اِذَا ذَكَرَ اَحَدًا فَدَعَا لَهٗ بَدَاَ بِنَفْسِهٖ۔

جب آپؐ کسی کا ذکر کرتے اور اس کے لئے دعا فرمانا چاہتے تو اپنی ذات اقدس کے لئے پہلے دعا فرماتے۔

(۱۵) اَفْضَلُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ الْمَرْءِ لِنَفْسِهٖ۔

افضل ترین دعا، انسان کا اپنے لئے دعا کرنا ہے۔

(۱۶) كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّدْعُوَ عَلٰى اَحَدٍ اَوْ يَدْعُوَ لِاَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ۔

جب آپؐ کسی کے خلاف یا کسی کے موافق دعا فرمانا چاہتے تو (نماز میں) رکوع کے

بعد قنوت (وہ دعا) پڑھتے ۔

(۱۷) كَانَ إِذَا دَعَا لِرَجُلٍ أَصَابَتْهُ الدَّعْوَةُ وَ وَلَدَهُ وَ وَلَدَ وَلَدِهٖ ۔

جب آپ کسی کے حق میں دعا فرماتے تو اس کا اثر اس کو اور اس کی اولاد کو اور اولاد کی اولاد تک پہنچتا ۔

(۱۸) كَانَ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَ يُحَنِّكُهُمْ وَ يَدْعُوْا لَهُمْ ۔

آپ کے پاس بچّے لائے جاتے تھے، آپ اُن کو برکت دیتے اور ان کو اپنا لعاب دہن مبارک چٹاتے اور ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے تھے ۔

(۱۹) كَانَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَهٗ خَدَمُ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ بِآنِيَتِهِمْ فِيْهَا الْمَاءُ فَمَا يُؤْتٰى بِإِنَاءٍ إِلَّا غَمَسَ يَدَهٗ فِيْهِ ۔

جب آپؐ نمازِ فجر سے فارغ ہوتے تو اہلِ مدینہ کے نوکر چاکر اپنے برتن لیکر آپؐ کے پاس حاضر ہوتے جن میں پانی ہوتا، تو جو برتن آپ کے پاس پیش ہوتا آپ برکت کے لئے اسمیں دستِ مبارک ڈبو دیتے تھے ۔

(۲۰) نَهٰى عَنِ الرُّقٰى، وَ التَّمَائِمِ، وَ التِّوَلَةِ ۔

منتر اور گنڈے اور ٹونے سے آپ نے منع فرمایا ۔

(۲۱) مَنِ اكْتَوٰى اَوِ اسْتَرْقٰى فَقَدْ بَرِئَ مِنَ التَّوَكُّلِ۔
جس نے داغ لیا یا منتر پڑھایا تو وہ (کامل) توکل سے بے تعلق رہا۔

(۲۲) سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِنْ اُمَّتِیْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ: هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَكْتَوُوْنَ وَ لَا وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔
میری امّت میں سے ستّر ہزار افراد جنت میں بغیر حساب لئے داخل ہونگے یہ وہی ہیں جو نہ داغ لیتے ہیں نہ داغ دیتے ہیں اور نہ منتر پڑھواتے ہیں اور نہ بدفالی لیتے ہیں اور صرف اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

(۲۳) اِرْقِ مَا لَمْ يَكُنْ شِرْكٌ بِاللّٰهِ۔
وہ منتر پڑھو جس میں اللہ کے ساتھ کسی طرح کا شرک نہ ہو۔

(۲۴) كَانَ يَأْمُرُ اَنْ نَسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ۔
آپؐ ہم کو حکم دیتے تھے کہ نظرِ بد کا منتر پڑھا کریں۔

(۲۵) اِذَا رَأٰى اَحَدُكُمْ مِنْ نَفْسِهٖ اَوْ مَالِهٖ اَوْ مِنْ اَخِيْهِ مَا يُعْجِبُهٗ فَلْيَدْعُ لَهٗ بِالْبَرَكَةِ فَاِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ۔
جب تم میں سے کوئی شخص اپنی ذات میں یا مال میں یا اپنے بھائی میں کوئی پسند کی بات دیکھے تو اسکے حق میں برکت کی دعا کرے، کیونکہ نظر لگنا حق ہے۔

(۲۶) عَلَامَ يَقْتُلُ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ؟ اِذَا رَأٰى اَحَدُكُمْ مِنْ اَخِيْهِ مَا يُعْجِبُهٗ فَلْيَدْعُ لَهٗ بِالْبَرَكَةِ۔

تم میں کا کوئی شخص، اپنے بھائی کو کس بنا پر مار ڈالتا ہے؟ جب تم میں سے کسی کو اپنے بھائی کی کوئی ادا پسند آجائے تو اُس کے لئے برکت کی دعا کرنی چاہیئے۔

ف۔ نہ یہ کہ اُسکی پسندیدہ بات پر حسد کرے اسکے قتل کے درپے رہے استغفراللہ۔

(۲۷) كُلْ فَلَعَمْرِیْ لَمَنْ اَكَلَ بِرُقْيَةٍ بَاطِلٍ لَقَدْ اَكَلْتَ بِرُقْيَةِ حَقٍّ.

کھالے۔ میری بقا کی قسم۔ کھانے والے تو جھوٹا منتر پڑھکر کھاتے ہیں، اور تو سچا منتر پڑھکر کھا رہا ہے۔

ف۔ کفریہ کلمات کے منتر پڑھکر لوگ کما کھاتے ہیں، اگر کسی نے سورۂ فاتحہ وغیرہ دم کرکے اس کا ہدیہ کھایا، تو اسمیں کونسی ناجوازی کی بات ہوئی ؟

(۲۸) اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَ اَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

سب سے افضل ذکر لا الٰہ الّا اللہ ہے اور افضل ترین دعا الحمدللہ ہے۔

(۲۹) خَيْرُ الدُّعَاءِ الْاِسْتِغْفَارُ.

بہترین دعا استغفار ہے۔

(۳۰) اِنَّهٗ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِیْ وَ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِی الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ۔

میرے دل پر اغیار کا اثر چڑھتا رہتا ہے۔ اس لئے میں روزانہ سو دفعہ اللہ سے مغفرت کا سوال کرتا رہتا ہوں۔

(۳۱) إِنَّ الشَّيْطَانَ قَالَ : وَ عِزَّتِكَ يَا رَبِّ لَا أَبْرَحُ أُغْوِي عِبَادَكَ مَا دَامَتْ أَرْوَاحُهُمْ فِي أَجْسَادِهِمْ فَقَالَ الرَّبُّ : وَ عِزَّتِي وَ جَلَالِي لَا أَزَالُ أَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُونِي -

شیطان نے کہا : اے میرے پروردگار! تیری عزت کی قسم ہے کہ میں تیرے بندوں کو بھٹکاتا رہوں گا جب تک کہ ان کے جسم میں ان کی روح ہو، تو پروردگار نے فرمایا کہ میری عزت اور میرے جلال کی قسم ہے میں بھی ان کو بخشتا رہونگا جب تک کہ وہ مجھ سے بخشش مانگتے رہیں -

(۳۲) قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِي جَعَلْتُهُ مُحَرَّمًا بَيْنَكُمْ فَلَا تَظَالَمُوا يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ ، يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ أَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ

جَمِيْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِیْ اَغْفِرْ لَکُمْ، یَا عِبَادِیْ
اِنَّکُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضَرِّیْ فَتَضُرُّوْنِیْ وَ لَنْ
تَبْلُغُوْا نَفْعِیْ فَتَنْفَعُوْنِیْ، یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ
اَوَّلَکُمْ وَ اٰخِرَکُمْ وَ اِنْسَکُمْ وَ جِنَّکُمْ کَانُوْا
عَلٰی اَتْقٰی قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْکُمْ مَا
زَادَ ذٰلِکَ فِیْ مُلْکِیْ شَیْئًا یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ
اَوَّلَکُمْ وَ اٰخِرَکُمْ وَ اِنْسَکُمْ وَ جِنَّکُمْ کَانُوْا
عَلٰی اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِّنْکُمْ مَا
نَقَصَ ذٰلِکَ مِنْ مُلْکِیْ شَیْئًا، یَا عِبَادِیْ لَوْ
اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَ اٰخِرَکُمْ وَ اِنْسَکُمْ وَ جِنَّکُمْ
قَامُوْا فِیْ صَعِیْدٍ وَاحِدٍ فَاسْئَلُوْنِیْ فَاَعْطَیْتُ
کُلَّ اِنْسَانٍ مَسْئَلَتَهٗ مَا نَقَصَ ذٰلِکَ مِمَّا
عِنْدِیْ اِلَّا کَمَا یَنْقُصُ الْمِخْیَطُ اِذَا
اُدْخِلَ الْبَحْرَ یَا عِبَادِیْ اِنَّمَا هِیَ اَعْمَالُکُمْ
اُحْصِیْهَا لَکُمْ ثُمَّ اُوَفِّیْکُمْ اِیَّاهَا فَمَنْ وَجَدَ
خَیْرًا فَلْیَحْمَدِ اللّٰهَ وَ مَنْ وَجَدَ غَیْرَ ذٰلِکَ
فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے بندو! ظلم کو میں نے اپنی ذات پر حرام قرار دیا ہے اور تمھارے فیما بینن (آپس میں) بھی حرام ٹھیرایا ہے۔ لہٰذا ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔ اے بندو! تم سب گمراہ ہو، مگر وہ جس کو میں نے راہ دکھائی۔ لہٰذا میری رہنمائی طلب کیا کرو، میں تم کو راہ دکھاؤنگا۔ اے بندو تم سب بھوکے ہو بجز اس کے جس کو میں نے کھلایا۔ لہٰذا مجھ سے روزی مانگا کرو، میں تم کو کھلاؤنگا اے بندو! تم سب برہنہ ہو مگر وہ جس کو میں نے پہنایا، لہٰذا مجھ سے پوشش طلب کیا کرو، میں تم کو پہناؤنگا۔ اے بندو! تم سب رات دن خطائیں کرتے رہتے ہو میں تمام گناہوں کو بخشتا رہتا ہوں۔ لہٰذا مجھ سے بخشش مانگا کرو، میں تم کو بخش دونگا۔ اے بندو! تم کبھی اس حد تک نہیں پہنچ سکتے ہو کہ مجھے کوئی نفع پہنچا سکو اے بندو! اگر تمہارے اولین و آخرین انس و جن سب کے سب تم میں سے زیادہ متقی شخص کا سا دل رکھتے ہوں، تو اس سے میری سلطنت میں کچھ اضافہ نہ ہوگا اور اگر تمھارے اولین و آخرین انس و جن سب کے سب بدکارترین شخص کا سا دل رکھیں، تو اس سے میری مملکت میں کچھ بھی کمی نہیں ہو سکتی۔ اے بندو! اگر تمھارے اولین و آخرین انس و جن سب ملکر ایک جگہ کھڑے ہو جائیں اور مجھ سے (جو چاہیں، جتنا چاہیں) مانگنے لگیں اور میں ان سب کو ان کی منہ مانگی مرادیں بھی دیدوں تو میری ملکیت میں کوئی کمی نہیں ہو سکتی۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی سمندر میں سوئی ڈال کر نکال لی جائے (تو اس سے سمندر کا پانی کیا کم ہوتا ہے؟) اے بندو! یہ تمھارے ہی عمل ہیں جن کا میں شمار کرتا رہتا ہوں۔ پھر ان کی پوری پوری جزا دے دیتا ہوں۔ لہٰذا جس کو اچھی جزا ملے وہ اللہ کا شکر ادا کرتا رہے اور جس کو اس کے سوا ملے تو وہ اپنے نفس پر ملامت کیا کرے۔

(۳۳) قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: یَا ابْنَ آدَمَ اِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِیْ وَ رَجَوْتَنِیْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰی مَا كَانَ مِنْكَ وَ لَا اُبَالِیْ یَا ابْنَ اٰدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عِنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِیْ غَفَرْتُ لَكَ وَ لَا اُبَالِیْ، یَا ابْنَ اٰدَمَ لَوْ اَنَّكَ اَتَیْتَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَایَا ثُمَّ لَقِیْتَنِیْ لَا تُشْرِكُ بِیْ شَیْئًا لَاَتَیْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابنِ آدم تو جب تک مجھ سے مانگتا رہیگا اور امید رکھیگا، میں تجھے بخشتا رہونگا۔ تجھ سے جو گناہ بھی ہوتا رہے مجھے اس کی پروا نہیں ہے اے ابنِ آدم اگر تیرے گناہ آسمان کے کنارہ تک بھی پہنچ جائیں، پھر تو مجھ سے مغفرت کی درخواست کرے، تو میں تجھے بخش دونگا، مجھے کچھ بھی پروا نہیں ہے۔ اے ابن آدم! اگر تو میرے ساری زمین کی مشک بنا کر اسمیں گناہ بھر کر میرے پاس لائیگا، پھر مجھ سے اس حالت میں ملیگا کہ میرے ساتھ تو کسی قسم کا شرک نہیں کرتا ہے، تو میں بھی ایسے کئی مشکیزے مغفرت سے بھر کر تیرا استقبال کرونگا۔

(۳۴) كَفَّارَةُ مَنِ اغْتَبْتَ اَنْ تَسْتَغْفِرَ لَهٗ ۔

تم نے جس کی غیبت کی ہے اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کے لئے دعائے مغفرت کرو۔

(۳۵) كَانَ يَسْتَغْفِرُ لِلصَّفِّ الْمُقَدَّمِ ثَلَاثًا وَ لِلثَّانِیْ مَرَّةً ۔

آپ صف اول میں رہنے والوں کے لئے تین دفعہ اور صف دوم میں رہنے والوں کے لئے ایک دفعہ استغفار فرماتے تھے، یعنی ان کی بخشش و مغفرت کی دعا کرتے تھے

(۳۶) اِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا قَالَ: رَبِّ اغْفِرْ لِىْ ذُنُوْبِىْ وَ هُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَيْرِىْ ۔

آپ کا رب اپنے اس بندہ سے بہت خوش ہوتا ہے جب وہ کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار! میرے گناہ بخش دے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میرے سوا گناہوں کو اور کوئی بخش نہیں سکتا ۔

(۳۷) ضَحِكَ رَبُّنَا مِنْ قُنُوْطِ عِبَادِهٖ وَ قُرْبِ غَيْرِهٖ ۔

ہمارے پروردگار کو اپنے بندوں کی ناامیدی اور غیر اللہ کی نزدیکی سے ہنسی آتی ہے

ف ۔ اس بنا پر کہ یہ کیسے نادان ہیں کہ اللہ سے تو ناامید ہوتے ہیں اور دوسروں سے مانگنا چاہتے ہیں درحالیکہ ساری کائنات اللہ کی ہے ۔

(۳۸) اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُمْهِلُ حَتّٰى اِذَا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ نَزَلَ اِلٰى سَمَآءِ الدُّنْيَا، فَنَادٰى: هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ؟ هَلْ مِنْ تَائِبٍ؟ هَلْ مِنْ سَائِلٍ؟ هَلْ مِنْ دَاعٍ حَتّٰى يَتَفَجَّرُ الْفَجْرُ ۔

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ (یوں تو ہمیشہ) متوجہ ہی رہتا ہے، یہاں تک کہ جب آخری تہائی

رات رہتی ہے تو آسمانِ دنیا پر نزولِ اجلال فرماتا ہے اور منادی ہوتی ہے، کیا کوئی مغفرت کا خواہاں ہے؟ کیا کوئی توبہ کرتا ہے؟ کیا کوئی مانگنے والا ہے؟ کیا کوئی دعا کرنے والا ہے؟ (یہ سلسلہ) فجر طلوع ہونے تک رہتا ہے۔

(۳۹) اِنَّ فِی اللَّیْلِ لَسَاعَۃً لَا یُوَافِقُھَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ یَسْئَلُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْھَا خَیْرًا مِنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ اِلَّا اَعْطَاہُ اِیَّاہُ وَ ذٰلِکَ کُلَّ لَیْلَۃٍ۔

رات میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ جسمیں مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی جو بھلائی بھی چاہتا ہے، وہ اسکو عطا فرماتا ہے اور یہ گھڑی ہر رات میں ہوتی ہے۔

(۴۰) صَلٰوۃُ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی وَ تَتَشَھَّدُ فِیْ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ وَ تَبَأَّسُ وَ تَمَسْکَنُ، وَ تَضَعُ بِیَدِکَ وَ تَقُوْلُ:۔ "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ"۔
فَمَنْ لَّمْ یَفْعَلْ ذٰلِکَ فَھُوَ خِدَاجٌ۔

تہجد کی نماز دو دو رکعت ہیں اور ہر دو رکعت میں ایک تشہد ہے اور اپنی فقر و مسکنت کا اظہار ہے اور اپنے ہاتھ اُٹھا کر یوں کہو:۔

اے اللہ مجھے بخش دے۔

جس نے ایسا نہ کیا اس کی نماز تہجد ناقص ہے

(۴۱) خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ فِیْہِ الشَّمْسُ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ:

فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ، وَ فِیْہِ اُھْبِطَ، وَ فِیْہِ تِیْبَ عَلَیْہِ، وَ فِیْہِ قُبِضَ، وَ فِیْہِ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ مَا عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ دَابَّۃٌ اِلَّا وَ ھِیَ تَصِیْخُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ مُصِیْخَۃً حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَۃِ اِلَّا ابْنَ اٰدَمَ، وَ فِیْہِ سَاعَۃٌ لَا یُصَادِفُھَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ وَ ھُوَ فِی الصَّلٰوۃِ یَسْئَلُ اللّٰہَ شَیْئًا اِلَّا اَعْطَاہُ اِیَّاہُ۔

بہترین دن جس میں آفتاب طلوع ہوا ہے وہ جمعہ کا دن ہے : اسی دن آدم پیدا کئے گئے۔ اسی میں زمین پر اتارے گئے اور اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی، اور اسی دن اُن کی وفات ہوئی، اور اسی دن قیامت ہوگی۔ روئے زمین پر کوئی ایسا جاندار نہیں جو جمعہ کے دن صبح سے چیختا نہ رہتا ہو، قیامت کے ڈر سے، سوا ابن آدم کے۔ اسی میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اس کو ایماندار بندہ ہی بحالت نماز پاتا ہے اور اس وقت اللہ سے کوئی چیز مانگتا ہے تو وہ اس کو ضرور ملتی ہے۔

(۴۲) خَمْسُ دَعَوَاتٍ یُسْتَجَابُ لَھُنَّ: دَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ حَتّٰی یُنْتَصَرَ، وَ دَعْوَۃُ الْحَاجِّ حَتّٰی یَصْدِرَ وَ دَعْوَۃُ الْغَازِیْ حَتّٰی یَقْفُلَ وَ دَعْوَۃُ الْمَرِیْضِ حَتّٰی یَبْرَأَ وَ دَعْوَۃُ الْاَخِ لِاَخِیْہِ بِظَھْرِ الْغَیْبِ

وَ اَسْرَعُ هٰذِهِ الدَّعْوَاتِ اِجَابَةً دَعْوَةُ الْاَخِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ.

پانچ دعائیں مستجاب ہیں، بددعا مظلوم کی تاآنکہ اس کی مدد کی جائے اور حاجی کی دعا تا واپسی اور غازی کی دعا تارجوع اور بیمار کی دعا تا صحت اور ایک بھائی کی دعا غائبانہ دوسرے بھائی کے لئے۔ اور ان تمام میں جلد تر قبول ہونے والی دعا ایک مسلمان بھائی کی اپنے بھائی کے لئے غائبانہ دعا کرنا ہے۔

(۴۳) اَلْغَازِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ الْحَاجُّ وَ الْمُعْتَمِرُ وَفْدُ اللّٰهِ دَعَاهُمْ فَاَجَابُوْهُ وَ سَئَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ۔

خدائے عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والا، اور حاجی، اور عمرہ کرنے والا، یہ تینوں اللہ کے وفد ہیں اُس نے اِن کو بلایا تو انھوں نے جواب دیا (یعنی آئے) اور انھوں نے اُس سے درخواست کی (دعا کی اور مانگا) تو اُس نے اُن کو دیا (یعنی دعا قبول فرمائی)۔

(۴۴) ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ: اَلدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ وَ عِنْدَ الْبَأْسِ حِیْنَ یَلْحَمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا۔

دو دعائیں رد نہیں ہوتی ہیں: ایک وہ دعا جو اذان کے بعد کی جائے، دوسری وہ دعا جو جہاد کے موقع پر کی جائے جس وقت ہر دو فریق آپس میں گتھنے لگتے ہیں

(۴۵) اِذَا نَادَی الْمُنَادِیْ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَ اسْتُجِیْبَ الدُّعَاءُ۔

جب مؤذّن اذان دیتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے۔

(۴۶) اَلدُّعَاءُ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ مُسْتَجَابٌ فَادْعُوْا

اذان اور اقامت کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے، لہٰذا (اسوقت) دعا کیا کرو۔

(۴۷) اَلدُّعَاءُ لَا یُرَدُّ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ۔

اذان اور اقامت کے درمیان کی دعا رد نہیں ہوتی۔

(۴۸) دُعَاءُ الْاَخِ لِاَخِیْہِ بِظَھْرِ الْغَیْبِ لَا یُرَدُّ۔

ایک بھائی کی غائبانہ دعا اپنے بھائی کے لئے رد نہیں ہوتی۔

(۴۹) مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ یَدْعُوْ لِاَخِیْہِ بِظَھْرِ الْغَیْبِ اِلَّا قَالَ الْمَلَکُ وَلَکَ بِمِثْلٍ۔

کوئی مسلمان اپنے بھائی کے لئے غائبانہ دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے تجھے بھی اتنا ملے

(۵۰) مَنْ دَعَا لِاَخِیْہِ بِظَھْرِ الْغَیْبِ قَالَ الْمَلَکُ الْمُوَکَّلُ بِہٖ: اٰمِیْنَ، وَلَکَ بِمِثْلِہٖ۔

جو اپنے بھائی کے لئے غائبانہ دعا کرتا ہے تو جو فرشتہ اس کے پاس مقرر ہے وہ کہتا ہے: "آمین" اور تجھے اتنا ہی ملے۔

(۵۱) ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ لَا تُرَدُّ: دَعْوَۃُ الْوَالِدِ لِوَلَدِہٖ، وَدَعْوَۃُ الصَّائِمِ، وَدَعْوَۃُ الْمُسَافِرِ۔

تین دعائیں رد نہیں ہوتی ہیں۔ دعا باپ کی اپنے بچے کے لئے، اور دعا روزہ دار کی

اور دعا مسافر کی ۔

(۵۲) مَنْ سَأَلَ اللّٰہَ الشَّہَادَۃَ بِصِدْقٍ بَلَّغَہُ اللّٰہُ مَنَازِلَ الشُّہَدَاءِ وَ اِنْ مَاتَ عَلٰی فِرَاشِہٖ ۔

جو شخص سچائی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت کی درخواست کرے تو اللہ اسکو شہداء کے مرتبے میں پہنچا دیگا ، اگرچہ وہ اپنے بستر پر مرا ہو ۔

(۵۳) مَنْ طَلَبَ الشَّہَادَۃَ صَادِقًا اُعْطِیَہَا وَ لَوْ لَمْ تُصِبْہُ ۔

جو شخص سچائی کے ساتھ شہادت کا خواستگار ہو تو وہ اسے دی جائیگی ، اگرچہ وہ اس کو نہ پہنچے ۔

(۵۴) دَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ مُسْتَجَابَۃٌ ، وَ اِنْ کَانَ فَاجِرًا فَفُجُوْرُہٗ عَلٰی نَفْسِہٖ ۔

مظلوم کی بد دعا قبول ہوا کرتی ہے' اگر وہ بدکار بھی ہو تو اس کی بدکاری اسکی ذات تک محدود ہے ۔

(۵۵) اِتَّقُوْا دَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّہَا تَصْعَدُ اِلَی السَّمَاءِ کَاَنَّہَا شَرَارَۃٌ ۔

مظلوم کی بد دعا سے بچتے رہو کیونکہ وہ آسمان پر اس طرح جاتی ہے گویا کہ وہ آگ کا شعلہ ہے

(۵۶) اِتَّقُوْا دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ وَ اِنْ كَانَ كَافِرًا فَاِنَّهَا لَيْسَ دُوْنَهَا حِجَابٌ ۔

مظلوم کی بددعا سے بچتے رہو اگرچہ وہ کافر کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اسکے آگے کوئی روک نہیں ہے

(۵۷) اِيَّاكُمْ وَ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ وَ اِنْ كَانَتْ مِنْ كَافِرٍ فَاِنَّهٗ لَيْسَ لَهَا حِجَابٌ دُوْنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

مظلوم کی بددعا سے بچتے رہو، گو وہ کافر ہو، کیونکہ اس بددعا اور اللہ عز وجل کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے ۔

(۵۸) يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ، يَقُوْلُ: دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِيْ ۔

تمھاری دعا قبول ہو کر رہتی ہے جب تک کہ کوئی جلدی نہ کرے (جلدی یہ کہ) د کہتا ہے: میں نے دعا کی اور میری دعا قبول نہ ہوئی ۔

(۵۹) سَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ، فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُّسْاَلَ، وَ اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ اِنْتِظَارُ الْفَرَجِ ۔

اللہ سے اس کے فضل کی درخواست کرتے رہو، کیونکہ اللہ کو اس سے مانگنا ہی ہے، اور افضل ترین عبادت کشائش کا انتظار ہے ۔

ف ۔ دعا کا اثر ظاہر ہونے میں اگر تاخیر ہو تو پریشان نہ ہونا چاہیئے، اور نہ یہ کہنا کہ نے دعا کی مگر وہ قبول نہ ہوئی، بلکہ صبر و سکون کے ساتھ توقع رکھنی چاہیئے کہ فضل

اس کا اثر ظاہر ہوگا۔

(۶۰) اِنَّ الرَّجُلَ لَیَطْلُبُ الْحَاجَۃَ فَیَزْوِیْھَا اللّٰہُ تَعَالٰی لِمَا ھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ فَیَتَّھِمُ النَّاسَ ظُلْمًا لَھُمْ فَیَقُوْلُ مَنْ سَبَعَنِیْ۔

انسان ایک حاجت کا طلبگار رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر کوئی چیز اسکو دینے کے لئے اسکی حاجت کو پوشیدہ فرما دیتا ہے، تو یہ شخص زبردستی لوگوں کو متہم کرتا پھرتا ہے کہ مجھے کس نے پچھاڑ دیا۔

(۶۱) سَیَکُوْنُ قَوْمٌ یَعْتَدُوْنَ فِی الدُّعَاءِ۔

عنقریب ایسی قوم بھی ہوگی جو دعا میں حد سے تجاوز کیا کرے گی۔

ف۔ ہر انسان کو اپنے مناسب حال دعا کرنا اور اپنے حد اعتدال پر قائم رہنا چاہیئے دعا میں حد سے بڑھ جانا جائز نہیں۔

(۶۲) مُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ انْھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ قَبْلَ اَنْ تَدْعُوْا فَلَا یُسْتَجَابَ لَکُمْ۔

بھلائی کا حکم اور برائی کی ممانعت کئے جاؤ قبل اسکے کہ تم دعا کرو اور تمھاری دعا قبول نہ ہو۔

ف۔ یعنی دعا اور توبہ کا دروازہ بند ہونے سے قبل تک یہ سلسلہ جاری رکھو، قیامت کے قریب توبہ کا دروازہ بند ہوگا۔

(۶۳) ثَلَاثَۃٌ یَدْعُوْنَ اللّٰہَ عَزَّ وَ جَلَّ فَلَا یُسْتَجَابُ لَھُمْ: رَجُلٌ کَانَتْ تَحْتَہٗ امْرَأَۃٌ سَیِّئَۃُ

الْخُلُقِ فَلَمْ يُطَلِّقْهَا، وَ رَجُلٌ كَانَ لَهُ عَلٰى رَجُلٍ مَالٌ فَلَمْ يُشْهِدْ عَلَيْهِ، وَ رَجُلٌ اٰتٰى سَفِيْهًا مَالَهٗ وَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمْ.

تین شخص ایسے ہیں جو خدائے عز و جل سے دعا کرتے رہتے ہیں مگر اُن کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ ایک وہ شخص جس کے تحت بدخُلق عورت ہو، اور وہ اسکو طلاق نہ دے، اور ایک وہ شخص جس کا مال کسی کے ذمہ ہو اور اس کا کسی کو گواہ نہ کیا ہو، اور ایک وہ شخص جس نے بیوقوف کو اسکا مال حوالہ کردیا ہو، درحالیکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نادان لوگوں کو اپنا مال نہ دیا کرو۔

(۶۴) خَيْرُ مَا يَخْلُفُ الْاِنْسَانُ بَعْدَهٗ ثَلَاثٌ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْ لَهٗ، وَ صَدَقَةٌ تَجْرِيْ يَبْلُغُهٗ اَجْرُهَا، وَ عِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ.

انسان جو اپنے پیچھے بہترین چیزیں چھوڑ جاتا ہے، وہ تین ہیں: نیک لڑکا جو اس کے لئے دعا کرتا رہتا ہے، اور جاری رہنے والا صدقہ جس کا اجر اس کو پہنچتا رہتا ہے اور علم کہ اس کے بعد بھی اس سے نفع اٹھایا جائے۔

(۶۵) سَلُوا اللّٰهَ عِلْمًا نَافِعًا، وَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ.

اللہ سے علمِ نافع کی درخواست کرو، اور اس علم سے اللہ کی پناہ ڈھونڈو جو غیر مفید ہے

(۶۶) سَلْ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ وَ الْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ، فَإِذَا أُعْطِيتَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَ أُعْطِيتَهَا فِي الْآخِرَةِ فَقَدْ أَفْلَحْتَ.

اپنے رب سے دنیا اور آخرت میں عافیت حاصل ہونے کی دعا کرتے رہو۔ اگر تم کو عافیت دنیا میں اور آخرت میں دے دی گئی تو پھر تمھاری نجات ہو گئی۔

(۶۷) سَلِ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ۔

دارین کی معافی اور عافیت کی اللہ سے درخواست کرتے رہو۔

(۶۸) سَلُوا اللّٰهَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِيَةَ فَإِنَّ أَحَدًا لَمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِيْنِ خَيْرًا مِنَ الْعَافِيَةِ۔

اللہ سے عفو اور عافیت کی درخواست کرتے رہو، کیونکہ یقین کے بعد، عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں دی گئی ہے۔

ف۔ یہاں یقین سے ایمان مراد ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۶۹) عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّهُ مَعَ الْبِرِّ وَ هُمَا فِي الْجَنَّةِ وَ إِيَّاكُمْ وَ الْكِذْبَ فَإِنَّهُ مَعَ الْفُجُوْرِ وَ هُمَا فِي النَّارِ وَ سَلُوا اللّٰهَ الْيَقِيْنَ وَ الْمُعَافَاةَ فَإِنَّهُ لَمْ يُؤْتَ أَحَدٌ بَعْدَ الْيَقِيْنِ خَيْرًا مِنَ الْمُعَافَاةِ وَ لَا تَحَاسَدُوْا وَ لَا

تَبَاغَضُوْا وَ لَا تُقَاطِعُوْا وَ لَا تُدَابِرُوْا وَ كُوْنُوْا عِبَادَ اللهِ اِخْوَانًا كَمَا اَمَرَكُمْ.

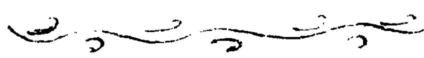
تم سچائی کے پابند رہو کیونکہ سچائی نیکی کی جوڑ ہے اور یہ دونوں چیزیں جنت میں ہونگی اور جھوٹ سے بچتے رہو کیونکہ سچائی نیکی کی جوڑ ہے اور یہ دونوں چیزیں جنت میں ہونگی اور جھوٹ سے بچتے رہو کیونکہ وہ بدکاری کی رفیق ہے، اور یہ دونوں دوزخ میں ہونگی اور اللہ سے یقین اور باہمی الفت کی درخواست کرتے رہو، کیونکہ یقین کے بعد عافیت سے بڑھکر کوئی چیز کسی کو نہیں دی گئی اور آپس میں حسد نہ کیا کرو اور بغض نہ رکھا کرو اور قطع تعلق نہ کرو، اور (نفرت سے سلام کلام نہ کرکے) منہ نہ موڑا کرو، بلکہ اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بنے رہو، جیسا کہ اللہ نے تم کو حکم دیا ہے۔

(۷۰) سَلُوا اللهَ الْفِرْدَوْسَ، فَاِنَّهَا سُرَّةُ الْجَنَّةِ، وَاِنَّ اَهْلَ الْفِرْدَوْسِ يَسْمَعُوْنَ اَطِيْطَ الْعَرْشِ.

اللہ سے فردوس کی درخواست کرو کیونکہ جنت کی ناف ہے اور فردوس میں رہنے والے عرش کی گنگناہٹ سنتے رہتے ہیں۔

(۷۱) لَا يُسْئَلُ بِوَجْهِ اللهِ اِلَّا الْجَنَّةَ.

اللہ کا واسطہ دے کر صرف جنت کی دعا کی جانی چاہیئے۔



عِلْمٌ بِلَا عَمَلٍ كَنَحْلٍ بِلَا عَسَلٍ

(المترجم: عبید الحق الفلاح)

دَخَلَ اَحَدُ الْعُمَّالِ يَوْمًا عَلٰى اَحَدِ الْمُلُوْكِ بِإِذْنِهٖ، فَوَجَدَ حَوْلَهٗ جَمَاعَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ سَكُوْنًا كَاَنَّ عَلٰى رُءُوْسِهِمُ الطَّيْرُ وَ لَمْ يَكُنْ يَعْرِفُ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ:

لَيْتَكَ كُنْتَ عَالِمًا، فَاِنَّ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنَ الْعِلْمِ اَفْضَلُ مِنْ جِهَادِ الْجَاهِلِ اَلْفَ عَامٍ.

فَقَالَ الْعَامِلُ: صَدَقْتَ يَا مَوْلَایَ، وَ لٰكِنْ مَا الْمَنْفَعَةُ مِنِّیْ اِذَا حَوَيْتُ عُلُوْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ وَ كُنْتُ لَا اَبْرَحُ مِنْ خِبَائِیْ وَ لَا اُقَوِّمُ حَيَاتِیْ اِلَّا بِمَا تَتَصَدَّقُ بِهٖ عَلَیَّ كَهٰؤُلَاءِ الْعُلَمَاءِ الَّذِيْنَ قَالَ اللّٰهُ عَنْهُمْ: "اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَّ لَا شُكُوْرًا".

فَاَعْجَبَ الْمَلِكُ مِنْ جَوَابِهٖ وَ قَالَ: حَقًّا عِلْمٌ بِلَا عَمَلٍ، كَنَحْلٍ بِلَا عَسَلٍ وَ مَثَلُ الْعَالِمِ الَّذِیْ لَا يَعْمَلُ، كَمَثَلِ حَامِلِ السِّرَاجِ يُضِیْءُ لِغَيْرِهٖ وَ لَا يَنْتَفِعُ بِالنُّوْرِ وَ لِلّٰهِ دَرُّ الْقَائِلِ:

اَلْعِلْمُ اَشْرَفُ شَیْءٍ نَالَهُ رَجُلٌ

مَنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ عِلْمٌ لَمْ يَكُنْ رَجُلًا
تَعَلَّمِ الْعِلْمَ وَاعْمَلْ مَا اسْتَطَعْتَ بِهٖ
فَالْعِلْمُ زَيْنٌ لِمَنْ بِالْعِلْمِ قَدْ عَمِلَا

ترجمہ :- **عمل کے بغیر علم ایسا ہے جیسے مکھی شہد کے بغیر ہو**

ایک دن کوئی گورنر کسی بادشاہ کے پاس اس کی اجازت لے کر آیا، تو اس کے ارد گرد علماء کی ایک جماعت کو چپ چاپ پایا، گویا کہ اُن کے سروں پر پرندے ہیں اور وہ بہت کم علم جانتا تھا، بادشاہ نے اُسے کہا :

کاش تو عالم ہوتا، کیونکہ ایک ذرّہ برابر علم جاہل کے ہزار سالہ جہاد سے افضل ہے۔

گورنر نے کہا: میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا، لیکن مجھ سے کیا فائدہ حاصل ہوگا جب میں پہلوں اور پچھلوں کے علموں پر حاوی ہو جاؤں اور اپنی زندگی کا بجز اُس کے جو آپ مجھے بطور خیرات دیں اور کوئی سامان نہ کروں، جیسا کہ اُن علماء کی کیفیت ہے جن کا حال اللہ نے بیان فرمایا ہے: "ہم تمھیں صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر کھلاتے ہیں، تم سے کوئی بدلہ اور شکر گزاری نہیں چاہتے ہیں"

بادشاہ اُس کے جواب سے خوش ہوا اور کہا : "درست ہے عمل کے بغیر علم ایسا ہے جیسے مکھی شہد کے بغیر ہو، اور عالم بے عمل کی مثال اس چراغ اُٹھانے والے کی سی ہے جو اوروں کو تو روشنی دیتا ہے اور خود روشنی سے فائدہ نہیں اُٹھاتا۔ کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے :

علم بلند ترین چیز ہے جسے کوئی شخص پالے ۔ جس میں علم نہ ہو وہ آدمی نہیں ہوتا
علم سیکھو اور جہاں تک ہو سکے اُس پر عمل کرو ۔ علم اس شخص کیلئے زینت ہے جس نے عمل کیا

اَلْعِلْمُ بِالْعَمَلِ

اَرَادَ كَبِيْرٌ مِنْ كِبَارِ الْأَسَاتِذَةِ اَنْ يَتَعَلَّمَ فَنَّ السِّبَاحَةِ، فَاَحْضَرَ كُتُبَ السِّبَاحَةِ وَ قَرَأَهَا وَ جَعَلَ يَتَدَرَّبُ فِيْ حُجْرَتِهٖ فَوْقَ السَّرِيْرِ تَارَةً، وَ عَلٰى سَطْحِ الْاَرْضِ تَارَةً اُخْرٰى، حَتّٰى اَيْقَنَ بِالْقُدْرَةِ عَلٰى اَنْ يَسْبَحَ فِي الْمَاءِ، فَجَمَعَ تَلَامِيْذَهٗ وَ اِخْوَانَهُ الْاَسَاتِذَةَ لِيَسْبَحَ اَمَامَهُمْ فِي الْبَحْرِ. فَلَمَّا نَزَلَ تَلَقَّفَتْهُ الْاَمْوَاجُ، هٰذِهٖ تَاْخُذُهٗ وَ تِلْكَ تَتْرُكُهٗ، حَتّٰى اَوْشَكَ اَنْ يَهْلِكَ، فَاَسْرَعَ اِلَيْهِ النَّاسُ وَ انْتَشَلُوْهُ مِنْ بَيْنِ لُجَجِ الْبَحْرِ، فَلَوْ اَنَّهٗ اَجْرٰى تَجَارِبَ وَ تَدْرِيْسَهٗ عَمَلِيًا فِي الْبَحْرِ لَكَانَ مِنَ النَّاجِحِيْنَ لِاَنَّ الْعِلْمَ بِالْعَمَلِ.

علم کا دارومدار عمل پر ہے

بڑے استادوں میں سے ایک بڑے استاد نے فن تیراکی سیکھنا چاہا۔ اس نے تیراکی کی کتابیں منگائیں اور انھیں پڑھکر، اپنے کمرہ میں کبھی بستر پر اور کبھی سطح زمین پر مشق کرنے لگا، یہانتک کہ اُسے یقین آگیا کہ وہ پانی میں تیرنے پر قادر ہے۔ اس نے اپنے شاگردوں اور اپنے استاد بھائیوں کو اکٹھے کیا تاکہ وہ سمندر میں ان کے سامنے

---

۱ تیراکی۔ ۲ حاضر کرنا یا تیار کرنا ۳ سیکھنے لگا، خوگر ہونے لگا ۴ کبھی ۵ یقینی جاننا ۶ جلدی سے پکڑا۔

تیرے۔جب وہ اترا، اسے موجوں نے اُچک لیا۔ یہ پکڑتی ہے اور وہ اسے چھوڑتی ہے، یہاں تک کہ وہ ہلاک ہونے کے قریب ہی تھا کہ لوگ اس کی طرف بھاگے اور انھوں نے سمندروں کی لہروں سے اسے نکالا۔ اگر وہ اپنے تجربوں اور اپنی پڑھائی کو عملی طور پر سمندر میں جاری رکھتا تو وہ ضرور کامیاب لوگوں میں سے ہوتا کیونکہ علم عمل کے ساتھ ہے ۞

المترجم: عبید الحق الفلاح

اَلنَّصِيحَةُ

اَيَّتُهَا الْاَبْنَاءُ اِنَّ آبَاءَكُمْ قَدْ اَرْسَلُوكُمْ اِلَى الْمَدَارِسِ لِتَغْذِيَةِ عُقُولِكُمْ بِالْعُلُومِ وَ الْمَعَارِفِ وَ تَهْذِيبِ نُفُوسِكُمْ وَ تَقْوِيمِ مَا اَعْوَجَ مِنْ اَخْلَاقِكُمْ، فَلَا تَمِيلُوا اِلَى سَافِلِ الْاَخْلَاقِ وَ قُبْحِ الْعَادَاتِ وَ حَقِّقُوا أَمَلَ آبَائِكُمْ فِيكُمْ وَ قُومُوا بِمَا عَهِدَ اِلَيْكُمْ حَقَّ الْقِيَامِ وَ ثَابِرُوا عَلَى مُذَاكَرَةِ دُرُوسِكُمْ فَاِنَّ مَنْ جَدَّ وَجَدَ وَ مَنْ زَرَعَ حَصَدَ وَ لَا تَرْكَنُوا اِلَى قُرَنَاءِ السُّوْءِ فَيُصِيبُكُمُ الضَّرَرُ مِنْ حَيْثُ لَا تَشْعُرُونَ . هٰذِهِ نَصِيحَةٌ اُقَدِّمُهَا اِلَيْكُمْ لِتَعْمَلُوا بِهَا كَيْ تَكُونُوا مِنَ الْفَائِزِينَ .

ترجمہ :-

بچو! تمہارے والدین نے تمھیں مدرسوں میں اس لئے بھیجا ہے کہ تمہارے

غذول علوم اور معارف کی غذا حاصل کریں۔ تمھاری طبیعتیں پاکیزہ اور اخلاق کی کجی دُور ہو جائے۔ لہٰذا تم اخلاق کی پستی اور بُری عادتوں کی طرف نہ مائل ہو اور اپنے والدین کی آرزوؤں کو اپنے اندر پورا کر دکھاؤ اور اپنے واجبات کو پوری طرح ادا کرو اور سبقوں کے یاد کرنے میں پابندی رکھو، کیونکہ جس نے کوشش کی وہی کامیاب ہوا۔ جس نے بویا، اسی نے کاٹا، اور بُرے ساتھیوں کی طرف نہ مائل ہو کیونکہ ان سے تمھیں اس طرح نقصان پہنچے گا کہ تم محسوس بھی نہ کر سکو گے۔ یہ چند نصیحتیں میں نے تمھارے سامنے رکھی ہیں تاکہ تم ان پر عمل کرکے کامرانوں میں شامل ہو جاؤ۔

اَلْعِلْمُ

اَلْعِلْمُ اَفْضَلُ مُكْتَسَبٍ وَ اَشْرَفُ مُنْتَسَبٍ، وَ اَنْفَسُ ذَخِيْرَةٍ تُقْتَنٰى وَ اَطْيَبُ ثَمَرَةٍ تُجْتَنٰى بِهٖ يُتَوَصَّلُ اِلٰى مَعْرِفَةِ الْحَقَائِقِ وَ يُتَوَسَّلُ اِلٰى نَيْلِ رِضَا الْخَالِقِ، وَ هُوَ اَفْضَلُ نَتَائِجِ الْعَقْلِ وَاَعْلَاهَا وَ اَكْرَمُ فُرُوْعِهٖ وَ اَذْكَاهَا، فَهُوَ وَسِيْلَةُ الْفَضِيْلَةِ وَ ذَرِيْعَةُ الشَّرِيْعَةِ، وَ نُوْرٌ بَاهِرٌ لِمَنْ اِسْتَضَاءَ بِهٖ، وَ هُوَ الدَّلِيْلُ عَلَى الْخَيْرِ وَ الْعَوْنُ عَلَى الْمُرُوْءَةِ، وَ الصَّاحِبُ فِى الْغُرْبَةِ، وَ الْمُؤْنِسُ فِى الْخَلْوَةِ، وَ الشَّرَفُ فِى النَّسَبِ، قَالَ تَعَالٰى (يَرْفَعُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ)۔

ترجمہ:-

علم افضل ترین کمائی، بلند ترین نسبت، نفیس ترین ذخیرہ ہے جسے تم جمع کرو، اور عمدہ ترین پھل ہے جسے تم چنو۔ علم ہی کے ذریعے حقیقتوں کی معرفت تک رسائی ہوتی ہے علم ہی خالق کی خوشنودی کے حصول کا ذریعہ بنتا ہے۔ یہ عقل کا افضل اور اعلیٰ ترین نتیجہ اور اس کی بہترین اور عمدہ شاخ ہے۔ علم ہی کسبِ فضائل کا و[illegible] شریعت تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ روشنی کے طالب کے لئے نورِ درخشاں ہے۔ بھلائی کی رہنمائی کرنے والا، مروّۃ پر امداد کرنے والا، غربت میں ساتھ رہنے والا مونسِ تنہائی، اور نسب کو شرف بخشنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تم میں سے صاحبانِ ایمان اور صاحبانِ علم کے درجے خدا بلند کرتا ہے۔

فَوَائِدُ صَنَادِيْقِ التَّوْفِيْرِ

مِنْ اَهَمِّ مَا يَجِبُ اَنْ تُصْرَفَ اِلَيْهِ الْعِنَايَةُ غَرْسُ مُبَادِئِ الاِقْتِصَادِ وَالتَّوْفِيْرِ فِيْ اَذْهَانِ الْاَوْلَادِ مِنَ الصِّغَرِ حَتّٰى تَرْتَاحَ اِلَيْهِ نُفُوْسُهُمْ عِنْدَ الْكِبَرِ وَلَا شَكَّ اَنَّ صَنَادِيْقَ التَّوْفِيْرِ عَظِيْمَةُ الْفَائِدَةِ فِيْ كُلِّ بِلَادٍ اُنْشِئَتْ فِيْهَا وَعَلَى الْاَخَصِّ فِي الْبِلَادِ الَّتِيْ تَكُوْنُ فِيْهَا اَبْوَابُ التَّبْذِيْرِ وَاسِعَةً. فَعَلٰى كُلِّ عَاقِلٍ اَنْ يَسْعٰى فِيْ وَضْعِ مَا تَيَسَّرَ لَدَيْهِ فِيْ اِحْدٰى صَنَادِيْقِ التَّوْفِيْرِ الْمُنْتَشِرَةِ فِيْ اَنْحَاءِ الْقُطْرِ وَلَا يَخْجَلُ مِنْ

فَإِنَّ الْقَلِيْلَ مَعَ الْقَلِيْلِ كَثِيْرٌ.

سیونگ بنکس کے فوائد

سب سے اہم چیز جس کی طرف توجہ دینا ضروری ہے، وہ یہ کہ بچپن سے بچوں میں کفایت شعاری اور پس اندازی کے اصول ان کے ذہنوں میں بٹھائے جائیں تاکہ اس کی وجہ سے وہ بڑے ہو کر بآسانی کفایت شعار بن سکیں۔ اس میں شک نہیں، پس انداز بنکس کے ذریعہ ہر اس شہر میں جہاں یہ بنک قائم کیا گیا ہے، زبردست فائدہ ہوا ہے خصوصیت کے ساتھ ان شہروں میں جہاں فضول خرچی کا دروازہ کشادہ تھا۔ لہٰذا ہر ایک سمجھدار کو جس قدر بسہولت اس سے ہو سکے اطراف ملک میں پھیلے ہوئے سیونگ بنکس سے کسی ایک میں پس انداز کرنے کی کوشش کرنا چاہیے تھوڑے پس انداز کرنے پر شرمانا نہیں چاہیے، کیونکہ تھوڑا تھوڑا ملکر بہت ہو جاتا ہے۔

وَظَائِفُ الْحَوَاسِ

وَظِيْفَةُ السَّمْعِ أَنَّهُ يُؤَثِّرُ عَلَى النَّفْسِ بِمَا يُوْصَلُ إِلَيْهَا مِنْ خَيْرٍ أَوْ شَرٍّ وَ بِهِ يَسْمَعُ الْمَرْءُ الْآدَابَ وَ الْحِكَمَ، فَتَتَقَوَّى لَدَيْهِ مَلَكَةُ التَّفْكِيْرِ وَ وَظِيْفَةُ الْأَنْفِ. اِسْتِنْشَاقُ الرَّوَائِحِ وَ كَذَا الْهَوَاءِ لَازِمٌ لِلْحَيَاةِ. وَ وَظِيْفَةُ الذَّوْقِ أَنَّهُ يُمَيِّزُ جَيِّدَ الْأَطْعِمَةِ وَ رَدِيَّهَا وَ يُهَيِّئُ الْمَعِدَةَ بِقُبُوْلِ مَا يَقُوْمُهَا. أَمَّا اللَّمْسُ فَلَهُ

وَظِيفَتَانِ إِحْدَاهُمَا تَتَصَرَّفُ فِي الْمَادِّيَّاتِ كَالصِّنَاعَةِ وَالتِّجَارَةِ وَالثَّانِيَةُ تَتَصَرَّفُ فِي الْمَعَانِي كَالْإِشَارَاتِ وَالْحُرُوفِ الَّتِي تُسْتَعْمَلُ فِي التَّعْبِيرِ عَمَّا فِي الضَّمَائِرِ.

حواس کے فرائض

قوت سماعت کا فریضہ، جو کچھ بھلائی یا برائی کی خبریں اسے پہنچتی ہیں ان کے اثرات کا دل پر ڈالنا ہے۔ یہ وہ قوت ہے، جس کے ذریعہ انسان ادب اور حکمت کی باتیں سنتا ہے، جس سے اس کی فکری قوت بڑھتی ہے۔

ناک کی ڈیوٹی خوشبوؤں کا سونگھنا اور ہوا کا حاصل کرنا جو زندگی کے لئے ضروری ہے۔

زبان کا کام خوش مزہ اور بدمزہ چیزیں تمیز کرنا اور معدہ کو تقویت پہنچانے والی چیزوں کو قبول کرنے کے لئے تیار کرنا ہے۔

رہا قوت لمس تو اس کی دو ڈیوٹیاں ہیں، ایک مادیات میں تصرف کرتی ہے جیسے صنعت تجارت وغیرہ میں، دوسری معانی کے اندر جیسے اشارات اور وہ حروف جو خیالات اور افکار کے ادا کرنے میں استعمال ہوتے ہیں (ترجمہ از عبدالوالی ندوی)

مُصَاحَبَةُ الْعُلَمَاءِ فَائِدَةٌ وَشَرَفٌ

أُصِيبَ (هُوبَرْ) الْعَالِمُ الْمَشْهُورُ فِي التَّارِيخِ الطَّبِيعِيِّ بِكِفَافِ الْبَصَرِ وَ هُوَ بَيْنَ الْأَقْلَامِ وَ

الْمَحَابِرِ مُكِبّاً[2] عَلَى الدَّرْسِ وَ الإِسْتِطْلَاعِ[3] فَكَبُرَ عَلَيْهِ الْمُصَابُ[4] وَ ضَاقَتِ الدُّنْيَا فِيْ وَجْهِهٖ وَ اَسِفَ عَلَى فَقْدِهٖ اَعْظَمُ حَاسَّةٍ[5] فِيْ نَفْسِهٖ وَ اَشَدُّ مَا يُحْتَاجُ اِلَيْهِ فِيْ اَعْمَالِهٖ فَفَكَّرَ فِيْ اَنْ يَسْتَعِيْنَ بِخَادِمٍ عِنْدَهٗ سَلِيْمُ الْعَيْنَيْنِ وَ قَدْ اٰنَسَ فِيْهِ مَيْلًا لِلْعِلْمِ وَ رَغْبَةً فِي التَّحَلِّيْ بِحُلَاهُ فَقَالَ لَهٗ: أَعِنِّيْ يَا وَلَدِيْ عَلَى اِتْمَامِ تَجَارِبِيْ وَ كُنْ عَيْنِي الْبَاصِرَةَ وَ اَنَا اُتَمِّمُ لَكَ مَعَارِفَكَ.

فَقَبِلَ الْخَادِمُ بِكُلِّ ارْتِيَاحٍ طَلَبَ مَوْلَاهُ، وَ صَارَ لَا يُفَارِقُهٗ فِيْ تَجَارِبِهٖ وَ دُرُوْسِهٖ وَكَانَ لَهٗ عَيْنَيْنِ مُبْصِرَتَيْنِ.

وكان من ذلك ان اكتشف (هوبر) و قرر مِنَ الْفَوَائِدِ مَا لا يمكن تقديره.

وَ كَانَ مِنْ مُصَاحَبَتِهِ الْخَادِمُ لَهٗ ان استنارت بَصِيْرَتُهٗ وَ تَثَقَّفَ عَقْلُهٗ وَ غَرَسَ الْمَيْلُ لِلْعِلْمِ فِيْ قَلْبِهٖ.

فَلَمَّا مَاتَ اُسْتَاذُهٗ دَأَبَ عَلَى التَّحصيل وَ اَكَبَّ عَلَى دَرْسِ الشَّرِيْعَةِ الْغَرَّاءِ حَتّٰى صَارَ قَاضِياً مَشْهُوْراً.

[2] مشغولا علی، متوجہ تھا۔ [3] کسی چیز کی حقیقت دریافت کرنا، جاننے کی کوشش کرنا [4] ناگہانی بلا، مصیبت، صدمہ [5] دریافت کرنے کی چیز۔ [6] معلوم کرنا۔ [7] مزین ہونا

علماء کے ساتھ رہنے میں فائدہ اور شرف ہے

تاریخ طبیعی میں مشہور عالم (ہوبر) کو بینائی کے بند ہونے کی اس وقت تکلیف پہنچی جبکہ وہ قلموں اور دواتوں کے درمیان مطالعہ اور حقیقت کی جستجو میں مشغول تھا۔ یہ ناگہانی مصیبت اس پر شاق گذری۔ دنیا اس کے سامنے تنگ ہو گئی۔ اس بہت بڑی حس کے کھو جانے پر جس کی اپنے کاموں میں اسے بہت ضرورت تھی، اس کے دل کو غم اور افسوس ہوا، تو اس نے اس پر غور کیا کہ وہ اپنے صحیح و سالم آنکھوں والے خادم سے مدد لے اور اس نے اس میں علم کا میلان اور اس کے زیور سے آراستہ ہونے کی رغبت معلوم کر لی تھی۔ اُس نے اُسے کہا: بیٹا! میرے تجربات کو پورا کرنے میں میری مدد کرو، اور میری بینا آنکھ بن جاؤ، اور میں تمہارے لئے تمہارے معارف مکمل کر دونگا۔ خادم نے انتہائی مسرت سے اپنے مالک کی خواہش کو قبول کیا۔ وہ اس کو اس کے تجربوں اور سبقوں میں تنہا نہ چھوڑتا، اور اس کے لئے دیکھنے والی دو آنکھیں ہو گیا۔

اور اسی کی وجہ سے ہوبر اکتشاف کیا کرتا تھا اور اس نے بے اندازہ فائدے ثابت کئے۔

اور اس کے ساتھ رہنے سہنے کی وجہ سے اس کے خادم کی بصیرت نے روشنی حاصل کر لی، اور اس کی عقل تیز ہو گئی، اور علم کی رغبت اس کے دل میں گھر کر گئی۔ پھر جب اس کا استاد مر گیا، وہ برابر تحصیل کرتا رہا اور روشن قانون کے سبقوں میں مشغول و منہمک رہا، حتیٰ کہ ایک مشہور جج ہو گیا۔



اَلْجَهْلُ عَمًى

يُحْكٰى أَنَّ صَانِعًا أُمِّيًّا شَاهَدَ أَنَّ بَعْضَ النَّاسِ يَسْتَعْمِلُ الْمِنْظَارَ (اَلنَّظَّارَةَ) عِنْدَ مَا يُطَالِعُ اَوْ يَكْتُبُ فَظَنَّ اَنَّ الْمِنْظَارَ هُوَ الَّذِيْ يُعَرِّفُ[1] فَهْمَ[2] الْقِرَاءَةِ وَ الْكِتَابَةِ فَذَهَبَ لِسَاعَتِهٖ اِلٰى حَانُوْتِ[3] بَائِعِ الْمَنَاظِيْرِ وَ طَلَبَ مِنْهُ مِنْظَارًا فَأَرَاهُ اَنْوَاعًا كَثِيْرَةً فَاَخَذَ وَاحِدًا مِنْهَا وَ وَضَعَهٗ عَلٰى اَنْفِهٖ وَ فَتَحَ كِتَابًا لِيَقْرَأَ فَلَمْ يَعْرِفْ شَيْئًا وَقَالَ: هٰذِهِ النَّظَّارَةُ لَيْسَتْ جَيِّدَةً، فَاَحْضَرَ لَهٗ غَيْرَهَا فَوَضَعَهَا عَلٰى اَنْفِهٖ وَ صَارَ يُجْهِدُ نَفْسَهٗ لِيَعْرِفَ وَلَوْ حَرْفًا وَاحِدًا فَلَمْ يُمَيِّزِ الْاَلِفَ مِنَ الْيَاءِ. فَقَالَ لِلْبَائِعِ وَ هُوَ مُقَطِّبُ[4] الْجَبِيْنِ: وَ هٰذِهٖ اَرْدَأُ مِنَ السَّابِقَةِ. فَلَمَّا ضَاقَ صَدْرُ[5] الْبَائِعِ وَعِيْلَ صَبْرُهٗ قَالَ لِلْمُشْتَرِيْ: أَتَعْرِفُ الْقِرَاءَةَ وَالْكِتَابَةَ؟ اَجَابَ: كَلَّا، لِاَنِّيْ اِنْ كُنْتُ عَارِفًا لِمَاذَا جِئْتُ اِلٰى هُنَا.

فَضَحِكَ الْبَائِعُ وَ ضَحِكَ السَّامِعُوْنَ مَعَهٗ وَ قَالَ لَهٗ اَحَدُهُمْ: هٰذَا الدُّكَّانُ لَيْسَ مَدْرَسَةً لَوْ كَانَ الْاَمْرُ كَمَا ظَنَنْتَ مَا كَانَ فِي الدُّنْيَا

---

[1] عینک سے شناخت کراتی ہے [2] واقف کرتی ہے [3] دکان [4] تیور چڑھائے ہوئے [5] بے صبر ہو گیا، اسکا صبر جاتا رہا۔

جَاهِلٌ وَ أَنْشَدَ آخَرُ :

وَ مَنْ طَلَبَ الْعُلُوْمَ بِغَيْرِ دَرْسٍ
سَيُدْرِكُهَا إِذَا شَابَ الْغُرَابُ

فَأَجَابَ الرَّجُلُ : حَقًّا أَنَّ الْجَهْلَ عَمًى ،
ثُمَّ انْصَرَفَ .

جہالت اندھا پا ہے

بیان کیا جاتا ہے کہ کسی جاہل کاریگر نے دیکھا کہ کچھ لوگ پڑھتے یا لکھتے وقت عینک استعمال کرتے ہیں، تو اُس نے خیال کیا کہ عینک ہی وہ چیز ہے جو ان کو پڑھنے لکھنے سے واقف کرتی ہے۔ پھر وہ اُسی وقت عینکیں فروخت کرنے والے کی دُکان پر گیا اور اس سے عینک مانگی، تو اُس نے اُسے بہت سی قسمیں دکھائیں۔
اُس نے اُن میں سے ایک اُٹھا کر اپنی ناک پر رکھی اور پڑھنے کے لئے کتاب کھولی۔ اُس نے کچھ نہ جانا، تو کہا: یہ عینک عمدہ نہیں۔ اُس نے اسے ایک اور لا دی۔ اُس نے اُسے اپنی ناک پر رکھا اور اپنے آپ جاننے کی کوشش کرنے لگا، اگرچہ ایک ہی حرف ہو، تو اس نے باء سے الف بھی نہ پہچانا۔ پھر اس نے تیوری چڑھا کر فروخت کرنے والے کو کہا: یہ پہلے سے بھی زیادہ ردی ہے۔ جب فروخت کرنے والے کا دل تنگ ہوا اور اس کا صبر جاتا رہا، تو اس نے خریدنے والے کو کہا: کیا آپ لکھنا پڑھنا جانتے ہیں؟ اس نے جواب دیا: ہرگز نہیں، کیونکہ اگر میں کچھ جانتا ہوتا، تو یہاں کیوں آتا۔
اس پر بیچنے والا ہنس دیا اور اس کے ساتھ جو سننے والے تھے وہ بھی ہنس دئے۔ ان میں سے کسی نے اسکو کہا: یہ دُکان مدرسہ نہیں ہے اور اگر معاملہ یونہی ہوتا، جیسا

تم نے خیال کیا، تو دُنیا میں جاہل کوئی نہ ہوتا، اور دوسرے نے یہ شعر کہا :
جو شخص پڑھے بغیر علوم تلاش کرے، وہ اُن کو تب حاصل کریگا جب کوّے کے بال سفید ہو جائینگے -
آدمی نے جواب دیا : درست ہے، جہالت اندھاپا ہے - پھر چل دیا -

بِالْعِلْمِ يَرْقَى الْاِنْسَانُ إِلَى اَعْلَى الدَّرَجَاتِ

مثال اوّل

إِنَّ (إِسْتِيفِنْسَن) مُخْتَرِعَ السِّكَّةِ الْحَدِيدِيَّةِ[1] الَّذِي بَلَغَ مِنَ الْغِنَى وَ الْمَجْدِ مَبْلَغًا عَظِيمًا - كَانَ فِي أَوَّلِ أَمْرِهِ وَقَّادًا[2] لِآلَةٍ بُخَارِيَّةٍ . فَلَمَّا رَأَى أَلَّا سَبِيلَ لَهُ إِلَى الْاِرْتِقَاءِ إِلَّا بِتَوْسِيعِ مَعَارِفِهِ جَعَلَ يَقْتَصِدُ[4] مِنْ دَخْلِهِ[3] الْقَلِيلِ وَ يَتَعَلَّمُ فِي إِحْدَى الْمَدَارِسِ اللَّيْلِيَّةِ وَ يُنْفِقُ مَا يَزِيدُ مِنْ دَخْلِهِ فِي أَجْرِ[5] تَعَلُّمِهِ ، وَ كَانَ كُلَّمَا زَادَتْ أُجْرَتُهُ[6] زَادَ إِنْفَاقُهُ فِي سَبِيلِ الْعِلْمِ حَتَّى جَمَعَ فِي رَأْسِهِ مَا مَكَّنَهُ[7] مِنْ إِخْتِرَاعِ السِّكَّةِ الْحَدِيدِيَّةِ الَّتِي كَانَتْ سَبَبُ ثَرْوَتِهِ وَ سَعَادَتِهِ -

---

[1] ریل کی پٹڑی - [2] آگ جلانے والا - [3] آمدنی [4] میانہ روی اختیار کرنے لگا [5] فیس، اُجرت - [6] مزدوری، تنخواہ [7] قابل کر دیا، مضبوط کر دیا -

علم سے انسان اعلیٰ درجوں تک ترقی کرتا ہے

پہلی مثال

(استیفنس) ریل کی پٹڑی کا موجد جو غنا، ومجد کی بہت بڑی منزلت کو پہنچا، وہ پہلے پہل ایک بھاپ کے آلہ کا آگ جلانے والا تھا۔ جب اُس نے اپنے علم اور سائنس کے وسیع کرنے کے سوا ترقی کرنے کی طرف کوئی راستہ نہ دیکھا، تو وہ اپنی قلیل آمدنی سے کچھ بچانے اور ایک Night School میں پڑھنے لگا، اور جو کچھ اس کی آمدنی سے بڑھتا، وہ اپنی پڑھائی کی فیس میں خرچ کرتا۔ جس قدر اس کی تنخواہ بڑھتی رہی اسی قدر علم کی راہ میں اس کا خرچ بڑھتا رہا، یہاں تک کہ اس نے اتنا ذخیرہ جمع کرلیا جس نے اسے ریل کی پٹڑی کی ایجاد کے قابل کردیا، جو اس کی ثروت و سعادت کا سبب بنی۔

ترجمہ از عبید الحق الفلاح



حِكَايَةٌ

حُكِيَ اَنَّ رَجُلًا كَانَ سَائِرًا بِطَرِيْقِ مَكَّةَ صُحْبَةَ الْحَاجِّ. فَرَاٰى فِيْ بَعْضِ الْغَارَاتِ فِيْ يَوْمٍ شَدِيْدِ الْحَرِّ حَيَّةً عَظِيْمَةً تَتَمَرَّغُ عَلَى الرَّمْضَاءِ مِنْ شِدَّةِ الْعَطَشِ. فَنَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهٖ - وَ سَقَاهَا مِنْ سَطِيْحَةٍ كَانَتْ مَعَهٗ

إِلَى أَنْ دَوِيَتْ، وَ سَارَ وَ تَرَكَهَا۔ فَاتَّفَقَ أَنَّهُ فِيْ وَقْتٍ مِنَ الْأَوْقَاتِ، غَلَبَ عَلَيْهِ النَّوْمُ، حَتَّى رَحَلَتِ الْقَافِلَةُ، فَانْتَبَهَ فَلَمْ يَجِدْ أَحَدًا، وَ لَا رَاحِلَتَهُ، فَبَكَى وَ نَظَرَ مُتَحَيِّرًا فِيْمَا يَفْعَلُ. وَ إِذَا هُوَ يَنْظُرُ نَاقَةً سَائِبَةً. فَقَصَدَهَا فَدَنَتْ مِنْهُ وَ نَاخَتْ حَتَّى امْتَطَاهَا وَ أَوْصَلَتْهُ الْقَافِلَةَ بِأَسْرَعَ مِنْ طَرْفَةِ عَيْنٍ۔ ثُمَّ انْشَدَتْ قَائِلَةً، شعر:-

أَنَا الشُّجَاعُ الَّذِيْ قَدْ كُنْتُ فِيْ ظَمَاءٍ
وَسْطَ الْهَجِيْرِ عَلَى الرَّمْضَاءِ فِي الْوَادِيْ
فَجُدْتَ بِالْمَاءِ فَضْلًا مِنْكَ مُبْتَدِئًا
مِنْ غَيْرِ بُخْلٍ فَأَشْفَى غُلَّةَ الصَّادِيْ
هٰذَا جَزَاؤُكَ مِنَّا لَا نَمُنُّ بِهِ
فَضْلًا بِفَضْلٍ وَّ كَانَ الْفَضْلُ لِلْبَادِيْ

ترجمہ:-

کوئی شخص مکہ کے رستہ میں حاجیوں کے ساتھ چلا جاتا تھا۔ دن بہت گرم تھا۔ ایک غار میں دیکھا کہ بڑا سانپ جلتی ہوئی ریت پر پیاس کے مارے لوٹتا ہے۔ (یہ شخص) اپنی سواری پر سے اترا، چھاگل سے اُسے پیٹ بھر کے پانی پلایا، اور وہیں چھوڑ کر چلا گیا۔ اتفاقاً ایک دفعہ اس شخص کو ایسی نیند آئی کہ قافلہ کوچ کر گیا۔ جاگا تو نہ کسی اور کو پایا نہ اپنی سواری کو، (ناچار) رو دیا اور حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ کیا کرے۔ یکایک ایک سانڈھنی نظر آئی۔ اس شخص نے

سوار ہونے کا ارادہ کیا۔ سانڈھنی (خود) پاس آئی اور بیٹھ گئی۔ یہ سوار ہوا۔ اور اس نے پلک مارتے قافلہ میں پہنچا دیا۔ بعد اس کے سانڈھنی نے یہ شعر پڑھے ؎

"میں وہی سانپ ہوں کہ پیاسا تھا
دوپہر میں جلتی ریت پر جنگل میں
پہلے تو نے اپنی بزرگی سے پانی دیا
(اس طرح) جی کھول کر کہ پیاسے کی پیاس بجھا دی
یہ ہماری طرف سے اسکا عوض ہے (مگر) ہم اسکا احسان نہیں جتاتے۔
نیکی کا مقابلہ نیکی سے ہوتا ہے، اور (حق یہ ہے) کہ بزرگی اُسی کے لئے ہے جو پہل کرے

حِکَایَةٌ

قِيلَ اِنَّ رَجُلَانِ اصْطَحَبَ طُفَيْلِيًّا فِيْ سَفَرٍ. فَقَالَ لَهُ امْضِ يَا اَخِيْ وَ اشْتَرِ لَنَا لَحْمًا. فَقَالَ لَهُ مَا اَقْدِرُ اَمْشِيْ، وَ اَخَافُ اَنْ اُغْبَنَ فَمَضَى الرَّجُلُ وَ اشْتَرَى لَحْمًا۔ ثُمَّ قَالَ لَهُ قُمْ فَاطْبَخْ. فَقَالَ لَهُ وَ اللّٰهِ مَا اَعْرِفُ اَطْبَخُ. فَطَبَخَ الرَّجُلُ ثُمَّ قَالَ لَهُ قُمْ فَاغْرِفْ. فَقَالَ اَخْشٰى اَنْ يَنْقَلِبَ الْقِدْرُ عَلَى ثِيَابِيْ۔ فَغَرَفَ الرَّجُلُ فَقَالَ لَهُ: قُمْ فَكُلْ. فَقَالَ لَهُ: وَ اللّٰهِ قَدِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ مُخَالَفَتِكَ وَ تَقَدَّمَ وَ اَكَلَ. فَقَالَ

لَهُ الرَّجُلُ : قَبَّحَكَ اللّٰهُ وَ لَا اَشْبَعَ بَطْنَكَ ، فَاذْهَبْ فَاِنَّكَ اَمْكَرُ الْمَاكِرِيْنَ .

ترجمہ :-

کہتے ہیں کہ کسی شخص نے ایک مفت خورے کو سفر میں ساتھ لیا۔ منزل پر پہنچکر اُس سے کہا کہ بھائی جا ، ہمارے لئے گوشت تو لے آ۔ اُس نے کہا کہ مجھ سے تو چلا نہیں جاتا۔ اور یہ بھی ڈر ہے کہ کہیں ٹھگا یا نہ جاؤں۔ وہ شخص آپ گیا اور گوشت خرید لایا، پھر اُس سے کہا کہ اُٹھ اسے پکالے۔ وہ بولا : خدا کی قسم مجھے تو پکانا نہیں آتا۔ اُس نے آپ پکا لیا۔ پھر اُس سے کہا کہ کھانا نکال لے۔ اُس نے کہا : ایسا نہو دیگچی میرے کپڑوں پر اوندھ جائے۔ اُس نے آپ ہی نکال لیا۔ جب کھانے بیٹھا تو کہا : اُٹھ کھانا کھالے۔ مُفت خورہ بولا : خدا کی قسم مجھے تیرے برخلاف کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ وہ آگے بڑھا اور کھانا کھانے لگا۔ وہ شخص بولا کہ خدا تیرا بُرا حال کرے اور کبھی تیرا پیٹ نہ بھرے، تُو بڑا مکّار ہے۔

حِكَايَةٌ

قَدِمَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الطُّفَيْلِيِّيْنَ بِلَادَ الْمُوْصِلِ فَمَرُّوْا فِيْ طَرِيْقِهِمْ بِسُوْقِ الطَّبَّاخِيْنَ . فَدَخَلُوْا عِنْدَ طَبَّاخٍ فَقَالَ لَهُ اَحَدُهُمْ اغْرِفْ لِيْ بِدِرْهَمٍ . وَ قَالَ الْآخَرُ كَذٰلِكَ وَ قَالَ الثَّالِثُ كَذٰلِكَ . فَغَرَفَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا . فَلَمَّا فَرَغُوْا مِنَ الْاَكْلِ اَرَادَ الْاَوَّلُ الْاِنْصِرَافَ . فَقَالَ لَهُ الطَّبَّاخُ هَاتِ

الدِّرْهَمَ. فَقَالَ الطُّفَيْلِيُّ : مَا تُقَصِّرُ تُرِيْدُ اَنْ تَأْخُذَ مِنِّيْ مَرَّتَيْنِ. فَصَاحَ الطَّبَّاخُ وَيْلَكَ تُرِيْدُ تَنْهَبُنِيْ. فَقَالَ لَهُ الثَّانِيْ : يَا سُبْحَانَ اللّٰهِ اَعْطَاكَ الدِّرْهَمَ بَعْدَ اَنْ اَعْطَيْتُكَ دِرْهَمِيْ. فَقَالَ الطَّبَّاخُ وَ اَنْتَ اَيْضًا مِثْلُهُ. ثُمَّ الْتَفَتَ الطَّبَّاخُ فَوَجَدَ الثَّالِثَ يَبْكِيْ. فَقَالَ لَهُ الطَّبَّاخُ مِمَّا بُكَاؤُكَ ؟ قَالَ كَيْفَ لَا اَبْكِيْ وَ قَدْ بَلَغْتَ حَقَّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ الْفَاضِلَيْنِ الَّذَيْنِ سَلَّمَا لَكَ قَبْلَ مَا سَلَّمْتُ لَكَ فَضَرَبَ الطَّبَّاخُ عَلٰى رَاْسِهِ وَ قَامَ اَهْلُ السُّوْقِ عَلَيْهِ يَلُوْمُوْنَهُ. وَ خَرَجَ الطُّفَيْلِيُّوْنَ عَلٰى لِحْيَتِهِ، وَهُوَ يَبْكِيْ وَ لَمْ يَنَلْ مِنْهُمْ شَيْئًا.

ترجمہ:—

تین مفت خورے شہر موصل میں آئے۔ رستہ میں نان بائیوں کے بازار میں گزر ہُوا۔ ایک نان بائی کی دکان میں گھس گئے۔ ایک نے کہا کہ ایک درہم کا کھانا میرے لئے نکال۔ دوسرے نے بھی یہی کہا، اور تیسرے نے بھی یہی۔ اس نے اُن کے لئے کھانا نکالا، اور انھوں نے کھایا۔ جب کھانا کھا چکے، تو پہلے نے چلنے کا ارادہ کیا۔ نانبائی نے کہا کہ درہم تو دے۔ اُس نے کہا کہ کیا ظلم کرتا ہے؟ کیا مجھ سے دو دفعہ دام لینے چاہتا ہے۔ نانبائی غل مچانے لگا کہ ہائے افسوس تُو تو مجھے لوٹنا چاہتا ہے۔ دوسرا بولا کہ سبحان اللہ! جب میں نے تجھے اپنا درہم دیا، اس کے بعد ہی تو اُس نے دیا ہے۔ نان بائی نے کہا کہ تُو بھی ویسا

ہی) ہے۔ تیسرے کی تیسرے کی طرف خیال کیا تو اُسے روتا ہوا پایا۔ اُس سے کہا کہ تو کیوں روتا ہے۔ وہ بولا کہ کیونکر نہ روؤں، ان دونوں بزرگوں نے جو مجھ سے پہلے تجھے دیا، اُن کے حق کو تو نگل گیا (مجھے کاہے کو چھوڑیگا)۔ نان بائی نے اپنا سر پیٹ لیا۔ بازار کے لوگ آ کھڑے ہوئے، اور اسی کو ملامت کرنے لگے۔ مفت خور سہے ہنستے ہوئے چلے گئے۔ نان بائی کو کچھ ہاتھ نہ آیا۔ روتا رہ گیا۔

حِكَايَةٌ

اِصْطَحَبَ اَحْمَقَانِ فِيْ طَرِيْقٍ. فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِلْاٰخَرِ تَعَالَ نَتَمَنَّ فَاِنَّ الطَّرِيْقَ يُقْطَعُ بِالْحَدِيْثِ فَقَالَ اَحَدُهُمَا اَنَا اَتَمَنّٰى قَطَائِعَ غَنَمٍ. اَنْتَفِعُ بِلَحْمِهَا وَ دَرِّهَا وَ صُوْفِهَا. فَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا اَتَمَنّٰى قَطَائِعَ ذِئَابٍ، اُرْسِلُهَا اِلٰى غَنَمِكَ حَتّٰى لَا تَتْرُكَ مِنْهَا شَيْئًا. فَقَالَ لَهٗ وَيْحَكَ، هٰذَا مِنْ حَقِّ الصُّحْبَةِ وَ حُرْمَةِ الْعِشْرَةِ، فَتَصَايَحَا، وَ تَخَاصَمَا وَ اشْتَدَّتِ الْخُصُوْمَةُ بَيْنَهُمَا وَ تَلَاطَمَا وَ تَلَاكَمَا، وَ تَمَاسَكَا بِالْاَطْوَاقِ. فَرَضِيَا بِاَوَّلِ مَنْ يَطْلُعُ عَلَيْهِمَا يَكُوْنُ حَكَمًا بَيْنَهُمَا. فَطَلَعَ شَيْخٌ بِحِمَارٍ بَيْنَ عَلَيْهِمَا زِقَّانِ مِنْ عَسَلٍ فَحَدَّثَاهُ بِحَدِيْثِهِمَا

فَنَزَّلَ الزِّقَّيْنِ وَ فَتَحَهُمَا حَتّٰى سَالَا عَلَى الْأَرْضِ. ثُمَّ قَالَ صَبَّ اللّٰهُ دَمِيْ مِثْلَ هٰذَا اِنْ لَمْ تَكُوْنَا اَحْمَقَيْنِ. قُلْتُ وَ هُوَ لَعَمْرِيْ اَشَدُّ حُمْقًا مِنْهُمَا لِعَمَلِهٖ بِالزِّقَّيْنِ. مَا دَلَّ عَلٰى سُخْفِهٖ. وَ يُقَالُ اِنَّ الْاَحْمَقَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَنْفَعَ شَخْصًا ضَرَّهٗ.

ترجمہ :-

دو احمق رستہ میں ہمسفر ہوئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ آؤ اپنی اپنی آرزوئیں بیان کریں کہ رستہ باتوں میں (خوب) کٹتا ہے۔ پہلا بولا کہ میں تو خدا سے بکریوں کے ریوڑ چاہتا ہوں کہ اس کے گوشت اور دودھ اور اون سے نفع کماؤں۔ دوسرے نے کہا: میں تو بھیڑیوں کے ریوڑ چاہتا ہوں، انھیں تیری بکریوں میں چھوڑوں کہ کچھ نہ چھوڑیں۔ اس نے کہا: چھٹے منہ یارانہ اور ساتھ رہنے کا حق یہی ہے؟ (غرض) دونو غل مچانے اور جھگڑنے لگے اور لڑائی نے خوب زور پکڑا۔ تھپیڑ اور مکّے سے لڑے اور گریبان پکڑ لئے۔ آخر اس بات پر راضی ہوئے کہ جو شخص پہلے سامنے آئے وہ پنچ ہو۔ اتنے میں ایک بڈھا دو گدھے لئے ہوئے آیا کہ اُن پر شہد کی دو مشکیں تھیں۔ دونو نے اپنی بات اُس سے کہی بڈھے نے دونو مشکیں اُتار اُن کے مُنہ کھول دئے کہ دونو کا شہد بہ گیا۔ پھر بولا کہ اگر تم دونو احمق نہو، تو خدا اسی طرح میرا خون بہائے۔ مگر میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بڈھا دونو سے زیادہ احمق تھا، جو اپنی مشکوں کا یہ حال کیا کہ (صاف) اُس کی بے عقلی پر دلالت کرتا ہے۔ مثل ہے کہ احمق جب کسی کو فائدہ پہنچانا چاہتا ہے، تو اپنا آپ نقصان کر لیتا ہے۔

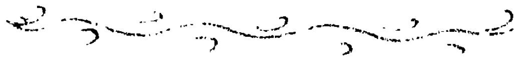
حِكَايَةٌ

اِسْتَاجَرَ رَجُلٌ حَمَّالًا لِيَحْمِلَ لَهٗ قَفَصًا فِيهِ قَوَارِيرُ عَلٰى اَنْ يُعَلِّمَهٗ ثَلٰثَ خِصَالٍ يَنْتَفِعُ بِهَا. فَلَمَّا بَلَغَ ثُلُثَ الطَّرِيْقِ قَالَ هَاتِ الْخَصْلَةَ الْاُوْلٰى. فَقَالَ مَنْ قَالَ لَكَ اِنَّ الْجُوْعَ خَيْرٌ مِنَ الشِّبَعِ فَقَالَ لَا تُصَدِّقْهُ؛ قَالَ نَعَمْ. فَلَمَّا بَلَغَ نِصْفَ الطَّرِيْقِ قَالَ هَاتِ الثَّانِيَةَ فَقَالَ مَنْ قَالَ لَكَ اِنَّ الْمَشْيَ خَيْرٌ مِنَ الرُّكُوْبِ، فَلَا تُصَدِّقْهُ، قَالَ نَعَمْ. فَلَمَّا انْتَهٰى اِلٰى بَابِ الدَّارِ، قَالَ هَاتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَ مَنْ قَالَ لَكَ اِنَّهٗ وَجَدَ حَمَّالًا اَجْهَلَ مِنْكَ فَلَا تُصَدِّقْهُ. فَرَمَى الْحَمَّالُ الْقَفَصَ فَكَسَرَ جَمِيْعَ الْقَوَارِيْرِ، وَقَالَ مَنْ قَالَ لَكَ اِنَّهٗ بَقِيَ فِي الْقَفَصِ قَارُوْرَةٌ فَلَا تُصَدِّقْهُ اَبَدًا.

ترجمہ:—

کسی شخص نے ایک مزدور کیا کہ شیشوں کا ٹوکرا اٹھا کر لے چلے۔ مزدوری ٹھہری کہ تین باتیں ایسی بتائے جن سے مزدور کو فائدہ ہو۔ جب راستہ کی

ایک تہائی پر پہنچے، تو مزدور نے کہا کہ لاؤ پہلی بات ۔ اُس نے کہا کہ جو کوئی تجھ سے یہ کہے کہ سیری سے بھوک اچھی ہے، تو نہ مانیو ۔ اُس نے کہا اچھا ۔ جب آدھی دور پر پہنچے تو کہا کہ لاؤ دوسری بات ۔ اُس نے کہا کہ جو شخص تجھ سے کہے کہ سواری سے پیدل چلنا اچھا ہے، تو کبھی سچ نہ مانیو ۔ اس نے کہا اچھا ۔ جب وہ شخص گھر کے دروازہ پر پہنچا تو مزدور نے کہا کہ لاؤ تیسری بات ۔ اس نے کہا کہ جو کوئی تجھ سے یہ کہے کہ میں نے تجھ سے بھی احمق مزدور دیکھا ہے، تو تو باور نہ کیجیو ۔ مزدور نے ٹوکرا سر سے پھینک دیا کہ سارے شیشے ٹوٹ گئے ۔ اور کہا جو کوئی تجھ سے کہے کہ ٹوکرے میں کوئی شیشہ بچا ہے، تو کبھی یقین نہ کیجیو ۔



مفید کتابیں

کتاب	قیمت
نقش وفا: مرد اور عورت کے لئے بہترین راہ عمل	۶ر
محمد اور عورت ذات	۳ر
اظہار حق: تفسیر سورۃ والتین	۶ر
ہمارے اعمال اور انکی قدر وقیمت	۲ر
الناموس المفصل: تفسیر سورۃ مزمل	۴ر
نور الحق: تفسیر سورۃ علق مع ضمیمہ	۳ر
اصل الاصول: اہل حدیث اور اہل قرآن کے مناظرہ پر محاکمہ	۶ر
سمجھ اچھی کہ بے سمجھی:	۱ر
ارشادات القرآن	۸ر
تندرستی ہزار نعمت	۵ر
الاحسان: تصوف کا بیان	۸ر
لالہ صحرا نظم: از پروفیسر منیر ایم اے	۴ر
جبریل و ابلیس: " "	۴ر
اتاترک	۶ر
شان اردو	۶ر

کتاب	قیمت
نماز بلاد اسلامیہ میں	۲ر
ستر دلہن: قابل دید	۳ر
مقتول بے حجابی	۱ر
قواعد عربی حصہ اول - علم صرف	۱۲ر
عروس غربت: ایم ایم اسلم	عہ
بقائے دوام: " " "	عہ
انتقام: " " "	۳ر
پیمان وفا: " " "	۵ر
خط تقدیر: " " "	۶ر
غزال: " " "	۱۰ر
ساربان: " " "	۴ر
چار سہیلیاں: " " "	عہ
بڑی بی: " " "	۱۲ر
نور ہدایت: " " "	۴ر
دریائے وحدت: قرآن شریف کی آیات اور گرنتھ کے شبدوں کی یکرنگی	۱۲ر
الفوز الکبیر: فتح الخبیر فارسی	۸ر

ملنے کا پتہ: منیجر کتبخانہ انجمن اشاعت اسلام - دار القرآن جالندھر شہر

استاد کی امداد کے بغیر
عربی سکھانے والی کتابیں



	قیمت		قیمت
معلم العربیہ	[illegible]	تحفۃ العلوم حصہ اول مجلد	[illegible]
مدرس العربیہ	[illegible]	لغات القرآن	۱۰ ر
عربی ٹیچر	[illegible]	〃 〃 عزیزی	[illegible]
عربی کا معلم جدید حصہ اول	۱۲ ر	مصباح القرآن 〃	[illegible]
〃 〃 〃 دوم	۱۲ ر	عربی بول چال حصہ اول	۴ ر
کلید 〃 〃 اول	۵ ر	〃 〃 〃 دوم	۴ ر
〃 〃 〃 دوم	۵ ر	کتاب الصرف	۴ ر
کلام عربی حصہ اول	۱۰ ر	کتاب النحو	۱۰ ر
〃 〃 دوم	[illegible]	قواعد عربی	۱۲
ترجمان القرآن جلد اول دوم		اردو عربی ترجمہ	۸ ر
سوم چہارم پنجم ششم فی جلد	[illegible]	الصحیفۃ الاولیٰ	ہر چہار حصہ
〃 جلد ۲۹ و ۳۰	[illegible]	〃 الثانیہ	
ہدایت العربیہ	[illegible]	〃 الثالثہ	
اساس عربی	[illegible]	〃 الرابعہ	۸ ر
اللغات والامثال	[illegible]	الدروس العربیہ حصہ اول	۸ ر

ملنے کا پتہ: منیجر مکتبہ علمیہ - مدرستہ البنات جالندھر شہر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۵۵



پیام اسلام

جالندھر شہر

تعلیمی صحیفہ

مئی سنہ ۱۹۴۶ء

مدیر : محمد احمد خان ذاکر

قواعد

۱۔ رسالہ ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے۔

۲۔ رسالہ نہ پہنچنے کی اطلاع اسی مہینے کی بیسویں تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے، ورنہ رسالہ، بشرطِ موجودگی، قیمت پر ملیگا

۳۔ چندہ سالانہ ۳ روپے۔ فی پرچہ ۴ر

۴۔ اشتہارات کی اُجرت کا تصفیہ مینیجر سے بذریعہ خط و کتابت کرنا چاہیئے۔

جنرل برقی پریس ریلوے روڈ جالندھر شہر میں چھپکر
باہتمام محمد احمد خان ذاکر پرنٹر پبلشر" دار القرآن سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیامِ اسلام

جالندھر شہر

جلد ۱۷ | مئی ۱۹۴۶ء - جمادی الاول ۱۳۶۵ھ | نمبر ۵

استعاذہ

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥

کلمات

(۱) أَعُوْذُ (۲) بِ (۳) اَللّٰهِ (۴) مِنْ (۵) اَلْ ۔
(۶) شَيْطَانِ (۷) اَلْ (۸) رَجِيْمِ ۔

تفسیر

(۱) أَعُوْذُ : فعل مضارع معروف صیغہ واحد متکلم، مذکر و مؤنث ،
معنے : میں پناہ لیتا ہوں ۔
(باب) نَصَرَ يَنْصُرُ ۔ (ن ص) عاذ يَعُوْذُ مصدر عَوْذًا ،

عیاذًا ، معاذًا ، مَعَاذَۃ

معنیٔ مصدری : استجارہ ، اعتصام

پناہ لینا ، چنگل مارنا ، سہارا لینا ، آسرا لینا ، سایۂ حمایت میں آنا ، چمٹ جانا ، لٹک پڑنا ، پشتی حاصل کرنا ، امان جوئی ، فریاد خواہی ، یاری طلبی ، استعانہ۔

تعبیرات کی مثالیں

(۱) أَطْيَبُ اللَّحْمِ عُوَّذُهُ : پاکیزہ ترین گوشت وہ ہوتا ہے جو ہڈی سے چمٹا ہوا ہوتا ہے۔

عُوَّذ : ہڈی سے لگا ہوا گوشت ، گویا یہ گوشت ہڈی سے لپٹ چمٹ کر یا اسکی پناہ میں آکر مضبوط اور صدمات سے محفوظ ہو گیا ہے۔

(۲) ارعوا بہمکم عُوَّذَ هٰذَا الشَّجَرِ : اپنے مواشی کو اس درخت کے زیر سایہ پودے چراؤ۔

عُوَّذ اور مُعَوَّذ ان چھوٹے چھوٹے پودوں کو کہتے ہیں جو کسی گنجان جھاڑ کے نیچے ہوں جس کی شاخوں نے ہر طرف سے جھک کر ان پودوں تک آنے کا راستہ بند کر رکھا ہو ۔ گویا ان پودوں نے چرنے چرانے والوں سے بچنے کے لئے اس درخت یا جھاڑ کے نیچے چھپ کر اسکی پناہ لے رکھی ہے۔

عُوَّذ گیاہ کہ در بن خار یا بہ جائے دشوار رستہ باشد تا ستور بہ وے نرسد (صراح)

مذکورہ مثالوں سے عوذ کا مطلب بخوبی محسوس ہو جاتا ہے۔

عوذ اور لوذ میں فرق

استعاذہ کہتے ہیں شریر کے شر سے بھاگ کر اللہ کی پناہ لینے اور اس کی

جناب سے پیوست اور چسپیدہ ہو جانے کو۔

اور عیاذہ ہوتا ہے دفعِ شر کے لئے

اور لیاذہ ہوتا ہے خیر حاصل کرنے کے لئے۔

متنبی ؎

يَا مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ فِيْمَا اُؤَمِّلُهٗ   وَمَنْ اَعُوْذُ بِهٖ مِمَّنْ اُحَاذِرُهٗ

لا يجبر الناس عظما انت كاسره   ولا يهيضون عظما انت جابره

(ابن کثیر)

(۲) بِ

حرفِ جر۔ اسماء پر داخل ہوتی اور ان کو جر دیتی ہے۔ اس کا زیادہ تر اور بہت مشہور استعمال اِلصاق کے معنوں میں ہوتا ہے۔

اِلصاق: چسپاں کرنا، چپکانا، چپکنا، چمٹانا۔ یعنی یہ باءِ مکسورہ کسی فعل کو اس اسم سے چسپاں کرنے کے لئے آتی ہے جس پر وہ فعل واقع ہوتا ہے۔

وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ (اپنے سروں کا مسح کرو) یعنی (فعلِ مسح کو اپنے سروں سے ملصق کرو (چپکاؤ، چسپاں کرو۔)

ایک دوسری قسم اس بِ کی بائے استعانہ یا بائے آلہ ہے۔

اس معنوں میں یہ بِ آلۂ فعل پر داخل ہوا کرتی ہے۔ جیسے اِضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ: اپنی لاٹھی پتھر پر مار یا مار اپنی لاٹھی سے پتھر کو۔ یا اپنے عصا کو پتھر پر بطور آلۂ ضرب کام میں لا۔

لیکن اس دوسری مثال میں بھی باء بطور باءِ اِلصاق بخوبی کارآمد ہے۔ یعنی اِضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ کے معنی ہیں: تو فعلِ ضرب کو اپنے عصا سے پیوست کرکے حجر پر واقع کر۔

ایک تیسری قسم "ب" کی باءِ مصاحبۃ ہے، جیسے اِشْتَرَیْتُ الْحِصَانَ بِاللِّجَامِ: میں نے گھوڑا لگام سمیت خریدا۔

س: یہ باء جو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ میں آئی ہے کاہے کے لئے ہے؟

ج: بقول بصریین یہ بِ الصاق کے لئے ہے، اور قاعدہ اس ب کا یہ ہے کہ جس پر فعل واقع کرنا ہو وہ فعل اس مفعول پر بِ داخل کئے بغیر چسپاں نہ ہو سکے۔

(۳) اَللّٰہِ

ذات حق سبحانہٗ و تعالیٰ کا اسم علم جو بقول ابن مالک معرف وضع ہوا ہے، موصوف واقع ہوتا ہے، صفت واقع نہیں ہوتا۔

بعض کے نزدیک مشتق ہے:

(۱) اَلَهَ بمعنی عَبَدَ سے۔

هُوَ الَّذِیْ یَاْلَهُهٗ كُلُّ شَیْءٍ وَیَعْبُدُهٗ كُلُّ خَلْقٍ: وہ (ذاتِ پاک) جس کی ہر شئے عبادت اور ہر مخلوق پرستش کرتی ہے (ابن جریر)

اَلَهَ یَاْلَهُ اِلٰهَةً و اُلُوْهَةً و اُلُوْهِیَةً، جیسے کہا جاتا ہے عَبَدَ یَعْبُدُ عِبَادَةً و عبودۃ و عبودیۃ۔

(۲) اَلَهَ بمعنے تحیّر سے یا وَلَهَ بمعنی تحیّر سے: مراد یہ ہے کہ وہ سبب حیرت ہے، اس لئے کہ جب ناظرین اسبابِ تکوین کے زینے پر قدم بہ قدم چڑھتے ہیں تو موجدِ اول کی معرفت میں (جو بذاتِ خود موجود ہے، کسی سابق علت کی وجہ سے نہیں) درجۂ حیرت کے نزدیک رُک جاتے ہیں، اور اس موجدِ عظیم کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے، جس کی ہستی کے بغیر اس کائنات کا بھید سمجھا نہیں جا سکتا یا دُبوں

اصل موجودات کی تلاش میں صدیوں خاک چھانتے رہے۔ اس جستجو میں جو شے اس کائنات کی تہ میں سامنے آئی اسی کی اصلیت کے معتقد ہو گئے۔ لیکن جوں جوں جستجو کا قدم آگے بڑھتا گیا، ہر اصل کے پیچھے کوئی نئی اصل سر اُٹھاتی رہی۔ تا آنکہ چند ایسے بسائط تک رسائی ہوئی جن سے اس کائنات کا مرکب ہونا مانا گیا، لیکن کائنات کی اصل کا سراغ اب تک بھی درونِ پردہ رہا

از پسِ پردہ جملہ حیرانند
نیست کس راگزار در پردہ

آخر چار و ناچار تسلیم کرنا پڑا کہ اس کائنات کا موجد ضرور کوئی نامعلوم وجود ہے جو ذُو قوت و ذی حیات ہے۔

ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا
آتش پہ مغاں نے راگ گایا تیرا
دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے
انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا

(۴) مِنْ

مِنْ : سے، حرفِ جار ہے۔ یہاں یا تو ابتدا کے لئے ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول میں: ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ۔ اور یا انتقال کے لئے جیسا کہ "وَمَا هُمْ بِخَارِجِیْنَ مِنَ النَّارِ" میں۔

(۵) ال

یہ ال یا تو تعریفِ جنس کے لئے ہے، اس لئے کہ شیطان بکثرت ہیں۔ دکھائی دینے

والے بھی ہیں اور دکھائی نہ دینے والے بھی، یعنی شیاطین الانس والجنّ۔ اور کبھی انسی شیطان جنّی شیطان سے بھی شیطنت میں زبردست ہوتا ہے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ ایک شخص کسی واعظ کی مجلس میں حاضر تھا۔ حضرتِ واعظ نے بیان کیا کہ آدمی جب خیرات کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو ستر شیطان آکر اس کے ہاتھوں، پاؤں اور دل سے لٹک پڑتے ہیں اور اس کو خیرات کے ارادے سے ہٹا بس کرتے ہیں۔ اس شخص نے یہ سنا تو اُٹھ کر کہنے لگا: میں ان ستر شیطانوں سے لڑونگا۔ یہ کہہ کر گھر جا پہنچا اور اپنا دامن گیہوں سے بھر کر مسجد کو جانے لگا کہ وہاں جاکر اس کو خیرات کردے۔ یہ دیکھ کر گھر والی آگ بگولا ہوگئی اور کود کر شوہر کا دامن جا پکڑا اور جب تک وہ سب گیہوں دامن سے نکلوا نہ لئے، کشمکش سے باز نہ آئی۔ مرد بیچارا اپنا سا منہ لے کر مسجد کو پھرا اور بولا: میں نے شیطان تو ستر کے ستر زیر کر لئے، لیکن جب ان کی ماں آئی تو اس نے میری ایک پیش نہ چلنے دی۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لام عہد ہو اور اس سے ابلیس بذاتِ خود مراد ہو، کیونکہ تمام معاصی اسی کے اغوا سے ظہور میں آتے ہیں۔

(۶) شَیطٰن

شیطان: دیوبند۔

ن اس میں اصلی ہے، اور وہ مشتق ہے شَطَن سے، جس کے معنی ہیں دُور رہوا۔ جیساکہ ذیل کی مثالوں سے ظاہر ہے:۔

بِئرٌ شطُونٌ: گہرا کنواں۔

غُربَۃٌ شُطُونٌ: دُور کی بے وطنی۔

شَطَنَتِ الدَّارُ: گھر دُور رہوا۔

عِندِیْ شَطَنٌ قَوِیٌّ: میرے پاس مضبوط رسّا ہے۔ شَطَن لمبے رسّ

کو کہتے ہیں، جس سے پانی نکالا جاتا ہے، اور مواشی باندھے جاتے ہیں۔ ایک اعرابی نے گھوڑے کی تعریف میں کہا ہے: کَاَنَّهٗ شَيْطٰنٌ فِيْ اَشْطٰنٍ: گویا کہ وہ شیطان ہے رسیوں میں بندھا ہوا۔

اِنَّهٗ لَيَنْزُوْ بَيْنَ شَطَنَيْنِ: وہ کودتا ہے دو رسیوں کے درمیان۔ جو گھوڑا شرارت کرتا ہے، وہ دونوں طرف سے دو رسیوں سے باندھ دیا جاتا ہے۔ اس سے تشبیہ دی جاتی ہے تکبر اور اترانے والے شخص کو۔

شَطَنَ بمعنی مخالفت کردن از قصد۔ فَرَسٌ شَيْطٰنٌ: اترانے والا گھوڑا۔

شَاطَ (يَشِيْطُ)۔ شوط کے معنی ہیں: ہلاک ہونا اور جوئے میں مارے ہوئے اُونٹ کا تمام بٹ جانا اور کوئی حصہ باقی نہ رہنا۔ چنانچہ کہا جاتا ہے: شَاطَتِ الْجَزُوْرُ: مارا ہوا اُونٹ بٹ گیا۔ لہو ملا دینا۔ چنانچہ محاورہ ہے شَاطَ فُلَانٌ دِمَاءً: فلاں شخص نے خون ملا دئے۔ یعنی خونِ مقتول پر قاتل کا لہو بہا دیا۔ باطل ہونا۔ شَاطَ فُلَانٌ (اس کا خون بدر ہوگیا) ÷ تیل کا جوش دینے سے جل جانا اور ہنڈیا کا جل جانا اور جو چیز اس میں پکتی ہو اس کا تہ سے چمٹ جانا۔ اِسْتَشَاطَتْ: غصے سے جل جانا اور جانور کا موٹے ہونا نَاقَةٌ مِشْيَاطٌ جلدی موٹی ہو جانے والی اُونٹنی۔ فرس میشاط۔ ممتلئا سمنًا۔ شوط باطل۔ گرد آفتاب کہ از روزن نماید۔

دُور ہونے والا۔ سوختہ آتش خشم۔ نازاں۔ اترانے والا۔ تندخو۔ باطل۔ ہلاک ہونے والا۔ نیست و نابود۔ ہر بدخو و سرکش جنوں، انسانوں اور حیوانوں میں سے۔ دیو، راکھشس۔ اشر۔ انسان کا ہر خلقِ ذمیم۔ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْحَسَدُ شَيْطَانٌ: حسد شیطان ہے۔ غضب شیطان ہے۔

(۷) رَجِیْم

رَجِیْم۔ (رجم) رجام : حجارہ، پتھر، سنگ۔
رَجْم، الرَّمْیُ بِالْحِجَارَۃِ : پتھر مارنا۔ پتھراؤ کرنا۔ سنگ اندازی کرنا سنگسار کرنا۔
رَجَمَ یَرْجُمُ رَجْمَ فَھُوَ مَرْجُوْمٌ۔ اور لفظ رجم استعارہ کے طور پر ظن و توہم اور شتم و طرد کرنے کے معنوں میں مستعمل ہے۔
رَجِیْم یا تو بوزن فعیل فاعل کے معنوں میں ہے۔ اَیْ رَامِیْ بَنِیْ اٰدَمَ بِالرَّوَامِی وَالبلایا : یعنی آدم پر بلائیں اور مصیبتیں ڈالنے والا۔
رَجِیْم کے معنی ہوتے : پتھراؤ کیا ہوا، رحمت سے دُور پھینکا ہوا۔ و المطرود عن الخیرات وَعن منازل الملاَ الاَعْلیٰ : دھتکارا ہوا سب بھلائیوں اور فرشتوں کے مقاموں سے۔ دیو۔ راکھشس۔ آسر۔

استعاذہ کی ماہیت

جب تک یہ تین کام شامل نہ ہوں استعاذہ پورا نہیں ہوسکتا : اول : علم۔ دوم : حال۔ سوم : عمل۔

علم سے یہ مراد ہے کہ بندے کو معلوم ہو کہ وہ دینی اور دنیوی منافع کو حاصل کرنے اور سب دینی اور دنیوی نقصانات کو دُور کرنے سے عاجز ہے اور اللہ ساری دینی اور دنیاوی منفعتوں کو وجود میں لانے اور سب دینی و دنیاوی مضرتوں کو اس سے دفع کرنے پر قادر ہے، اور اس کے سوا کوئی دوسرا ایسی قدرت نہیں رکھتا جب ایسا علم دل کو حاصل ہوتا ہے تو اس علم سے دل میں ایک حالت پیدا ہوتی ہے اور

یہ حالت انکسار اور فروتنی کی ہوتی ہے۔ اسی حالت کو خضوع و خشوع اور تضرع الی اللہ کہتے ہیں
پھر یہ خضوع اور تضرع کی حالت ایک صفت دل میں اور ایک صفت زبان میں پیدا کر دیتی ہے۔
پھر یہی دل کی صفت بندے کو اس کا خواہاں بنا دیتی کہ اللہ تعالیٰ اس کو آفات سے محفوظ رکھے اور خیرات و
حسنات سے محظوظ فرمائے اور جو صفت زبان میں پیدا ہوئی تھی وہ بندے کو اللہ کے آگے اس
مطلب کا زبان سے طالب بنا دیتی ہے۔ اور یہی طلب استعاذہ ہے۔ اور یہی اعوذ باللہ کہنا ہے
یہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس کو جان لینے کے بعد تم پر ظاہر ہو جائیگا کہ استعاذہ میں رکن اعظم اللہ
کو پہچاننا اور اپنے نفس کو جاننا ہے۔ اللہ کو پہچاننا تو یہ ہے کہ بندے کو یہ علم ہو کہ اللہ تعالیٰ تمام
معلومات کا عالم ہے، از او علم یک ذرہ پوشیدہ نیست۔ کیونکہ اگر یہ بات اس طرح نہ ہو تو یہ
ہو سکتا ہے کہ اللہ کو اس کی اور اس کے حالات کی خبر نہ ہو، سو اس تقدیر پر اس کا اللہ سے پناہ مانگنا
بے فائدہ ہوگا۔

اور دوسرا اس کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تمام ہو سکنے والی چیزوں پر قادر ہے۔ ورنہ ہو سکتا
ہے کہ وہ بندے کی مراد بر لانے سے عاجز ہو، اور تیسرا اس کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ جواد مطلق
ہے اس لئے کہ اگر اس کا کنجوس ہونا جائز مان لیا جائے تو استعاذہ لاحاصل ہوگا۔ اور یہ جاننا
بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی اس کے کاموں میں اس کا مددگار نہیں ہو سکتا۔ اس
لئے کہ اگر اللہ کے سوا کوئی اور بھی اس کے مقاصد میں اس کا مددگار ہو سکتا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کی پناہ
طلب کرنے میں اس کی رغبت کمزور ہوگی۔ اور یہ بات بجز توحید مطلق کے پوری ہو نہیں سکتی، توحید
سے مراد یہ عرفان ہے کہ جہان کا مدبر خدائے واحد ہے اور بندہ اپنے کاموں میں مستقل نہیں، یعنی
یہ تن تنہا اپنے کام سرانجام نہیں دے سکتا۔ اگر دے سکتا ہو تو استعاذہ بیکار ہے۔ پس نہایت ہی کہ
بندے جب تک ربوبیت کی عزت اور عبودیت کی ذلت کو پہچان نہ لے اس کا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ
مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کہنا درست نہ ہوگا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس ذکر کے لئے ان مقدمات کو جاننے کی حاجت نہیں

جب تجویز کرے کہ امراس طرح ہے تو اس کو بالاجمال اعوذ باللہ کہہ لینا اچھا ہے۔ یہ قول بہت ضعیف ہے۔ اس لئے کہ ابراہیم علیہ السلام نے یہ کہہ کر اپنے باپ کی عیب گیری کی کہ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَ لَا يُبْصِرُ وَ لَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا - تو ایسے کو کیوں پوجتا ہے جو نہ سنے اور نہ دیکھے اور نہ تیرے کسی کام آسکے؟

اب بدیں تقدیر کہ اللہ تمام معلومات کا عالم اور تمام مقدورات پر قادر نہ ہو تو اس کا سوال ایسے کے سامنے ہوگا جو نہ سنتا ہو نہ دیکھتا ہو اور یہ اس عیب میں داخل ہوگا جو ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد پر لگایا۔

اور بندہ کا اپنے نفس کے حال کو جاننا یہ چاہیئے کہ اُسے معلوم ہو کہ وہ اپنی مصلحتوں کی پوری پوری رعایت سے عاجز و قاصر ہے۔

اور اُسے یہ بھی جاننا چاہیئے کہ فرضاً اگر وہ ان مصلحتوں کو حسب کیفیت و کمیت مقدار جانتا بھی ہو تو بھی وہ ان کو نہ تو ان کے نہ ہوتے وقت حاصل کر سکتا ہے، اور نہ ان کے موجود ہونے پر ان کو قائم رکھ سکتا ہے، جب یہ معلوم ہو گیا تو اب ہم کہتے ہیں۔ کہ جب یہ دانشیں بندے کے دل میں حاصل ہو جائیں اور ان کا مشاہدہ اور یقین اس کو ہو جائے۔ تو اس کے دل میں اس حالت کا وارد ہونا ضروری ہے جس کا نام انکسار اور خضوع ہے۔ اسوقت اس کے دل میں طلب اور اسکی زبان پر وہ لفظ حاصل ہوگا جو اس طلب کا اظہار کرے۔ (امام رازی)

جو شخص عارف ہے اور یہ جانتا ہے کہ انسان کمزور پیدا ہوا ہے، اور سب قوت اللہ کو ہے۔ جو ساری مخلوقات کا خالق ہے، اور دنیا میں شر و آفات کی ٹکر کے موقعے موجود ہیں، وہ یہ بھی جانتا ہے کہ ایسے شدت کے موقعوں پر کمزور انسان کو اپنے قوی و توانا مالک کی طرف دوڑنے اور اس کی پناہ لینے کی کسقدر ضرورت ہے۔

انبیاء و اولیاء کا ایسے خطرناک مواقع پر اللہ کے دامن عصمت میں پناہ گیر ہو کر خلاصی حاصل کرنا قرآن مجید میں چند جگہ مذکور ہے۔

انمیں ایک مقام پر حضرت نوح علیہ السلام کی پناہ گیری کا ہے قصہ یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی اکھڑ قوم کا قصہ پاک کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے حضرت نوح عمؑ کو ایک طوفانی سیلاب بھیجنے کی خبر بھیجی اور یہ بتلادیا کہ جتنے لوگ ایمان لاچکے وہی لاچکے، آئندہ تیری قوم کا کوئی فرد ایمان نہ لائیگا" اور فرمایا تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہمارے حکم کے مطابق کشتی طیار کر اور ان ظالموں کے حق میں مجھ سے بات نہ کرنا، کہ وہ تو غرقاب ہونیوالے ہیں۔ پھر جب طوفان کا وقت آیا اور اوپر سے آسمان کے کواڑ اور نیچے سے زمین کے سوتے کھل گئے اور پانی اوپر سے موسلا دھار برسنے اور نیچے سے پورے جوش کے ساتھ ابلنے لگا۔ تو حضرت نوح علیہ السلام کو حکم ملا کہ ہر قسم کے دو دو جوڑے کشتی میں لاد اور اپنے گھر کے لوگوں کو (اِلَّا جس پر قول سابق ہوا) اور انکو جو ایمان لائے ہیں۔ اس میں سوار کر۔ اور تھوڑے ہی لوگ اس کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ نوح عمؑ نے کہا: اس میں سوار ہو جاؤ، اس کا چلنا اور لنگر کرنا اللہ کے نام سے ہے اور میرا رب معاف کرنیوالا مہربان ہے۔ کشتی ان کو لئے ہوئے پہاڑوں کی طرح اٹھتی ہوئی لہروں میں چل رہی تھی، کہ نوح کو اپنا بیٹا ایک الگ مقام پر دکھائی دیا۔ پکار کر کہا۔ بیٹا! کافروں کا ساتھ نہ دے۔ ادھر آکر ہمارے ساتھ سوار ہوجا۔ اس نے کہا، میں کسی پہاڑ کو ٹھکانا بناؤنگا وہ مجھے اس پانی سے بچالیگا۔ نوح نے کہا۔ خدا کی قضا سے بچانیوالا آج کوئی نہیں۔ اِلَّا جس پر اس کی رحمت ہوجائے۔ اتنے میں ایک لہر دونوں کے بیچ حائل ہوگئی اور وہ بھی ڈوب کر رہ گیا۔ اور نوح نے اپنے رب کو پکار کر کہا۔ میرے رب! میرا یہ بیٹا بھی میرا اہل ہے۔ اور تیرا وعدہ حق ہے اور تو احکم الحاکمین ہے۔ ارشاد ہوا، اے نوح! وہ تیرے اہل میں شامل نہیں۔ وہ تو نیک عمل ہے ناشائستہ۔ سو تو مجھ سے ایسی درخواست نہ کر جسکا تجھے علم نہیں میں تجھے متنبہ کرتا ہوں کہ جاہلوں میں شامل ہونے سے [illegible] میں [illegible] چاہتا ہوں۔ اس سے کہ تجھ سے ایسی درخواست کروں جس کا مجھے علم نہیں [illegible] مجھے [illegible] اور مجھ پر رحم نہ کریگا تو میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤنگا

اس قصہ میں حضرت نوح نے اپنے رب کی پناہ لی ہے، اور اپنے رب کے آگے ایسا سوال کرنے سے پناہ لی ہے جس کا انہیں علم نہ ہو۔ اور یہ سوال ایسا خطرناک ہے کہ آدمی کو جاہلوں اور نادانوں کے زمرے میں لے جاتا ہے۔ اور یہ خطرناک سوال جس میں خود حضرت نوح کی تباہی کا اندیشہ تھا یہی ہے کہ

اے رب میرے! میرا یہ بیٹا جو ڈوب رہا ہے یہ بھی تو میرے اہل میں داخل ہے، اور اے احکم الحاکمین وعدہ تیرا اٹل ہوتا ہے اور وعدہ تیرا یہ تھا کہ میں تیرے اہل کو بچا لوں گا۔

ہر انسان بالطبع اپنی اولاد پر مرتا ہے، اور وہ کبھی اس کی تکلیف گوارا نہیں کر سکتا چہ جائیکہ وہ اپنی آنکھوں کے سامنے اسکی موت کی سختیاں دیکھے اور اس کے کرب و اضطراب کے حالات کا معائنہ کرے۔ حضرت نوح علیہ السلام کا دل بھی ایک شفیق باپ کا دل تھا، لخت جگر کا طوفانی لہروں کے تھپیڑوں سے تہ و بالا ہوتا نہ دیکھ سکے اور بے ساختہ وہ سوال زبان سے نکل گیا جو مذکور ہو چکا، اُف کیسا نازک مقام اور کتنا کڑا امتحان ہے کہ ایک طرف تو باپ کی مہر و محبت کا طوفان سے جو امنڈا چلا آرہا ہے۔ اور دوسری جانب اللہ کا یہ فرمان کہ جو لوگ ظلم کرتے رہے انکے بارے میں مجھے کچھ نہ کہنا، اور پھر مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ کی استثنا، اور اس پر غیرت ایمانی کا مقتضا کہ مخالفان خدا و رسول کے ساتھ کوئی ربط نظر نہ آئے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَ يُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۵ (المجادلہ)

تو کوئی ایسے لوگ نہ پائیگا جو اللہ پر اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہوں وہ ایسے لوگوں سے دوستی کریں

جو اللہ کے اور اس کے رسول کے مخالف ہوتے خواہ وہ اپنے باپ ہوں یا اپنے بیٹے ہوں یا اپنے بھائی ہوں یا اپنے گھرانے کے ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور اپنی ایک روح سے ان کی تائید کی ہے۔ وہ ان کو ایسے باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے دریا بہتے ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی رہا وہ اس سے راضی رہے۔ یہ لوگ ہیں اللہ کا جتھا اور سن رکھو کہ اللہ کا جتھا ہی کامیاب ہوتا ہے۔

یہی وہ دشوار اور اندیشناک مقام ہے جہاں انسان کا بغیر تائید ایزدی کے اپنے پاؤں پر سنبھلے رہنا ناممکن ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے قدم لڑکھڑا گئے۔ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ (وہ تیرا اہل نہیں ہے۔ وہ تو سراپا نااہل ہے) اس تنبیہ ربانی نے آنکھیں کھول دیں۔ اپنی کمزوری کا احساس کیا اور پکارا کہ رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ۔ اپنے رب کا آسرا لیکر سنبھل گئے۔ اور وَاِنْ لَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ کی فریاد کر کے اللہ کی مغفرت اور رحمت کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور خسارہ سامنے آگیا تھا اس سے بچ گئے اور اس تعوذ اور استغفار کا ثمرہ سلامتوں اور برکتوں کی صورت میں لے کر کشتی سے اترے۔

دوسرا مقام

دوسرا مقام تعوذ کا قرآن مجید میں وہ آتا ہے کہ یوسف علیہ السلام جس عورت کے گھر میں رہتے تھے وہ ان پر مفتوں ہوگئی اور ان پر قابو پانے کے لئے کوئی دقیقہ کوشش کا اٹھا نہ رکھا۔ حضرت یوسف کا جوش شباب کا زمانہ ہے، قویٰ و اعضا اپنے پورے کمال پر ہیں تجرد کی زندگی ہے، پردیس کی زندگی ہے جہاں رسوائی کا اندیشہ بھی شاذ و نادر ہوتا ہے۔ گھر کی مالکہ عاشق ہے اور ہر وقت اپنی عشوہ گری سے ابھار رہی ہے۔ اونچے گھرانے کی ہے مصر کے بڑے بڑے حاکم کی بیگم ہے خوبصورت ہے اور زینت و آرائش کے ہر طرح کے ساز و سامان

موجود ہیں۔ وہ ہزار رنگ سے یوسف ؑ کو لبھا رہی ہے۔ سب دروازے بند کر لئے ہیں۔ اور زبان سے ھیت لک کی التماس ہو رہی ہے۔ یہ وہ نازک مقام ہے کہ فرشتہ بھی ہوتا تو وضو ٹوٹ جاتا۔ لیکن یوسف علیہ السلام نے اپنی بیچارگی کا احساس کیا اور معاذ اللہ کہکر اللہ تعالےٰ کی بارگاہ اقدس میں التماس کی اور ایک دن میں شیطان کا سارا طلسم ٹوٹ گیا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے: كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۞ اسی طرح ہوا تاکہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں۔ یقیناً وہ ہمارے اخلاص مند بندوں میں سے ہے۔

تیسرا مقام

تیسرا موقع تعوذ کا وہ ہے جہاں حضرت یوسف علیہ السلام نے ظالم اور بے انصاف ہونے سے اللہ کی پناہ لی اور معاذ اللہ کہا ہے۔ (سورہ یوسف ۲۳ رکوع)

چوتھا مقام

چوتھا واقعہ حضرت موسےٰ کے اللہ کی جناب میں پناہ گیر ہونے کا سورۂ بقر کی ۶۷ ویں آیت میں مذکور ہے: اور جب موسےٰ نے اپنی قوم سے کہا۔ اللہ تمہیں ایک گائے ذبح کرنیکو فرماتا ہے۔ وہ بولے تم ہم سے ہنسی کرتے ہو (حضرت موسےٰ نے) کہا۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۞ میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں جاہلوں میں شامل ہونے سے

پانچواں مقام

[illegible] ہے کہ فرعون نے کہا: مجھے [illegible] [illegible] کو اور وہ پڑا پکالے اپنے [illegible] اور موسیٰ [illegible]

اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَ رَبِّکُمْ مِّنْ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ ۝
میں نے پناہ لی ہے اپنے اور تمہارے رب کی ہر ایک متکبر سے جو روز حساب پر یقین نہیں کرتا۔
آپ نے دیکھا کہ فرعون باوجود اپنی دنیوی حشمت و شوکت اور باوصف ان گیدڑ بھبکیوں کے حضرت موسےٰ علیہ السلام کا بال بیکا نہ کر سکا۔

چھٹا مقام

چھٹا واقعہ حضرت مریمؑ کی ماں حنہ کا ہے۔ جب حنا نے اس کو جنا تو بولی: رب میرے! میں نے تو اسے لڑکی جنا اور اللہ کو خوب معلوم ہے کہ اس نے کیا جنا (اور بیٹا بھی ہوتا تو اس بیٹی جیسا نہ ہوتا) اور میں نے اس کا نام مریم رکھا۔

وَ اِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں شیطان مردود سے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اُس کو حسنِ قبول سے مقبول کیا اور اس کو بحسنِ روئیدگی پروان چڑھایا۔ اس اعاذہ کے اثرات حضرت مریم اور حضرت عیسےٰ کی زندگیوں میں نمایاں دکھائی دیتے ہیں۔

ساتواں مقام

ساتواں قصہ حضرت علیہ السلام کے تعوذ کا ہے۔ اور اس کتاب میں مریم کا ذکر کر جب وہ ایک شرقی جگہ میں اپنے لوگوں سے الگ ہوگئی اور ان سے ورے ایک پردہ بنالیا۔ تو ہم نے اس کے پاس اپنا ایک (روح) فرشتہ بھیجا تو وہ اس کے سامنے ایک سڈول آدمی کی شکل میں آیا۔ وہ بولی میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ لیتی ہوں۔ اگرچہ تو پرہیز گار ہے: اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا ؕ حضرت مریم علیہ السلام نے اس روح ممثّل کو باوجود اہل تقویٰ کی صورت پر دیکھنے کے اس سے رحمٰن کی پناہ طلب کی کیونکہ جوان عورت اور جوان مرد کی خلوت سخت فتنے کا

مخل ہے۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ جوئی کے احکام

ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قرآن کریم میں اہم موقعوں پر استعاذہ کا حکم ملا ہے جن میں ایک ارفع مقام تبلیغ و دعوت اور ارشاد و ہدایت کا ہے، جو شیطان کی افتادِ طبع کے سراسر مخالف ہے۔ اس لئے کہ اس کا کام تو اللہ کی سیدھی راہ پر بیٹھ۔ اس کی مخلوق کو بہکانا اور گمراہ کرتا ہے۔ اس لئے وہ ایسے موقعوں پر بغض و عداوت کی خاک اڑا کر اپنے دل کا غبار نکالنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا۔ بنا بریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بار بار تاکید آتی ہے کہ جاہل اور سنگدل لوگ جب تبلیغ و دعوت کا جواب طرح طرح کی ایذا رسانیوں اور ستم رانیوں کے ساتھ دیں تو آپ عفو و اعراض اختیار کریں اور ہو سکے تو بجائے ان کے ساتھ نیکی کریں اور شیطان کی اس شیطنت سے اللہ کی پناہ طلب کریں۔ آیاتِ ذیل مطالعہ کریں:۔ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ إِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (الاعراف ۱۹۸)

عفو کی خو ڈال، بھلائی کا حکم کر اور جاہلوں سے منہ موڑ۔ اور اگر ایسا ہو کہ شیطان کی طرف سے کچھ فتنہ انگیزی تجھ کو اکسائے تو اللہ کی پناہ مانگ کہ وہ سنتا جانتا ہے۔

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۭ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۝ وَأَعُوْذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝ (المومنون ۲۴)

تو برائی کو ایسے طریقہ ٹال جو سب سے اچھا ہو۔ ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ وہ بیان کرتے ہیں۔ اور کہہ اے میرے رب! میں تیری پناہ لیتا ہوں شیطان کی چھیڑوں سے اور تیری پناہ لیتا ہوں

ان کی حاضری سے ۔

إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ ۙ إِنْ فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَا هُمْ بِبَالِغِيهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (المومن ۶ع)

بیشک جو لوگ اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں، بغیر کسی سند کے جو ان کے پاس آئی ہو، کوئی بات اس کے سوا نہیں کہ ان کے سینوں میں ایک غرور ہے جس تک ان کی رسائی نہ ہوگی، سو تو اللہ کی پناہ مانگ، کہ وہی سنتا دیکھتا ہے۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۝ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا ۚ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ۝ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

اور اچھائی اور برائی برابر نہیں ہے، تو اس طریقہ سے ٹال جو بہتر ہو، اب دیکھ وہی شخص جس کے تیرے درمیان دشمنی تھی، ایسا ہو گیا ہے کہ گویا گاڑھا دوست ہے، اور یہ تو انھیں سے ہو جو صبر کر جائیں اور یہ تو اسی سے ہو جو بڑے نصیب والا ہو۔ اگر تجھے شیطان کی طرف سے کوئی فساد کی اکساہٹ ہو، تو اللہ کی پناہ مانگ۔ یقیناً وہی سنتا

جاتا ہے۔

استعاذہ کا دوسرا محل

قراءۃ قرآن ہے۔ اس لئے کہ قرآن تمام دنیوی و اُخروی سعادتوں کا خزانہ ہے، اور اس خزانے کی کلید قراءت ہے۔ شیطان جو انسان کا جدّی دشمن ہے، وہ کب گوارا کر سکتا ہے کہ انسان پر اللہ کی نوازشوں اور بے کراں بخششوں کے دروازے قراءۃ قرآن کے طفیل کھلتے ہیں، اور وہ چپ چاپ بیٹھا رہے، اور دیکھا کرے! کبھی نہیں، وہ انسان کو قراءتِ قرآن کے ثمرات و حسنات سے برکنار رکھنے کے لئے اپنی ہر ممکن کوشش صرف کرتا ہے، اور اپنے وسائس و وساوس کے ذریعے قاری کو تدبر و تفکر اور تذکر و تعقل سے باز رکھ کر

رُبَّ تَالِ الْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ يَلْعَنُهٗ

کا مصداق بنا دیتا ہے۔ اس لئے اس موقع پر شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنے کا خاص طور پر حکم ہوا ہے:-

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۵ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ (النحل ع ۱۳)

پھر جب تو قرآن پڑھنے لگے، تو اللہ کی پناہ مانگ شیطان مردود سے۔ بیشک اس کا بس نہیں چلتا، ان پر جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ

اس کا زور تو اُن ہی پر چلتا ہے جو اُس کو رفیق بناتے اور اُس کو شریک مانتے ہیں -

المعوّذتان

یہ قرآن حکیم کی دو پچھلی سورتیں ہیں - سورۃ الفلق ، اور سورۃ النّاس - ان دونوں سورتوں میں ہر قسم کے شرور ظاہری اور باطنی سے پناہ لینے کا طریق بتایا گیا ہے -

سورۃ الفلق

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

کہہ میں پناہ لیتا ہوں ربّ الفلق کی ۝ اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی ۝ اور گھپ اندھیرے کی بُرائی سے جب وہ گھِر آئے ۝ اور گرہوں میں دم کرنے والیوں کے شر سے ۝ اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے ؞

بقیہ محادثہ از صفحہ ۳۹ :-

لِاَنَّ شُرْبُ الشَّايِ غَيْرُ لِلْاَطْفَالِ ، اَللَّبَنُ فِي الْاِبْرِيْقِ صُبِّيَ اللَّبَنَ مِنَ الْاِبْرِيْقِ اِلىٰ فِنْجَانِكِ وَ اشْرَبِيْ ، اِنَّ شُرْبَ اللَّبَنِ وَ اَكْلَ الْفَوَاكِهِ اَحْسَنُ لَكِ . بَعْضُ الْاَطْفَالِ يُسْرِعُوْنَ فِي الْاَكْلِ فَيَبْتَلِعُوْنَ الطَّعَامَ بِغَيْرِ مَضْغٍ ، وَ بَعْضُهُمْ يُكَبِّرُ اللُّقْمَةَ وَ لَا يَمْضُغُهَا جَيِّدًا وَ يَمْلَأُ بَطْنَهُ بِالْاَكْلِ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَأْكُلُ وَ يَرْتَعُ طُوْلَ النَّهَارِ ، لَا يُنَظِّفُ يَدَيْهِ قَبْلَ الْاَكْلِ ، وَ لَا بَعْدَهٗ وَ كُلَّ هٰؤُلَاءِ تُصِيْبُهُمُ الْاَمْرَاضُ وَ الْآلَامُ .

صَحِيْحٌ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِيْ يَا جَدَّتِيْ بِمَا تَلَقَّيْتُهٗ مِنْ اُمِّيْ فِي الشَّهْرِ الْمَاضِيْ لَمَّا كُنْتُ جَالِسَةً عَلَى الْمَائِدَةِ .

اِغْسِلِيْ يَدَيْكِ قَبْلَ الْاَكْلِ وَ بَعْدَهٗ وَ نَظِّفِيْ فَمَكِ وَ اَسْنَانَكِ جَيِّدًا ، وَ اِنْ كُنْتِ بَيْنَ اُنَاثٍ اَكْبَرُ مِنْكِ فَلَا تَجْلِسِيْ عَلَى الْمَائِدَةِ اِلَّا بَعْدَهُنَّ . وَ اِذَا كُنْتِ مِثْلَهُنَّ اَوْ اَكْبَرَ مِنْهُنَّ فَاخْتَارِيْ لِنَفْسِكِ الْمَحَلَّ الْاَدْنىٰ . فَاِذَا رَاَيْنَ مِنْكِ هٰذَا التَّوَاضُعَ زَادَ اِعْتِبَارُهُنَّ

لَكِ وَ جَعَلْتُكِ فِي الْمَحَلِّ اللَّائِقِ.

إِذَا جَلَسْتِ عَلَى الْمَائِدَةِ فَلَا تَبْدَئِيْنَ بِالْأَكْلِ قَبْلَ مَنْ هِيَ أَكْبَرُ مِنْكِ، وَ صَغِّرِي اللُّقْمَةَ، وَ امْضُغِيْهَا جَيِّدًا، وَ لَا تَشْرَبِيْ أَوْ تَتَكَلَّمِيْ وَ طَعَامٌ فِيْ فَمِكِ. وَ لَا تُمِيْلِيْ رَأْسَكِ أَوْ تَضَعِيْ يَدَكِ عَلَى الطَّاوِلَةِ وَ لَا تَلْحَسِيْ عَنْ أَصَابِعِكِ بَقَايَا الْأَكْلِ. وَ ضَعِي الْعِظَامَ إِلَى جَانِبِ صَحْنِكِ وَ لَا تَشْتَغِلِيْ بِتَكْسِيْرِ نَوَى الْأَثْمَارِ عَلَى الْمَائِدَةِ. وَ لَا تَقُوْمِيْ قَبْلَ صَحْبِكِ وَ لَا تُسْرِعِيْ فِي الْأَكْلِ، وَ لَا تَمْلَئِيْ بَطْنَكِ بِزِيَادَةِ الْأَكْلِ وَ لَا تَأْكُلِيْ طَعَامًا حَارًّا وَ لَا تَنْفُخِيْ فِيْهِ. وَ لَا تَأْكُلِي الْفَوَاكِهَ قَبْلَ نُضْجِهَا.

لَا تَتَنَاوَلِيْ شَيْئًا مِنَ الْأَطْعِمَةِ أَوِ الْحَلْوَى أَوِ الْمَشْرُوْبَاتِ الْقَذِرَةِ الَّتِيْ تُبَاعُ فِي الْأَسْوَاقِ وَ الطُّرُقَاتِ لِأَنَّ الذُّبَابَ وَ الْأَتْرِبَةَ الَّتِيْ تَقَعُ عَلَيْهَا تَجْعَلُهَا ضَارَّةً سَامَّةً.

لَا تَتَكَدَّرِيْ مِنَ الْأَكْلِ وَ لَوْ كَانَ غَيْرَ لَذِيْذٍ بَلْ يَجِبُ أَنْ تَأْكُلِيْ قَلِيْلًا مِنْهُ أَوْ تَعْتَذِرِيْ.

(باقی باقی)

عبید الحق الفلاح

الدُّرُوسُ العَرَبِيَّة

مثال ثان

إنّ (رواط) مستنبط[1] الآلة البخارية كان يحترف[2] بصناعة[3] النجارة[4]، و يشتغل فى أوقات فراغه بالمطالعة و دراسة العلوم و اللغات و ما زال يدأب على العمل حتى تمكن من اختراع تلك الآلة، و هذا هو شأن الكثير من العلماء و الحكماء الذين لم يستكينوا للفقر بل جعلوه مرقاة لبلوغ ذرى المجد كما قال الشاعر:

العلم يرفع بيتاً لا عماد له والجهل يهدم بيت المجد والشرف

وَصِيَّةُ نِزَارٍ لِبَنِيهِ

قَالَ الأَصْمَعِيُّ: لَمَّا حَانَ[1] ارْتِحَالُ[2] نِزَارٍ

---

۱ ایجاد کرنے والا۔ ۲ حیلہ کیا کرتا تھا، ہنر اختیار کر رکھا تھا۔ ۳ ہنر، پیشہ، کاریگری۔ ۴ بڑھئی کا پیشہ

۱ قَرُبَ: نزدیک آیا۔ Draw near ۲ ذھاب، مھاجرۃ۔ جانا، رحلت کرنا

مِنْ دَارِ الدُّنْيَا إِلَى دَارِ الْآخِرَةِ أَحْضَرَ أَوْلَادَهُ
الْأَرْبَعَةَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ قَالَ لَهُمْ : "اِعْلَمُوا
أَنِّيْ رَاحِلٌ عَنْكُمْ إِلَى دَارِ الْآخِرَةِ وَ مَا
أَحْضَرْتُكُمْ إِلَّا لِأَشْرَحَ لَكُمْ وَصِيَّتِيْ، فَاحْفَظُوا
مَا أَقُوْلُ لَكُمْ، وَ لَا تُخَالِفُوا وَصِيَّتِيْ فَيَحُلَّ
بِكُمُ الْوَبَالُ فِيْ مُخَالَفَتِيْ"، قَالُوْا "مَا هِيَ
وَصِيَّتُكَ يَا أَبَانَا؟ قَالَ : "وَصِيَّتِيْ لَكُمْ هِيَ
أَنْ يُوَقِّرَ صَغِيْرُكُمْ كَبِيْرَكُمْ، وَ إِيَّاكُمْ وَ التَّكَبُّرَ،
فَإِنَّهُ مُهْلِكُ الْجَبَابِرَةِ، مَا وَلِعَ بِهِ أَحَدٌ
إِلَّا هَلَكَ، وَ فِيْ غَيْرِ طَرِيْقِ الْحَقِّ سَلَكَ وَ
إِيَّاكُمْ وَ الْحَسَدَ فَإِنَّهُ يُقَلِّلُ الرِّزْقَ، وَ
يُذِيْبُ الْجَسَدَ، وَ الْحَسُوْدُ لَا يَسُوْدُ، وَ لَا
يَمُوْتُ إِلَّا وَ هُوَ مَكْمُوْدٌ، وَ إِيَّاكُمْ وَالطَّمَعَ،
فَإِنَّهُ يَرْمِيْ صَاحِبَهُ فِي الْبَلَاءِ وَ الْعَذَابِ، وَ
الْقَنَاعَةُ غِنَاءٌ، وَ إِيَّاكُمْ وَ الْبُخْلَ، فَيُبْعِدَكُمْ

---

۱ ذَاهِبٌ، نَازِحٌ، مُهَاجِرٌ: جانیوالا ہوں، کوچ کرنیوالا ہوں۔ ۲ نَزَلَ come down: اتر پڑے۔ ۳ الهلاك، سوء العاقبة bad consequence ۴ يُبَجِّلُ respect، عزت کرتا ہے ۵ Beware of، be careful of ۶ المتمردون، المتكبرون Tyrants، سرکش ۷ احبه جدا To be in love with ۸ Envious، طمع کرنے والا ۹ لا يصير سيدا: سردار نہیں ہوتا۔ ۱۰ محزون، مغموم۔ ۱۱ satisfaction.

فَيُبْعِدَكُمْ مِنَ اللهِ وَ مِنَ الْخَلْقِ ، وَ مَنْ هَانَ عَلَيْهِ مَالُهُ ، حَسُنَتْ حَالُهُ ، وَ سُمِعَ مَقَالُهُ .

آسُوا النَّاسَ بِالتَّجَاعِرِ ، وَ أَكْثِرُوا الْبَشَاشَةَ ، وَ أَفْشُوا السَّلَامَ . إِيَّاكُمْ وَ الْكَسَلَ ، فَإِنَّهُ يُورِثُ الْفَشَلَ . وَ إِيَّاكُمْ وَ الْغَضَبَ ، فَإِنَّهُ يُورِثُ السُّخْطَ ، وَ الْبَشَاشَةُ فِي الْوَجْهِ تُورِثُ الْمَحَبَّةَ ، وَ هِيَ خَيْرٌ مِنَ الْقِرَى وَ مَنْ لَانَتْ كَلِمَتُهُ ، وَجَبَتْ مَحَبَّتُهُ يَا أَوْلَادِي ! لَا تُخَالِفُوا وَصِيَّتِي ، وَ اعْلَمُوا أَنِّي قَدْ قَسَمْتُ أَمْوَالِي بَيْنَكُمْ بِالتَّسْوِيَةِ . وَ جَعَلْتُ قِسْمَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْكُمْ فِي كِتَابِي هٰذَا .

فَإِذَا وَضَعْتُمُونِي فِي حُفْرَتِي ، وَ غَابَتْ عَنْكُمْ جُثَّتِي وَ أَتَتِ الْعَرَبُ لِعَزَاءِي ، فَاذْبَحُوا لَهُمْ مِنْ نَعَمِي ، وَ إِذَا تَفَرَّقَتِ الْعَرَبُ عَنْكُمْ فَاعْتَمِدُوا عَلَى كِتَابِي وَ وَصِيَّتِي ، وَ لَا تُثِيرُوا

---

۱ سَهُلَ آسان ہوا To be or become easy for ۲ عاونوا، ساعدوا ۳ خوش وخرم خندہ رُو cheerful ، smile ۴ آنشروا ۵ خیبۃ ۶ Failure الغضب أو السکن او الکرہ anger ، indignation ۷ wrath ۸ الضیف ۹ بالتساوی ۱۰ قبری ۔

الْحَرْبَ بَيْنَكُمْ."

يَا مُبَارَكَ النَّاصِيَةِ أَعِدْ عَلَيَّ مَا ذَكَرْتَ

خَرَجَ أَعْرَابِيٌّ قَدْ وَلَّاهُ الْحَجَّاجُ بَعْضَ النَّوَاحِي، فَأَقَامَ بِهَا مُدَّةً طَوِيْلَةً. فَلَمَّا كَانَ فِيْ بَعْضِ الْأَيَّامِ وَرَدَ عَلَيْهِ أَعْرَابِيٌّ مِنْ حَيِّهِ، فَقَدَّمَ إِلَيْهِ الطَّعَامَ وَ كَانَ إِذْ ذَاكَ جَائِعًا. فَسَأَلَهُ عَنْ أَهْلِهِ وَ قَالَ: مَا حَالُ ابْنِيْ عُمَيْرٍ؟ قَالَ: "قَالَ: عَلَى مَا تُحِبُّ، قَدْ مَلَأَ الْأَرْضَ وَ الْحَيَّ رِجَالًا وَ نِسَاءً."

قَالَ فَمَا حَالُ أُمِّ عُمَيْرٍ؟ قَالَ: "صَالِحَةٌ أَيْضًا."

قَالَ: فَمَا حَالُ الدَّارِ؟" قَالَ: "عَامِرَةٌ بِأَهْلِهَا."

قَالَ: وَ كَلْبُنَا إِيْقَاعُ؟" قَالَ: "قَدْ مَلَأَ الْحَيَّ نَبْحًا."

قَالَ: فَمَا حَالُ جَمَلِيْ زُرَيْقٍ؟" قَالَ: عَلَى مَا يَسُرُّكَ."

فَالْتَفَتَ إِلَى خَادِمِهِ وَ قَالَ: "إِرْفَعِ الطَّعَامَ."

فَرَفَعَهُ وَ لَمْ يَشْبَعِ الأَعْرَابِيُّ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِ يَسْأَلُهُ وَ قَالَ: يَا مُبَارَكَ النَّاصِيَةِ أَعِدْ عَلَيَّ مَا ذَكَرْتَ." قَالَ: "سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ."

قَالَ: "فَمَا حَالُ كَلْبِي إِيْقَاعٍ؟" قَالَ: "مَاتَ."

قَالَ: "وَ مَا الَّذِي أَمَاتَهُ؟" قَالَ: "اخْتَنَقَ بِعَظْمَةٍ مِنْ عِظَامِ جَمَلِكَ زُرَيْقٍ فَمَاتَ."

قَالَ: "أَ وَ مَاتَ جَمَلِي زُرَيْقٌ؟" قَالَ: "نَعَمْ."

قَالَ: "وَ مَا الَّذِي أَمَاتَهُ؟" قَالَ: "كَثْرَةُ نَقْلِ الْمَاءِ إِلَى قَبْرِ أُمِّ عُمَيْرٍ."

قَالَ: "أَ وَ مَاتَتْ أُمُّ عُمَيْرٍ؟" قَالَ: "نَعَمْ."

قَالَ: "وَ مَا الَّذِي أَمَاتَهَا؟" قَالَ: "كَثْرَةُ بُكَائِهَا عَلَى عُمَيْرٍ."

قَالَ: "أَ وَ مَاتَ عُمَيْرٌ؟" قَالَ: "نَعَمْ"

قَالَ: "وَ مَا الَّذِي أَمَاتَهُ؟" قَالَ: "سَقَطَتْ عَلَيْهِ الدَّارُ."

قَالَ: "أَ وَ سَقَطَتِ الدَّارُ؟" قَالَ:

حاشیہ صفحہ ۔۔۔

نَعَمْ۔"

فَقَامَ لَهُ بِالْعَصَا ضَارِبًا، فَوَلَّى مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ هَارِبًا۔

إِنَّمَا الْمَرْءُ بِأَصْغَرَيْهِ قَلْبِهِ وَلِسَانِهِ

لَمَّا اسْتُخْلِفَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدِمَ عَلَيْهِ وُفُوْدُ أَهْلِ كُلِّ بَلَدٍ، فَتَقَدَّمَ إِلَيْهِ وَفْدُ أَهْلِ الْحِجَازِ فَاشْرَأَبَّ مِنْهُمْ غُلَامٌ لِلْكَلَامِ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا غُلَامُ! لِيَتَكَلَّمْ مَنْ هُوَ أَسَنُّ مِنْكَ۔ فَقَالَ الْغُلَامُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! إِنَّمَا الْمَرْءُ بِأَصْغَرَيْهِ، قَلْبِهِ وَ لِسَانِهِ۔ فَإِذَا مَنَحَ اللّٰهُ عَبْدَهُ لِسَانًا لَافِظًا، وَ قَلْبًا حَافِظًا، فَقَدْ أَجَادَ لَهُ الْاِخْتِيَارَ۔ وَ لَوْ

۱ تریدُ: تم چاہتے ہو - ۲ گلا گھٹ کر To be suffocated - ۳ جمع عظم، قصب الحیوان - ہڈی: Bone - ۴ کثرۃٌ - وفرۃٌ much - A great quantity - ۵ ذَهَبَ: گیا -

۱ نواب، مبعوثون - A deputation, A deligation.
۲ اس کی طرف گیا - ۳ مدّ عنقه لینظر، گردن لمبی کر کے دیکھتا -
۴ Pronouncing, lafaiz ۵ To do well - أتی بالجید -

اَنَّ الْاُمُوْرَ بِالسِّنِّ لَكَانَ هٰهُنَا مَنْ هُوَ اَحَقُّ بِمَجْلِسِكَ مِنْكَ . فَقَالَ عُمَرُ رض : صَدَقْتَ تَكَلَّمْ ، فَهٰذَا السِّحْرُ الْحَلَالُ . فَقَالَ : يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ! نَحْنُ وَفْدُ التَّهْنِئَةِ ، لَا وَفْدُ الْمَرْزِئَةِ ، وَ لَمْ يُقْدِمْنَا اِلَيْكَ رَغْبَةٌ وَ لَا رَهْبَةٌ لِأَنَّا قَدْ أَمِنَّا فِيْ اَيَّامِكَ مَا خِفْنَا ، وَ اَدْرَكْنَا مَا طَلَبْنَا . فَسَأَلَ عُمَرُ رض عَنْ سِنِّ الْغُلَامِ . فَقِيْلَ عَشْرُ سِنِيْنَ . وَ قَدْ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرَظِيُّ حَاضِرًا ، فَنَظَرَ اِلٰى وَجْهِ عُمَرَ رض قَدْ تَهَلَّلَ عِنْدَ ثَنَاءِ الْغُلَامِ عَلَيْهِ ، فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ! لَا يَغْلِبَنَّ جَهْلُ الْقَوْمِ بِكَ مَعْرِفَتَكَ بِنَفْسِكَ ، فَاِنَّ قَوْمًا خَدَعَهُمُ الثَّنَاءُ ، وَ غَرَّهُمُ الشُّكْرُ ، فَزَلَّتْ اَقْدَامُهُمْ ، فَهَوَوْا فِي النَّارِ . اَعَاذَكَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ ، وَ اَلْحَقَكَ بِسَالِفِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ . فَبَكٰى عُمَرُ حَتّٰى خِيْفَ عَلَيْهِ ، وَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَا تُخْلِنَا مِنْ وَاعِظٍ

كَيْفَ تَكُونُ بِلَادُكُمْ

يُقَالُ إِنَّهُ انْقَطَعَ رَجُلٌ مِنْ قَافِلَةِ الْحَاجِّ، وَ ضَلَّ الطَّرِيقَ، وَ وَقَعَ فِي الرَّمْلِ، فَجَعَلَ يَسِيرُ إِلَى أَنْ وَصَلَ إِلَى خَيْمَةٍ، فَرَأَى فِي الْخَيْمَةِ امْرَأَةً عَجُوزًا وَ عَلَى بَابِ الْخَيْمَةِ كَلْبًا نَائِمًا. فَسَلَّمَ الْحَاجُّ عَلَى الْعَجُوزِ، وَ طَلَبَ مِنْهَا طَعَامًا. فَقَالَتِ الْعَجُوزُ: "امْضِ إِلَى ذٰلِكَ الْوَادِي، وَ اصْطَدْ مِنَ الْحَيَّاتِ بِقَدْرِ كِفَايَتِكَ لِأَشْوِيَ لَكَ مِنْهَا وَ أُطْعِمَكَ." فَقَالَ الرَّجُلُ: أَنَا لَا أَجْسُرُ أَنْ أَصْطَادَ الْحَيَّاتِ"!

فَقَالَتِ الْعَجُوزُ: أَنَا أَصْطَادُ مَعَكَ فَلَا تَخَفْ." فَمَضَيَا وَ تَبِعَهُمَا الْكَلْبُ، فَأَخَذَا مِنَ الْحَيَّاتِ بِقَدْرِ حَاجَتِهِمَا. فَأَتَتِ الْعَجُوزُ وَ جَعَلَتْ تَشْوِي الْحَيَّاتِ. فَلَمْ يَرَى الْحَاجُّ بُدًّا مِنَ الْأَكْلِ، وَ خَافَ أَنْ يَمُوتَ مِنَ الْجُوعِ وَ الْهُزَالِ فَأَكَلَ، ثُمَّ إِنَّهُ عَطِشَ، فَطَلَبَ مِنْهَا الْمَاءَ.

فَقَالَتْ : "دُوْنَكَ الْعَيْنَ فَاشْرَبْ." فَمَضَى إِلَى الْعَيْنِ، فَوَجَدَ الْمَاءَ مُرًّا مَالِحًا، وَ لَمْ يَجِدْ مِنْ شُرْبِهٖ بُدًّا[1]، فَشَرِبَ وَ عَادَ إِلَى الْعَجُوْزِ وَ قَالَ :

"أَعْجَبُ مِنْكِ أَيَّتُهَا الْعَجُوْزُ، وَ مِنْ مُقَامِكِ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ، وَ اغْتِذَائِكِ بِهٰذَا الطَّعَامِ."

فَقَالَتِ الْعَجُوْزُ : "كَيْفَ تَكُوْنُ بِلَادُكُمْ؟"

فَقَالَ :-

"يَكُوْنُ فِيْ بِلَادِنَا الدُّوْرُ الرَّحْبَةُ الْوَاسِعَةُ، وَ الْفَوَاكِهُ الْيَانِعَةُ، وَ الْمِيَاهُ الْعَذْبَةُ، وَ الْأَطْعِمَةُ الطَّيِّبَةُ، وَ اللُّحُوْمُ السَّمِيْنَةُ، وَ النَّعَمُ الْكَثِيْرَةُ، وَ الْعُيُوْنُ الْغَزِيْرَةُ."

فَقَالَتِ الْعَجُوْزُ :

"قَدْ سَمِعْتُ هٰذَا كُلَّهٗ فَقُلْ لِيْ : هَلْ تَكُوْنُوْنَ تَحْتَ يَدَيْ سُلْطَانٍ يَجُوْرُ عَلَيْكُمْ؟ وَ إِنْ كَانَ لَكُمْ ذَنْبٌ أَخَذَ أَمْوَالَكُمْ، وَ اسْتَأْصَلَ أَخْوَالَكُمْ، وَ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ وَ أَمْلَاكِكُمْ"؟

فَقَالَ :

"قَدْ يَكُوْنُ ذٰلِكَ."

---

[1] چارہ، علاج، گریز۔ استعمال کرے۔

فَقَالَتْ :

"إِذَا يَعُودُ ذٰلِكَ الطَّعَامُ اللَّطِيفُ، وَ الْعَيْشُ الْخَلِيبُ[1]، وَ الحَلْوَى العَجِيبَةُ مَعَ الجَوْرِ وَ الظُّلْمِ سُمًّا نَاقِعًا[1]، وَ تَعُودُ اَطْعِمَتُنَا مَعَ الاَمْنِ دُرْيَاقًا[2] نَافِعًا. اَمَا سَمِعْتَ اَنَّ اَجَلَّ النِّعَمِ نِعْمَةَ الهُدَى الصِّحَّةُ وَ الاَمْنُ."

المترجم

عبید الحق الفلاح



مُحَادِثَةٌ

اُنْظُرِى اِلَى الاِبْنَةِ الصَّغِيْرَةِ كَيْفَ تَلْعَبُ مَعَ صَدِيْقَتِهَا، مَا اسْمُ هٰذِهِ البِنْت وَ مَنْ هِيَ صَدِيْقَتُهَا؟

اِسْمُهَا خَوْلَةُ، وَ هِيَ اَسْمَاء، هُمَا تَلْعَبَان.

وَ مَا تِلْكَ بِيَدِ خَوْلَةَ؟

---

[1] قاتِلاً، مُهْلِكًا.

[2] دواءً مرکبًا یدفع السموم: ایسی مرکب دوا جو زہروں کو دور کرتی ہے۔

هِيَ كُرَةٌ .

وَ مَا تِلْكَ بِيَمِيْنِ صَدِيْقَتِهَا ؟

هِيَ دُمْيَةٌ صَغِيْرَةٌ .

اُنْظُرِيْ اِلٰى وَجْهِهَا ؟

لَهَا فَمٌ وَ اَنْفٌ ، وَ هَاتَانِ عَيْنَانِ وَ اُذُنَانِ يُمْنٰى وَ يُسْرٰى وَ لَهَا رَأْسٌ فَوْقَ الْكَتِفِ وَ عَلٰى رَأْسِهَا ذُوَابَةٌ طَوِيْلَةٌ .

مَا لَوْنُ شَعْرِهَا ؟

شَعْرُهَا اَسْوَدُ ، لَا ، شَعْرُهَا لَيْسَ اَسْوَدُ ، بَلْ اَبْيَضُ .

مَا لَوْنُ شَعْرِكِ ؟

شَعْرِيْ اَشْقَرُ .

وَ مَا لَوْنُ شَعْرِيْ ؟

شَعْرُكِ اَسْوَدُ . لَا شَعْرِيْ لَيْسَ اَسْوَدَ بَلْ اَبْيَضَ .

هَلْ تُحِبُّ خَوْلَةُ صَدِيْقَتَهَا ؟

نَعَمْ ! تُحِبُّهَا لِلْغَايَةِ .

اَ تَعْلَمِيْنَ يَا مَارِيَةَ مَا سَبَبُ ذٰلِكَ ؟

سَبَبُ ذٰلِكَ اَنَّهَا تَلْعَبُ مَعَهَا وَقْتَ اللَّعِبِ وَ تُرَاعِيَانِ اٰدَابَهُ .

يَا حَفْصَةُ ! هَلْ تَعْلَمِيْنَ اَهَمَّ اٰدَابَ

اللَّعِبِ .

نَعَمْ ، يَا مَارِيَةَ .

بَيِّنِي لِي مَا تَعْلَمِينَ مِنْ أَهَمِّ آدَابِهِ ؟

١) احْتِرَامُ اللَّاعِبَاتِ بَعْضِهِنَّ بَعْضًا فَلَا تَسْخَرُ إِحْدَاهُنَّ بِأُخْتِهَا لِضَعْفٍ فِي لَعِبِهَا ، أَوْ لِنَقْصٍ فِي خِلْقَتِهَا ، وَ لَا تُحْدِثُ جَلَبَةً وَ لَا ضَوْضَاءَ .

٢) أَنْ تُلَاحِظَ اللَّاعِبَةُ قَوَانِينَ اللَّعِبِ الْمَوْضُوعَةَ لِذٰلِكَ .

٣) أَنْ تَكُونَ صَادِقَةً فَلَا تَدَّعِي أَنَّهَا غَالِبَةٌ وَ هِيَ مَغْلُوبَةٌ وَ لَا تُحَاوِلُ الْفَوْزَ بِمُخَالَفَةِ الْقَوَانِينِ وَ لَوْ سِرًّا .

٤) أَنْ تُرَاعِيَ الْأَمَانَةَ وَ آدَابَ الْحَدِيثِ وَ صِيَانَةَ اللِّسَانِ وَ جَمِيعَ الْآدَابِ خُصُوصًا وَقْتَ الْإِنْهِزَامِ .

٥) أَنْ تَتَجَنَّبَ زِيَادَةَ الْفَخْرِ ، إِذَا انْتَصَرَتْ ، وَ تُلَاطِفَ مَغْلُوبَتَهَا مَا اسْتَطَاعَتْ .

يَا أُخْتِي مَنْ عَلَّمَتْكِ هٰذِهِ الْآدَابَ النَّافِعَةَ ؟

قَصَّتْ عَلَيْنَا مُعَلِّمَتُنَا فِي كِتَابٍ مِنْ

كُتُبِ دُرُوْسِ الدِّيَانَةِ وَ التَّهْذِيْبِ وَ
كُنْتِ غَائِبَةً عَنْ صَفِّنَا.
مَتٰى قَصَّتْ عَلَيْكُنَّ هٰذِهِ الآدَابِ؟
مُنْذُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ.
نَعَمْ اِنِّىْ كُنْتُ عَلِيْلَةً.
فَاسْتَأْنَفَتْ حَفْصَةُ حَدِيْثَهَا سَائِلَةً:
يَا مَارِيَةَ! مَاذَا تَفْعَلُ خَوْلَةُ بِكُرَتِهَا؟
سَلِيْهَا فَامْشِىْ مَعِىْ.
فَذَهَبَتَا اِلَيْهِمَا وَ قَالَتَا:
اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا اُخْتَيْنِ الصَّغِيْرَتَيْنِ.
فَسَلَّمَتَانِ عَلَيْهِمَا اَحْسَنَ مِنْهُمَا.
خَبِّرِيْنِىْ يَا اُخْتِىَ الصَّغِيْرَةِ خَوْلَةَ، اِنْ
كُنْتِ تَسْتَطِيْعِيْنَ.
سَلِىْ مَا شِئْتِ يَا اُخْتِىَ الْكَرِيْمَةِ.
مَاذَا تَفْعَلِيْنَ هُنَا؟
اِنِّىْ اَلْعَبُ مَعَ صَدِيْقَتِىْ اَسْمَاءَ.
مَا بِيَدِكِ؟
هٰذِهِ كُرَةٌ.
مَاذَا تَفْعَلِيْنَ بِهَا؟
اِنِّىْ اَلْعَبُ بِهَا مَعَ صَدِيْقَتِىْ.
وَ مَا بِيَدِهَا؟

هِيَ دُمْيَةٌ .
كَمْ عُمْرُكَ ؟
عُمْرِيْ اَرْبَعُ سَنَوَاتٍ .
كَمْ يَدًا لَكَ ؟
لِيْ يَدَانِ ، يُمْنٰى وَ يُسْرٰى .
كَمْ رِجْلًا لَكِ ؟
لِيْ رِجْلَانِ ، يُمْنٰى وَ يُسْرٰى .
كَمْ عَيْنًا لَكِ ؟
لِيْ عَيْنَانِ .
وَ هَلْ لَكِ اَنْفَانِ ؟
لا لِيْ اَنْفٌ وَاحِدٌ وَ فِيْهِ مِنْخَرَيْنِ .
كَمْ اُذُنًا لَكِ ؟ لِيْ اُذُنَانِ .
اَيْنَ اَنْفُكَ ؟
اَنْفِيْ بَيْنَ فَمِيْ وَ عَيْنِيْ .
اَيْنَ فَمُكَ ؟
فَمِيْ فَوْقَ الذَّقَنِ .
مَنْ خَلَقَكَ ؟
خَلَقَنِيَ اللّٰهُ .
مَنْ خَلَقَنَا ؟
خَلَقَنَا اللّٰهُ .
وَ مَنْ حَفِظَنَا وَ نَحْنُ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِنَا

حَفِظَنِیَ اللّٰهُ وَ اَنَا فِیْ بَطْنِ اُمِّیْ وَ كَذٰلِكَ
حَفِظَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۔
مَنْ وَهَبَ لَكِ عَيْنَيْنِ وَ اُذُنَيْنِ وَ
اللِّسَانَ وَ الْيَدَ وَ الرِّجْلَ وَ الْعَقْلَ ؟
اَللّٰهُ وَهَبَ لِیْ هٰؤُلَاءِ النِّعَمِ ۔
مَا فَائِدَةُ هٰؤُلَاءِ النِّعَمِ ؟
وَهَبَ لَنَا الْعَيْنَيْنِ لِنُبْصِرَ ، وَ الْاُذُنَيْنِ
لِنَبْصِرَ ، وَ الْاُذُنَيْنِ لِنَسْمَعَ ، وَ اللِّسَانَ
لِنَتَكَلَّمَ وَ لِنَذُوْقَ ، وَ الْيَدَ لِنَعْمَلَ بِهَا
وَ نُحِسَّ الْخَشِنَ مِنَ النَّاعِمِ وَ الْحَارَّ مِنَ
الْبَارِدِ ، وَ الرِّجْلَيْنِ لِنَسِيْرَ وَ نَمْشِیْ
وَ الْعَقْلَ لِنُفَكِّرَ وَ نَفْهَمَ ۔
وَ الْاَنْفَ لِمَاذَا يَا خَوْلَةُ ؟
اَلْاَنْفُ لِنَشُمَّ الرَّوَائِحَ يَا اُخْتِیَ الْعَزِيْزَةَ
مَنْ خَلَقَ جَمِيْعَ الْمَخْلُوْقَاتِ ؟
اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ ، خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ
مَا فِيْهِمَا ، وَ جَعَلَنَا خَلَائِفَهُ فِی الْاَرْضِ
وَ اَنْعَمَ عَلَيْنَا بِنِعَمٍ لَا نُعَدُّ وَ لَا تُحْصٰى
سَلِمْتِ يَا اُخْتِیَ الصَّغِيْرَةَ وَ سَعِدْتِ
فَاِنَّكِ مِثَالُ الطَّالِبَةِ النَّجِيْبَةِ الَّتِیْ لَا تَنْسٰى
شَيْئًا مِمَّا تَحْفَظُ ۔

فَأَذِّنِي لَنَا قَدْ جَاءَ وَقْتُ صَلَاةِ الْعَصْرِ لِنَتَوَضَّأَ وَ نُصَلِّيَ كَيْفَ تَتَوَضَّئِينَ .

اِمْشِي مَعَنَا فَانْظُرِي كَيْفَ نَتَوَضَّأُ

فَمَشَتْ خَوْلَةُ وَ صَدِيقَتُهَا اِسْمَاءُ مَعَهُمَا ، وَ اَخَذَتَا كِلْتَاهُمَا اِبْرِيقًا جَعَلَتَا تَتَوَضَّآنِ .

فَقَالَتْ اِحْدَيْهُمَا لَهُمَا :

أُنْظُرَا يَا أُخْتَيْنِ الصَّغِيرَتَيْنِ اَنِّي أَنْوِي الْوُضُوءَ قَائِلَةً :

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ .

وَ اَغْسِلُ يَدَيَّ اِلَى الرُّسْغَيْنِ وَ أُنَظِّفُ مَا تَحْتَ الْاَظْفَارِ مِنَ الْوَسَخِ .

وَ اَتَمَضْمَضُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَ اَسْتَاكُ وَ لَوْ بِاَصْبِعِي .

وَ اَسْتَنْشِقُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ .

اَغْسِلُ وَجْهِي ثَلَاثًا مِنْ اَوَّلِ الْجَبْهَةِ اِلَى اَسْفَلِ الذَّقَنِ طُولًا وَ مِنْ شَحْمَةِ الْاُذُنِ اِلَى شَحْمَةِ الْاُذُنِ الْاُخْرٰى ، عَرْضًا .

ثُمَّ اَغْسِلُ يَدِي الْيُمْنٰى ، ثُمَّ الْيُسْرٰى اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ، كُلَّ وَاحِدَةٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ .

ثُمَّ اَمْسَحُ رُبُعَ رَأْسِي مَرَّةً وَ اَمْسَحُ اُذُنَيَّ مِنَ الظَّاهِرِ وَ الْبَاطِنِ مَرَّةً وَاحِدَةً .

ثُمَّ اَغْسِلُ رِجْلَيَّ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. وَ بِذٰلِكَ أُتِمُّ وُضُوْئِيْ وَ الْآنَ يَسْتَحِبُّ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ.

خَبِّرِيْنِيْ يَا خَوْلَةَ مَاذَا عَمِلْتُ بَعْدَ اَنْ تَمَضْمَضْتُ ؟

اِسْتَنْشَقْتِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

كَمْ مَرَّةً غَسَلْتُ يَدَيَّ ؟

غَسَلْتِ يَدَيْكِ ثَلَاثًا.

اَيْنَ مِرْفَقَاكِ يَا اَسْمَاءَ ؟

مَا عَلِمْتُ يَا اُخْتِيْ.

هَلْ تَعْلَمِيْنَ يَا خَوْلَةَ عَنِ الْمِرْفَقِ ؟

نَعَمْ يَا اُخْتِيْ. اَلْمِرْفَقُ اَلْكُوْعُ وَ هِيَ الْمَوْصَلُ بَيْنَ السَّاعِدِ وَ الْعَضُدِ.

صَدَقْتِ يَا عَزِيْزَتِيْ. وَ اَيْنَ رُسْغُكِ ؟

هَاتَانِ رُسْغَايَ اَيْ مِعْصَمَانِ. اَلرُّسْغُ هِيَ مَفْصَلُ الْكَفِّ مِنَ الذِّرَاعِ.

دَعَنَا نُصَلِّيْ صَلَاةَ الْعَصْرِ.

فَوَدَّعَتْ خَوْلَةُ اَخَوَاتِهَا، فَوَعَدْنَ مِنْهَا اَنْ يَتَقَابَلْهُنَّ غَدًا ثُمَّ انْصَرَفَتْ خَوْلَةُ اِلٰى

جَدَّتِهَا وَ سَلَّمَتْهَا وَ جَلَسَتْ بِجَانِبِهَا وَ اسْتَأْنَفَتْ مُحَاوَرَتِهِنَّ ، وَ اَلَحَّتْ عَلٰى جَدَّتِهَا اَنْ تَقُصَّ عَلَيْهَا عَنْ صِفَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى ۔

فَقَالَتْ جَدَّتُهَا : أَشْرِبِي الشَّائِ معي اَوَّلًا ثُمَّ اَقُوْلُ لَكِ مَا تُرِيْدِيْنَ اَنْ تَسْئَلِيْ فَاَخَذَتْ خَوْلَتِيْ كَبَابَتَهَا ، فنجانها وَ وَضَعَتْ فِيْهَا السُّكَّرَ بِالْمِلْعَقَةِ وَ صَبَّتِ الشَّايِ قَلِيْلًا ثُمَّ مَلَئَتْهُ بِاللَّبَنِ وَ مَزَّجَتْهُ بِمِلْعَقَةِ الشائى (ابريق شائى) صغير جدًّا وَ هٰكَذَا فِنْجَانى وَ مِلْعَقَتِيْ صَغِيْرًا جِدًّا ۔

خُذِىْ يَا عَزِيْزَتِيْ مِنَ الْاَثْمَارِ وَالْفَوَاكِه وَ كُلِىْ مِنْهَا ۔

مَا هٰذَا يَا جَدَّتِيْ ؟

هٰذَا بُرْتُقَالٌ وَ تِلْكَ جَوَافَة ، اِنِّيْ اُحِبُّ الْمَوْزَ وَ الْمِنْجَه و انبه ، وَ التُّفَّاحَ وَ الكمثرى ، وَ التِّيْنِ ، وَ الرُّمَّانَ وَ الْعِنَبَ وَ الْبَلَحَ وَ الْكَرِيْزَ وَ الْمِشْمِشَ وَ الْاَنَانَاس ، اِنِّيْ لَا اُحِبُّ تُوْتَ اَفْرَنْكِيْ فَكُلِيْ مَا شِئْتِ مِنَ الْفَوَاكِهِ وَ لا تَشْرَبِي الشَّايَ كَثِيْرًا لِاَنَّ شُرْبُ الشَّايِ كَثِيْرًا (باقی برصفحہ ۴۲)

ترجمہ:-

دوسری مثال

(واط) بھاپ کے آلے کے موجد نے بڑھئی کا پیشہ اختیار کر رکھا تھا اور اپنی فرصت کے وقتوں میں علوم اور لغات کے مطالعہ اور تدریس میں مصروف رہتا تھا وہ لگاتار کوشش سے کام کرتا رہا حتیکہ وہ آلے کے ایجاد کرنے میں کامیاب ہوا۔ اکثر علماء وحکماء کا یہی حال رہا ہے کہ اُنہوں نے فقر وتنگدستی کیوجہ سے عاجزی نہیں کی بلکہ بزرگی اور شرف کی چوٹی کو پہنچنے کیلئے اسے سیڑھی بنایا کسی شاعر نے کہا: علم ایسا گھر بناتا ہے جسکا ستون کوئی نہیں ہوتا اور جہالت مجد وشرف کے گھر کو ویران کر دیتی ہے۔

نزار کی اپنے بیٹوں کو وصیت

اصمعی نے کہا: جب نزار کا دنیا کے گھر سے آخرت کے گھر کی طرف کوچ کرنیکا وقت قریب آیا۔ تو اُس نے اپنے چاروں بیٹوں کو اپنے سامنے حاضر کیا اور انہیں کہا: "جان لو کہ میں تم سے دار آخرت کیطرف کوچ کرنیوالا ہوں۔ اور تمہیں میں نے صرف اسلئے بلایا ہے کہ تمہیں کھول کر اپنی وصیت بیان کروں، تو جو کچھ میں تمہیں کہوں اُسے یاد رکھو میرا کہا نہ ماننے پر تم پر وبال نازل ہوگا،" انہوں نے کہا "اباجان آپکی کیا وصیت ہے؟" اُس نے کہا "میری تمہیں یہ وصیت ہے کہ تمہارا چھوٹا تمہارے بڑے کی عزت اور اس کی تعظیم کرے، خبردار تکبر نہ کرنا یہ تو سرکشوں کو فنا کرنے والا ہے۔ جو بھی اس سے اُنس ومحبت رکھیگا وہی مریگا، اور وہ حق کے راستے پر نہ چلیگا خبردار حسد نہ کرنا، یہ تو رزق کو کم کرتا اور جسم کو پگھلاتا ہے، طمع کرنیوالا سردار نہیں ہوتا، اور وہ مغموم ہی مرتا ہے، دیکھنا کہیں طمع نہ کرنا یہ اپنے مالک کو مصیبت اور عذاب میں پھینک دیتی ہے، اور قناعت امیری ہے، خبردار بخل نہ کرنا وہ تمہیں اللہ سے اور مخلوق سے دور کردے گا۔ جس پر اُس کا مال آسان ہوا۔ اسکا حال بہتر ہوگیا اور اس کی بات سنی گئی، لوگوں

کی کھانے سے مدد کرو، زیادہ خوش و خرم رہو اسلام کو پھیلاؤ، دیکھنا کاہل نہ بننا یہ ناکامی کا باعث ہوگا خبردار ناراض نہ ہونا یہ غضب کا سبب ہوگا بنا خندہ روئی محبت کی وارث بنا دیتی ہے اور یہ مہمان نوازی سے بہتر ہے، جسکی گفتگو نرم ہو، اسکی محبت ضروری ہے، میرے بچو! میری وصیت کی خلاف ورزی نہ کرنا اور خبردار رہو میں نے تم میں اپنا مال و اسباب برابر تقسیم کر دیا ہے اور تم میں سے ہر ایک کا حصہ اپنی اس کتاب میں رکھ دیا ہے۔ پھر جب تم مجھے میری قبر میں رکھ دو، اور میرا جسم تم سے پوشیدہ ہو جائے اور عرب میری تعزیت کو آئیں تو تم اُنکے لئے میرے بہترین اونٹ ذبح کر دو اور جب عرب تم سے جدا ہو جائیں تو میری کتاب اور میری وصیت پر عمل کرنا۔ اور لڑائی آپس میں نہ بھڑکانا۔

اے مبارک پیشانی جو کچھ تم نے کہا اسکا اعادہ کرو

ایک اعرابی نکلا، حجّاج نے اُسے بعض اطراف کا گورنر مقرر کیا ہے، وہ بہت مدت تک وہاں رہا پھر جب کچھ دن ہو گئے تو اُسکے پاس اُسکے قبیلے کا ایک اعرابی (بدّو) پہنچا اُس نے اُسے کھانا پیش کیا اور وہ اُس وقت بھوکا تھا۔ اُس نے اُس سے اپنے گھر والوں کے متعلق پوچھا اور کہا: "میرے لڑکے عمیر کا کیا حال ہے؟" اُسنے کہا: کہ جیسا تم پسند کرو اُس نے زمین اور قبیلے کو مردوں اور عورتوں سے بھر رکھا ہے،، اُسنے کہا: گھر کا کیا حال ہے،، اُسنے کہا: "اپنے گھر والوں سے آباد ہے،، اُس نے کہا: "اور ہمارا کُتا ایقاع؟،، اُس نے کہا: "اُسنے قبیلے کو بھونک بھونک کر بھر دیا ہے،، اُسنے کہا: "میرے اونٹ زریق کا کیا حال ہے؟،، اُس نے کہا: جس پر تمہیں خوشی ہوتی ہے،، اِس پر وہ اپنے خادم کیطرف متوجہ ہوا اور کہا: "کھانا اٹھالو، بدّو ابھی سیر نہیں ہوا کہ اُس نے کھانا اُٹھا لیا، پھر اُس سے دریافت کرنے لگا اور کہا: اے مبارک پیشانی جو کچھ تم نے ذکر کیا اُسے مجھ پر دہراؤ۔ اُس نے کہا: "پوچھو جو چاہتے ہو،، اُس نے کہا: "میرے کتے ایقاع کا کیا حال ہے؟،، اُس نے کہا: "مر گیا،، کہا: اُسے کس چیز نے مار دیا؟،، اُسنے کہا: "تمہارے اونٹ زریق کی ہڈیوں میں سے ایک ہڈی سے گلا گھٹ کر مر گیا،، اُس نے کہا: "کیا میرا اونٹ زریق بھی مر گیا،، اُس نے کہا: "ہاں،، کہا "اسکو کس چیز نے مار ڈالا؟،، اُس نے کہا: "اُم عمیر کی قبر کی

طرف بہت زیادہ پانی لے جانے کے سبب،، کہا: ,,کیا اُمِ عمیر بھی مرگئی،، اُس نے کہا: ,,ہاں،، اُس نے کہا: ,,اُسے کس چیز نے مار ڈالا؟،، کہا: عمیر پر بہت زیادہ گریہ و بکا کرنے،، اُس نے کہا: ,,کیا عمیر مرگیا؟،، کہا: ,,ہاں،، اُس نے کہا ,,اُسے کس چیز نے مار دیا؟،، کہا: اُس پر مکان گر گیا،، اُس نے کہا: ,,کیا مکان بھی گر گیا؟،، اُس نے کہا: ,,ہاں،، وہ اُسکو مارنے کے لئے ڈنڈا لیکر اُٹھا تو وہ اُس کے سامنے سے فرار ہوگیا۔

آدمی صرف اپنی دو چھوٹی چیزوں دل اور زبان سے ہے

جب عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو اُن کے پاس ہر شہر والوں کے وفود آئے حجاز والوں کا ایک وفد آپکی طرف گیا تو اُن میں سے ایک لڑکے نے گفتگو کرنے کے لئے گردن لمبی کر کے دیکھا، عمرؓ نے کہا اے لڑکے! بولو تم سے بڑا کون ہے، لڑکے نے کہا: امیر المومنین! انسان تو صرف اپنی دو چھوٹی چیزوں دل اور زبان سے ہے، پھر جب اللہ اپنے بندے کو بولنے والی زبان اور یاد رکھنے والا دل بخشے تو گویا اُس نے اُسکو اچھی طرح بولنے کی آزادی دے دی، اور اگر معاملات و امور کا دار و مدار عمر پر ہوتا تو اس جگہ ایسے بھی لوگ ہیں جو تمہارے منصب کے تم سے زیادہ مستحق ہیں، عمرؓ نے فرمایا: بات کرو تم نے درست کہا یہ سحرِ حلال ہے، اُس نے کہا: امیر المومنین! ہم تو مبارکبادی کا وفد ہیں نہ کہ مصیبت کا، ہم تمہارے پاس کسی خواہش کی وجہ سے نہیں آئے کیونکہ ہم تمہارے دور میں مطمئن ہیں خائف نہیں ہیں، ہم نے جو مانگا وہی پالیا۔

تمہارا ملک کیسا ہے

کہا جاتا ہے ایک آدمی حاجیوں کے قافلہ سے جدا ہوگیا، وہ راستہ بھٹک کر صحرا میں پڑگیا، وہ چلتا گیا یہاں تک کہ ایک خیمہ کے پاس اُس نے ایک بوڑھی عورت دیکھی اور خیمہ کے دروازے پر ایک سویا ہوا کتا۔ حاجی نے بڑھیا کو سلام کیا اور اُس سے

کھانا مانگا، بڑھیا نے کہا: "اس وادی میں چلے جاؤ اور اپنی کفایت کے مطابق کچھ سانپوں کا شکار کرو تا کہ میں تمہیں ان میں سے کچھ بھون کر کھلاؤں"، آدمی نے کہا: "میں سانپوں کے شکار کی جرأت نہیں کر سکتا"، بڑھیا نے کہا: "ڈرو نہیں میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں"، وہ دونوں چلے اور کتا ان کے پیچھے پیچھے تھا، پھر ان دونوں نے اپنی ضرورت کے مطابق سانپ پکڑے، بڑھیا آئی اور سانپوں کو بھوننے لگی، حاجی نے اس کھانے سے چھٹکارے کی کوئی راہ نہ دیکھی بھوک اور لاغری سے مرنے سے ڈر کر اس نے کھا لیا، پھر اس کو پیاس لگ گئی اس نے اس (بڑھیا) سے پانی مانگا تو اس نے کہا: "چشمہ سامنے ہے پی لو"، وہ چشمہ کی طرف گیا تو اس نے کڑوا کسیلا پانی دیکھا، اور اس نے پینے کے بغیر کوئی چارہ نہ دیکھا، اس نے پانی پیا اور بڑھیا کے پاس لوٹا اور کہا: "اے بڑھیا مجھے تم پر اور تمہارے اس جگہ میں ٹھہرنے پر اور تمہارے ایسا کھانا کھانے پر حیرانی آتی ہے"، بڑھیا نے کہا: "تمہارا ملک کیسا ہے؟" اس نے کہا: "ہمارے ملک میں کشادہ اور کھلے گھر، پکے ہوئے پھل، میٹھے پانی، پاکیزہ کھانے، چربیلے گوشت، بکثرت عمدہ اونٹ اور وافر چشمے ہوتے ہیں"، بڑھیا نے کہا یہ سب کچھ میں نے سن لیا ہے مجھے یہ تو بتاؤ: "کیا تم ایسے بادشاہ کے محکوم ہو جو تم پر ظلم ڈھاتا ہے؟ اور اگر تمہارا کچھ قصور ہو تو تمہارے مال لے لے۔ تمہارے حالات کا استیصال کرے، اور تمہیں تمہارے گھروں اور جائدادوں سے بے دخل کر دے"، اس نے کہا: "ایسا بھی ہو جاتا ہے"، اس نے کہا: "تب تو یہ طعام لطیف، یہ عیش ظریف، اور یہ نادر مٹھائیاں اس کے ساتھ مل کر مہلک زہر بن کر لوٹتی ہونگی، اور ہمارے کھانے ان سے مل کر زہروں کو دور کرنے والے مفید مرکب بن کر لوٹتے ہیں، کیا تم نے سنا نہیں کہ خدا پرستی کی نعمت کے بعد سب سے بڑی نعمت صحت و عافیت ہے۔

(المترجم عبید الحق الفلاح)

فتح الحمید

یعنی قرآن مجید مع ترجمہ جدید "فتح الحمید"

چند آراء کا خلاصہ

"یہ ترجمہ مختصر اور مطلب خیز ہے۔ زبان صاف اور شستہ، سلیس، لطیف اور دلکش ہے۔ محاورے کی پابندی کیساتھ الفاظ کی رعایت بھی برقرار ہے"

(مولنا عبد اللہ العمادی)

"ہم کو یہ کہنے میں ذرا تامل نہیں کہ فتح الحمید نہایت دلپسند اور صحیح و مستند ترجمہ ہے اور اس کو نئے ترجموں پر ہر قسم کی فوقیت اور فضیلت حاصل ہے"

(مولنا محمد حلیم صاحب ردولوی)

"ترجمہ فتح الحمید مستند، صحیح اور تمام ترجموں سے زیادہ مفید و کارآمد ہے"

(مولنا احسان اللہ نجیب آبادی)

"اصح التراجم اور بہترین تراجم ہے" (حضرت مولنا بدرالدین امیر شریعت بہار)

طباعت نفیس، خط پاکیزہ، ھدیہ بلا جلد چار روپیہ۔ اگر مجلد درکار ہو تو جلد قسم اول ایک روپیہ ۱ر اور قسم دوم کی قیمت ۱۲ر علاوہ ہوگی۔

ملنے کا پتہ

منیجر مکتبہ علمیہ مدرسۃ البنات جالندھر شہر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۵۵

پیام اسلام

جالندھر شہر

تعلیمی صحیفہ

جون سنہ ۱۹۴۶ء

مدیر : محمد احمد خان ذاکر

قواعد

۱۔ رسالہ ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے۔

۲۔ رسالہ نہ پہنچنے کی اطلاع اسی مہینے کی بیسویں تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے، ورنہ رسالہ بشرطِ موجودگی قیمت پر ملیگا۔

۳۔ چندہ سالانہ ۳/ ۔ فی پرچہ ۴/

۴۔ اشتہارات کی اُجرت کا تصفیہ منیجر سے بذریعہ خط و کتابت کرنا چاہیئے۔

جنرل برقی پریس ریلوے روڈ جالندھر شہر میں چھپکر
باہتمام محمد احمد خاں ذاکر پرنٹر پبلشر "دارالقرآن" سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیام اسلام

جلد ۱۷	جون ۱۹۴۶ء جمادی الاخری ۱۳۶۵ھ	نمبر ۶

اَحَادِیثُ الرَّسُول

صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

(۱) مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَ الَّذِیْ لَا یَذْکُرُ رَبَّهٗ کَمَثَلِ الْحَیِّ وَ الْمَیِّتِ +

(۲) اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ ، وَ اَزْکٰهَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ ، وَ اَرْفَعِهَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ ، وَ خَیْرٍ لَکُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَ الْوَرَقِ وَ خَیْرٍ لَکُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا

عَدُوَّكُمْ تَضْرِبُوا اَعْنَاقَهُمْ وَ يَضْرِبُوا اَعْنَاقَكُمْ ؟ قَالُوا بَلٰى ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ ذِكْرُ اللّٰهِ ✣

(۳) مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ وَ كَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ وَ الْجَنَّةُ حَقٌّ وَ النَّارُ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ ✣

(۴) لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ✣

(۵) لَيْسَ مِنْ اَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُوْنَ فَيَمْكُثُ فِىْ بَلَدِهٖ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُهٗ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اِلَّا كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ الشَّهِيْدِ ✣

(۶) لَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَ الْمُؤْمِنَةِ فِىْ نَفْسِهٖ وَ مَالِهٖ وَلَدِهٖ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ

تَعَالٰی وَ مَا عَلَیْهِ خَطِیْئَةٌ ۝

(۷) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ یَعِظُهٗ :-

اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ :-

شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ ، وَ

صِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ ، وَ

غِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ ، وَ

فَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ ، وَ

حَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ ۝

(۸) لَا تَزَالُ قَدَمَا عَبْدٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَتّٰی یُسْئَلَ عَنْ اَرْبَعِ خِصَالٍ :

عَنْ عُمْرِهٖ فِیْمَا اَفْنَاهُ ، وَ

عَنْ جَسَدِهٖ فِیْمَا اَبْلَاهُ ، وَ

عَنْ مَالِهٖ مِنْ اَیْنَ اکْتَسَبَهٗ ، وَ فِیْمَا اَنْفَقَهٗ ، وَ

عَنْ عِلْمِهٖ مَا عَمِلَ فِیْهِ ۝

(۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :

لَيْسَ اَحَدٌ يُحَاسَبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا هَلَكَ +
هٰذَا الْحَدِيْثُ فِيْ صِحَاحِ الْمَصَابِيْحِ رَوَتْهُ
اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا،
فَاِنَّهَا لَمَّا سَمِعَتْهُ قَالَتْ :
اَوَ لَيْسَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى :
فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيْرًا ،
فَقَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ :
فَذٰلِكَ الْعَرْضُ وَ لٰكِنْ مَنْ نُوْقِشَ
فِي الْحِسَابِ يَهْلِكُ +

(۱۰) يَا اَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ فَاِنِّيْ
اَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ .

(۱۱) اِنَّ اللّٰهَ يُقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ
يُغَرْغِرْ +

(۱۲) اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَ عَمِلَ لِمَا
بَعْدَ الْمَوْتِ وَ الْعَاجِزُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهٗ
هَوٰهَا وَ تَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ +

(۱۳) مَا اَكْثَرَ مَا يُدْخِلُ الْجَنَّةَ تَقْوَى اللّٰهِ

وَ حُسْنُ الْخُلُقِ ٭

(۱۴) اِنَّ اَطْیَبَ مَا اَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ وَ اِنَّ اَوْلَادَكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ ٭

(۱۵) مَنِ احْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِیءٌ ٭

(۱۶) اَلتُّجَّارُ يُحْشَرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّارًا اِلَّا مَنِ اتَّقٰى وَ بَرَّ وَ صَدَقَ ٭

(۱۷) اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِيْنُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَاءِ ٭

(۱۸) لَيَاْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ اَحَدٌ اِلَّا اٰكِلَ الرِّبٰوا فَاِنْ لَمْ يَاْكُلْهُ اَصَابَهٗ مِنْ غُبَارِهٖ ٭ وَ فِیْ رِوَايَة : مِنْ بُخَارِهٖ ۔

(۱۹) مَنِ اسْلَفَ فِیْ شَیْءٍ فَلْيُسْلِفْ فِیْ كَيْلٍ مَعْلُوْمٍ وَ وَزْنٍ مَعْلُوْمٍ اِلٰى اَجَلٍ مَعْلُوْمٍ ٭

هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ صِحَاحِ الْمَصَابِيْحِ رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ مَعَ ذِكْرِ سَبَبِهٖ، وَ هُوَ : اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ

وَ هُمْ يُسْلِفُوْنَ فِي الثِّمَارِ السَّنَةَ وَ السَّنَتَيْنِ وَ الثَّلَاثَ اَىْ يُعْطُوْنَ الثَّمَنَ فِي الْحَالِ وَ يَشْتَرُوْنَ الثِّمَارَ اِلٰى سَنَةٍ اَوْ اَكْثَرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ : مَنْ اَسْلَفَ فِيْ شَيْءٍ اِلٰى اٰخِرِهٖ

(۲۰) مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْئَلُ النَّاسَ حَتّٰى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِيْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ ٭

(۲۱) لِلْمَمْلُوْكِ طَعَامُهٗ وَ كِسْوَتُهٗ وَلَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ مَا لَا يُطِيْقُ ٭

(۲۲) اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِيْ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ ٭

(۲۳) مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَ هُوَ يُدْمِنُهَا وَ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْاٰخِرَةِ ٭

(۲۴) كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :

أَدُّوا الْخِيَاطَ وَ الْمِخْيَطَ وَ إِيَّاكُمْ وَ الْغُلُوْلَ، فَإِنَّهُ عَارٌ عَلٰى أَهْلِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔

(۲۵) بَادِرُوْا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَّ يُمْسِيْ كَافِرًا وَ يُمْسِيْ مُؤْمِنًا وَ يُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيْعُ دِيْنَهٗ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْيَا ۔

(۲۶) إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَ أَنْتُمْ تَخْتَصِمُوْنَ إِلَيَّ وَ لَعَلَّ بَعْضَكُمْ يَكُوْنُ أَلْحَنُ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ وَ أَقْضِيْ لَهٗ عَلٰى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ مِنْهُ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ بِشَيْءٍ مِّنْ حَقِّ أَخِيْهِ فَلَا يَأْخُذَنَّهٗ فَإِنِّيْ أَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ ۔

(۲۷) لَا يَقُصُّ إِلَّا أَمِيْرٌ أَوْ مَأْمُوْرٌ أَوْ مُخْتَالٌ ۔

(۲۸) إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَّنْ يُّجَدِّدُ

لَهَا دِيْنُهَا ٭

(۲۹) اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى مَنْ
بَدَاَ بِالسَّلَامِ ٭

(۳۰) لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ
ثَلٰثِ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَ يُعْرِضُ
هٰذَا وَ خَيْرُهُمَا الَّذِىْ يَبْدَاُ بِالسَّلَامِ ٭

(۳۱) اِيَّاكُمْ وَ الظَّنَّ ، فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ
الْحَدِيْثِ وَ لَا تَجَسَّسُوْا ٭

(۳۲) لَا تَصْحَبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَ لَا يَاْكُلْ
طَعَامَكَ اِلَّا تَقِىٌّ ٭

(۳۳) اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ اَلْحُبُّ فِى اللّٰهِ وَ
الْبُغْضُ فِى اللّٰهِ ٭

(۳۴) مَا نُهِيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوْهُ وَ مَا
اَمَرْتُكُمْ بِهٖ فَافْعَلُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ
فَاِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَثْرَةُ
مَسَائِلِهِمْ وَ اخْتِلَافُهُمْ عَلٰى
اَنْبِيَاءِهِمْ ٭

(۳۵) لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ كِتَابًا وَ هُوَ عِنْدَهٗ فَوْقَ عَرْشِهٖ اِنَّ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ غَضَبِيْ ٭ وَ فِيْ رِوَايَةٍ : اِنَّ رَحْمَتِيْ غَلَبَتْ غَضَبِيْ ٭

(۳۶) اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَجْرِيْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ ٭

(۳۷) اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِيْ مَا تَوَسْوَسَتْ بِهٖ صُدُوْرُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْ تَتَكَلَّمْ ٭

(۳۸) اِنَّ لِلشَّيْطٰنِ لَمَّةً بِابْنِ اٰدَمَ وَ لِلْمَلَكِ لَمَّةً فَاَمَّا لَمَّةُ الشَّيْطَانِ فَاِيْعَادٌ بِالشَّرِّ وَ تَكْذِيْبٌ بِالْحَقِّ وَ اَمَّا لَمَّةُ الْمَلَكِ فَاِيْعَادٌ بِالْخَيْرِ وَ تَصْدِيْقٌ بِالْحَقِّ ، فَمَنْ وَجَدَ ذٰلِكَ فَلْيَعْلَمْ اَنَّهٗ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ تَعَالٰى وَمَنْ وَجَدَ الْاُخْرٰى فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ تَعَالٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٭

(۳۹) بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِيْبًا وَ سَيَعُوْدُ غَرِيْبًا كَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ ÷

(۴۰) نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ ، اَلصِّحَّةُ وَ الْفَرَاغُ ÷

(۴۱) مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرِبَنَّ مَسْجِدَنَا فَالْمَلٰئِكَةُ تَتَأَذّٰى مِمَّا يَتَأَذّٰى مِنْهُ الْاِنْسُ ÷

(۴۲) مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا يَعْنِيْهِ ÷

(۴۳) اِتَّقُوا اللّٰهَ فِى النِّسَاءِ فَاِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَ اسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَ لَكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ اَحَدًا تَكْرَهُوْنَهٗ فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَ لَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ÷

(۴۴) اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَاِنَّ الْمَرْأَةَ مِنْ

ضِلْعٍ، فَاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلْعِ اَعْلَاہُ، فَاِنْ ذَھَبْتَ تُقِیْمُہٗ کَسَرْتَہٗ وَ اِنْ تَرَکْتَہٗ لَمْ یَزَلْ اَعْوَجَ ٭

۴۵) اِنَّ الدُّعَاءَ یَنْفَعُ مَا نَزَلَ وَ مَا لَمْ یَنْزِلْ، فَعَلَیْکُمْ عِبَادَ اللّٰہِ بِالدُّعَاءِ ٭

۴۶) اِذَا رَاَیْتُمْ اٰیَۃً فَاسْجُدُوْا ٭

۴۷) اِنَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ تَعَالٰی لَا یَخْسِفَانِ بِمَوْتِ اَحَدٍ وَ لَا لِحَیٰوتِہٖ فَاِذَا رَاَیْتُمْ ذٰلِکَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ تَعَالٰی ٭

۴۸) اِنَّ الشَّمْسَ انْکَسَفَتْ یَوْمَ مَاتَ اِبْرَاھِیْمُ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَقَالَ النَّاسُ انْکَسَفَتْ لِمَوْتِہٖ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ: اِنَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ تَعَالٰی لَا یَنْکَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَ لَا لِحَیٰوتِہٖ فَاِذَا رَاَیْتُمْ شَیْئًا مِنْ ھٰذِہِ الْاَفْزَاعِ

فَافْزَعُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ ✣

(۴۹) وَ الَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَا یَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ هٰذِهِ الْاُمَّةِ یَهُوْدِیٌّ وَ لَا نَصْرَانِیٌّ ثُمَّ یَمُوْتُ وَ لَمْ یُؤْمِنْ بِمَا اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَّا کَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ ✣

(۵۰) ذَاقَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا ✣

(۵۱) کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی ، قَالُوْا وَ مَنْ اَبٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصٰی ✣

(۵۲) لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ ✣

(۵۳) اَلْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰی دِمَائِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ ، وَ الْمُسْلِمُ مَنْ

سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَ يَدِهٖ،
وَ الْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِیْ
طَاعَةِ اللهِ تَعَالٰی،
وَ الْمُهَاجِرُ مَنْ تَرَكَ الْخَطَايَا وَ
الذُّنُوْبَ ۞

(۵۴) اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَ
اَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۞

(۵۵) اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ خَالِصًا مِنْ
قَلْبِهٖ ۞

(۵۶) مَا مِنْ اَحَدٍ يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا
اللهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ صِدْقًا
مِنْ قَلْبِهٖ، اِلَّا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ ۞

(۵۷) مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ،
ثُمَّ مَاتَ عَلٰی ذٰلِكَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ ۞

(۵۸) مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ
فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ وَ يُنَصِّرَانِهٖ وَ يُمَجِّسَانِهٖ

كَمَا يَنْتِجُ الْبَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تَجِدُوْنَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ حَتّٰى تَكُوْنُوْا اَنْتُمْ تَجْدَعُوْنَهَا ثُمَّ قَالَ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا +

(۵۹) اِنَّ الْعَبْدَ يَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ وَ اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ

وَ يَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ +

(٦٠) اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرُ الْهَدْىِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ، وَ شَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلُّ مُحْدَثٍ بِدْعَةٌ وَ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ +

(٦١) مَنْ اَحْدَثَ فِىْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ +

وَ فِىْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ : مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ +

(٦٢) مَنْ حَجَّ لِلّٰہِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَ لَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهٗ ❖

(٦٣) مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَ فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهٗ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جَنْبُهٗ وَ جَبِيْنُهٗ ، وَ ظَهْرُهٗ وَ كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيْدَتْ لَهٗ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ ، فَيَرٰى سَبِيْلَهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَ اِمَّا اِلَى النَّارِ ❖

(٦٤) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهٗ اِلَّا قَلِيْلًا ❖
وَ فِيْ رِوَايَةٍ : بَلْ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهٗ ❖

(٦٥) لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَ لَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ فَاِنْ غُمَّ

عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهٗ ٭

وَ فِيْ رِوَايَةٍ : فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلٰثِيْنَ ٭

(۶۶) (فَضِيْلَةُ رَمَضَانَ) اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ ٭

وَ فِيْ رِوَايَةٍ : اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَ غُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَ صُفِدَتِ الشَّيَاطِيْنُ ٭

(۶۷) (نیت) مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ . وَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ٭

(۶۸) تَسَحَّرُوْا ، فَاِنَّ فِي السُّحُوْرِ بَرَكَةً ٭

(۶۹) مَنْ اَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَّ لَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ ٭

(۷۰) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِنِّيْ اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ بِطَلَبِ

هٰذِهِ اللَّيْلَةِ ، ثُمَّ اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ ، ثُمَّ اَتَيْتُ فَقِيْلَ لِي اِلْتَمِسْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِيَ فَلْيَعْتَكِفْ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ ، فَقَدْ اُرِيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اُنْسِيْتُهَا ٭

(۷۱) فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّهْوِ وَ اللَّغْوِ وَ الرَّفَثِ وَ طُعْمَةً لِلْمَسَاكِيْنِ ٭

(۷۲) فضیلت صوم شوال ۔

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهٗ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ ۔

(۷۳) مَا مِنْ اَيَّامٍ اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيْهِنَّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ (ای الایام العشر الاوّل مِنْ ذی الحج) ٭

(۷۴) مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمِ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ هِرَاقَةِ الدَّمِ وَ اِنَّهٗ لَيَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَ اَشْعَارِهَا وَ اَظْلَافِهَا وَ اِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا ٭

(۷۵) اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ ٭

(۷۶) صِيَامُ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهَا ٭

(۷۷) لَا عَدْوٰى وَ لَا صَفَرَ وَ لَا غُوْلَ ۔

(۷۸) لَا طِيَرَةَ ، وَ خَيْرُهَا الْفَالُ . قَالُوْا وَ مَا الْفَالُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ اَلْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا اَحَدُكُمْ ٭

(۷۹) اَلنَّوْءَۃُ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَّا فِیْ عَمَلِ الْاٰخِرَۃِ ٭

(۸۰) اِذَا فَعَلَتْ اُمَّتِیْ خَمْسَ عَشَرَۃَ خَصْلَۃٍ حَلَّ بِهَا الْبَلَاءُ، رَوَاہُ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَ عَدَّ هٰذِهِ الْخِصَالُ وَ قَالَ :-

اِذَا اتُّخِذَ الْفَیْءُ دُوَلًا، وَ الْاَمَانَۃَ مَغْنَمًا، وَ الزَّکوٰۃَ مَغْرَمًا، وَ اَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ وَ عَقَّ اُمَّهٗ، وَ بَرَّ صَدِیْقَهٗ وَ جَفَا اَبَاہُ، وَ ظَهَرَ الْاَصْوَاتُ فِی الْمَسَاجِدِ، وَ سَادَ الْقَبِیْلَۃَ فَاسِقُهُمْ، وَ کَانَ زَعِیْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ، وَ اُکْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَۃَ شَرِّہٖ وَ ظَهَرَتِ الْمُغَنِّیَاتُ وَ الْمَعَازِفُ وَ شُرِبَ الْخَمْرُ، وَ لُبِسَ الْحَرِیْرُ، وَ لَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّۃِ اَوَّلَهَا، فَعِنْدَ ذٰلِكَ یَکُوْنُ

النَّاسُ مُسْتَحِقِّيْنَ لِنُزُوْلِ الْبَلَاءِ عَلَيْهِمْ ❖

(٨١) لَيْسَتِ السَّنَةُ بِاَنْ لَا يُمْطَرَ وَ لٰكِنَّ السَّنَةَ اَنْ تُمْطَرَ وَ لَا تُنْبِتُ الْاَرْضُ شَيْئًا ❖

(٨٢) تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَ الْقُرْاٰنَ فَاِنِّيْ مَقْبُوْضٌ ❖

(٨٣) لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ ❖

(٨٤) لَا يَسْمَعُ مُدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَ لَا اِنْسٌ وَ لَا شَيْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ❖

(٨٥) هٰذَا يَوْمُهُمُ الَّذِيْ فُرِضَ عَلَيْهِمْ وَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهٗ وَ النَّاسُ لَنَا تَبَعٌ ، اَلْيَهُوْدُ غَدًا وَ النَّصٰرٰى بَعْدَ غَدٍ ❖

(٨٦) مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ

أَنْ يَتَفَرَّقَا ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ : إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا وَ حَمِدَا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَا اللّٰهَ غُفِرَ لَهُمَا ۔

۸) بَيْنَ الْعَبْدِ وَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ ۔

۸) مَا مِنِ امْرِءٍ مُسْلِمٍ يَحْضُرُهُ صَلٰوةٌ مَكْتُوْبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهَا وَ خُشُوْعَهَا وَ رُكُوْعَهَا إِلَّا كَانَتْ لَهَا كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَا لَمْ يَأْتِ كَبِيْرَةً ، وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ ۔

۸) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا ، هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ ، قَالُوْا : لَا . قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُوا اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا ۔

(۹۰) صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ تُفْضَلُ صَلٰوۃَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّ عِشْرِیْنَ دَرَجَۃً ٭

(۹۱) اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَہُ الدُّعَاءَ ٭

(۹۲) مَنْ کَانَ اٰخِرُ کَلَامِہٖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ ٭

(۹۳) نَھَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْھَا ٭

(۹۴) اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ ٭

(۹۵) اَلطَّاعُوْنُ رِجْزٌ اُرْسِلَ عَلٰی طَائِفَۃٍ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ فَاِذَا سَمِعْتُمْ بِہٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَیْہِ، وَ اِذَا وَقَعَ وَ اَنْتُمْ فِیْہِ، فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْھَا فِرَارًا مِنْہُ ٭

(۹۶) مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَ الْجَلِیْسِ السُّوْءِ کَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْکِ وَ کِیْرِ الْحَدَّادِ لَا یَعْدَمُکَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْکِ

إِمَّا أَنْ تَشْتَرِيَهُ وَ إِمَّا أَنْ تَجِدَ
رِيحَهُ وَ كِيرُ الْحَدَّادِ يُحْرِقُ بَيْتَكَ
أَوْ ثَوْبَكَ أَوْ تَجِدُ مِنْهَا رِيحًا خَبِيثَةً ٭

(۹۷) كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ
عَابِرُ سَبِيلٍ وَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ:
إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَ
إِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ
مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَ مِنْ حَيٰوتِكَ
لِمَوْتِكَ ٭

(۹۸) قَالَ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ) إِنَّ
الْمُؤْمِنَ يَرٰى ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ
تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ وَ
إِنَّ الْفَاجِرَ يَرٰى ذُنُوبَهُ كَذُبَابٍ
مَرَّ عَلٰى أَنْفِهِ فَقَالَ بِهِ هٰكَذَا ٭

(۹۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَلسَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمِلَةِ وَ الْمِسْکِیْنِ
کَالْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوِ
الْقَائِمِ اللَّیْلِ وَ الصَّائِمِ النَّهَارِ ✢

(١٠٠) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَ سَلَّمَ : مَثَلُ عِلْمٍ لَا یُنْتَفَعُ کَمَثَلِ
کَنْزٍ لَا یُنْفَقُ مِنْهُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ✢

(ترجمہ)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) حال اس شخص کا جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو اپنے رب کو یاد نہیں کرتا ایسا ہے جیسے زندہ اور مردہ

(۲) بتا نہ دوں تم کو جو تمہارے عملوں میں بڑا نیک، تمہارے مالک کے حضور بہت پاکیزہ، تمہارے درجوں میں نہایت بلند، تمہارے حق میں سونا چاندی بانٹنے سے بہتر اور اس سے بھی بہتر عمل ہے کہ تمہارے دشمن سے جا بھڑو، تم انکی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں۔ عرض کیا کیوں نہیں۔ اے رسول خدا! فرمایا۔ اللہ کا ذکر۔

(۳) جس نے اس بات کی شہادت دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے جو اکیلا ہے کوئی جس کا ساجھی نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور پیغمبر ہیں اور اسکا کلمہ جسے اس نے مریم کی طرف القا کیا۔ اور اسکی طرف کی ایک روح ہیں اور جنت حق اور دوزخ حق اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کریگا خواہ ہم کسی عمل پر ہوں۔

(۴) تم میں سے کوئی مومن نہ ہوسکیگا جب میں اسکو اسکے باپ، اس کی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔

(۵) ایسا کوئی نہیں کہ طاعون واقع ہو اور وہ اپنے شہر میں صابر ہوکر ثواب کی نیت سے یہ جانتا ہوا ٹھہرا رہے کہ اس کو وہی پہنچے گا جو اللہ نے اس کے لئے لکھ رکھا ہے مگر اس کو شہید کے برابر ثواب ہوگا

(۶) بلا ایمان والے اور ایمان والی کے ساتھ اس کی جان مال اور اولاد میں (وارد) رہتی ہے آخر وہ اللہ سے (ایسا صاف ہوکر) ملتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا)۔

(۷) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پند دیتے ہوئے فرمایا۔

پانچ کو پانچ کے پہلے غنیمت جان لے۔

اپنی جوانی کو اپنے بڑھاپے سے پہلے

اپنی صحت کو اپنی بیماری سے پہلے۔

اپنی تونگری کو اپنی ناداری سے پہلے
اپنی فراغت کو اپنے کام سے پہلے
اپنی زندگی کو اپنی موت سے پہلے

(۸) قیامت کے دن کسی بندے کے پاؤں جگہ نہ چھوڑ سکینگے یہانتک کہ پوچھ لیا جائے چار چیزوں کی بابت
اس کی عمر کی نسبت، کہ کس کام میں کھوئی۔
اس کے جسم کی نسبت، کہ کس کام میں پرانا کیا۔
اس کے مال کی نسبت، کہ کہاں سے کمایا اور کہاں لگایا اور
اس کے علم کی نسبت، کہ اس پر کیا عمل کیا۔

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نہیں جس کا قیامت کے دن حساب لیا جائے اور وہ تباہ نہ ہو۔ یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے اس کو ام المومنین عائشہ رضؓ نے روایت کیا۔ عائشہ رضؓ نے جب یہ سنا تو عرض کیا۔ کیا اللہ نہیں فرماتا: فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا۔ "تو اس سے آسان سا حساب لیا جائیگا۔"
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو پیشی ہے لیکن جس کے حساب میں مناقشہ ہوا وہ ہلاک ہوگا۔

(۱۰) اے لوگو! اللہ کی طرف توبہ کرو کہ میں اللہ کی طرف ہر روز سو بار توبہ کرتا ہوں۔

(۱۱) اللہ بندے کی توبہ قبول کرتا ہے۔ جب تک جان گلے میں نہ آجائے۔

(۱۲) ہوشیار وہ ہے جو اپنی جان کو بس میں رکھے اور آخرت کے لئے عمل کرے اور احمق وہ ہے جو اپنی جان کو ہوا و ہوس کے پیچھے لگائے اور اللہ سے آرزو رکھے۔

(۱۳) پرہیزگاری اور نیکخوئی کثرت سے لوگوں کو جنت میں داخل کرتی ہیں۔

(۱۴) بیشک تمہارا سب سے پاکیزہ کھانا وہ ہے جو تمہاری کمائی کا ہو۔ اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی میں سے ہے۔

(۱۵) جس نے احتکار کیا وہ خطا کار ہے۔

(۱۶) تاجر قیامت کے دن فاجر اٹھائے جائیں گے مگر جس نے پرہیزگاری، نیکوکاری اور راستی کی۔

(۱۷) بڑا سچا اور امانتدار تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

(۱۸) البتہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ ان میں کوئی بے سود کھائے نہ رہیگا۔ اگر سود نہ کھائیگا تو اس کو سود کا غبار ہی پہنچے گا۔ ایک روایت میں اس کا بخار آیا ہے۔

(۱۹) جو شخص کسی شے میں بدھنی بدے تو چاہیئے کہ مقررہ ماپ مقررہ تول اور مقررہ مدت میں بدے۔ یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے۔ ابن عباس نے اسکو سبب ذکر کرنے کے ساتھ روایت کیا ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو وہاں کے لوگ پھلوں میں بدھنی کیا کرتے تھے۔ ایک سال کی، دو سال کی، تین سال کی۔ یعنی مول اب دے دیتے اور پھل ایک سال کا یا زیادہ کا ٹھیرا لیتے۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بدھنی کسی چیز میں کرے تو چاہیئے کہ بدھنی معلوم اور وزن معلوم میں مدت معلوم تک کرے۔

(۲۰) آدمی ہمیشہ سوال کرتا رہتا ہے آخر قیامت کو آئے گا اسکے منہ پر کچھ گوشت نہ ہوگا۔

(۲۱) غلام کے لئے اس کا کھانا پہننا اور طاقت سے زیادہ اس پر کام نہ ڈالا جائے۔

(۲۲) مجھ کو بڑے سے بڑا خوف اپنی امت پر قوم لوط کے عمل کا ہے۔

(۲۳) جس نے دنیا میں شراب پی اور ہمیشہ پیتا مرا اور توبہ نہ کی تو قیامت میں اسکو نہ پی سکے گا۔

(۲۴) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سوئی، دھاگہ (تک) ادا کر دیا کرو۔ اور غنیمت کی چوری سے بچو کہ قیامت کے دن غلول کرنیوالوں پر بڑی شرمندگی ہوگی۔

(۲۵) جلدی کرو عملوں میں ایسے فتنوں سے پہلے جو اندھیری رات کے ٹکڑوں کی مانند ہونگے۔ بندہ صبح کو مومن ہوگا شام کو کافر ہوگا۔ اور شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر، اپنا دین دنیا کے سامان کے عوض بیچ دے گا۔

(۲۶) میں تو بشر ہوں اور تم میرے پاس جھگڑے لاتے ہو۔ اور شاید ایک فریق تم میں دوسرے سے اپنا ثبوت پیش کرنے میں زیادہ طرار ہو اور میں اس سے جیسا سنوں اسی کے مطابق فیصلہ کر دوں۔

پھر جس کو میں اس کے بھائی کا کچھ حق دلا دوں تو وہ اسے ہرگز نہ لے کہ میں تو اس کے لئے آگ کا ایک ٹکڑا الگ کرتا ہوں۔

(۲۷) امیر یا مامور یا شیخی خورے کے سوا کوئی وعظ نہیں کرتا۔

(۲۸) بیشک اللہ ہر صدی کے سر پر ایسے شخص کو اس امت کے لئے بھیجتا ہے جو اس کے دین کی تجدید کرے۔

(۲۹) اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر شخص وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔

(۳۰) کسی آدمی کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ جدا رہے۔ جب آپس میں ملیں تو ایک دوسرے سے اعراض کریں۔ ان دونوں میں کا بہتر وہ ہے۔ جو سلام میں پہل کرے۔

(۳۱) بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ اور تم کسی کی برائی کے درپے نہ ہو۔

(۳۲) بس مومن ہی سے دوستی رکھو اور تمہارا کھانا صرف پرہیزگار ہی کھائے۔

(۳۳) بہترین اعمال اللہ کے لئے محبت اور اُسی کے لئے بغض ہے۔

(۳۴) میں تمہیں جس چیز سے روکتا ہوں تم اُس سے بچو اور جس کا تمہیں حکم دیتا ہوں وہی کرو جہانتک ہو سکے اسلئے کہ زیادہ سوال پوچھنے اور اپنے نبیوں کے بارے میں اختلاف رکھنے کیوجہ ان لوگوں کو ہلاک کر دیا جو تم سے پہلے تھے۔

(۳۵) جب اللہ تعالیٰ نے پیدائش کا فیصلہ کیا تو ایک نوشتہ لکھا اور وہ اسکے پاس اُسکے عرش پر ہے بیشک میری رحمت میرے غضب پر بڑھ گئی اور ایک روایت میں ہے کہ بیشک میری رحمت میرے غضب پر غالب آگئی۔

(۳۶) بیشک شیطان انسان کی رگوں میں اسطرح چلتا ہے جیسے خون یعنی جیسے خون رگوں میں چلتا ہے اور انسان کو پتہ نہیں چلتا۔ اسیطرح شیطان لوگوں میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔ اور انسان کو پتہ نہیں چلتا۔

(۳۷) بیشک اللہ تعالیٰ میری امت سے درگذر فرما دیتا ہے اس وسوسہ کو جو سینے میں گذرتا ہے جبتک کہ وہ اس پر

عمل نہ کرے یا بات نہ کرے۔

(۳۸) بیشک شیطان کے لئے لمّہ ہے آدم کے بیٹوں کیساتھ اور فرشتے کیلئے ایک لمّہ ہے رہا شیطان کا لمّہ تو اسکے معنی ہیں شر کا عادی بنانا اور حق کو جھٹلانا لیکن ملک کا لمّہ کہ خیر کا عادی بنانا اور حق کی تصدیق کرنا ہے جو شخص اسکو پائے اسکو جان لینا چاہئے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اُس کو اللہ کی تعریف کرنا چاہئے۔ اور جو شخص دوسرے کو پائے تو اس کو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے۔

(۳۹) اسلام اجنبیت یعنی اوپرے پن کی حالت میں شروع ہوا تھا ویسے ہی اوپرے پن کی حالت میں عنقریب لوٹیگا لہذا اجنبیوں کو خوشخبری ہو۔

(۴۰) دو نعمتیں ہیں جن میں لوگ زیادہ فریب خوردہ اور نقصان زدہ ہیں صحت اور بے فکری۔

(۴۱) جو شخص اس بدبودار درخت سے کھائے وہ ہماری مسجد کے پاس نہ پھٹکے کیونکہ فرشتے بھی ان چیزوں سے تکلیف اٹھاتے ہیں جن سے کہ انسان تکلیف اٹھاتا ہے۔

(۴۲) انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ اُن چیزوں کو جو لایعنی ہیں چھوڑ دے۔

(۴۳) عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرو کہ تم نے ان کو اللہ کی امان میں لیا ہے اور تم نے انکی شرمگاہوں کو اللہ تعالیٰ کے کلمے کے باعث حلال کیا ہے اور تمہارا اُن پر حق ہے کہ وہ کسی سے تمہارے بستر کو نہ روندوائیں (یعنی بدکاری نہ کریں) جسکو تم اچھا نہیں سمجھتے۔ پھر اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان کو ایسی مار مارو جو زیادہ شدید نہ ہو اور تم پر ان کی روزی اور پوشش ہے دستور کے مطابق ضروری ہے۔

(۴۴) تم عورتوں کو بھلائی کی وصیت کرو کیونکہ عورت پسلی کی ہڈی سے ہے کیونکہ پسلی کے اندر سب سے زیادہ ٹیڑھا حصہ اسکے اُوپر کا ہے اگر تم اسکو سیدھے کرنے لگو تو توڑ دو گے اور اگر چھوڑ دو تو برابر ٹیڑھی رہیگی

(۴۵) دعا اس (بلا) کو (بھی) نفع کرتی ہے جو اتر آئی ہو۔ اور اسکو (بھی) جو (ابھی) اتری نہیں۔ سو اے اللہ کے بندو اپنے اوپر دعا کو لازم کر لو۔

(۴۶) جب تم کوئی (خوفناک) نشان دیکھو تو نماز پڑھو۔

(۴۷) سورج اور چاند اللہ کے نشانوں میں سے دو نشان ہیں نہ تو کسی کی موت کے سبب گہناتے

ہیں اور نہ کسی کی زندگی کے سبب۔ پھر جب تم ایسا نشان دیکھو تو اللہ کی یاد کرو۔

(۴۸) جس دن رسول خدا کے فرزند ابراہیم نے وفات پائی (اُسدن) سورج کو گرہن لگا، لوگوں نے کہا ابراہیم کی موت سے گرہن لگا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند تو اللہ کی نشانیوں میں دو نشانیاں ہیں۔ یہ کسی کی مرگ اور زندگی پر نہیں گہناتے جب تم کچھ ایسے ایسے ہول اور ڈر دیکھ لو۔ تو نماز پڑھنی شروع کر دو۔

(۴۹) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے جو کوئی سنے اس امت میں سے میرا پیغمبر ہونا، یہودی ہو یا عیسائی ہو پھر وہ اس حال پر مر جائے کہ جو کچھ میری معرفت بھیجا گیا ہے اس پر ایمان نہ لایا ہو۔ تو وہ دوزخی ہوگا۔

(۵۰) اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو راضی ہوا اللہ سے اسکو پروردگار اور اسلام کو دین۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول سمجھتے ہیں۔

(۵۱) میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی سوا اُس شخص کے جو منکر ہوا۔ عرض کیا منکر کون ہوا اے اللہ کے پیغمبر! فرمایا جس نے میرا کہا مانا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس نے میرا کہا نہ مانا وہ منکر ہوگیا۔

(۵۲) تم میں سے کوئی مومن نہ ہوگا جب تک اس کی خواہش اس کے مطابق (نہ) ہو جائے۔ جو کچھ میں لایا ہوں۔

(۵۳) مومن وہ ہے۔ جس سے لوگ اپنی جانوں اور مالوں پر بے خوف رہیں اور
مسلم وہ ہے۔ جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں اور
مجاہد وہ ہے جس نے اللہ کا کہا ماننے میں اپنی جان لڑائی اور
مہاجر وہ ہے جس نے خطاؤں اور گناہوں کو چھوڑا۔

(۵۴) سب ذکروں میں بہتر لا الہ الا اللہ ہے اور سب دعاؤں میں بہتر الحمد للہ ہے۔

(۵۵) بڑا خوش نصیب آدمی میری شفاعت سے قیامت کے دن وہ ہے جس نے لا الہ

الا اللہ صاف دل سے کہا ۔

(۵۶) کوئی ایسا شخص نہیں جو اپنے دل کی راستی سے یہ گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک حضرت محمد اللہ کے پیغمبر ہیں، اور اللہ اسکو دوزخ پر حرام نہ کر دے ۔

(۵۷) جو بھی بندہ لا الہ الا اللہ کہے پھر اسی (اعتقاد) پر مر جائے وہ (ضرور) جنت میں داخل ہوگا۔

(۵۸) کوئی ایسا بچہ نہیں جو فطرت پر نہ پیدا ہوتا ہو پھر اسکے ماں باپ اس کو یہودی کر دیتے ہیں اور نصرانی کر دیتے ہیں اور مجوسی کر دیتے ہیں ۔ جیسے چوپایہ پورا بچہ جنتا ہے کیا ان میں کوئی نکٹا، کنکٹا بھی ہوتا ہے ۔ آخر تم ہی اس کے کان ناک کاٹ دیتے ہو ۔

(۵۹) بعضا بندہ عمل کرتا ہے دوزخیوں کے اور وہ ہوتا ہے اہل جنت سے، اور وہ عمل کرتا ہے بہشتیوں کے اور ہوتا ہے وہ دوزخی ۔ اعمال خاتمہ پر ہی قابلِ اعتبار ہوتے ہیں ۔

(۶۰) پھر بعد حمد کے بیشک تمام باتوں میں اچھی، اللہ کی کتاب ہے اور سب ہدایتوں میں اچھی، محمد کی ہدایت، سب کاموں میں بدتر نئے نکالے ہوئے کام ہیں، اور ہر نیا نکالا کام بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے ۔

(۶۱) جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات پیدا کریگا جو اس دین سے نہ ہو تو وہ مردود ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے کوئی ایسا کام کیا جو ہمارے دین کے مطابق نہیں ہے وہ مردود ہے ۔

(۶۲) جس نے اللہ کے واسطے حج کیا پھر نہ اس نے فحش کہا اور نہ بدکاری کی، پھر وہ اس دن کی مانند (گناہوں سے پاک) ہو جائیگا جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا ۔

(۶۳) کوئی سونے چاندی کا مالک جو اس میں سے اس کا حق (زکوٰۃ) ادا نہ کرتا ہو وہ بغیر اس کے نہ رہے گا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اس کے لئے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی پھر ان کو دوزخ کی آگ میں خوب تپایا جائے گا، پھر ان سے اس کی کروٹیں، پیشانی اور پشت داغی جائے گی ۔ اور جب ٹھنڈی ہونے لگیں گی تو پھر اس کے لئے تپا دی جائیں گی ۔ اس دن میں جو پچاس ہزار برس کے برابر ہوگا ۔ جہاں تک سب بندوں کے جھگڑے نبٹ چکیں پھر وہ اپنا راستہ دیکھے گا جو یا تو

جنت کی طرف ہوگا یا دوزخ کی طرف -

(۶۴) رسولِ خداؐ تھوڑا چھوڑ سارے شعبان کے روزے رکھتے اور ایک روایت ہے کہ سارا شعبان روزے رکھتے -

(۶۵) روزہ نہ رکھو اس وقت تک کہ نیا چاند دیکھو -
اور نہ افطار کرو اسوقت تک کہ نیا چاند دیکھو -

(۶۶) جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں {(اور ایک روایت میں) جنت کے دروازے (کھل جاتے ہیں)} اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیطان قید کر لئے جاتے ہیں -

(۶۷) جس نے رمضان کے روزے از روئے ایمان اور ثواب کے لئے رکھے - اسکی پہلی خطائیں معاف ہونگی اور جس نے رمضان میں بروئے ایمان اور بہ نیت ثواب شب بیداری کی اس کی پہلی خطائیں معاف ہوجائینگی -

(۶۸) سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے -

(۶۹) جس نے رمضان کا ایک دن کا روزہ بغیر شرع کی اجازت کے بدوں بیماری کے توڑ ڈالا تو اس کا عوض ساری عمر کے روزے نہیں ہوسکتے -

(۷۰) میں نے اس رات کی تلاش میں (رمضان کے) پہلے دہے میں اعتکاف کیا، پھر میں نے بیچ کے دہے میں اعتکاف کیا اس کے بعد میں آیا تو مجھے کہا گیا، اسے پچھلے عشرے میں تلاش کر - سو جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا تھا وہ پچھلے عشرے میں پھر اعتکاف کرے مجھے یہ رات دکھا دی گئی تھی پھر بھلا دی گئی -

(۷۱)

(۷۲) جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے پیچھے شوال کے چھ روزے رکھے تو ایسا ہے

جیسے تمام سال کے روزے رکھے ۔

(۳۷) کوئی دن ایسے نہیں جن میں اچھا عمل ان دنوں سے زیادہ اللہ کو پیارا ہو (یعنی ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کے دن)

(۳۸) ابن آدم کا کوئی عمل اللہ تعالےٰ کو اس سے زیادہ پیارا نہیں جتنا یوم النحر میں خون ریختہ کرنا اور قربانی قیامت کے دن اپنے سینگوں بالوں اور سموں سمیت آئے گی اور خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالےٰ کے ہاں وقعت حاصل کر لیتا ہے ۔

(۳۹) افضل روزے ماہ رمضان کے بعد ماہ خدا محرم کے ہیں ۔

س، م رواہ ابو ہریرہ

(۴۰) یوم عاشورا کا روزہ رکھنا غالب ہے کہ اللہ ایک سال گذشتہ کا کفارہ کر دے ۔

(۴۱) نہ بیماری لگتا ہے نہ سفر کی نحوست اور نہ بھیلاوہ ۔

(۴۲) پیشگوئی لینا کچھ نہیں بہتر اس میں فال ہے پوچھا یا رسول اللہ ! فال کیا ہوتی ہے فرمایا اچھی بات جو کوئی سنے ۔

(۴۳) دنیا ہی ہر چیز میں ہو آخرت کے کام میں نہ ہو ۔

(۴۴) جب میری امت پندرہ خصلتیں اختیار کرے گی تو ان پر بلا نازل ہوگی ۔
اس کو روایت کیا علی بن ابی طالب نے اور گن دیں یہ خصلتیں ۔ جب غنیمت دولت سمجھی جائے امانت لوٹ ، اور زکوٰۃ چٹی ، اور مرد اپنی جورو کی فرمانبرداری اور اپنی ماں کی سرکشی کرے اپنے دوست سے احسان اور باپ پر جفا کرے ، اور مسجد میں آوازیں بلند ہوں ، گھرانے کا سردار وہ ہو جو انہیں بدکار ہو ، اور قوم کا سالار وہ ہو جو سب میں رذیل ہو اور مرد کی عزت اس کی شرارت کے خوف سے کی جائے ۔ اور گانے والیاں اور سامان طرب ظاہر ہو ، شراب پی جائے اور ریشم پہنا جائے اور اس امت کے اخلاف اسلاف پر لعنت بھیجیں تو اس وقت لوگ مستحق ہونگے کہ ان پر عذاب نازل ہو ۔

(۸۱) کال اس سے نہیں پڑتا کہ مینہ نہ برسے بلکہ کال اس سے پڑتا ہے کہ مینہ تو برسے لیکن زمین کوئی چیز نہ اگائے ۔

(۸۲) فرائض اور قرآن سیکھو کیونکہ میں قبض ہونے والا ہوں ۔

(۸۳) جو شخص خوش الحان قرآن نہ پڑھے (یعنی ترتیل اور مخارج سے) وہ ہم میں سے نہیں ۔

(۸۴) نہ کوئی جن نہ کوئی انسان اور نہ کوئی اور شئی ہے کہ مؤذن کی انتہا آواز کو سنے اور قیامت کے روز اس کے حق میں گواہی نہ دے ۔

(۸۵) یہ وہ دن ہے جو اللہ نے ان پر فرض کیا تھا اور انہوں نے اس میں اختلاف کیا تو اللہ نے ہمیں اس کی ہدایت کر دی ۔ اور لوگ ہمارے پیرو ہیں ۔ یہود اگلے دن اور نصاریٰ اس سے اگلے دن ۔

(۸۶) نہیں کوئی دو مسلمان کہ ملیں اور مصافحہ کریں مگر دونو جدا ہونے سے پہلے بخشے جائینگے اور ایک روایت میں ہے جب دو مسلمان ملیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد کریں اور اللہ تعالےٰ سے مغفرت مانگیں تو اللہ ان دونو کو بخش دے گا ۔

(۸۷) بندے کا اور کفر کا رشتہ ہے نماز چھوڑنے کا ۔

(۸۸) کوئی مسلمان نہیں کہ اس پر فرض نماز کا وقت آئے پھر وہ اس کے وضو خشوع اور رکوع کو بخوبی بجا لائے تو وہ نماز پہلے سے پہلے گناہوں کا بدلا نہ ہو جائے جب تک کبیرہ گناہ نہ کیا ہو ۔ اور یہ کفارہ ہمیشہ کو ہے ۔

(۸۹) بتاؤ تو اگر تم میں سے کسی کے دروازے کے آگے دریا بہتا ہو وہ ہر روز پانچ دفعہ اس میں نہایا کرے تو کیا کچھ میل اس کے رہ جائے گی ؟ عرض کیا نہیں ۔ آپ نے فرمایا یہ (یا پانچ دفعہ ہر روز دریا میں نہانا) پانچ نمازوں کا نمونہ ہے ، اللہ تعالےٰ ان کے ذریعے خطاؤں کو مٹا دیتا ہے ۔

(۹۰) جماعت کی نماز اکیلے کی نماز پر ستائیس درجہ افزوں ہوتی ہے۔

(۹۱) جب تم مردے پر نماز پڑھو تو اس کے لئے خالص دعا کرو۔

(۹۲) جس کا پچھلا بول لا الہ الا اللہ وہ جنتی ہے۔

(۹۳) میں نے تم کو قبروں پر جانے سے منع کیا تھا۔ سو اب قبروں کی زیارت کیا کرو۔

(۹۴) لذتوں کو توڑنے والی کو جو موت ہے بہت یاد کیا کرو۔

(۹۵) طاعون عذاب ہے، جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر اُتارا گیا تھا۔ جب تم کسی سرزمین میں اسکو سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب تمہارے وہاں ہوتے طاعون پڑ جائے تو اس سے بھاگ کر وہاں سے مت نکلو۔

(۹۶) نیک اور بدہمنشین کی مثال ایسی ہے جیسے مشک والا اور لوہار کی دھونکنی۔ مشک والے سے تیرے لئے دو باتوں میں سے ایک ہو رہے گی، یا مشک خریدو گے، یا اس کی خوشبو پاؤ گے۔ اور لوہار کی دھونکنی یا تو تیرا گھر جلا دیگی یا کپڑا، یا اُس سے بدبو پاؤ گے۔

(۹۷) دنیا میں ایسے رہو جیسے کہ مسافر یا رستہ گذرنے والا، اور ابن عمرؓ کہا کرتے تھے: جب تم شام کرو تو صبح کا انتظار مت کرو اور جب صبح کرو تو شام کا انتظار مت کرو، اور اپنی صحت سے مرض کیلئے لو اور زندگی سے اپنی موت کیلئے لو۔

(۹۸) مومن اپنے گناہوں کو ایسے دیکھتا ہے گویا وہ ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے، ڈرتا ہے کہ کہیں گر پڑے، اور بدکار اپنے گناہوں کو ایسے خیال کرتا ہے جیسے مکھی ناک پر گذرے اور وہ یوں اُڑا دے۔

(۹۹) بیوہ اور مسکین کے لئے کوشش کرنے والا ایسا ہے جیسا اللہ کے رستے میں جہاد کرنے والا، یا اس شخص کی مانند جو تمام رات قیام کرے اور ہمیشہ روزہ رکھے۔

(۱۰۰) اُس علم کی مثال جس سے نفع نہ اُٹھایا جائے اُس خزانے کی سی ہے جس سے...

اَلدُّرُوسُ الْعَرَبِيَّةُ

مُحَادَثَةٌ

(بقلم عبید الحق الفلاح)

(پیوستہ بگذشتہ)

كَانَ مِنْ عَادَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَنْ يُنَظِّفَ يَدَيْهِ قَبْلَ الْاَكْلِ وَ بَعْدَهُ ، وَ كَانَ لَا يَاْكُلُ اِلَّا اِذَا جَاعَ وَ لَا يَمْلَأُ بَطْنَهُ بِالطَّعَامِ اِذَا اَكَلَ ، وَ لَا يَذُمُّ طَعَامًا ، فَاِذَا اَحَبَّهُ اَكَلَ مِنْهُ ، وَ اِلَّا تَرَكَهُ ، وَ كَانَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقْتَدُوْنَ بِهِ ، فَحَسُنَتْ صِحَّتُهُمْ وَ قَوِيَتْ اَجْسَامُهُمْ ، فَمَتَى عَمِلْتِ بِهٰذِهِ النَّصَائِحِ كُنْتِ سَلِيْمَةَ الْجِسْمِ وَ حَسَنَةَ الذَّوْقِ ❖

فَتَلَقَّيْتُ مِنْ اُمِّيْ هٰذِهِ النَّصَائِحَ وَ عَمِلْتُ بِهَا حَتَّى الْاٰنَ ․

قَالَتْ لَهَا جَدَّتُهَا : اَحْسَنْتِ يَا عَزِيْزَتِيْ !

وَ اَلَحَّتْ خَوْلَةُ عَلٰى جَدَّتِهَا اَنْ تَقُصَّ

عَلَيْهَا شَيْئًا مِنْ صِفَاتِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ اَنَّهُ
مَوْجُوْدٌ وَاحِدٌ لَا شَرِيْكَ لَهُ فِي الْخَلْقِ .

فَالْتَفَتَتْ جَدَّتُهَا اِلَيْهَا وَ قَالَتْ لَهَا :-

مَنِ الَّذِيْ صَنَعَ هٰذَا الْكُرْسِيَّ الَّذِيْ
تَجْلِسِيْنَ عَلَيْهِ ؟

قَالَتْ صَنَعَهُ النَّجَّارُ .

مَنِ الَّذِيْ بَنَى بَيْتَكِ ؟

بَنَاهُ الْبَنَّاءُ .

مَنِ الَّتِيْ خَبَزَتِ الْعَيْشَ الَّذِيْ تَاْكُلِيْنَهُ ؟

خَبَزَتْهُ اُمِّيْ وَ اَحْيَانًا خَادِمَتِيْ .

هَلْ يُمْكِنُ اَنْ يُوْجَدَ كُرْسِيٌّ بِغَيْرِ نَجَّارٍ
اَوْ بَيْتٌ بِغَيْرِ بَنَّاءٍ ، اَوْ عَيْشٌ بِلَا خَبَّازَةٍ
اَوْ خَبَّازٍ ؟ لَا يُمْكِنُ اَنْ يَكُوْنَ كُرْسِيًّا بِغَيْرِ نَجَّارٍ، وَلَا بَيْتًا بِلَا بَنَّاءٍ، وَلَا عَيْشًا بِغَيْرِ خَبَّازَةٍ اَوْ خَبَّازٍ .

هَلْ يُمْكِنُ اَنْ يُوْجَدَ شَيْءٌ مِنْ غَيْرِ صَانِعٍ
يَصْنَعُهُ ؟

لَا يُمْكِنُ اَنْ يُوْجَدَ شَيْءٌ بِغَيْرِ صَانِعٍ .

اُنْظُرِيْ اِلَى السَّمَاءِ وَ مَا فِيْهَا مِنَ الشَّمْسِ
وَ الْقَمَرِ وَ النُّجُوْمِ ، وَ الْاَرْضِ وَ مَا فِيْهَا
مِنَ الْجِبَالِ وَ الْاَوْدِيَةِ وَ الْبِحَارِ وَ الْاَنْهَارِ
مَنْ خَلَقَهَا ؟

خَلَقَهَا اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ .

مَنِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَ الْحَیَوَانَ وَ النَّبَاتَ وَ جَمِیْعَ الْاَشْیَاءَ ؟

خَلَقَهَا اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی .

مَنِ الَّذِیْ یُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ؟

یُنَزِّلُ اللّٰهُ جَلَّ وَ عُلٰی .

مَا الَّذِیْ عَلِمْتَ مِنْ هٰذَا الدَّرْسِ ؟

عَلِمْتُ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی هُوَ الَّذِیْ اَوْجَدَ السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِیْهَا مِنْ شَمْسٍ وَ قَمَرٍ وَ نُجُوْمٍ ، وَ اَوْجَدَ الْاَرْضَ وَ مَا فِیْهَا مِنَ الْجِبَالِ وَ الْاَوْدِیَةِ وَ الْبِحَارِ ، وَ الْاَنْهَارِ وَ خَلَقَ مَا فِیْهَا مِنْ اِنْسَانٍ ، وَ حَیَوَانٍ وَ نَبَاتٍ وَ جَمِیْعَ الْاَشْیَاءِ . قَدْ جَاءَ وَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ ، فَدَعْنَا نَتَوَضَّأُ لِنُصَلِّیَ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ .

خَبِّرْنِیْ یَا جَدِّیْ مَا فُرُوْضُ الْوُضُوْءِ وَمَا مَعْنَی الْفَرْضِ ؟

اَلْفَرْضُ هُوَ مَا یَجِبُ فِعْلُهٗ ، وَ لَا یَصِحُّ الْوُضُوْءُ وَ لَا تَصِحُّ الْعِبَادَةُ بِدُوْنِهٖ وَ فَرَائِضُ الْوُضُوْءِ اَرْبَعَةٌ :

۱۔ غَسْلُ الْوَجْهِ مَرَّةً وَ حَدُّهٗ طُوْلًا مِنْ اَعْلَی الْجَبْهَةِ اِلٰی اَسْفَلِ الذَّقَنِ . ؛ مَا

بَيْنَ شَحْمَتَيِ الْاُذُنَيْنِ عَرْضًا .
۲ ـ غَسْلُ الْيَدَيْنِ مَعَ الْمِرْفَقَيْنِ .
۳ ـ مَسْحُ رُبْعِ الرَّاْسِ .
۴ ـ غَسْلُ الرِّجْلَيْنِ مَعَ الْكَعْبَيْنِ مَرَّةً .
اَيْنَ كَعْبُكَ يَا خَوْلَةُ ؟
مَا عَلِمْتُ يَا جَدَّتِيْ .
اَلْكَعْبُ هِيَ الْعَظْمُ النَّاتِيْ فِيْ جَانِبِ الْقَدَمِ .
مَا سُنَنُ الْوُضُوْءِ وَ مَا مَعْنَى السُّنَّةِ ؟
اَلسُّنَّةُ مَا يُثَابُ عَلٰى فِعْلِهٖ وَ يُعَاتَبُ عَلٰى تَرْكِهٖ . وَ مِنْ سُنَنِ الْوُضُوْءِ :ـ
اَلنِّيَّةُ ، وَ التَّسْمِيَةُ ، وَ غَسْلُ الْيَدَيْنِ اِلَى الرُّسْغَيْنِ ثَلَاثًا ، وَ الْاِسْتِيَاكُ ، وَ الْمَضْمَضَةُ ثَلَاثًا ، وَ الْاِسْتِنْشَاقُ ثَلَاثًا ، وَ تَخْلِيْلُ اللِّحْيَةِ ، وَ تَخْلِيْلُ الْاَصَابِعِ ، وَ مَسْحُ جَمِيْعِ الرَّاْسِ ، وَ مَسْحُ ظَاهِرِ الْاُذُنَيْنِ وَ بَاطِنِهِمَا مَرَّةً وَاحِدَةً ، وَ تَثْلِيْثُ غَسْلِ الْوَجْهِ وَ الْيَدَيْنِ وَ الرِّجْلَيْنِ وَ تَرْتِيْبُ اَعْمَالِ الْوُضُوْءِ ، وَ الْبَدْءُ بِالْيُمْنٰى فِي الْيَدَيْنِ وَ الرِّجْلَيْنِ .
وَ مَا الْمُسْتَحَبُّ ؟

وَ الْمُسْتَحَبُّ مَا يُثَابُ عَلٰى فِعْلِهٖ وَ لَا عِتَابَ عَلٰى تَرْكِهٖ .

وَ الْمُسْتَحَبَّاتُ كَثِيْرَةٌ . مِنْهَا :-

اِسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ حَالَ الْوُضُوْءِ ، مَسْحُ الرَّقَبَةِ . تَقْدِيْمُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى - اَلْاِتْيَانُ بَعْدَهٗ بِالشَّهَادَتَيْنِ وَ الدُّعَاءِ وَ قِرَاءَةُ سُوْرَةِ الْقَدْرِ .

هَلْ يُبْطِلُ الْوُضُوْءَ يَا جَدَّتِيْ ؟

نَعَمْ ، لَوْ خَرَجَ شَيْءٌ مِنَ السَّبِيْلَيْنِ كَالْبَوْلِ وَ الْبَرَازِ وَ الرِّيْحِ اَوْ سَيَلَانُ نَجَاسَةٍ مِنْ غَيْرِ السَّبِيْلَيْنِ كَدَمٍ مِنْ جُرْحٍ وَ رُعَافٍ وَ قَيْحٍ وَ قَيْءٍ مِلْاءَ الْفَمِ ، وَ نَوْمُ الْاِنْسَانِ اِذَا كَانَ مُضْطَجِعًا اَعْنِيْ اَنَّهٗ نَائِمًا عَلٰى جَنْبِهٖ اَوْ مُتَّكِئًا اَوْ مُسْتَنِدًا اِلٰى شَيْءٍ لَوْ اُزِيْلَ عَنْهُ لَسَقَطَ وَ الْاِغْمَاءُ وَ الْجُنُوْنُ ، وَ السُّكْرُ ، وَ الْقَهْقَهَةُ فِي الصَّلٰوةِ ذَاتِ رُكُوْعٍ وَ سُجُوْدٍ مِنْ بَالِغٍ بِصَوْتٍ مَسْمُوْعٍ ، فَاِذَا حَصَلَ مِنَ الْمُتَوَضِّئِ وَاحِدٌ مِنْ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ هُوَ رَجُلٌ اَوْ امْرَاَةٌ مُتَوَضِّئًا وَجَبَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَسْتَاْنِفَا وُضُوْءَهُمَا .

مَا وَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ يَا جَدَّتِيْ ؟

وَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ مِنْ غُرُوْبِ الشَّمْسِ إِلٰى غُرُوْبِ الشَّفَقِ الْأَحْمَرِ وَ اسْوِدَادِ الْأُفُقِ .

هَلْ جَاءَ وَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ ؟

لَمْ يَبْقَ إِلَّا دَقَائِقَ مَعْدُوْدَةِ .

قُوْلِيْ لِيْ يَا جَدَّتِي الْعَزِيْزَةِ مَا فَوَائِدُ الْوُضُوْءِ ؟

إِذَا تَأَمَّلْتِ يَا حَفِيْدَتِي الْعَزِيْزَةِ ، مَا فَعَلْتِهِ فِي الْوُضُوْءِ ، وَجَدْتِ أَنَّكِ قَدْ غَسَلْتِ وَ نَظَّفْتِ يَدَيْكِ اللَّتَيْنِ تَتَنَاوَلِيْنَ بِهِمَا الْغِذَاءَ وَ الْأَطْعِمَةَ ، وَ أَسْنَانَكِ الَّتِيْ تَأْكُلِيْنَ بِهَا وَ أَنْفَكِ الَّذِيْ تَتَنَفَّسِيْنَ مِنْهُ الْهَوَاءَ وَ تَتَشَمَّمِيْنَ الرَّوَائِحَ وَ وَجْهَكِ الَّذِيْ تُقَابِلِيْنَ بِهِ أَبَوَيْكِ وَ أَخَوَاتِكِ وَ قَرِيْنَاتِكِ وَمُعَلِّمَاتِكِ وَ عَيْنَيْكِ اللَّتَيْنِ تَنْظُرِيْنَ بِهِمَا الْأَشْيَاءَ النَّادِرَةَ وَ الْمَنَاظِرَ الْعَجِيْبَةَ وَ تَتْلِيْنَ بِهِمَا كَلَامَ اللهِ وَ تَقْرَئِيْنَ بِهِمَا الْعُلُوْمَ الْمُفِيْدَةَ وَ ذِرَاعَيْكِ اللَّتَيْنِ كَثِيْرًا مَا تَكُوْنَانِ مَكْشُوْفَتَانِ لِلْأَوْسَاخِ وَ الْغُبَارِ وَ رَأْسَكِ الَّذِيْ قَدْ يَكُوْنُ مَغْمُوْرًا بِالْعَرَقِ ، وَ أُذُنَيْكِ اللَّتَيْنِ

قَدْ تَمَتْلِئَانِ غُبَارًا وَ رِجْلَيْكِ اللَّتَيْنِ قَدْ تُنْتِنَانِ مِنَ الْعَرَقِ ، وَ لَا شَكَّ اَنَّ الْوُضُوْءَ يُنَظِّفُ كُلَّ هٰذِهِ الْاَعْضَاءَ وَ يَقِي الْاِنْسَانَ مَضَارَّ الْوَسَخِ وَ الْعَرَقِ وَ الْاَمْرَاضِ وَ يُقَوِّي الْاَعْضَاءَ وَ يَشْرَحُ الصَّدْرَ وَ اَظُنُّكِ تُحِسِّيْنَ بِذٰلِكَ بَعْدَ الْوُضُوْءِ .

حَقًّا يَا جَدَّتِيْ ! عَلِمْتُ الْاٰنَ مِنْ فَوَائِدِ الْوُضُوْءِ .

كَمْ فَرْضُ الْمَغْرِبِ وَ سُنَّتُهَا ؟

فَرْضُهَا ثَلَاثُ رَكَعَاتٍ وَ سُنَّتُهَا رَكْعَتَانِ بَعْدَهُ .

هَا ، قَدْ جَاءَ وَقْتُهَا ، دَعْنَا نُصَلِّيْ .

فَقَامَتْ لِلصَّلَاةِ مُسْتَقْبِلَةً وَ قَامَتْ خَوْلَةُ بِجَانِبِهَا الْيُسْرٰى وَ وَجْهُهُمَا اِلَى الْقِبْلَةِ ، ثُمَّ رَفَعَتْ يَدَيْهَا اِلٰى كَتِفَيْهَا وَ قَالَتْ جَدَّتُهَا تَكْبِيْرَ الْاِفْتِتَاحِ " اَللّٰهُ اَكْبَرُ " وَضَعَتْ يَدَهَا الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَوْقَ صَدْرِهَا وَ فَعَلَتْ خَوْلَةُ مَا فَعَلَتْ جَدَّتُهَا .

ثُمَّ قَرَأَتَا الثَّنَاءَ بَعْدَ تَكْبِيْرِ الْاِفْتِتَاحِ سِرًّا ، وَ هُوَ :

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ

وَ تَعَالٰی جَدُّكَ وَ لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ، ثُمَّ الاِسْتِعَاذَةُ وَ التَّسْمِيَةُ سِرًّا اَعْنِی :

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

ثُمَّ قَرَأَتْ جَدَّتُهَا سُوْرَةَ الْفَاتِحَةِ وَ بَعْضَ اٰيَاتِ الْقُرْاٰنِ جَهْرًا اَعْنِی :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ٥ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ٥ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ٥ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ٥ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ٥ اٰمِيْن ٥

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ٥ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ٥ لَمْ يَلِدْ ٥ وَ لَمْ يُوْلَدْ ٥ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ٥

ثُمَّ كَبَّرَتِ التَّكْبِيْرَ عِنْدَ الرُّكُوْعِ جَهْرًا وَ قَرَأَتِ التَّسْبِيْحَ فِی الرُّكُوْعِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ سِرًّا . (سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْمِ) ثَلَاثًا .

ثُمَّ رَفَعَتْ رَاْسَهَا قَائِلَةً : سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ جَهْرًا ، وَ كَبَّرَتْ جَهْرًا وَ سَجَدَتْ وَ قَالَتَا : سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ سِرًّا . ثُمَّ جَلَسَتْ وَ قَالَتْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ كَبَّرَتْ

وَ سَجَدَتْ مَرَّةً أُخْرٰى وَ قَالَتْ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَ كَانَتْ تَقْتَدِي خَوْلَةُ جَدَّتَهَا وَ كَذٰلِكَ أَتَمَّتَا رَكْعَتَهُمَا الْأُوْلٰى، ثُمَّ قَامَتْ قَائِلَةً: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، وَ صَلَّيَتْ رَكْعَةً ثَانِيَةً وَ قَرَأَتْ سُوْرَةَ الْفَاتِحَةِ وَ سُوْرَةً صَغِيْرَةً أُخْرٰى مَعَهَا ثُمَّ كَبَّرَتْ وَ قَرَأَتْ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ رَفَعَتْ رَأْسَهَا وَ قَالَتِ التَّسْمِيْعَ أَعْنِيْ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، مُنْفَرِدَةً وَ قَالَتْ خَوْلَةُ: رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ سِرًّا، فَإِذَا اسْتَوَتْ قَائِمَةً كَبَّرَتْ جَهْرًا وَ سَجَدَتْ سَجْدَتَيْنِ كَمَا فَعَلَتْ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى.

(الباقي آتي)



مفید کتابیں

کتاب	قیمت
نقشِ وفا : مرد اور عورت کے لئے بہترین راہِ عمل	۶ ر
محمدؐ اور عورت ذات	۳ ر
اظہارِ حق : تفسیر سورۂ والتین	۶ ر
ہمارے اعمال اور انکی قدر و قیمت	۲ ر
الناموس المفصل : تفسیر سورۂ مزمل	۴ ر
نور الحق : تفسیر سورۂ علق مع ضمیمہ	۳ ر
اصل الاصول : اہل حدیث اور اہل قرآن کے مناظرہ پر محاکمہ	۶ ر
سمجھ اچھی کہ بے سمجھی : بے سمجھی کی نماز پر جھگڑا	۱ ر
ارشادات القرآن	۸ ر
تندرستی ہزار نعمت :	۵ ر
الاحسان : تصوف کا بیان	۸ ر
لالۂ صحرا (نظم) : از پروفیسر منیر ایم-اے	۴ ر
جبریلؑ و ابلیسؑ : 〃 〃	۴ ر
اتاترک	۶ ر
شانِ اردو	۶ ر

کتاب	قیمت
نماز بلاد اسلامیہ میں	۳ ر
سترِ دلبراں : قابلِ دید	۳ ر
مقتولِ بے حجابی	۱ ر
قواعدِ عربی حصہ اول - علم صرف	۱۲ ر
عروسِ غربت : ایم - ایم اسلم	عہ ر
بقائے دوام : 〃 〃 〃	عہ
انتقام : 〃 〃 〃	۳ ر
پیمانِ وفا : 〃 〃 〃	۵ ر
خطِ تقدیر : 〃 〃 〃	۶ ر
غزال : 〃 〃 〃	۱۰ ر
ساربان : 〃 〃 〃	۴ ر
چار سہیلیاں : 〃 〃 〃	عہ
بڑی بی : 〃 〃 〃	۱۲ ر
نورِ ہدایت : 〃 〃 〃	۴ ر
دریائے وحدت : قرآن شریف کی آیات اور گرنتھ کے شبدوں کی یکرنگی	۱۲ عہ
الفوز الکبیر : الفتح الخبیر فارسی	۸ ر

ملنے کا پتہ : مینیجر کتب خانہ انجمن اشاعتِ اسلام - دار القرآن - جالندھر شہر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۵





پیام اسلام

جالندھر شہر

تعلیمی صحیفہ

جولائی سنہ ۱۹۴۶ء

قواعد

۱- رسالہ ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے

۲- رسالہ نہ پہنچنے کی اطلاع اسی مہینے کی بیسویں تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے ورنہ رسالہ، بشرطِ موجودگی قیمت پر ملیگا

۳- چندہ سالانہ ۳ روپے - فی پرچہ ۴ آنے

۴- اشتہارات کی اُجرت کا تصفیہ منیجر سے بذریعہ خط و کتابت کرنا چاہیئے -

جنرل برقی پریس ریلوے روڈ - جالندھر شہر میں چھپکر
باہتمام محمد احمد خان ذاکر پرنٹر پبلشر "دارالقرآن" سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیام اسلام

جالندھر شہر

جلد ۱۷ جولائی ۱۹۴۶ء شعبان ۱۳۶۵ھ نمبر ۷

اَلدُّرُوسُ الْعَرَبِيَّةُ

اَلْحَيَاءُ وَالْإِحْتِشَامُ

اَلْحَيَاءُ اِنْقِبَاضُ النفس عَنِ الْقُبْحِ مخافة الذَّمِّ. قَالَ (صَلَّى اللهُ عليه وسلم) لكل دين خلق وخلق الاسلام الحياء. ومعنى ذلك ان الحياء من اخص ما يختص به الدين الاسلامى. وليس ذلك بالامر الغريب بل الحق ان يكون الامر الغريب عكسه. فان النفس الوقحه التى لا تعرف للحياء معنى ليس لها

معنى فى القيمه و الحفاوة و التقدير و هى احق بالذل
و الهون فكأن الدين الاسلامى حين حض على الحياء
حض على المثل الاعلى للفضيلة و الكمال وما اصدق
من قال :

اذا قل ماء الوجه قل حياءه
و لا خير فى وجه اذا قل ماءه
حياءك فاحفظه عليك فانما
يدل على فعل الكريم حياءه

فالمرء بلا حياء كانه بين قومه عريان على
حد قول الشاعر :

انى كأنى ارى من لا حياء له
و لا امانة وسط القوم عريانا

و لقد قال بعض الحكماء فى مدح الحياء
(من كساه الحياء ثوبه لم ير النّاس عيبه).
و جاء الدين الاسلامى يحث على التخلق بهذه
الصفة السامية فقال (صلى الله عليه وسلم) (ان مما
ادرك الناس من كلام النبوة الاولى (يا ابن آدم اذا
لم تستح فاصنع ما شئت) و فحوى الحديث ان من
نبذ الحياء حق له و سهل عليه ان يرتكب ما
يرتكب من المفاسد و الاثام.
و خليق بالانسان ان يستحى من الله خالقه و

مهديه الى الطريق السوى فيعمل بما امره به وينتهى عما نهاه عنه و يؤدى ماله عليه من الواجبات كاملة بخشوع و ايمان فقد ورد ان النبىّ صلى الله عليه و سلم قال :(استحيوا من الله عز و جل حق الحياء). فقيل يا رسول الله كيف نستحي من الله عز و جل حق الحياء قال (من حفظ الرأس و ما حوى ، و البطن و ما وعى و ترك زينة الحيوٰة الدنيا و ذكر الموت و البلى فقد استحيا من الله عز و جل حق الحيا) و روى أن علقمه بن علاثة قال يا رسول الله عظنى ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : (استح من الله تعالى استحياءك من ذوى الهيبة من قومك)

و قال صلى الله عليه وسلم (الحيا نظام الايمان فاذا انحل نظام الشيء تبدد ما فيه و تفرق)

و الحق ان كل شيء تأتى به القحه و يفقد الحياء يفقد بعد فقده الحياة .

كذلك ينبغى للمرء ان نستحى من الناس و ان لا يتجاهر بالفسق و الفجور بل يظهر العفه و المرؤة و يردع نفسه عن المآثم و لهذا شهر الشارع بالفاسق المجاهد فقال من القى جلباب الحياء فلا غيبة له) اى استحق التأنيب و الكلام

اللاذع من الناس.

و كذلك يجب على المرء ان يستحى من نفسه لا بل يجب أن يستحى منها قبل استحيائه من الناس لان الذى تطيب سريرته و تحسن سيرته وما احسن ممن ينطبق عليه قول الشاعر:

فسرى كاعلانى و تلك خليقتى
و ظلمة ليلى مثل ضوء نهاريا

و المرء ان اخلا بنفسه و خجل منها فى ارتكاب اثم كان اشد خجلا منها و من الناس فى اعلان الارتكاب.

و هناك نوع من الحياء مذموم و هو الافراط فى الخجل لما لا يخجل منه فهذا ليس من الحياء و الاحتشام فى شئ و انما هو ضعف خلقى حرى بالمرء ان يقاومه بممارسة الجرأة و الشجاعة فلقد قال بعض الحكماء (رب حياء يمنع الرزق) و هذا هو الحياء المذموم.

اما الحياء المنطوى على الفضيلة و طهارة السريرة فهو (شعبة من الايمان) كما قال الشارع صلى الله عليه وسلم (الحياء و الايمان مقرونان فاذا سلب احدهما تبعه الاخر) كما قال ايضا صلى الله عليه وسلم:

و لقد ورد فی الحديث الشريف ايضاً (قلة الحياء كفر) انه يجعل صاحبه يرتكب اعمالاً يخالف بها الله وما احسن قول الشاعر فی مدح الحياء :

فلا و الله ما فی العيش خير
و لا الدنيا اذا ذهب الحياء

(۲) حب الوطن

حُبُّكَ لِوَطَنِكَ وَ اَنْتَ صَغِيْرٌ عِبَارَةٌ عَنْ اَنْ تَنْقَادَ وَ تمتثل لِمَا يَأْمُرُكَ بِهِ وَالِدُكَ اَوْ مَنْ يَتَوَلّٰى اَمْرَكَ فِیْ اُمُوْرِ التَّرْبِيَةِ وَ التَّاْدِيْبِ وَ طُرُقِ التَّعْلِيْمِ وَ التَّرَقِّيَةِ لِيُمَكِّنَكَ فِيْمَا بَعْدُ اَنْ تُوْصِلَ المنافع لِوَطَنِكَ . ثُمَّ مَتٰى وَصَلْتَ اِلٰى دَرَجَةِ الرُّشْدِ وَ الْكَمَالِ وَ صِرْتَ رَجُلًا تَعْرِفُ الْخَيْرَ مِنَ الشَّرِّ يَصِيْرُ مَعْنٰى حُبِّ الوَطَنِ بِالنِّسْبَةِ لَكَ هُوَ اَنْ تَبْذُلَ رُوحَكَ وَ مَالَكَ وَ قُدْرَتَكَ وَ مَعْرِفَتَكَ وَ كُلَّ مَا يَتَيَسَّرَ لَكَ مِنَ الاَعْمَالِ النَّافِعَةِ بِأَخْتِيَارِكَ وَ اِرَادَتِكَ لِمَصْلِحَةِ وَطَنِكَ .

(۳) اَلنَّارُ

اُنْظُرْ اِلٰى مَا جَعَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِی النَّارِ . مِنَ

الْفَرَحِ عِنْدَمَا تَغْشَى النَّاسَ ظُلْمَةُ اللَّيْلِ كَيْفَ يَسْتَضِيئُونَ بِهَا وَ يَهْتَدُونَ بِنُوْرِهَا فِي جَمِيعِ أَحْوَالِهِمْ مِنْ أَكْلٍ وَ شُرْبٍ وَ تَحْصِيلِ مَرَافِقِهِ وَ رُؤْيَةِ مَا يُؤْذِيهِمْ وَ مُوَانَسَةِ مَرْضَاهُمْ فَيَجِدُونَ لِوُجُوْدِهَا أُنْسًا كَأَنَّ الشَّمْسَ لَمْ تَغِبْ عَنْ أُفُقِهِمْ وَ يَرْفَعُونَ بِهَا ضَرَرَ الثُّلُوجِ وَالرِّيَاحِ الْبَارِدَةِ وَ يَسْتَعِينُونَ بِهَا فِي الْحَرْبِ وَ هَدْمِ الْحُصُوْنِ فَانْظُرْ مَا أَعْظَمَ قَدْرَ هٰذِهِ النِّعْمَةِ الَّتِي جَعَلَ سُبْحَانَهُ حكمتَا بِأَيْدِيهِمْ إِنْ شَاءُوْا خَزَنُوْهَا وَ إِنْ شَاءُوْا اسْتَعْمَلُوْهَا.

(٤) اَلْعَمَلُ

اَلْعَمَلُ مِنْ ضَرُوْرِيَاتِ الْحَيَاةِ وَ لَوْ لَاهُ مَا حَصَّلَ الْمَرْءُ عَلَى قُوْتِهِ، وَ لَا وَجَدَ ثَوْبًا يَلْبَسُهُ وَ لَا مَسْكَنًا يَأْوِي إِلَيْهِ وَ لَا طَرِيقًا يَسْلُكُهَا، وَ لَا قَنْطَرَةً يَعْبُرُهَا وَ قِطَارًا يَخْتَرِقُ الفيافي و الْقِفَارِ، وَ لَا مَسَرَّةً يُخَاطِبُ بِهَا صَدِيقًا نَائِيًا وَ لَا بَرْقًا يَسْرَعُ بِتَعَرُّفِهِ بِشُئُوْنِ أَفْرَادٍ لَا يَصِلُ إِلَيْهِمْ إِلَّا بَعْدَ أَيَّامٍ. تَأَمَّلْ فِي كُلِّ شَيْءٍ يُحِيطُ بِكَ تَجِدُهُ مِنْ نَتَائِجِ الْعَمَلِ وَ

ثمرات الشغل فالعمل روح الحیات و اساس العمران.

وَ مَا الحَیاةُ بِأنفاسٍ تُرَدِّدُها
إنّ الحَیاةَ حَیاةُ العِلمِ وَ العَمَلِ
وَ لَا ثَمرَةَ لِلعِلمِ اِنْ لَمْ یَکُنْ وَسِیلَةً لِلعَمَلِ

فَالعَامِلُونَ هُمُ الأُلیٰ شَادُوا صُرُوحَ المَدِینَةِ وَ ضَاؤُا الطَّرِیقَ لِرِفْعَةِ شَانِ الاِنسَانِ فَاَحسَنُوا اِلیٰ اَنفُسِهِمْ وَ اِلیٰ بِلَادِهِمْ وَ اِلَی النَّاسِ جَمِیعًا، اُولٰئِکَ الَّذِینَ یَخْلُدُ لَهُمُ التَّارِیخُ الذِّکرَ الحَسَنَ وَ الاَثَرَ الجَلِیلَ وَ اَمَّا الَّذِینَ رَکَنُوا اِلَی الرَّاحَةِ وَالهدوءِ وَ الدَّعَةِ فَاِنَّهُمْ عَالَةٌ عَلَی الاُمَّةِ نَرَی مِنْهُمُ المَرِیضَ الَّذِی لَا یُرْجٰی بُرْءُهٗ، وَ المُعْدَمَ الَّذِی اَحَاطَ بِهِ الفَقرُ وَ السَّجِینُ الَّذِی تَأَلَّمَتْ مِنهُ اَفئِدَةُ الطَّاهِرَةِ.

خَلِّ التَّقَاعُدَ وَ اخلَعْ رِبقَةَ الکَسَلِ
وَ اعمَلْ بِجِدِّکَ فَالاِنسَانُ بِالعَمَلِ

(۵) نَصَائِحُ

یَا بُنَیَّ إنْ تَرَاءَی لَکَ اَمرٌ مِنَ الاُمُورِ یَلزِمُکَ اَنْ تَسْئَلَ فِیهِ اَصْحَابَ العُقُولِ السَّلِیمَةِ فَاِذَا

تَرَاءَى لَهُمْ إِنَّكَ مُصِيْبٌ فَاطْمَئِنَّ نَفْسَكَ عَلَى المعنى فِيهِ وَ إِنْ بَدَا لَهُمْ إِنَّكَ مُخْطِئٌ فَلَا تقدم عليه وَ إِيَّاكَ اَنْ تَسْأَمَ مِنْ اَنْ تَسْأَلَ غَيْرَكَ فَإِنَّكَ إِنْ فَعَلْتَ الْاَمْرَ بِدُوْنِ تَرَوٍّ تَقَعُ فِي الْمَهَالِكِ. وَ تَبَاعَدْ عَنْ كُلِّ الْاُمُوْرِ الَّتِيْ تُسِيْءُ سُمْعَتَكَ، وَ تُنَقِّصُ قَدْرَكَ فِي الْهَيْئَةِ الْاِجْتِمَاعِيَّةِ وَ تَسْأَلْ عَنْ ذَوِي الْمُرُوْءَةِ الْمَنْزِلَةِ الرَّفِيْعَةِ وَ تَشَبَّهْ بِهِمْ إِنَّ التَّشَبُّهَ بِأَمْثَالِهِمْ فَلَاحٌ.

(٦) اَلْعَفْوُ بَعْدَ الْمَقْدِرَةِ مِنْ مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ

خَرَجَ رَجُلٌ عَلَى هَارُوْنَ الرَّشِيْدِ فَأَنْهَضَ لَهُ جَيْشًا اَنْفَقَ عَلَيْهِ كَثِيْرًا مِنَ الْمُؤَنِ وَالذَّخَائِرِ فَلَمَّا ظَفَرَ بِهِ الرَّشِيْدُ وَ وَقَفَ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ لَهُ مَا تَشَاءُ اَنْ اَصْنَعَ بِكَ؟ اَلَّذِيْ تَشَاءُ اَنْ يَصْنَعَ اللهُ بِكَ إِذَا جِئْتَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَاَطْرَقَ الرَّشِيْدُ رَاْسَهُ وَ خَلَّى سَبِيْلَهُ. فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ مَنْ كَانَ حَاضِرًا عِنْدَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ، يَا اَيُّهَا الْاَمِيْرُ اَنْفَقْتَ اَمْوَالَكَ وَ اَتْعَبْتَ رِجَالَكَ، وَ اَطْلَقْتَهُ بِكَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ، لَا نَأْمَنُ عَلَى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بَعْدَئِذٍ مِنْ اَنْ يَجْتَرِأَ عَلَيْهِ اُولُو الْفَسَادِ

وَ السَّیِّئَاتِ فَاَرْسَلَ مَنْ یَجِیْءُ بِہٖ فَلَمَّا جَاءَ عَلِمَ اَنَّھُمْ تَحَدَّثُوْا فِیْ اِیْذَائِہٖ عِنْدَہٗ فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَا تُدْعِ فِیْ اَسِیْرِکَ اَحَدًا، فَاِنَّ اللّٰہَ جَلَّ وَ عَلَا لَوْ اَطَاعَ فِیْکَ اَمْرًا مَا اسْتَخْلَفَکَ سَاعَۃً فَقَالَ الرَّشِیْدُ خَلُّوْا سَبِیْلَہٗ، وَ لَا یُعَاوِدْنِیْ اِمْرُءٌ فِیْ شَاْنِہٖ۔

ترجمہ

حیا اور غیرت

رسوائی کے خوف سے طبیعت کے بُری باتوں سے رکنے کو حیا کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر ایک دین کی کوئی نہ کوئی خصلت ہے۔ اسلام کی خصلت حیا ہے" اس کا مطلب یہ ہے کہ حیا مذہب اسلام کی مخصوص ترین چیز ہے۔ اور یہ کوئی عجیب بات نہیں بلکہ سچ یہ ہے۔ حیا کا دینِ اسلام کی مخصوص ترین چیز نہ ہونا امر عجیب ہے۔ کیونکہ بُری باتوں پر بیباک طبیعت جو حیا کے معنے نہیں جانتی اعزاز اور تقدیر میں اسکی کوئی قیمت نہیں بلکہ یہ ذلت و رسوائی کی سزاوار ہے۔ گویا مذہب اسلام نے حیا پر آمادہ کر کے کمال و فضیلت کے اعلیٰ ترین نمونہ پر آمادہ کیا ہے۔ کسی نے کیا ہی سچ کہا ہے۔ جب آبرو نہ ہو۔ تو دنیا بھی رخصت ہو جاتی ہے۔ جب آبرو نہ ہو۔ تو اس چہرے میں کوئی بھلائی نہیں اپنی حیا کی حفاظت تم پر ضروری ہے۔ کیونکہ شریف کے فعل پر اسکی حیا ہی دلالت کرتی ہے۔

بقول بعض شاعر بے حیا انسان اپنی قوم میں ننگے شخص کی طرح ہے۔ ایسے شخص کو جس میں حیا اور امانت نہ ہو قوم کے اندر عریاں دیکھتا ہوں۔ حیا کی تعریف میں بعض حکماء نے کہا ہے۔ کہ جس شخص نے حیا کو اپنا لباس بنا لیا۔ لوگ اس کے عیب کو نہیں دیکھ سکتے۔ ایسی بلند صفت کے ساتھ مزین ہونے پر آمادہ کرتے ہوئے دینِ اسلام آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگلی نبوت کا کلام ہے جسکو لوگوں نے جانا۔ جب تم حیا چھوڑ دو تو جو چاہو کرو۔ ایک حدیث کا مضمون یہ ہے کہ جس نے حیا کو چھوڑ دیا

اس کے لئے سزاوار ہے کہ ہر قسم کے مفاسد اور گناہ کرنا اس پر آسان ہے۔ انسان کے لئے زیبا یہ ہے کہ وہ خدا سے حیا کرے جس نے اس کو پیدا کیا اور سیدھے راہ کیطرف رہنمائی کی۔ اس لئے جو اُس نے حکم دیا ہے اس پر عمل کرے۔ اور جس سے روکا ہے اس سے رُک جائے۔ اور جو کچھ خدا کے فرائض انسان پر ہیں انکو کامل خشوع اور ایمان کے ساتھ ادا کرے۔ حدیث میں وارد ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ بزرگ و برتر سے پوری طرح حیا کرو۔ سوال کیا گیا یارسول اللہ ہم اللہ جل جلالہٗ سے کسطرح پورے طور پر حیا کریں۔ آپ نے فرمایا جس شخص نے سر اور جو کچھ سر میں جمع کیا ہے اسکی حفاظت کی اور پیٹ اور جو کچھ پیٹ میں محفوظ کیا ہے۔ اس کی حفاظت کی، دنیا کی زندگی کی زینت کو چھوڑا۔ موت اور کہنگی کو یاد کیا اس نے خدا عزّ و جلّ سے پوری طرح حیا کیا۔ بیان کیا گیا کہ علقمہ بن علاثہ نے کہا یارسول اللہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے تم اسی طرح حیا کرو جس طرح اپنی قوم کے صاحب ہیبت ... شخص سے کرتے ہو۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ حیا ایمان کی لڑی ہے جب کسی چیز کی لڑی کھل جائے۔ تو جو چیز ... ہے سب بکھر جاتی اور منتشر ہو جاتی ہے۔ حق یہ ہے کہ ہر وہ شئی جو شر و فساد لاتی ہے اور حیا کو دور کرتی ہے۔ وہ حیا کے ضائع ہونیکے بعد زندگی سے بھی محروم کر دیتی ہے۔ لہذا انسان کیلئے مناسب ہے کہ لوگوں سے حیا کرے اور علی الاعلان فسق و فجور نہ کرے۔ بلکہ عفت اور مروۃ ظاہر کرے۔ اور اپنے نفس کو گناہوں سے روکے۔ اس لئے شارع علیہ السلام نے کھلم کھلا اس کے بارے میں فرمایا جس شخص نے حیا کی چادر کو اتار پھینکا اس میں کوئی شرافت نہیں۔ بلکہ وہ لوگوں کی سرزنش اور تکلیف دہ کلام کا مستحق ہے۔

اسی طرح انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس سے حیا کرے بلکہ لوگوں سے حیا کرنے سے پہلے اپنے نفس سے حیا کرے کیونکہ اپنے نفس سے حیا کرنا اس کی طبیعت اور سیرۃ کو بہتر اور عمدہ بنا دیتا ہے۔ کس قدر خوب مضمون ہے۔ جس پر شاعر کا قول منطبق ہو رہا ہے۔ میرا راز میری ظاہر باتوں کی طرح ہے اور یہی میری خصلت ہے میری رات کی تاریکی دن کی روشنی کی مانند ہے انسان تنہائی ... کے اگر شرمندہ ہو تو لوگوں سے علی الاعلان گناہ کرنے میں زیادہ شرمندہ ہوگا۔ یہاں

حیا کی ایک مذموم قسم بھی ہے۔ وہ اس قدر زیادہ شرم کرنا جتنا کہ نہیں چاہئے۔ یہ کسی چیز میں حیا اور غیرت نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک پیدائشی کمزوری ہے۔ انسان کے لئے مناسب ہے کہ پیہم جرأت اور شجاعت کے ساتھ اس کا مقابلہ کرے۔ اس لئے بعض حکماء نے کہا ہے۔ بعض شرم رزق کو روک دیتی ہے۔ یہ حیا مذموم ہے۔ لیکن وہ حیا جو فضیلت اور طبیعت کی پاکیزگی پر مشتمل ہوتی ہے وہ ایمان کا ایک جزء ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بلکہ حیا اور ایمان دونوں ایک دوسرے کیساتھ ملے ہوئے ہیں۔ جب ایک گیا تو دوسرا بھی اسکے پیچھے چلا جاتا ہے۔ اسی طرح فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ حیاء کا نہ ہونا کفر ہے۔ کیونکہ مفقود الحیاء ایسے کاموں کا مرتکب ہوتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہیں۔ حیا کی تعریف میں شاعر کا کسقدر خوب قول ہے۔ سنو! خدا کی قسم زندگی میں کوئی بھلائی اور نہ دنیا میں کوئی بھلائی ہے جبکہ حیاء رخصت ہو جائے۔

مترجمہ رضیہ متعلمہ مولوی فاضل مدرسۃ البنات جالندھر شہر

وطن (۲)

جب تم چھوٹے تھے اپنے والد کے حکم کی تعمیل اور فرمانبرداری تمہارے اپنے وطن کی محبت تھی یا اس شخص کی پیروی تمہاری وطن کی محبت تھی جو تمہاری ترقی اور تعلیم کے طریقے ادب سکھانے اور تربیت کے امور کا کفیل تھا تاکہ تمہیں آئندہ اپنے وطن کو نفع پہونچانے پر قادر بنائے رکھے۔ جب تم درجۂ کمال اور ہدایت تک پہونچ گئے تو ایک ایسے شخص ہو جاؤ گے جو برائی سے بھلائی کو پہچان سکے گا۔ اسوقت حب وطن کے معنی تمہارے لحاظ سے یہ ہو جائیں گے کہ جان و مال طاقت علم اور وہ چیز جو تمہیں مفید اعمال سے میسر آئے اپنے ارادہ اور اختیار کے ساتھ وطن کی مصلحت میں صرف کر دینا۔

(۳) آگ

اس مسرت اور شادمانی کو دیکھو جو اللہ تعالیٰ نے آگ میں رکھی ہے۔ جب وقت رات کی تاریکی لوگوں کو ڈھانپ لیتی ہے کس طرح لوگ آگ کے ذریعہ روشنی حاصل کرتے ہیں اور کھانے پینے، بستر بچھانے موذی چیزوں کے دیکھنے، پسندیدہ چیزوں سے موانست کرنے، اپنے تمام احوال میں کس طرح اس کی روشنی میں ہدایت پاتے ہیں اور اس کی موجودگی میں ایک قسم کا ایسا انس پاتے ہیں کہ گویا آفتاب افق سے غروب ہی نہیں ہوا۔ ٹھنڈی ہوا اور برف کے نقصانات کو بھی اسی کے ذریعہ دور کرتے ہیں۔ قلعوں کے منہدم کرنے اور لڑائیوں میں بھی آگ ہی سے امداد لیتے ہیں۔ تمہیں غور کرنا چاہیئے اس نعمت کی قدر کس قدر زیادہ ہے۔ جس کو اللہ سبحانہٗ نے لوگوں کے اختیار میں دیدیا ہے اگر چاہیں جمع کریں اور چاہیں استعمال کریں ؂

(۴) عمل

عمل ضروریات زندگی میں سے اگر عمل نہ ہوتا تو انسان کو روزی میسر نہ آتی، اس کے پہننے کو کپڑا نہ ملتا اور نہ پناہ کے لئے گھر، نہ چلنے کے لئے کوئی راستہ، نہ دریا عبور کرنے کے واسطے پل، نہ ریل گاڑی ملتی جو جنگلوں اور چٹیل میدانوں کو عبور کرتی ہے، نہ ٹیلیفون جس سے دور رہنے والے دوست کو خطاب کیا جاتا، نہ تار برقی ہوتا جو ایسے لوگوں کے حالات جن تک پہونچنے میں کئی دن صرف ہوتے ہوں بہت جلد بتا دیتا ہے۔ اپنے گرد و پیش کی تمام چیزوں میں غور کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ سب شغل کے ثمرات اور عمل کے نتائج ہیں۔ عمل زندگی کی روح اور تمدن کی بنیاد ہے۔

سانس کی آمد و رفت کا نام زندگی نہیں (بلکہ) علم و عمل کے حیات کو زندگی کہتے ہیں۔ علم بے نتیجہ ہے اگر عمل کا وسیلہ نہ بنے، عمل کرنیوالوں ہی نے شہر کے محلوں کو مضبوط کیا۔ انسان کی رفعت شان کو ظاہر کرنے کے لئے راستہ کو روشن کرکے اپنے اور اپنے شہروں اور تمام لوگوں پر

احسان کیا - یہ ہی وہ لوگ ہیں جنکی اچھی یاد اور بڑی نشانی کو تاریخ ہمیشگی بخشے گی لیکن وہ لوگ جو راحت وسکون اور آسائش کی طرف مائل ہوئے وہ اُمت پر بار ہیں - ان میں سے بعض کو ہم ایسا مریض پاتے ہیں جن کی شفا کی امید نہیں کی جاسکتی اور بعض کو ایسا مفلس دیکھتے ہیں جن کو فقر نے گھیر رکھا ہے اور بعض ایسے قیدی کے مانند ہیں - جن سے پاکیزہ دل درد مند ہے ؛

بیکاری کو چھوڑ سستی کے پٹے کو نکال پھینک اور کوشش کے ساتھ عمل کر کیونکہ انسان اپنے عمل سے انسان ہے ؛

نصیحتیں (۵)

اے میرے بیٹے اگر کوئی معاملہ تمہارے سامنے آئے تو ضروری ہے کہ تم اس معاملہ میں صاحبان عقل سلیم سے دریافت کرو - اگر انکے سامنے یہ ظاہر ہو جائے کہ تم درست رائے پر ہو تو اس کام کے کرنے میں اپنے دل کو مطمئن رکھو اور اگر یہ ظاہر ہو جائے کہ تم خطا پر ہو تو تمہیں اس پر پیشقدمی نہ کرنا چاہیئے - دوسروں سے سوال کرنے پر اکتانا نہ چاہیئے - کیونکہ اگر تم نے کوئی کام بغیر مشورہ کے کر لیا تو ہلاکت میں پڑ جاؤ گے ؛

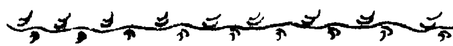
تمام ان معاملات سے جو تمہارے کانوں کو برائی میں ڈالیں اور تمہارے مرتبہ کو سوسائٹی میں کم کر دیں ان سے دور رہنا چاہیئے - بلند مرتبہ اور مروت والے لوگوں سے سوال کرو - اور اُنہیں لوگوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرو - کیونکہ اُنہیں جیسے لوگوں کی طرح بننے میں فلاح اور کامرانی ہے ؛

قدرت کے بعد معاف کر دینا مکارم اخلاق سے ہے

خلیفہ ہارون الرشید کے خلاف ایک شخص نے بغاوت کی اور اس کے مقابلہ کے

لئے ایک لشکر تیار کیا۔ جس پر اُس نے اپنے ذخیرہ اور لکھو کھا کے سرمایہ سے کافی حصہ صرف کر دیا تھا۔ جب ہارون رشید فتح مند ہو گیا۔ اور یہ شخص اس کے سامنے کھڑا ہوا تو ہارون رشید نے پوچھا بتا تو میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں؟ اُس نے جواب دیا۔ جو کچھ تم اس وقت میرے ساتھ کرو گے اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ وہی کرے گا۔ جب تم اس کے سامنے ہو گے۔ ہارون رشید نے اپنا سر جھکا لیا اور اُسے چھوڑ دیا۔ جب وہ چلا گیا تو ہارون رشید کے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کہا کہ یا امیر المومنین آپ نے بہت سا مال صرف کیا اور اپنے لوگوں کو مشقت میں ڈالا۔ اُس کے صرف ایک کلمہ کہہ دینے پر چھوڑ دیا۔ اس کے بعد فسادی اور برائیوں والے امیر المومنین پر جرأت کر بیٹھیں تو ہم ان کو امیر المومنین کے سپرد نہیں کریں گے۔ اس پر امیر المومنین نے ایک شخص کو اُسے واپس لانے کے لئے بھیجا۔ جب وہ آیا تو یہ سمجھا کہ ان لوگوں نے خلیفہ کے سامنے مجھے ایذا دینے کے بارے میں گفتگو کی ہے۔ کہا یا امیر المومنین اپنے قیدی کے بارے میں کسی کی بات نہ مانئے۔ کیونکہ اللہ بزرگ و برتر آپ کے بارے میں کسی کی بات مان لیتا تو آپ کو ایک گھڑی کے لئے بھی خلیفہ نہ بناتا۔ ہارون رشید نے فرمایا۔ اس کو چھوڑ دو۔ اس کے حال کے بارے میں کوئی شخص دوبارہ کچھ نہ کہے۔

مترجمہ رضیہ متعلمہ مولوی فاضل مدرسۃ البنات جالندھر



مُحَادَثَةٌ

(بقلم عبید الحق الفلاح)

(پیوستہ بگذشتہ)

فَجَلَسَتْ عَلَى إِلْيَتِهَا الْيُسْرٰى وَ أَخْرَجَتْ
رِجْلَيْهَا مِنَ الْجَانِبِ الْأَيْمَنِ وَ وَجَّهَتْ اَصَابِعَهَا
نَحْوَ الْقِبْلَةِ وَ وَضَعَتْ يَدَيْهَا عَلَى فَخِذَيْهَا وَ
بَسَطَتْ أَصَابِعَهَا وَ تَشَهَّدَتْ اَعْنِيْ قَرَأَتْ:
"اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَ الصَّلَوٰتُ وَ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ
اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ" وَ مَا زَادَتْ عَلٰى هٰذَا فِي
الْقَعْدَةِ الْاُوْلٰى وَ قَرَأَتْ فِي الرَّكْعَةِ الْاُخْرٰى
فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَحْدَهَا سِرًّا ثُمَّ رَكَعَتْ وَ
اعْتَمَدَتْ بِيَدَيْهَا عَلٰى رُكْبَتَيْهَا وَ مَا رَفَعَتْ رَأْسَهَا
لَا نَكَّسَتْهُ . وَ بَعْدَ التَّسْبِيْحِ ثَلَاثًا رَفَعَتْ
رَأْسَهَا وَ قَالَتْ كَمَا قَالَتْ فِي الرَّكْعَتَيْنِ
الْاُوْلَيَيْنِ ، وَ قَالَتْ خَوْلَةُ : رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ
كَمَا قَالَتْ مَرَّتَيْنِ مِنْ قَبْلِهِ وَ بَعْدَ اَنْ

سَجَدَتْ سَجْدَتَيْنِ جَلَسَتْ كَمَا جَلَسَتْ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَ تَشَهَّدَتْ وَ بَدَأَتْ بِالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلوٰةُ وَ السَّلَامُ وَ دَعَتْ بِمَا شَاءَتْ مِمَّا يُشْبِهُ أَلْفَاظَ الْقُرْاٰنِ وَالْأَلْفَاظِ الْمَأْثُورَةِ ثُمَّ سَلَّمَتْ عَنْ يَمِينِهَا فَقَالَتْ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ ، وَ سَلَّمَتْ عَنْ يَسَارِهَا مِثْلَ ذٰلِكَ .

ثُمَّ رَفَعَتْ يَدَيْهَا لِلدُّعَاءِ وَ قَالَتْ : اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ ، وَ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ الْمَمَاتِ ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَ الْمَغْرَمِ ، إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَ وَعَدَ فَأَخْلَفَ .

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَ ارْحَمْنِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ .

ثُمَّ الْتَفَتَتْ خَوْلَةُ إِلَى جَدَّتِهَا وَ قَالَتْ : خَبِّرِيْنِيْ يَا جَدَّتِيْ مَا مَعْنَى النَّفْلِ ، وَ اذْكُرِيْ النَّوَافِلَ أَعْنِي السُّنَنَ الَّتِيْ تُصَلِّيْنَ فِي الْمَغْرِبِ ؟

اَلنَّوَافِلُ أَوِ السُّنَنُ هِيَ صَلَوَاتٌ كَانَ يُؤَدِّيْهَا سَيِّدُنَا النَّبِيُّ عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ وَ السَّلَامُ

وَ هِيَ الزَّائِدَةُ عَلَى الفَرَائِضِ مِنَ الصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ ، وَ ذٰلِكَ تَقَرُّبًا مِنْهُ إِلَى اللهِ جَلَّ وَ عَلٰى وَ رَجَاءً فِيْ حُسْنِ الْمَثُوْبَةِ وَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يُوَاظِبُ عَلٰى بَعْضِهَا وَ يَتْرُكُ بَعْضَ السُّنَنِ الآخَرِ أَحْيَانًا ، فَمِنَ السُّنَنِ الَّتِيْ كَانَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ يُوَاظِبُ عَلَيْهَا : رَكْعَتَانِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَ أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ وَ رَكْعَتَانِ بَعْدَهَا ، وَ أَرْبَعٌ قَبْلَ الْجُمُعَةِ وَ أَرْبَعٌ بَعْدَهَا ، وَ رَكْعَتَانِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَ ذُكِرَ فِيْ حَدِيْثِ المثابرة رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فَمَنْ تَرَكَهَا فَعَلَيْهِ الْعِقَابُ .

وَ مِمَّا كَانَ يَتْرُكُهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْيَانًا : أَرْبَعٌ قَبْلَ الْعَصْرِ ، وَ أَرْبَعٌ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَ أَرْبَعٌ بَعْدَهَا ، وَ سِتٌّ بَعْدَ الْمَغْرِبِ ، وَرَكْعَتَانِ تَحِيَّةَ الْمَسْجِدِ ، وَ صَلَاةُ التَّرَاوِيْحِ فِيْ رَمَضَانَ ، وَ هِيَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً بِعَشْرِ تَسْلِيْمَاتٍ ، فَهٰذِهِ الصَّلَوٰتُ تَزِيْدُ فِيْ ثَوَابِ الإِنْسَانِ وَ التَّقَرُّبِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ ، وَ مَنْ تَرَكَهَا فَلَا عِقَابَ عَلَيْهِ .

يَا خَوْلَةُ هَلْ رَأَيْتِ فِيْمَا شَرَحْتُ لَكِ مِنْ كَيْفِيَّةِ النَّوَافِلِ وَ كَيْفَ كَانَ يُؤَدِّيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ الْآنَ اذْكُرِي كَيْفَ تُصَلِّينَ سُنَنَ الْمَغْرِبِ؟

أَقِفُ إِذَا أَرَدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ سُنَّةَ الْمَغْرِبِ وَأَنْوِيْ ثُمَّ أَرْفَعُ يَدَيَّ بِجَانِبِ كَتِفَيَّ وَ كَبَّرْتُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ أَعْتَمِدُ بِيَدِي الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فَوْقَ الصَّدْرِ ثُمَّ أَقْرَأُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ إِلَى آخِرِهِ وَ أَسْتَعِيذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، وَ أَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَ أَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ وَ سُوْرَةً مَعَهَا أَوْ بَعْضَ آيَاتٍ مِنَ الْقُرْآنِ الْعَزِيْزِ ثُمَّ أَقُوْلُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَ أَرْكَعُ أَعْنِيْ أَحْنِيْ ظَهْرِيْ وَ أَنَا قَائِمَةٌ وَ أَعْتَمِدُ بِيَدَيَّ عَلَى رُكْبَتَيَّ وَ أُفَرِّجُ أَصَابِعِيْ وَ أَبْسُطُ ظَهْرِيْ وَ لَا أَرْفَعُ رَأْسِيْ وَ لَا أُنَكِّسُهُ وَ أَقُوْلُ وَ أَنَا رَاكِعَةٌ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ أَرْفَعُ رَأْسِيْ مِنَ الرُّكُوْعِ وَ أَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، وَ أُكَبِّرُ فَإِذَا اسْتَوَيْتُ قَائِمَةً أُكَبِّرُ وَ أَسْجُدُ أَيْ أَضَعُ جَبْهَتِيْ وَ أَنْفِيْ وَ يَدَيَّ وَ رُكْبَتَيَّ وَ أَصَابِعَ قَدَمَيَّ عَلَى الْأَرْضِ وَ أَقُوْلُ وَ أَنَا سَاجِدَةٌ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ثَلَاثًا ثُمَّ أَرْفَعُ رَأْسِيْ مِنَ السُّجُوْدِ قَائِلَةً

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُ جَالِسَةً أُكَبِّرُ وَ
أَسْجُدُ مَرَّةً ثَانِيَةً وَ أَقُوْلُ وَ أَنَا سَاجِدَةٌ
سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِذَا رَفَعْتُ
رَأْسِيْ مِنَ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى
أَقُوْمُ مُكَبِّرَةً ثُمَّ أَقُوْمُ لِلرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَ
أَقْرَأُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَ سُوْرَةً مَعَهَا أَوْ ثَلَاثَ
اٰيَاتٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ الْكَرِيْمِ وَ أَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ
الثَّانِيَةِ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى
إِلَّا أَنَّنِيْ لَا أَسْتَفْتِحُ وَ لَا أَرْفَعُ وَ لَا أَتَعَوَّذُ
وَ لَا أَرْفَعُ يَدَيَّ، فَإِذَا رَفَعْتُ رَأْسِيْ مِنَ
السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ أَجْلِسُ عَلٰى
إِلْيَتِي الْيُسْرٰى وَ أَخْرَجْتُ رِجْلَيَّ مِنَ الْجَانِبِ
الْأَيْمَنِ وَ وَجَّهْتُ أَصَابِعِيْ نَحْوَ الْقِبْلَةِ وَ وَضَعْتُ
يَدَيَّ عَلٰى فَخِذَيَّ وَ أَبْسُطُ أَصَابِعِيْ وَ أَقْرَأُ
التَّشَهُّدَ وَ أُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ثُمَّ أَلْتَفِتُ بِوَجْهِيْ إِلَى الْيَمِيْنِ وَ أَقُوْلُ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ ثُمَّ إِلَى الْيَسَارِ وَ أَقُوْلُ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ، وَ بِذٰلِكَ تَنْتَهِيْ
صَلٰوةُ الْمَغْرِبِ.

حَقًّا مَا تَقُوْلِيْنَ يَا حَفْدَتِي الْعَزِيْزَةِ وَ بَعْدَ
أَنْ أَتْمَمْنَا رَكْعَتَيِ السُّنَّةِ سَأَلَتْهَا جَدَّتُهَا:

هَلْ تَعْلَمِيْنَ كَمْ صَلٰوةً فُرِضَتْ عَلَيْنَا وَعَلٰى مَنْ تَجِبُ ؟

نَعَمْ ، قَالَتْ لِيْ اُمِّيْ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فَرَضَ عَلٰى كُلِّ إِنْسَانٍ بَالِغٍ عَاقِلٍ ذَكَرًا أَوْ اُنْثٰى خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ ، اَمَّا غَيْرُ بَالِغٍ فَلَا تَجِبُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةَ وَ اِنَّمَا يَطْلُبُ مِنْهُ اَدَاءَهَا فِي الصِّغَرِ لِيَعْتَادَهَا وَ هُوَ بَالِغٌ .

مَا هِيَ صَلَوَاتُ الْخَمْسُ وَ مَا اَوْقَاتُهَا وَ مَا عَدَدُ رَكَعَاتِهَا ؟

١- صَلَاةُ الْعِشَاءِ وَ وَقْتُهَا مِنْ مَغِيْبِ الشَّفَقِ اَعْنِيْ آخِرُ وَقْتِ الْمَغْرِبِ اِلٰى طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَ فَرْضُهَا اَرْبَعُ رَكَعَاتٍ .

٢- صَلَاةُ الْفَجْرِ ، وَ وَقْتُهَا مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ الصَّادِقِ اِلٰى قُبَيْلِ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ فَرْضُهَا رَكْعَتَانِ .

٣- صَلَاةُ الظُّهْرِ وَ فَرْضُهَا اَرْبَعُ رَكَعَاتٍ وَ وَقْتُهَا مِنْ زَوَالِ الشَّمْسِ عَنْ وَسْطِ السَّمَاءِ اِلَى اَنْ يَصِيْرَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ اَوْ مِثْلَيْهِ .

٤- صَلَاةُ الْعَصْرِ وَ فَرْضُهَا اَرْبَعُ رَكَعَاتٍ وَ وَقْتُهَا مِنْ بَعْدِ وَقْتِ الظُّهْرِ اِلٰى غُرُوْبِ

الشَّمْسِ.

٥ - وَ قَدْ ذَكَرْتِ لِيْ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَقْتَهَا وَ فَرْضَهَا اَيْ وَقْتُهَا مِنْ غُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّفَقِ الْاَحْمَرِ وَ فَرْضُهَا ثَلَاثُ رَكَعَاتٍ.

مَا هُوَ الْوِتْرُ وَ مَا وَقْتُهُ ؟

إِنَّ مِنَ الصَّعْبِ عَلَيَّ اَنْ اُجِيْبَ عَنْ هٰذَا السُّؤَالِ.

إِسْمَعِيْ يَا عَزِيْزَتِيْ : اَلْوِتْرُ صَلَاةٌ وَاجِبَةٌ وَ هِيَ ثَلَاثُ رَكَعَاتٍ بِتَسْلِيْمَةٍ وَاحِدَةٍ وَ وَقْتُهَا بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ، فَيَجِبُ أَنْ يُصَلِّيَهُ مِثْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ غَيْرَ اَنَّ الْقُنُوْتَ وَاجِبٌ فِيْهِ.

مَا هُوَ الْقُنُوْتُ الْوَاجِبُ فِي الْوِتْرِ وَمَا مَحَلُّهُ ؟

أَلْقُنُوْتُ هُوَ أَنْ يَدْعُوَ الْمُصَلِّيْ بَعْدَ تَكْبِيْرِهِ لِرُكُوْعِ الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ وَ قَبْلَ أَنْ يَرْكَعَ بِهٰذَا الدُّعَاءِ سِرًّا ثُمَّ يَرْكَعُ وَ يُتِمُّ الصَّلٰوةَ :

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَ نَسْتَهْدِيْكَ وَ نَسْتَغْفِرُكَ وَ نَتُوْبُ إِلَيْكَ ، وَ نُؤْمِنُ بِكَ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ ، وَ نُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ كُلَّهُ نَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَ نَخْلَعُ وَ نَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ ، اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ لَكَ نُصَلِّيْ وَ نَسْجُدُ وَ

إِلَيْكَ نَسْعٰى وَ نَحْفِدُ وَ نَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَ نَخْشٰى عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَسَلَّمَ۔

مَا هِيَ شُرُوْطُ الصَّلٰوةِ أَوْ فُرُوْضُهَا ؟

يَجِبُ عَلَى الْمُصَلِّيْ أَنْ يُقَدِّمَ الطَّهَارَةَ مِنَ النَّجَاسَاتِ الْحَقِيْقِيَّةِ كَالدَّمِ وَ الْبَوْلِ وَ الْحُكْمِيَّةِ كَالْأَشْيَاءِ الَّتِيْ تُبْطِلُ الْوُضُوْءَ وَ يَكُوْنُ مُتَوَضِّئًا، طَاهِرَ الْجِسْمِ، وَ الثَّوْبِ وَ الْمَكَانِ وَ يَسْتُرُ عَوْرَتَهُ وَ عَوْرَةُ الرَّجُلِ مِنْ تَحْتِ السُّرَّةِ إِلٰى مَا تَحْتَ رُكْبَتِهٖ . وَ عَوْرَةُ الْمَرْأَةِ غَيْرِ الْحُرَّةِ هِيَ عَوْرَةُ الرَّجُلِ مَعَ زِيَادَةِ الْبَطْنِ وَ الظَّهْرِ وَ الْجَنْبَيْنِ وَ أَمَّا بَدَنُ الْمَرْءَةِ الْحُرَّةِ فَكُلُّهَا عَوْرَةٌ إِلَّا وَجْهَهَا وَ كَفَّيْهَا وَ قَدَمَيْهَا۔ وَ مَنْ لَمْ يَجِدْ ثَوْبًا صَلّٰى عُرْيَانًا قَاعِدًا يُوْمِیْ بِالرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَ يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَ هِيَ الْكَعْبَةُ الَّتِيْ بِمَكَّةَ وَ يَنْوِيْ نِيَّةَ الصَّلَاةِ الَّتِيْ يُرِيْدُ فِعْلَهَا وَ يُؤَدِّيْ كُلَّ صَلَاةٍ فِيْ وَقْتِهَا لَا قَبْلَهُ . فَإِذَا تَرَكَ الْمُصَلِّيْ شَرْطًا مِنْهَا مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَيْهِ فَصَلَاتُهُ لَا تَصِحُّ وَ لَا تَنْعَقِدُ لِأَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ لَا يُحِبُّ إِلَّا الْمُتَطَهِّرُوْنَ .

مَا مَعْنَى الْأَرْكَانِ ؟

أَرْكَانُ هِيَ الْأُمُوْرُ الَّتِيْ يَتَرَكَّبُ مِنْهَا الشَّيْءُ
كُوْنُ الصَّلٰوةُ صَلَاةً إِلَّا بِوُجُوْدِ أَرْكَانِهَا.
هِيَ أَرْكَانُ الصَّلٰوةِ ؟
كَانُ الصَّلٰوةِ هِيَ :
كْبِيْرَةُ التَّحْرِيْمِ.
قِيَامُ لِلْقَادِرِ عَلَيْهِ فِي الْفَرْضِ وَ الْوَاجِبِ
اءَةُ قُرْاٰنٍ وَ لَوْ آيَةٍ فِي رَكْعَتَيْنِ مِنَ
فَرْضِ وَ فِي كُلِّ النَّفْلِ وَ الْوِتْرِ لِلْإِمَامِ وَ
مُنْفَرِدِ.
الرُّكُوْعُ ثُمَّ السُّجُوْدُ مَرَّتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ
قَادِرِ عَلَيْهِمَا وَ الْإِيْمَاءُ لِغَيْرِ الْقَادِرِ.
الْجُلُوْسُ الْأَخِيْرُ بِقَدْرِ قِرَاءَةِ التَّشَهُّدِ
لَوْ لَمْ يَقْرَأْهُ الْخُرُوْجُ مِنَ الصَّلَاةِ بِالسَّلَامِ
بِعَمَلٍ يُنَافِيْهَا. التَّرْتِيْبُ بَيْنَ هٰذِهِ
فُرُوْضِ.
ا هِيَ مُفْسِدَاتُ الصَّلٰوةِ ؟
نْتِ يَا عَزِيْزَتِيْ فِي الصَّلٰوةِ أَمَامَ رَبِّ
مِيْنَ، فَيَجِبُ عَلَيْكِ أَنْ تَكُوْنِيْنَ فِيْ غَايَةِ
وَ الْخُشُوْعِ، وَإِذَا حَصَلَ مِنْكِ شَيْءٌ فِي
صَلَاتِكِ فَسَدَتْ وَ بَطَلَتْ صَلَاتُكِ وَوَجَبَ
إِعَادَتُهَا وَ هِيَ :

تَرْكُ شَيْءٍ مِنْ فُرُوضِ الصَّلٰوةِ أَوْ أَرْكَانِهَا مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ.

أَلتَّكَلُّمُ عَمَدًا أَوْ سَهْوًا.

وَ الْبُكَاءُ بِصَوْتٍ فِيهِ حُرُوفٌ وَ لَوْ لِوَجَعٍ أَوْ لِمُصِيبَةٍ وَ كَذَا التَّأَفُّفُ وَ الْأَنِينُ وَ التَّأَوُّهُ وَ التَّنَحْنُحُ بِلَا عُذْرٍ.

وَ الضِّحْكُ، وَ الْأَكْلُ وَ الشُّرْبُ، وَ الْعَمَلُ الْكَثِيرُ، وَ أَحَدُ مُبْطِلَاتِ الْوُضُوْءِ الَّتِي عَرَفْتَهَا.

مَا حِكْمَةُ الصَّلٰوةِ؟

إِعْلَمِي يَا عَزِيزَتِي أَنَّ اللهَ تَعَالٰى لَمْ يَفْرِضْ عَلَيْنَا الصَّلٰوةَ عَبَثًا، وَ إِنَّمَا لِكُلِّ صَلٰوةٍ حِكْمَةٌ فَإِذَا أَنْعَمْنَا النَّظَرَ فِي الصَّلٰوةِ الَّتِي هِيَ الرُّكْنُ الثَّانِي مِنْ أَرْكَانِ الدِّينِ نَجِدُهَا مُشْتَمِلَةً عَلٰى عِبَادَاتٍ كَثِيرَةٍ مِنْ قِرَاءَةٍ وَ رُكُوعٍ وَ سُجُودٍ، وَ تَسْبِيحٍ وَ ذِكْرٍ، وَ دُعَاءٍ وَ خُضُوعٍ وَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْ هٰذِهِ الْأَشْيَاءِ لِلنَّفْسِ بِهِ تَأْثِيرٌ خَاصٌّ بِالْفِعْلِ، يُؤَدِّي إِلَى هِدَايَتِهَا وَ تَهْذِيبِهَا وَ هٰذِهِ حِكْمَةٌ عَظِيمَةٌ.

فَيَجِبُ عَلَيْنَا أَنْ نُوَاظِبَ عَلٰى فِعْلِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كُلَّ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ، لِأَنَّ اللهَ تَعَالٰى أَنْعَمَنَا عَلَيْنَا نِعَمَهُ الَّتِي لَا نَعُدُّ وَ لَا نُحْصِي وَ يَأْمُرُنَا

أَنْ تُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَ يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهِ الْكَرِيْمِ (إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَ الْمُنْكَرِ) وَ يَقُوْلُ (حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰاتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ)

فَعَلَيْنَا أَنْ نُطِيْعَ أَوَامِرَهُ وَ نَجْتَنِبَ الْخَبَائِثَ، فَإِذَا تِلْكَ الْعَادَةُ فِيْ نَفْسِكِ الْآنَ فَتَنْشَئِيْنَ مُحِبَّةً لِلْخَيْرِ وَ الْهُدٰى فَيُحِبُّكِ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ وَ النَّاسُ أَجْمَعِيْنَ، لِأَنَّكِ تَكُوْنِيْنَ نَظِيْفَةً فِيْ جِسْمِكِ وَ ثِيَابِكِ وَ مَكَانِكِ وَ مَا يَتَّصِلُ بِكِ وَ تَكُوْنِيْنَ سَالِمَةً مِنَ الْأَمْرَاضِ وَ تَكْسِبِيْنَ الْقُوَّةَ فِي الْجِسْمِ وَ الرُّوْحِ، أَنْتِ تَعْلَمِيْنَ أَنَّ أَوْقَاتَ الصَّلٰوةِ الْخَمْسِ مُعَيَّنَةٌ، مَحْدُوْدَةٌ تَتَعَلَّمِيْنَ مِنْهَا تَأْدِيَةَ الْأَعْمَالِ وَ الْحُقُوْقِ فِيْ أَوْقَاتِهَا وَ تَتَعَوَّدِيْنَ الصَّبْرَ وَ الثَّبَاتَ عَلَى الْأُمُوْرِ وَ الْأَعْمَالِ لِمَا فِيْهَا مِنَ التَّكْرَارِ الْمُسْتَمِرِّ وَ كَذٰلِكَ تَرْسَخُ فِيْكِ عَادَةُ حُسْنِ الْمُعَامَلَةِ وَ احْتِرَامُ الْوَالِدَيْنِ وَ الْمُعَلِّمَاتِ وَ النَّاظِرَاتِ وَ الْأَخَوَاتِ لِأَنَّ الْمُصَلِّيَ هُوَ رَجُلٌ أَمِ امْرَأَةٌ تَعَوَّدَ الْوُقُوْفَ أَمَامَ رَبِّهِ الْعَظِيْمِ مُحْتَرِمًا لَهُ وَ مُعَظِّمًا فَإِذَا تَذَكَّرَ الْإِنْسَانَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَظَمَةَ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهِ

فَلَا يَفْعَلُ شَيْئًا يُغْضِبُ رَبَّهُ وَ يَكُوْنُ حَرِيْصًا عَلَى الْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ ، يُفِيْدُ بِهِ قَوْمَهُ وَ وَطَنَهُ وَ يَبْعُدُ كُلَّ الْبُعْدِ عَنِ الْاِضْرَارِ بِأَحَدٍ فَلَا جَرَمَ اَنْ رَتَّبَ اللّٰهُ عَلٰى فِعْلِهَا الثَّوَابَ الْعَظِيْمَ وَ عَلٰى تَرْكِهَا الْعِقَابَ الْأَلِيْمَ، وَ نِعْمَ مَا قَالَ قَائِلٌ :

خَسِرَ الَّذِیْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ وَ خَابَا
وَ أَبٰى مَعَادًا صَالِحًا وَ مَآبَا
إِنْ كَانَ يَجْحَدُهَا فَحَسْبُكَ أَنَّهٗ
أَضْحٰى بِرَبِّكَ كَافِرًا مُرْتَابَا
أَوْ كَانَ يَتْرُكُهَا لِنَوْعِ تَكَاسُلٍ
غَطّٰى عَلٰى وَجْهِ الصَّوَابِ حِجَابَا

حکایات

(۱)

حُکِیَ فِیْ شرحِ المقاماتِ اَنَّ کِسْرٰی اَنُوْشِیْرِوَانَ مَرَّ علٰی شَیْخٍ یَغْرِسُ شَجَرَ الزَّیْتُوْنِ. فَقَالَ لَیْسَ هٰذَا اَوَانَ غَرْسِكَ الزَّیْتُوْنَ لِاَنَّهٗ شَجَرَةٌ بَطِیُّ الثَّمَرِ وَ اَنْتَ شَیْخٌ هَرِمٌ. فَقَالَ اَیُّهَا الْمَلِكُ قَدْ غَرَسَ مَنْ قَبْلَنَا فَاَکَلْنَا وَ نَغْرِسُ لِیَاْکُلَ مَنْ بَعْدَنَا. فَقَالَ کِسْرٰی زِهْ اِیْ اَحْسَنْتَ، وَ کَانَ اِذَا قَالَهَا یُعْطٰی مَنْ قِیْلَتْ لَهٗ اَرْبَعَةُ اٰلَافِ دِرْهَمٍ. فَدُفِعَتْ لَهٗ. فَقَالَ اَیُّهَا الْمَلِكُ کَیْفَ رَاَیْتَ غَرْسِیْ فَمَا اَسْرَعَ مَا اَثْمَرَ. فَقَالَ زِهْ، فَزِیْدَ اَرْبَعَةُ اٰلَافٍ. فَقَالَ اَیُّهَا الْمَلِكُ کُلُّ شَجَرَةٍ تُثْمِرُ فِیْ کُلِّ عَامٍ مَرَّةً وَ شَجَرِیْ اَثْمَرَ فِیْ سَاعَةٍ مَرَّتَیْنِ. فَقَالَ زِهْ فَزِیْدَ مِثْلُهَا. فَمَضٰی کِسْرٰی وَ قَالَ انْصَرِفُوْا فَلَئِنْ وَقَفْنَا لَمْ یَکْفِهٖ مَا فِیْ خَزَائِنِنَا.

---

(۲)

قِيْلَ اِنَّ سَائِلاً اَتَى اِلىٰ بَابِ رَجُلٍ مِنْ اَغْنِيَاءِ اِصْفَهَانَ فَسَأَلَ شَيْئًا فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ. فَقَالَ لِعَبْدِهٖ يَا مُبَارَكُ قُلْ لِعَنْبَرٍ يَقُلْ لِجَوْهَرٍ وَ جَوْهَرٌ يَقُوْلُ لِيَاقُوْتٍ وَ يَاقُوْتٌ يَقُوْلُ لِاَلْمَاسٍ وَ اِلْمَاسٌ يَقُوْلُ لِفِيْرُوْزٍ وَ فِيْرُوْزٌ يَقُوْلُ لِمَرْجَانَ وَ مَرْجَانُ يَقُوْلُ لِهٰذَا السَّائِلِ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْكَ، فَسَمِعَهُ السَّائِلُ فَرَفَعَ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَاءِ. وَ قَالَ يَا رَبِّ قُلْ لِجِبْرَائِيْلَ يَقُلْ لِمِيْكَائِيْلَ وَ مِيْكَائِيْلُ يَقُوْلُ لِدَرْدَائِيْلَ وَ دَرْدَائِيْلُ يَقُوْلُ لِكَيْكَائِيْلَ وَ كَيْكَائِيْلُ يَقُوْلُ لِاِسْرَافِيْلَ وَ اِسْرَافِيْلُ يَقُوْلُ لِعَزْرَائِيْلَ بِاَنْ يَقْبِضَ رُوْحَ هٰذَا الْبَخِيْلِ فَخَجِلَ التَّاجِرُ، وَ مَضَى السَّائِلُ لِحَالِ سَبِيْلِهٖ.

(۳)

دَخَلَ شُرَيْكُ بْنُ الْاَعْوَرِ عَلٰى مُعَاوِيَةَ، وَ كَانَ ذَمِيْمًا. فَقَالَ لَهٗ مُعَاوِيَةُ اِنَّكَ لَذَمِيْمٌ الْجَمِيْلُ خَيْرٌ مِنَ الذَّمِيْمِ، وَ اِنَّكَ لَشُرَيْكٌ

وَ مَا لِلّٰهِ مِنْ شَرِيْكٍ ، وَ اِنَّ اَبَاكَ الْاَعْوَرُ وَ الصَّحِيْحُ خَيْرٌ مِنَ الْاَعْوَرِ ، فَكَيْفَ سُدْتَ قَوْمَكَ ؟ فَقَالَ لَهٗ اِنَّكَ لَمُعَاوِيَةُ ، وَمَا مُعَاوِيَةُ اِلَّا كَلْبَةٌ عَوَتْ فَاسْتَعْوَتِ الْكِلَابَ ، وَ اِنَّكَ اِبْنُ صَخْرٍ وَ السَّهْلُ خَيْرٌ مِنَ الصَّخْرِ وَ اِنَّكَ لَابْنُ حَرْبٍ وَ السِّلْمُ خَيْرٌ مِنَ الْحَرْبِ وَ اِنَّكَ لَابْنُ اُمَيَّةَ وَ مَا اُمَيَّةُ اِلَّا اَمَةٌ صُغِّرَتْ ، فَكَيْفَ صِرْتَ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ .

(٤)

خَرَجَ شَخْصٌ بِصُرَّةِ دَرَاهِمَ اِلَى السُّوْقِ لِيَشْتَرِىَ حِمَارًا . فَاسْتَقْبَلَهٗ رَجُلٌ فِى الطَّرِيْقِ ، قَالَ لَهٗ اِلٰى اَيْنَ ؟ قَالَ اِلَى السُّوْقِ لِاَشْتَرِىَ حِمَارًا . قَالَ قُلْ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى . فَقَالَ لَيْسَ هٰذَا مَوْضِعَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ ، اَلدَّرَاهِمُ فِىْ جَيْبِىْ وَ الْحِمَارُ فِى السُّوْقِ . فَلَمَّا وَصَلَ اِلَى السُّوْقِ ضَرَبَ عَلٰى جَيْبِهٖ لِصٌّ ، فَاَخَذَ الصُّرَّةَ ، فَلَمَّا رَجَعَ اِلٰى دَارِهٖ اِسْتَقْبَلَهٗ ذٰلِكَ الرَّجُلُ ، قَالَ لَهٗ مِنْ اَيْنَ ؟ قَالَ مِنَ السُّوْقِ اِنْشَاءَ اللّٰهُ ، سُرِقَتْ دَرَاهِمِىْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ ، وَ لَمْ اَشْتَرِ الْحِمَارَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ ، وَ هَا اَنَا مُفْلِسٌ

إِنْ شَاءَ اللهُ وَ عَلَيْكَ اللَّعْنَةُ إِنْ شَاءَ اللهُ.

(۵)

قِيْلَ إِنَّ الْحَجَّاجَ مَرَّ لَيْلَةً بِمَكَانٍ فِيهِ لَبَّانٌ وَّ عِنْدَهُ جَحْلَةٌ فِيْهَا لَبَنٌ - وَ هُوَ يُخَاطِبُ نَفْسَهُ، وَ يَقُوْلُ: سَأَبِيْعُ هٰذَا اللَّبَنَ بِكَذَا وَ كَذَا ثُمَّ أَبِيْعُ كَذَا وَ كَذَا وَ يَحْسُنُ حَالِيْ، فَأَخْطُبُ بِنْتَ الْحَجَّاجِ، وَ أَتَزَوَّجُهَا فَتَلِدُ لِيْ غُلَامًا وَ أَدْخُلُ إِلَيْهَا يَوْمًا فَتُخَاصِمُ فَأَضْرِبُهَا بِرِجْلِيْ هٰكَذَا. فَرَفَسَ الْجَحْلَةَ بِرِجْلِهِ فَانْكَسَرَتْ وَ تَبَدَّدَ اللَّبَنُ. فَقَرَعَ الْحَجَّاجُ الْبَابَ، فَفَتَحَ الْبَابَ فَأَخَذَهُ وَ جَلَدَهُ خَمْسِيْنَ سَوْطًا. وَ قَالَ لَهُ لَوْ رَفَسْتَ ابْنَتِيْ هٰكَذَا لَا فَجَعْتَنِيْ فِيْهَا قَبَّحَكَ اللهُ تَعَالٰى

(۶)

قِيْلَ دَخَلَ أَعْرَابِيٌّ عَلٰى ثَعْلَب. فَقَالَ أَنْتَ الَّذِيْ تَزْعَمُ أَنَّكَ أَعْلَمُ النَّاسِ بِالْأَدَبِ؟ فَقَالَ كَذَا يَزْعُمُوْنَ. فَقَالَ أَنْشِدْنِيْ أَرَقَّ بَيْتٍ قَالَتْهُ الْعَرَبُ وَ أَسْلَسَهُ. فَقَالَ قَوْلَ جَرِيْرٍ ؎

إِنَّ الْعُيُوْنَ الَّتِيْ فِيْ طَرْفِهَا حَوَرٌ
قَتَلْنَنَا ثُمَّ لَمْ يُحْيِيْنَ قَتْلَانَا
يَصْرَعْنَ ذَا اللُّبِّ حَتّٰى لَا حَرَاكَ بِهٖ
وَ هُنَّ اَضْعَفُ خَلْقِ اللّٰهِ اِنْسَانًا

فَقَالَ هٰذَا الشِّعْرُ غَثٌّ رَثٌّ قَدْ لَاكَهُ السِّفْلَةُ بِاَلْسِنَتِهَا هَاتِ غَيْرَهٗ ۔ فَقَالَ ثَعْلَبُ اَفِدْنَا مِنْ عِنْدِكَ يَا اَعْرَابِيُّ فَقَالَ قَوْلَ مُسْلِمِ بْنِ الْوَلِيْدِ صَرِيْعِ الْغَوَانِيْ نظم

نُبَارِزُ اَبْطَالَ الْوَرٰى فَنُبِيْدُهُمْ
وَ يَقْتُلُنَا فِي السِّلْمِ لَحْظُ الْكَوَاعِبِ
وَ لَيْسَتْ سِهَامُ الْحَرْبِ تُفْنِيْ نُفُوْسَنَا
وَ لٰكِنْ سِهَامٌ فُوِّقَتْ فِي الْحَوَاجِبِ

فَقَالَ ثَعْلَبُ لِاَصْحَابِهٖ اكْتُبُوْهَا عَلَى الْحَنَاجِرِ وَ لَوْ بِالْخَنَاجِرِ ۔

(۷)

حُكِيَ اَنَّ بَعْضَ الْاَرِقَّاءِ كَانَ عِنْدَ مَالِكٍ يَاكُلُ الْخَاصَّ وَ يُطْعِمُهُ الْخُشْكَارَ ۔ فَاسْتَنْكَفَ الرَّقِيْقُ مِنْ ذٰلِكَ ۔ فَطَلَبَ الْبَيْعَ فَبَاعَهٗ ۔ فَاشْتَرَاهُ مَنْ يَاكُلُ الْخُشْكَارَ وَ يُطْعِمُهُ النُّخَالَةَ ۔ فَطَلَبَ الْبَيْعَ فَاشْتَرَاهُ مَنْ يَاكُلُ النُّخَالَةَ وَ

لَا يَطْعِمُهُ شَيْئًا. فَطَلَبَ الْبَيْعَ فَبَاعَهُ فَشَرَاهُ مَنْ لَا يَأْكُلُ شَيْئًا وَّ حَلَقَ رَأْسَهُ، وَكَانَ فِي اللَّيْلِ يُجْلِسُهُ وَ يَضَعُ السِّرَاجَ عَلَى رَأْسِهِ بَدَلًا مِنَ الْمَنَارَةِ. فَأَقَامَ عِنْدَهُ وَلَا طَلَبَ الْبَيْعَ مِنْهُ. فَقَالَ لَهُ النَّخَّاسُ لِأَيِّ شَيْءٍ رَضِيتَ بِهٰذِهِ الْحَالَةِ عِنْدَ هٰذَا الْمَالِكِ. قَالَ أَخَافُ مِمَّنْ يَشْتَرِيْنِي فِي هٰذِهِ الْمَرَّةِ وَ يَضَعُ الْفَتِيْلَةَ فِي عَيْنِي عِوَضًا عَنِ السِّرَاجِ.

(۸)

وَ مِنْ غَرِيْبِ الْمَنْقُوْلِ مِنْ كِتَابِ الْمُسْتَطْرَفِ اَنَّ فَتًى مِنْ ذَوِي النِّعَمِ قَعَدَ بِهِ الزَّمَانُ وَ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ حَسْنَاءُ مُحْسِنَةٌ فِي الْغِنَاءِ. فَضَاقَ بِهِمَا الْحَالُ وَ اشْتَدَّتْ بِهِمَا الْكَرْبُ فِي عَدَمِ مَا يُقْتَاتُ بِهٖ. فَقَالَ لَهَا قَدْ تَرَيْنَ مَا صِرْنَا اِلَيْهِ مِنْ هٰذِهِ الْحَالَةِ السَّيِّئَةِ، وَ اللهِ لَمَوْتِي وَ اَنْتِ مَعِي اَهْوَنُ عَلَيَّ مِمَّا اَذْكُرُهُ لَكِ. فَاِنْ رَاَيْتِ اَنْ اَبِيْعَكِ لِمَنْ يُحْسِنُ اِلَيْكِ وَ يُزِيْلُ عَنْكِ مَا اَنْتِ فِيْهِ وَ اَنْفَرِجُ اَنَا بِمَا لَعَلَّهُ يَصِيْرُ اِلَيَّ مِنَ الثَّمَنِ فَقَالَتْ وَ اللهِ لَمَوْتِي عَلَى تِلْكَ الْحَالَةِ مَعَكَ

خَيْرٌ عِنْدِىْ مِنَ الْاِنْتِقَالِ اِلٰى غَيْرِكَ وَ لَوْ
كَانَ خَلِيْفَةً . وَ لٰكِنِ اصْنَعْ مَا بَدَا لَكَ .
قَالَ فَخَرَجَ وَ عَرَضَهَا لِلْبَيْعِ فَاَشَارَ اِلَيْهِ
بَعْضُ اَصْدِقَائِهٖ مِمَّنْ لَهٗ رَاْىٌ اَنْ يَحْمِلَهَا
اِلَى ابْنِ مَعْمَرٍ اَمِيْرِ الْعِرَاقِ . فَحَمَلَهَا اِلَيْهِ
فَلَمَّا عُرِضَتْ عَلَيْهِ اسْتَحْسَنَهَا . فَقَالَ لِمَوْلٰهَا
بِكَمْ كَانَ شِرَاؤُهَا عَلَيْكَ . قَالَ مِائَةَ اَلْفِ
دِرْهَمٍ وَ قَدْ اَنْفَقْتُ عَلَيْهَا مَالًا كَثِيْرًا حَتّٰى
صَارَتْ فِىْ رُتْبَةِ الْاُسْتَاذِيْنَ . قَالَ مَا
اَنْفَقْتَ عَلَيْهَا فَغَيْرُ مَحْسُوْبٍ لَكَ لِاَنَّكَ
اَنْفَقْتَهٗ فِىْ لَذَّاتِكَ وَ اَمَّا ثَمَنُهَا فَقَدْ اَمَرْنَا
لَكَ بِهٖ . فَهٰذِهٖ مِائَةُ اَلْفِ دِرْهَمٍ وَ عَشَرَةُ
اَسْفَاطٍ مِنَ الثِّيَابِ وَ عَشَرَةُ رُءُوْسٍ مِنَ
الْخَيْلِ وَ عَشَرَةٌ مِنَ الرَّقِيْقِ ، اَرَضِيْتَ ؟
قَالَ نَعَمْ ، اَرْضَى اللّٰهُ الْاَمِيْرَ . فَاَمَرَ بِالْمَالِ
فَاُحْضِرَ وَ اَمَرَ قَهْرَمَانَهٗ بِاِدْخَالِ الْجَارِيَةِ
اِلَى الْحَرَمِ فَاَمْسَكَتْ جَانِبَ السِّتْرِ ، وَ بَكَتْ
وَ قَالَتْ مُنْشِدَةً : شعر :-

هَنِيْئًا لَكَ الْمَالُ الَّذِىْ قَدْ اَفَدْتَهٗ
وَ لَمْ يَبْقَ فِىْ كَفَّىَّ غَيْرُ التَّذَكُّرِ
اَقُوْلُ لِنَفْسِىْ وَهِىَ فِىْ كُرْبَاتِهَا

أَقِلِّي فَقَدْ بَانَ الْحَبِيْبُ أَوِ اكْثِرِيْ
إِذَا لَمْ يَكُنْ لِلْأَمْرِ عِنْدَكِ مَوْضِعٌ
وَ لَمْ تَجِدِيْ بُدًّا مِنَ الصَّبْرِ فَاصْبِرِيْ
فَبَكَى مَوْلَاهَا وَ أَجَابَ مُنْشِدًا : شعر :-
وَ لَوْ لَا قُعُوْدُ الدَّهْرِ بِيْ عَنْكِ لَمْ يَكُنْ
يُفَرِّقُنَا شَيْءٌ سِوَى الْمَوْتِ فَاعْذِرِيْ
أَرُوْحُ بِهَمٍّ مِنْ فِرَاقِكِ مُوْجِعٍ
أُنَاجِيْ بِهِ قَلْبًا قَلِيْلَ التَّصَبُّرِ
عَلَيْكِ سَلَامِيْ لَا زِيَارَةَ بَيْنَنَا
وَ لَا وَصْلَ إِلَّا إِنْ يَشَاءُ ابْنُ مَعْمَرٍ
فَقَالَ لَهُ ابْنُ مَعْمَرٍ قَدْ شِئْتُ، بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا فَخُذْهَا وَ خُذْ مَا وَصَلَ إِلَيْكَ مِنَّا. فَأَخَذَهَا وَ أَخَذَ الْمَالَ وَ الْخَيْلَ وَ الرَّقِيْقَ وَ الثِّيَابَ. وَ عَادَ وَ قَدْ حَسُنَتْ حَالَتُهُ.
فَرَحِمَ اللّٰهُ ابْنُ مَعْمَرٍ وَ أَسْكَنَهُ جَنَّاتِ الْخُلُوْدِ مَعَ الْوِلْدَانِ وَ الْحُوْرِ فِيْ أَعْلَى الْقُصُوْرِ.

۹

قِيْلَ إِنَّهُ كَانَ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا يُسَمَّى ـبتٌ وَ الْآخَرُ اسْمُهُ الْمُغَفَّلُ. وَ اشْتَرَكَا فِيْ

تِجَارَةٍ . فَبَيْنَمَا هُمَا فِيْ بَعْضِ الطَّرِيْقِ إِذْ وَجَدَا كِيْسًا فِيْهِ اَلْفُ دِيْنَارٍ . فَلَمَّا وَجَدَاهُ بَدَا لَهُمَا الرُّجُوْعُ إِلَى بَلَدِهِمَا فَرَجَعَا حَتّٰى دَنَيَا مِنْ سُوْرِ الْمَدِيْنَةِ وَ قَعَدَا لِلْاِقْتِسَامِ . فَقَالَ الْمُغَفَّلُ لِلْخَبِّ خُذْ نِصْفَ الْمَبْلَغِ وَ اَعْطِنِيْ النِّصْفَ . وَ كَانَ الْخَبُّ قَدْ قَرَّرَ فِيْ نَفْسِهٖ اَنْ يَأْخُذَ الْمَبْلَغَ جَمِيْعَهٗ . فَقَالَ لَهٗ لَا نَقْتَسِمُ فَاِنَّ الشِّرْكَةَ اَقْرَبُ اِلَى الْمُصَافَاةِ . وَ لٰكِنْ يَأْخُذُ كُلٌّ مِنَّا شَيْئًا يَنْفَعُهٗ وَ نَدْفِنُ الْبَاقِيَ فِيْ اَصْلِ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَهُوَ مَوْضِعٌ حَرِيْزٌ فَاِذَا احْتَجْنَا اِلٰى شَيْءٍ جِئْتُ اَنَا وَ اَنْتَ وَاَخَذْنَا حَاجَتَنَا مِنْهُ ، فَاَخَذَا يَسِيْرًا وَ دَفَنَا الْبَاقِيَ وَ مَضَيَا . فَدَخَلَا الْبَلَدَ . ثُمَّ اِنَّ الْخَبَّ جَاءَ وَحْدَهٗ اِلَى الشَّجَرَةِ فَاَخَذَ الدَّنَانِيْرَ الْمَدْفُوْنَةَ وَ عَادَ اِلٰى بَيْتِهٖ . ثُمَّ جَاءَ اِلَى الْمُغَفَّلِ بَعْدَ شَهْرٍ ، فَقَالَ لَهٗ اخْرُجْ بِيْ اِلَى الشَّجَرَةِ لِنَأْخُذَ شَيْئًا مِنَ النَّفَقَةِ . فَانْطَلَقَا اِلَى الْمَكَانِ ، فَلَمَّا حَضَرَا لَمْ يَجِدَا شَيْئًا فَجَعَلَ الْخَبُّ يَلُوْمُ الْمُغَفَّلَ ثُمَّ لَطَمَ وَجْهَهٗ وَ نَتَفَ شُعُوْرَ ذَقَنِهٖ وَ ضَرَبَ صَدْرَهٗ وَ قَالَ لَا يَثِقُ اَحَدٌ بِاَحَدٍ . ثُمَّ قَالَ لِلْمُغَفَّلِ اَنْتَ الَّذِيْ اَخَذْتَ

الدَّنَانِيرَ فَجَعَلَ الْمُغَفَّلُ يَحْلِفُ وَ يَلْعَنُ اٰخِذَهَا وَ الْخِبُّ فِي صُرَاخٍ وَاحِدٍ قَائِلًا اَنْتَ اَخَذْتَ الْمَالَ فَمَا شَعَرَ بِهِ سِوَاكَ . ثُمَّ تَرَافَعَا اِلَى الْقَاضِيْ فَافْتَحَصَ الْقَاضِي قِصَّتَهُمَا وَ قَالَ لِلْخِبِّ اَلَكَ عَلٰى دَعْوَاكَ بَيِّنَةٌ؟ قَالَ الْخِبُّ: نَعَمْ ، الشَّجَرَةُ الَّتِيْ كَانَتِ الدَّنَانِيرُ تَحْتَهَا تَشْهَدُ اَنَّ الْمُغَفَّلَ اَخَذَ الْمَبْلَغَ . وَ كَانَ الْخِبُّ قَدْ اَمَرَ اَبَاهُ اَنْ يَذْهَبَ فَيَتَوَارٰى بِالشَّجَرَةِ وَ كَانَتْ مُجَوَّفَةً حَتّٰى اِذَا جَاءَ اَحَدٌ مِنَ الْقَاضِيْ وَ سَأَلَ الشَّجَرَةَ اَجَابَهُ فَيَظُنُّ الشَّجَرَةُ تَنْطِقُ فَذَهَبَ فَتَوَارٰى فِيهَا. ثُمَّ قَالَ الْخِبُّ لِلْقَاضِيْ انْطَلِقْ بِنَا اِلَى الشَّجَرَةِ فَانْطَلَقَ هُوَ وَ اَصْحَابُهُ وَ الْخِبُّ وَ الْمُغَفَّلُ مَعَهُ حَتّٰى وَافَى الشَّجَرَةَ فَسَأَلَهَا الْقَاضِيْ عَنِ الْاَمْرِ . فَقَالَ الشَّيْخُ فِيْ جَوْفِهَا: نَعَمْ ، الْمُغَفَّلُ اَخَذَ الدَّنَانِيرَ . فَلَمَّا سَمِعَ الْقَاضِيْ ذٰلِكَ اشْتَدَّ تَعَجُّبُهُ وَجَعَلَ يَطُوفُ حَوْلَ الشَّجَرَةِ . فَبَصُرَ طَرَفَ ثَوْبِ الشَّيْخِ. فَدَعَا الْقَاضِيْ بِحَطَبٍ ، وَ اَمَرَ اَنْ تُحْرَقَ الشَّجَرَةُ فَاضْطَرَمَتْ حَوْلَهَا النِّيرَانُ . فَاسْتَغَاثَ اَبُو الْخِبِّ وَ قَدْ اَشْرَفَ عَلَى الْمَوْتِ . فَسَأَلَهُ

الْحَاكِمُ ، فَأَخْبَرَ الشَّيْخُ بِكُلِّ مَا جَرٰى . فَأَوْقَعَ الْقَاضِيْ بِالْخِبِّ الْعِقَابَ وَ أَوْجَعَهُ ضَرْبًا شَدِيْدًا وَ أَخَذَ مِنْهُ الدَّنَانِيْرَ ، فَأَعْطَاهَا الْمُغَفَّلَ . وَ رَكَّبَ أَبَاهُ مَشْهُوْرًا ، مَصْفُوْعًا ، مُفْتَضِحًا .

(١٠)

قِيْلَ اِنَّ جَمَاعَةً مِنَ الْقُرُوْدِ كَانُوْا سُكَّانًا فِيْ جَبَلٍ . فَالْتَمَسُوْا فِيْ لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ ذَاتِ أَمْطَارٍ وَ رِيَاحٍ نَارًا يَصْطَلُوْنَ بِهَا . فَلَمْ يَجِدُوْا شَيْئًا . فَرَأَوْا يَرَاعَةً يَطِيْرُ كَأَنَّهَا شَرَارُ نَارٍ . فَجَمَعُوْا حَشِيْشًا وَ أَلْقَوْهُ عَلَيْهَا وَ جَعَلُوْا يَنْفُخُوْنَ طَمْعًا أَنْ يُوْقِدُوْا نَارًا . وَ كَانَ بِالْقُرْبِ مِنْهُمْ طَائِرٌ عَلَى شَجَرَةٍ يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ . فَجَعَلَ يَتَأَدَّبُهُمْ وَ يَقُوْلُ لَا تَتْعَبُوْا فَاِنَّ الَّذِيْ رَأَيْتُمُوْهُ لَيْسَ بِنَارٍ . ثُمَّ اِنَّهُ عَزَمَ عَلَى الْقُرْبِ مِنْهُمْ لِيَنْهَاهُمْ عَمَّا هُمْ فِيْهِ . فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ وَ قَالَ لَهُ لَا تَلْتَمِسْ تَقْوِيْمَ مَا لَا يَسْتَقِيْمُ . فَاِنَّ الْعُوْدَ الَّذِيْ لَا يَنْحَنِيْ لَا يُعْمَلُ مِنْهُ الْقَوْسُ . فَأَبَى الطَّائِرُ أَنْ يُطِيْعَهُ وَ تَقَدَّمَ اِلَى الْقُرُوْدِ لِيُعَرِّفَهُمْ أَنَّ الْيَرَاعَةَ لَيْسَتْ بِنَارٍ . فَتَنَاوَلَهُ بَعْضُ

الْقُرُوْدِ فَمَاتَ مِنْ سَاعَتِہٖ ۔

ترجمہ :—

حکایات

(۱)

شرح المقامات میں یہہ حکایت لکھی ہے کہ کسرے نوشیروان ایک بڈھے کے پاس سے گزرا۔ کہ زیتون کا درخت لگا رہا تھا۔ نوشیروان نے کہا کہ بڈھے تیرے تو زیتون بونے کے دن نہیں ہیں کیونکہ یہ درخت بہت دنوں تک پھلتا ہے اور تو بڈھا سن رسیدہ ہے۔ اُس نے کہا کہ حضور جو (لوگ) ہم سے پہلے ہوئے انہوں نے بویا ہم نے کھایا۔ ہم بوتے ہیں کہ ہمارے بعد والے کھائیں۔ کسرے نے کہا زہ (یعنے کیا خوب بات کہی۔ نوشیرواں کا قاعدہ تھا کہ جس شخص کے باب میں یہ بات کہتا تھا اُسے چار ہزار درہم ملتے تھے۔ وہی اسے دیئے گئے

بڈھا پھر بولا کہ کیوں حضور دیکھا میرا پودا کیسا ہے کیا جلد پھل لایا۔ نوشیرواں نے پھر کہا زہ (دستور کے بموجب چار ہزار اور دیئے۔ اُس نے کہا کہ حضور ہر درخت برس میں ایک دفعہ پھلتا ہے میرا درخت ایک پل میں دو دفعہ پھلا۔ نوشیرواں نے پھر کہا کہ زہ اُتنے ہی اور دیئے گئے آخر نوشیرواں (وہاں سے) چلدیا اور (ہمراہیوں سے) کہا کہ چلے آؤ اگر ہم ٹھیرینگے تو جو کچھ ہمارے خزانہ میں ہے وہ اسکے لطیفوں کیلئے کافی نہ ہوگا۔

(۲)

اصفہان کے دولتمندوں میں سے کسی شخص کے دروانہ پر ایک (فقیر) مانگتا ہوا آیا۔ اور کچھ سوال کیا۔ اس شخص نے سنکر غلام کو پکارا کہ مبارک!

عنبر سے کہدے کہ وہ جوہر سے کہے اور جوہر یاقوت سے کہے اور یاقوت الماس سے کہے اور الماس فیروزہ سے کہے اور فیروزہ مرجان سے اور مرجان اُس فقیر سے کہے کہ خدا تجھے کشائش دے (یعنے اسوقت کچھ حاضر نہیں) فقیر نے (بھی) سُنا۔ دونو ہاتھ آسمان کیطرف اُٹھاکر کہا کہ یا اللہ جبرئیل کو حکم دے کہ میکائیل سے کہے اور میکائیل دردائیل سے کہے وہ کیکائیل سے کہے اور کیکائیل اسرافیل سے کہے اور اسرافیل عزرائیل سے کہے۔ کہ وہ اس کنجوس کی جان قبض کر لے۔ سوداگر شرمندہ ہوا۔ اور فقیر نے اپنی راہ لی۔

(۳)

شریک ابن اعور (ایکدن) معاویہ کے پاس آیا۔ شریک کی صورت بُری تھی۔ معاویہ نے کہا۔ کہ شریک تو بدصورت ہے اور خوبصورت بہتر ہے بدصورت سے۔ تو شریک ہے اور خدا کا کوئی شریک نہیں (تیرا باپ کانڑان تھا اور صحیح الاعضا آدمی کانڑین سے اچھا ہوتا ہے) تو کیونکر اپنی قوم کا سردار ہوگیا اُس نے کہا کہ تو معاویہ ہے اور معاویہ اُس کُتیا کو کہتے ہیں جو آپ بھونک کر اور کتّوں کو بھونکا دے۔ تو بیٹا صخر کا ہے صخر بڑے پتھر کو کہتے ہیں اور پتھر سے ہموار زمین اچھی ہے۔ تو بیٹا حرب کا ہے۔ اور صلح حرب سے بہتر ہے تو بیٹا اُمیہ کا ہے اور اُمیہ امتہ کی تصغیر ہے تو کیونکر سارے ایمان والونکا امیر ہوگیا۔

(۴)

ایک شخص درہموں کی تھیلی لیکر گدھا خریدنے کے لئے گھر سے بازار کو چلا رستے میں ایک اور شخص ملا۔ اور پوچھا کہ کدھر؟ اس نے کہا کہ بازار ایک گدھا خریدونگا۔ اس نے کہا کہ انشاء اللہ تو کہہ لے۔ اُس شخص نے کہا کہ درہم جیب میں ہیں اور گدھا بازار میں ہے انشاءاللہ کہنے کا کیا موقع ہے۔ جب بازار میں پہنچا تو (اتفاقاً کسی) جیب کترے نے اُسکی جیب پر (ہاتھ) مارا اور تھیلی (اڑا) لیگیا۔ جب گھر کو پھرا تو وہی شخص پھر سامنے آیا اور کہا کہ کدھر سے؟ اُس نے کہا بازار سے انشاءاللہ درہم بھی چوری گئے انشاءاللہ۔ گدھا نہ لیا انشاءاللہ اور میں مفلس ہوگیا انشاءاللہ اور تم پر لعنت ہے انشاءاللہ۔

(۵)

کہتے ہیں کہ ایک رات حجاج کا کسی مکان پر گزر ہوا (دیکھا) کہ اسمیں ایک دودھ والا بیٹھا ہوا ہے اور اسکے پاس ایک مشک ہے کہ اسمیں دودھ ہے آپ ہی آپ کہہ رہا ہے کہ اب میں اپنے اپنے کو اس دودھ کو بیچوں گا۔ پھر ان چیزوں کی سوداگری کروں گا۔ پھر میرے واسطے ایسا ہو گا۔ اور میں خوش حال ہو جاؤں گا۔ پھر میں حجاج کی بیٹی سے شادی کا پیام کر کے بیاہ کروں گا۔ اور اُس سے ایک بیٹا ہوگا۔ میں جو ایک دن پاس جاؤں گا۔ تو وہ مجھ سے لڑنے لگے گی۔ میں یوں کر کے ایک لات ماروں گا (یہہ کہہ کر) ایک ٹھوکر ماری کہ مشک پھٹ گئی۔ اور دودھ کھنڈ گیا۔ حجاج نے دروازہ کھٹکھٹایا (جب) اُس نے دروازہ کھولا تو حجاج نے پکڑ کر پچاس کوڑے مارے۔ اور کہا۔ کہ خدا تجھے خراب کرے۔ اسطرح میری بیٹی کو ٹھکراتا تو مجھے رنج نہ ہوتا؟

(۶)

ایک عرب صحرانشین ثعلب (شاعر) کے پاس آیا۔ اور کہا کہ تو ہی زبان دانی میں اپنے تئیں سب سے زیادہ جانتا ہے۔ اُس نے کہا کہ لوگ تو ایسا ہی خیال کرتے ہیں۔ عرب نے کہا کہ کسی شاعر نے جو بہت ہی خوش آیندہ اور سلیس شعر کہا ہو مجھے پڑھ کر سنا۔ ثعلب نے جریر کا کلام پڑھا ترجمہ نظم کا وہ آنکھیں کہ جنکے دیکھنے میں سفیدی بھی گھری ہے اور سیاہی بھی گھری ہے انہوں نے مجھے قتل کیا اور پھر نہ جلایا۔ عقل والے آدمی کو ایسا مار گرایا کہ اُس میں حرکت بھی نہیں رہی۔ اور خود دنیا کے انسانوں میں سب سے ناطاقت انسان ہیں۔ عرب نے کہا کہ یہ شعر تو پرانا ردی ہے کہ سفلے لوگوں کے زبان زد ہے۔ کوئی اور پڑھ۔ ثعلب نے کہا کہ تم اپنے پاس سے کچھ عنایت کرو۔ اُس نے مسلم بن ولید صریع الغوانی کا کلام پڑھا ترجمہ نظم کا خلقت کے بہادروں سے ہم لڑتے ہیں۔ اور انہیں مارتے ہیں۔ مگر ہم کو صلح (کی عالم) میں

معشوقوں کی نگاہ قتل کرتی ہے۔ لڑائی کے تیر ہم کو نہیں مارتے۔ مگر جو تیر کہ بھوؤں (کی کمان میں) جوڑی جاتی ہیں۔ وہ مارے ڈالتے ہیں۔ ثعلب نے سنکر اپنے صحبت والوں سے کہا کہ اگرچہ خنجروں سے لکھے جائیں (مگر) ان (شعروں) کو (اپنے سینوں کے صفحہ) پر لکھو۔

(۷)

حکایت ہے کہ ایک غلام کسی ایسے مالک کے پاس تھا کہ آپ تو خاصہ کھانا کھاتا تھا۔ اور بھوسی ملی ہوئی روٹی اسے کھلاتا۔ غلام نے ایسے کھانے سے انکار کیا اور (آقا سے کہکر) بکنا چاہا۔ اُس نے بیچ ڈالا۔ پھر ایک ایسے شخص نے کہ دیسی روٹی تو آپ کھالیتا اور بھوسی اسے کھلاتا (یہاں سے بھی) بکنا چاہا۔ پھر ایسے شخص نے خریدا کہ بھوسی آپ کھاتا تھا اور اُسے کچھ نہ دیتا تھا۔ یہاں سے پھر بکنا چاہا پھر ایسے شخص نے خریدا۔ کہ آپ کچھ نہ کھاتا تھا (بلکہ) اس کا سر مونڈ ڈالا۔ رات کو بٹھاتا تھا اور چراغدان کے بدلے اس کے سر پہ چراغ رکھتا تھا۔ غلام اس کے پاس رہا اور بکنے کی درخواست نہ کی۔ بازار کے چودہری نے کہا کہ (بالے) اس مالک کے پاس اس حالت پہ تو کیونکر راضی ہوگیا۔ اُس نے کہا ڈرتا ہوں اب کی دفعہ کوئی ایسا شخص نہ خریدے کہ چراغ کے بدلے بتی میری آنکھوں میں رکھے۔

(۸)

یہ عجیب حکایت کتاب المستجاد میں سے نقل کی گئی ہے کہ ایک دولت مند جوان سے زمانہ برگشتہ ہوگیا۔ اس کے پاس ایک خوبصورت لونڈی تھی کہ بہت خوب گاتی تھی۔ دولتمند کا حال تنگ ہوا۔ اور چونکہ کچھ بھی کھانے کو نہ رہا اس لئے تکلیف کی شدت ہوئی۔ جوان نے لونڈی سے کہا۔ دیکھتی ہے کہ ہمارا کیا برُا حال ہوگیا ہے؟ خدا کی قسم جو کچھ تیرے باب میں میرے خیال میں گذرتا ہے۔ اُس سے یہ آسان ہے کہ میں مر جاؤں اور تو میرے ساتھ ہو۔ اگر تو مناسب دیکھے تو کسی ایسے شخص کے ہاتھ بیچ ڈالوں کہ تجھ سے اچھی طرح پیش آئے اور جس مصیبت میں تو ہے اسے رفع کرے اور شاید جو کچھ

قیمت ہیں مجھے ملے اس سے میرا بھی ہاتھ کھلے۔ اس نے کہا خدا کی قسم میرے نزدیک تو اسی حالت سے تیرے ساتھ مرنا غیر کے پاس چلے جانے سے بہتر ہے اگرچہ خلیفہ ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن (خیر) جو تیرے دل میں آیا ہے کر (گذر) راوی کہتا ہے کہ وہ شخص گھر سے نکلا اور لونڈی کو بیچنے کے لئے پیش کیا۔ اس کے دوستوں میں سے ایک صاحب عقل نے صلاح دی۔ کہ اسے ابن معمر امیر عراق کے پاس لیجائے۔ مالک لونڈی کو اس کے پاس لے گیا۔ جب پیش کیا تو امیر نے پسند کیا۔ اور مالک سے کہا کہ تیری کتنے کی خرید تھی۔ اس نے کہا کہ لاکھ درہم۔ اور میں نے خود بہت سا مال اس پر خرچ کیا ہے یہاں تک کہ استادوں کے مرتبہ کو پہنچ گئی ہے امیر نے کہا کہ جو تو نے اس پر خرچ کیا اسکا حساب نہیں۔ کیونکہ تو نے اپنے مزے کے لئے خرچ کیا مگر قیمت کے لئے میں نے حکم دیا۔ یہ لاکھ درہم، دس گٹھریاں کپڑوں کی، دس گھوڑے، دس غلام موجود ہیں تو خوش ہوا؟ اس نے کہا کہ ہاں خدا امیر کو خوش رکھے۔ امیر نے مال کے لئے حکم دیا (اسی وقت) حاضر ہو گیا۔ داروغہ کو حکم دیا کہ لونڈی کو حرم سرا میں داخل کرے۔ لونڈی پردہ کا کنارہ پکڑ کے روئی۔ اور یہ شعر پڑھے ترجمہ شعروں کا جو مال تیرے ہاتھ آیا اب تجھے مبارک ہو میرے پاس تو سوائے تیری یاد کے کچھ نہیں رہا۔ دل دکھ میں گرفتار ہے اور میں اس سے کہتی ہوں۔ کہ خواہ بہت رو خواہ تھوڑا رو دوست تو جدا ہو گیا جب بات کا موقع تیرے قابو میں نہ ہو۔ اور سوائے صبر کے چارہ نہ ہو۔ تو صبر ہی کر۔ آقا رو دیا اور ان شعروں میں جواب دیا۔ شعروں کا ترجمہ اگر میرا نصیب تجھ سے کوتاہی نہ کرتا تو موت کے سوا کوئی چیز (مجھے اور تجھے) جدا نہ کر سکتی۔ خیر اب معذور رکھ۔ تیرے درد فراق سے غمگین جاتا ہوں اور دل بیتاب سے چپکے چپکے اس کی باتیں کرتا جاتا ہوں۔ خدا تجھے سلامت رکھے۔ اب میری تیری ملاقات نہ ہوگی۔ اور وصل نہ ہوگا مگر ہاں ابن معمر چاہے (تو ہو جائے) ابن معمر بولا میں نے تو چاہا (جا) خدا تجھے مبارک کرے۔ اسے بھی لے جا اور جو کچھ تجھے پہنچا ہے وہ بھی لے جا۔ وہ شخص مال اور گھوڑے اور غلام اور کپڑے لیکر خوشحال چلا آیا۔ خدا ابن معمر پر رحمت

کرے اور حوردل اور خوبصورت بچوں کے ساتھ ہمیشہ بہشت کی سب سے اونچے محل میں رکھے

(۹)

کہتے ہیں کہ دو شخص تھے ایک کا نام خبّ تھا۔ اور دوسرے کا نام مغفّل۔ دونوں نے سوداگری میں ساجھا کیا۔ رستہ میں چلے جاتے تھے کہ ایک تھیلی ہزار دینار کی پڑی ہوئی پائی ؎

جب ہاتھ آئی تو دونوں کی رائے پھرنے کی ہوئی۔ اور الٹے ہی پھرے۔ جب شہر کی فصیل کے پاس پہنچے اور مال بانٹنے بیٹھے تو مغفّل نے خبّ سے کہا کہ آدھے تو لیلے آدھے مجھے دیدے۔ خبّ نے اپنے دل میں یہ ٹھرائی تھی کہ سب آپ ہی لیجئے۔ کہا۔ بانٹتے نہیں کیونکہ مال کی ملے رہنے میں دل کی صفائی بہت پائی جاتی ہے۔ لیکن ہر شخص ہم میں سے جتنا چاہئے ہو اتنا لیلے باقی کو اس درخت کی جڑ میں گاڑ دیں کہ یہ جگہ محفوظ ہے۔ جب کچھ ضرورت ہوگی تو دونوں آئیں گے اور جتنا چاہیئے ہوگا لیجائینگے۔ غرض تھوڑا سا اس میں سے لیا اور باقی گاڑ کر چلے گئے۔ دونوں ساتھ شہر میں داخل ہوئے۔ (مگر) خبّ پھر اکیلا آیا اور گڑے ہوئے دینار نکال کر اپنے گھر لے آیا۔ مہینا بھر کے بعد مغفّل آیا اور خبّ سے کہا کہ چلو درخت کی طرف چلیں کچھ خرچ لائیں۔ دونوں اسی جگہ گئے۔ جب کھودا تو وہاں کچھ بھی نہ پایا۔ خبّ مغفّل کو ملامت کرنے لگا۔ منہ پیٹ لیا ڈاڑھی گھسوٹی۔ چھاتی کوٹی۔ اور کہا کہ کوئی کسی پر بھروسہ نہ کرے۔ پھر مغفّل سے کہا کہ تو نے ہی دینار لئے۔ وہ قسمیں کھاتا تھا اور (لینے والے پر) لعنت کرتا تھا۔ خبّ نالہ و فریاد کرتا تھا۔ اور وہی ایک رونا روئے جاتا تھا کہ تو نے ہی مال لیا ہے تیرے سوا کسی کو خبر نہ تھی۔ دونوں قاضی کے پاس مقدمہ لے گئے۔ قاضی نے (اول سے آخر تک) سارا قصہ کہوایا اور خبّ سے کہا کہ تیرے دعوے کا کوئی گواہ ہے؟ اس نے کہا ہاں جس درخت کے نیچے دینار گاڑے تھے) وہی گواہی دے گا کہ مغفّل نے دینار لئے۔ درخت کھوکھلا تھا خبّ نے اپنے باپ کو کہدیا کہ جا کر درخت میں چھپ رہے۔ اگر کوئی قاضی کی طرف سے آئے اور پوچھے۔ تو اسے جواب

دیوے کہ وہ سمجھے کہ درخت بولتا ہے۔ باپ اسکا گیا اور اسمیں چھپ رہا۔ غرض خبّ نے قاضی سے کہا کہ آپ میرے ساتھ درخت تک چلئے۔ قاضی اپنے ساتھیوں سمیت چلا۔ خبّ اور مغفل اُسکے ساتھ تھے۔ جب درخت کے پاس پہنچے تو قاضی نے اُس سے اُس مقدمہ میں سوال کیا۔ بڈھا اندر سے بولا کہ ہاں مغفل دینار لیگیا ہے۔ قاضی کو سنکر بڑا تعجب ہوا اور درخت کے گرد پھرنے لگا۔ (اتفاقاً) بڈھے کے کپڑے کا پلا دیکھا۔ قاضی نے لکڑیاں منگائیں اور حکم دیا کہ اس درخت کو جلادو۔ گرد اُسکے آگ لگادی۔ اندر سے خبّ کا باپ چلاّنے لگا اور (یہ حال ہوا کہ) مرنے قریب ہوگیا۔ حاکم نے اُس سے پوچھا۔ بڈھے نے جو کچھ گزرا تھا سب کہدیا۔ قاضی نے خبّ کو سزا دی اور بہت مارا دینار اُس سے لئے اور مغفل کو دے دیئے۔ اور اُس کے باپ کو (گدھے) پر چڑھا پھیرے مار مار کر شہر میں پھرایا اور ذلیل کیا ؎

(۱۰)

کہتے ہیں کہ بندروں کا ایک غول کسی پہاڑ میں رہتا تھا۔ ایک رات سردی اور مینہ اور ہوا کے سبب سے چاہا کہ آگ سینکیں مگر کہیں نہ ہاتھ آئی۔ ایک جگنو نظر پڑا کہ آگ کے پتنگے کی طرح اڑا جاتا ہے۔ انہوں نے کچھ گھاس پھوس سمیٹ جگنو پر ڈالکر پھونکنا شروع کیا تاکہ آگ بھڑک اُٹھے۔ پاس ہی ایک پرندہ درخت پر بیٹھا تھا اور انہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ بتانے لگا اور کہا کہ اُس کے پیچھے نہ پڑو۔ جو چیز تمہیں چمکتی دکھائی دیتی ہے یہ آگ نہیں ہے۔ پھر اُنکے پاس آنے کا ارادہ کیا۔ کہ جو کچھ یہ کر رہے ہیں اس بات سے منع کرے۔ ایک شخص اُسکے پاس کو نکلا اور کہا کہ جو چیز سیدھی نہو سکے اس کے سیدھا کرنیمیں کوشش نہ کرنا (کہ بزرگوں کا قول ہے) جو لکڑی مڑ نہیں سکتی اُس کی کمان نہیں بن سکتی۔ پرندے نے اُس کی بات نہ مانی۔ بندروں کی طرف بتانے کو بڑھا کہ جگنو ہے آگ نہیں۔ ایک بندر نے اُسے دبوچ لیا۔ وہ پرند اُسی وقت مرگیا ؎

استاد کی امداد کے بغیر
عربی سکھا دینے والی کتابیں

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
معلم العربیہ	عہ	خزینۃ العلوم حصہ اول مجلد	عہ ۴ر
مدرس العربیہ	عہ ۸ر	لغات القرآن	۱۰ر
عربی ٹیچر	عہ	" " عزیزی	عا ۴ر
عربی کا معلم جدید حصہ اول	۱۴ر	مصباح " "	عہ ۸ر
" " " دوم	۱۴ر	عربی بول چال " اول	۱۴ر
کلید " " اول	۵ر	" " " دوم	۱۴ر
" " " دوم	۵ر	کتاب الصرف	۱۴ر
کلام عربی حصہ اول	۱۰ر	" النحو	۱۰ر
" " " دوم	۱۰ر	قوانین عربی	۱۲ر
ترجمان القرآن جلد اول، دوم، سوم، چہارم، پنجم، ششم فی جلد	عہ	اردو عربی ترجمہ	عہ ۸ر
" جلد ۲۹ و ۳۰	عہ	الصحیفۃ الاولی	
ہدایت العربیہ	عا	" الثانیہ	ہر چہار
مارس عربی	عا	" الثالثہ	حصہ
اللغات والامثال	عا	" الرابعہ	عہ ۸ر
		الدروس العربیہ حصہ اول	عہ ۸ر

ملنے کا پتہ:- مینیجر مکتبہ علمیہ - مدرسۃ البنات - جالندھر شہر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۵۵



پیام اسلام

جالندھر شہر

تعلیمی صحیفہ

اگست سنہ ۱۹۳۶ء

مدیر: محمد احمد خان ذاکر

قواعد

۱۔ رسالہ ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے

۲۔ رسالہ نہ پہنچنے کی اطلاع اسی مہینے کی بیسویں تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہیے، ورنہ رسالہ بشرط موجودگی قیمت پر ملیگا

۳۔ چندہ سالانہ ۳ روپے۔ فی پرچہ ۴ر۔

۴۔ اشتہارات کی اُجرت کا تصفیہ مینیجر سے بذریعہ خط و کتابت کرنا چاہیے۔

جنرل برقی پریس ریلوے روڈ جالندھر شہر میں چھپکر
باہتمام محمد احمد خان ذاکر پرنٹر پبلشر دار القرآن سے شائع ہوا

ہدایت عربیہ	عہ	ہر
مدارس عربی	عہ	الکر
اللغات والامثال	عہ	الدروس ۱۱

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر مکتبۂ علمیہ۔ مدرسۃ ال ذاکر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیام اسلام
جالندھر شہر
جلد ۱۷　اگست ۱۹۴۶ء ۔ رمضان ۱۳۶۵ھ　نمبر ۸

دیباجۃ المفردات فی غریب القرآن

للراغب الاصفہانی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ صَلٰوتُہٗ عَلٰی نَبِیِّہٖ مُحَمَّدٍ وَ اٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ قَالَ الشَّیْخُ ابو القاسم الحسینُ بنُ محمدِ ابنِ الفضل الرّاغب رحمہُ اللہُ اسأَلُ اللہَ ان یجعل لنا من انوارہ نورًا یُرینا الخیرَ و الشرَّ بِصُورتیہما وَ یُعرِّفنا الحقَّ وَ الباطل بحقیقتہما حتی نکون مِمّن یسعٰی نُورُھم بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَ بِاَیْمَانِھِمْ وَ من المَوْصُوفین بقولہ تعالٰی ھُوَ الَّذِی اَنزلَ

السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ و بقوله أُولٰئِكَ
كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَ أَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ
مِنْهُ كُنْتُ قَدْ ذَكَرْتُ فِي الرِّسَالَهِ الْمُنَبِّهَةِ
علي فوائدِ الْقُرْآنِ أَنَّ الله تعالى كما جَعَلَ
النُّبُوَّةَ بِنَبِيِّنَا مُخْتَتِمَةً وَ جَعَلَ شَرَائِعَهُمْ
بِشَرِيعَتِهِ من وجهٍ مُنْتَسِخَةً و من وجهٍ
مُكَمَّلَةً مُتَمِّمَةً كما قال تعالى اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ
لَكُمْ دِينَكُمْ و أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ
رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا جَعَلَ كِتَابَهُ
الْمُنَزَّلَ عليه مُتَضَمِّنًا ثَمَرَةَ كُتُبِهِ الَّتِي
أولاها أوائل الْأُمَمِ كما نَبَّهَ عليه بِقَوْلِهِ
تعالى يَتْلُو صُحُفًا مُطَهَّرَةً فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ
و جَعَلَ من مُعْجِزَةِ هٰذَا الْكِتَابِ أنه مع
قِلَّةِ الْحَجْمِ مُتَضَمِّنٌ لِلْمَعْنَى الْجَمِّ و بحيث
تَقْصُرُ الْأَلْبَابُ الْبَشَرِيَّةُ عن إحصائه والآلاتُ
الدُّنْيَوِيَّةُ عَنِ اسْتِيفَائِهِ كما نَبَّهَ عليه بقوله
تعالى و لو أَنَّ ما في الْأَرْضِ من شَجَرَةٍ
أقلامٌ و الْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بعدهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ
مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللهِ إِنَّ اللهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ
و أَشَرْتُ فِي كِتَابِ الذَّرِيعَة إِلَى مكارِمِ
الشَّرِيعَةِ أَنَّ الْقُرْآنَ و إن كان لا يَخْلُو النَّاظِرُ

فیهِ من نورٍ ما یُریهِ و نفعٌ ما یُولیهِ فإنّهُ

كالبدرِ من حیثُ التفتّ رأیتَهُ
یُهدی إلی عینیكَ نورًا ثاقبا
كالشمسِ فی كبدِ السّماءِ و ضوءُها
یغشی البلادَ مشارقًا و مغاربا

لكن محاسنُ أنوارِهِ لا یُثقفُها إلّا البصائرُ الجلیّةُ وَ أطایبُ ثمرِهِ لا یقطِفُها إلّا الأیدی الزّكیّةُ وَ منافِعُ شِفائِهِ لا ینالُها إلّا النفوسُ النّقیّةُ كما صرّحَ تعالی بـه فقال فی وصفِ مُتناولیهِ إنّه لقرآنٌ كریمٌ فی كتابٍ مكنونٍ لا یمسُّهُ إلّا المُطهّرون وَ قالَ فی وصفِ سامِعیهِ قُلْ هُو للّذینَ آمنُوا هُدًی و شفاءٌ و الّذین لا یُؤمِنُون فی آذانِهِم وَقرٌ و هو علیهِم عمیً و ذكرتُ أنّه كما لا تَدخُلُ الملائكةُ الحاملةُ للبركاتِ و بیتًا فیه صُورةٌ أو كلبٌ كذلك لا تدخُلُ السّكیناتُ الجالبةُ للبیّناتِ قلبًا فیهِ كبرٌ و حرصٌ فالخبیثاتُ للخبیثینَ وَ الخبیثون للخبیثاتِ و الطّیّبُونَ للطّیّباتِ و الطیّباتُ للطّیّبین وَ دَلّلتُ فی تلك الرّسالةِ علی كیفیة اكتسابِ الزّادِ الّذی یُرقّی كاسِبَهُ فی درجاتِ المعارِفِ

حتیٰ یبلغ من معرفته أقصی ما فی قوّة البشر ان یدرکه من الاحکام و الحِکم فیتّطلع من کتاب اللّٰه علی ملکوت السمٰوٰت و الارض و یتحقّق أنّ کلامه کما وصفه بقوله مَا فرّطنا فی الکتاب من شیءٍ جعلنا اللّٰه ممّن توَلّی هدایته حتّی یبلغه هذه المنزلة و یخوّله هذه المکرمة فلن یهدیه البشر من لم یهده اللّٰه کما قالَ تعالی لنبیّه صلی اللّٰه علیه وسلم إنّک لا تهدی من احببت و لٰکن اللّٰه یهدی من یشاءُ و ذکرت أنّ اوّل ما یحتاجُ أن یُشتغل به من علوم القرآن العلوم اللفظیة و من العلوم اللفظیة تحقیقُ الألفاظ المفردة فتحصیلُ معانی مفردات ألفاظ القرآن فی کونه من اوائل المعاون لمن یُریدُ أن یُدرک معانیه کتحصیل اللّبن فی کونه من أوّل المعاون فی بناء ما یرید ان یبنیه و لیس ذلک نافعًا فی علم القرآن فقط بل هو نافعٌ فی کلّ علمٍ من علوم الشّرع فالفاظ القرآن هی لبّ کلام العرب و زبدته و واسطته و کرائمه و علیها اعتمادُ الفقهاء و الحکماء فی احکامهم و حکمهم و الیها مفزعُ حذّاق الشّعراء

البُلَغاءِ فی نَظمِهِم و نَثرِهِم و ما عداها وَ
وعدا الألفاظَ المُتفرِّعاتِ عَنها وَ المُشتقّاتِ
مِنها هُوَ بِالاضافةِ إليها كالقُشُورِ و النَّوى
بِالإضافةِ إلى أطايبِ الثَّمَرةِ وَ كالحُثالَةِ وَ
التِّبنِ بالاضافة إلى لُبُوبِ الحِنطَةِ و قد
استخرت الله تعالىٰ فی إملاء كِتابٍ مُستَوفىً
فيهِ مفرداتُ ألفاظِ القُرآن على حروفِ التَّهجّی
نُقَدِّمُ مَا أوّلُهُ الالفُ ثم الباءُ على ترتيبِ
حُرُوفِ المُعجَمِ مُعتَبِرًا فِيهِ أوائلَ حروفه
الاصلية دون الزّوائد و الاشارةَ فيه إلى
المناسبات التی بين الالفاظِ المستعاراتِ منها
و المشتقات حسبما يحتَمِلُ التَّوَسّعُ فی هذا
الكتابِ و أحيلُ بِالقَوانِينِ الدالة علىٰ تحقيق
مناسبات الألفاظ على الرسالة التی عمَلتُها
مُختَصّةً بهذا البابِ ففی إعتماد مَا حررته
من هذا النحو استِغناءٌ فی بَابِهِ من المُثَبِّطاتِ
عَنِ المسارعةِ فی سبيل الخيراتِ وعن المُسابِقَةِ
إلى ما حثّنا عليه بقَولِهِ تعالىٰ سابِقُوا الیٰ مغفرةٍ
مِن رَبِّكُم سَهَّلَ اللهُ علينا الطَّرِيقَ إليهَا وَ
أُتبِعُ هذا الكتاب إنْ شَاءَ اللهُ تعالى وَ نَسَأَ
فی الأجل بِكتابٍ يُنبِئُ عن تحقيقِ الألفاظ

المُتَرَادِفَةُ على المعنى الواحِدِ وَ مَا بَيْنَهَا من الفروق الغامضه فبذلك يُعْرَفُ اختصاصُ كُلِّ خبرٍ بِلَفْظٍ من الألفاظِ المُتَرَادِفَةِ دُون غيرِهِ من أخواتِهِ نحوُ ذِكْرِهِ القلب مَرَّةً و الفؤادَ مرّةً وَ الصَّدْرَ مَرَّةً و نحوُ ذِكْرِهِ تعالىٰ فى عقبِ قِصَّةٍ إنَّ فى ذٰلكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُوْنَ و فى أخرىٰ لقومٍ يَتَفَكَّرُوْن و فى أُخْرٰى لِقَوْمٍ يَعْلَمُوْنَ و فى أخرٰى لِقَومٍ يفقهون و فى أخرٰى لِأُولى الأبصار و فى أخرٰى لِذِى حِجرٍ و فى أخرى لِأُولى النُّهٰى وَ نحو ذٰلِك ممّا يَعُدُّهُ من لا يُحِقُّ الحَقَّ وَ يُبْطِلُ الباطِلَ أنهُ بابٌ واحِدٌ فيُقَدِّرُ أنَّهُ إذا فسَّرَ الحَمْدُ لِلّٰهِ بِقَوْلِهِ الشُّكْرُ لِلّٰهِ وَ لَا رَيبَ فيهِ بِلَا شَكَّ فِيْهِ فَقَدْ فَسَّرَ القُرْاٰنَ و وَفَّاهُ التِّبْيَانَ جعلَ اللّٰهُ لَنَا التَّوْفِيْقَ رائدًا و التقوى سائقًا و نفعنا بما أولانا و جعله لنا من معاوِنِ تحصيل الزَّادِ المأمور به فى قوله تعالىٰ و تَزَوَّدُوْا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ـ

ترجمہ:— دیباچہ المفردات فی غریب القرآن للراغب الاصفہانی

الحمدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالمين وصلوٰتُهُ على نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ

وَ اٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ ٥

شیخ ابو القاسم حسین بن محمد ابن المفضل راغب رحمہ اللہ نے کہا: میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ پاک ذات اپنے انوار میں سے کوئی ایسا نور ہمیں عطا کر دے جو نیکی اور بدی کو صاف صاف دکھا دے اور حق و باطل کی پوری پوری پہچان کرا دے تاکہ ہم ان لوگوں میں سے ہو جائیں، جن کا نور اُن کے ہاتھوں کے درمیان اور ان کے دائیں چلتا ہے۔ اور ان میں سے جن کی صفت خداوند تعالیٰ کے اس قول میں آئی ہے هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ ٥ یعنی وہی ہے جس نے ایمانداروں کے دل میں سکینت (تسلی) نازل فرمائی ہے۔ اور اس قول میں کہ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ یہی لوگ ہیں کہ ان کے دلوں میں اس نے ایمان لکھ دیا ہے، اور اپنی طرف کی ایک روح سے ان کی تائید کی ہے۔

میں نے الرسالۃ المنبّہۃ علیٰ فوائد القرآن میں بیان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے نبوت کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے مختتم فرمایا ہے۔ اور ان کی شریعت سے پہلی شریعتوں کو ایک وجہ سے منسوخ اور دوسرے طور پر مکمل و متمم ٹھہرایا ہے، جیسا کہ آیا ہے: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ آج میں نے تمہارے واسطے تمہارا دین کامل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور میں نے تمہارے دین کے طور پر اسلام کو پسند کر لیا ہے۔ اسی طرح ذات اقدس نے اپنی اس کتاب کو جو آپ پر نازل فرمائی ان تمام کتابوں کا جو اگلی امتوں کو دی گئیں ہر شیریں قرار دیا ہے، جیسے کہ فرمایا: يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ۔ وہ ایسے صحیفے پڑھتا ہے جن کی تطہیر کی جا چکی ہے، ان میں راست و درست نوشتے ہیں۔

اور اس کتاب میں یہ بھی ایک معجزہ رکھ دیا ہے کہ باوجود حجم کی قلت کے معنی کی وہ کثرت اس کے اندر رکھ دی ہے کہ عقولِ بشری اور آلاتِ دنیوی سے ان کو حساب و کتاب میں لانا ناممکن ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے :۔

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ اور اگر ایسا ہو کہ زمین میں جو کوئی بھی درخت ہے (اس کے) قلم ہو جائیں اور سمندر کا یہ حال ہو کہ اس کو اس کے پیچھے سات سمندر مدد پہنچاتے رہیں (تو بھی) اللہ کی باتیں نہ نبڑیں۔ بیشک اللہ عزت والا حکمت والا ہے۔ اور میں کتاب الذریعہ الی مکارم الشریعہ میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کر چکا ہوں کہ قرآن میں نگاہ کرنے والا اگرچہ خالی نہیں رہتا، کوئی نہ کوئی روشنی ضرور پالیتا ہے، اور کچھ نہ کچھ فائدہ بیشک اٹھا لیتا ہے۔ فَاِنَّهٗ

كَالْبَدْرِ مِنْ حَيْثُ الْتَفَتَّ رَاَيْتَهٗ
يُهْدِي اِلٰى عَيْنَيْكَ نُوْرًا سَاطِعًا
كَالشَّمْسِ فِيْ كَبِدِ السَّمَاءِ وَضَوْءُهَا
يَغْشَى الْبِلَادَ مَشَارِقًا وَّمَغَارِبًا

قرآن وہ بدر ہے کہ جدھر سے نظر کرو ۔ بھیجے تمھاری آنکھ کو تحفہ وہ نور کا
وہ مہر ہے کہ وسطِ سما میں ہے گو مقام پھیلی ہوئی ہے مشرق و مغرب میں پر ضیا

لیکن اس کے انوار کی خوبیوں کا کھوج روشن نگاہیں ہی لگا سکتی ہیں۔ اور اس کے نفیس ترین میووں کو پاک ہاتھ ہی چن سکتے ہیں، اور اس کی شفا کے فوائد صاد[illegible] ہی حاصل کر سکتی ہیں جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے خود تصریح کر دی ہے اور اس سے [illegible] کرتے والوں کا وصف اس طرح بیان فرمایا ہے :۔

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِىْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

(کہ درحقیقت یہ ایک عمدہ پڑھائی ہے، ایک چھپے نوشتہ میں کہ اس کو سوائے ان لوگوں کے جو اچھی طرح پاک وصاف کر دئے گئے ہیں کوئی ہاتھ نہیں لگاتا) اور اس کے سامعین کا وصف اس طرح آیا ہے :-

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ وَّالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِىْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى - (کہہ دو وہ اُن لوگوں کے واسطے جو ایمان لائے رہنمائی اور شفا، اور وہ جو ایمان نہیں لاتے اُن کے کانوں میں گرانی ہے - اور وہ ان پر نابینائی ہے)

اور میں نے ذکر کیا ہے کہ جس طرح برکتیں لانے والے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی تصویر یا کتا ہو۔ اسی طرح ... اور تسکین جس میں خدا کی آیات کے بھید کھلتے ہیں، اس دل میں داخل نہیں پاتی جس میں کبر اور حرص ہو اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ - (گندیاں گندوں کے واسطے، اور گندے گندیوں کے لئے۔ اور پاکیزگی والیاں پاکیزہ لوگوں کے لئے ہیں اور پاکیزہ لوگ پاکیزگی والیوں کے واسطے۔

اور میں نے اس رسالہ میں اس نوشتے کے حاصل کرنے کی ترکیب بھی بتائی ہے، جو اسے حاصل کرنے والے کو معارف کے ان درجوں تک پہنچا دیتا ہے جہاں اس کی معرفت حکموں اور حکمتوں کی دریافت میں اس حد تک جا پہنچتی ہے جو قوت بشری کی آخری حد ہے، اور یہاں وہ کتاب خدا سے ملکوت سموٰت و ارض پر مطلع ہوتا ہے، اور اس کو ثابت ہو جاتا ہے کہ جیسا اس نے اپنے کلام میں فرمایا ہے : مَا فَرَّطْنَا فِى الْكِتٰبِ مِنْ شَىْءٍ (ہم نے اس کتاب میں کسی شے کی کمی نہیں رہنے دی۔ ٹھیک ویسا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اسی جماعت میں شامل کرے، جس کی ہدایت وہ خود اپنے ہاتھ میں لے کر اس کو اس

منزلت تک پہنچا دیتا ہے، اور یہ مکرمت اس کو بخش دیتا ہے۔ پس جس کو خدائے تعالے نے ہدایت نہیں بخشی اس کو کوئی راہ پر نہیں لا سکتا ہے، جیسا کہ اس ذاتِ باری نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے:

بیشک تو جس کو پسند کرے اس کو ہدایت نہیں دے سکتا اور لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت بخش دیتا ہے: اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَاءُ۔

اور میں نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ علومِ قرآن میں سے اول جن علوم میں مشتغل ہونے کی ضرورت ہے وہ علومِ لفظیہ ہیں، اور انھی علوم لفظیہ میں الفاظِ مفردہ کی تحقیق ہے۔ پس قرآن شریف کے الفاظ کے معنوں کا حاصل کرنا اس شخص کے لئے جس کو معانی قرآن کا ادراک مطلوب ہو ویسا ہی اولین مددگار ہے جیسے کہ اس شخص کے واسطے جو مکان بنانا چاہے اینٹوں کا فراہم کرنا، اور یہ صرف علمِ قرآن ہی میں نافع نہیں بلکہ شرع کے ہر علم میں مفید ہے۔ پس الفاظِ قرآن ہی کلامِ عرب کا نچوڑ اور چوٹی کا مال ہیں، اور حکماء و فقہاء کا اپنے احکام و حکم میں انھی پر اعتماد ہے اور بڑے بڑے شعراء و بلغاء کا اپنی نظم و نثر میں انھی کی طرف رجوع ہے، اور ان کے سوا دیگر الفاظ جو کہ ان سے پیدا ہوتے ہیں نکلے ہیں، وہ ان کے سامنے ایسے ہی ہیں جیسے اچھے اچھے پھلوں کے سامنے ان کے چھلکے اور گٹھلیاں، اور گیہوں کے دانوں کے مقابلے میں بھوسہ۔

اور میں نے اللہ تعالے سے ایک ایسی کتاب لکھنے کے بارے میں استخارہ کیا جس میں قرآن کے تمام الفاظ حروف تہجی کی ترتیب پر آجائیں۔ پس ہم حروفِ مُعجم کی ترتیب پر پہلے اس لفظ کو لائیں گے جس کے اول الف ہو پھر با اور اس ترتیب میں اعتبار اصلی حروف کے اوائل کا ہوگا نہ زائد کے۔ اور اس کتاب کی گنجائش کے مطابق ان مناسبتوں کی طرف جو مستعار اور مشتق الفاظ میں ہوں گی اشارہ بھی ہوتا چلے گا۔ اور ان قواعد و قوانین کو جو مناسباتِ الفاظ کی تحقیق

پر دلالت کرتے ہیں، اس رسالہ پر حوالہ کیا جائے گا جو میں نے خاص اسی باب میں تصنیف کیا ہے۔ اور اس بارے میں جو کچھ میں نے لکھ دیا ہے اس پر اعتماد کر لینے سے ان کتابوں کی ضرورت نہیں رہ جاتی جو بھلائیوں کی راہ میں تیز روی سے روکتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ جس چیز کی طرف سَابِقُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فرما کر رغبت دلائی ہے، اس سے باز رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مقصدوں کا راستہ ہم پر آسان فرمائے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا اور اجل میں تاخیر فرمائی تو اس کتاب کے بعد ایک ایسی کتاب لکھی جائیگی، جس میں ان الفاظ کی تحقیق ہو گی جو ایک ہی معنی پر مترادف ہیں۔ اور اس میں ان باریک فرقوں کا بیان ہوگا جو اس قسم کے الفاظ میں موجود ہیں۔ پس اس سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ ہر خبر میں ان الفاظ مترادفہ میں سے ایک خاص لفظ کیوں لایا گیا ہے۔ اس کی بجائے اس کا دوسرا ساتھی کیوں نہیں لایا گیا۔ جیسے کبھی لفظ قلب آیا ہے، کبھی فُؤَاد، کبھی صدر، اور جیسے کبھی ایک قصے کے پیچھے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ فرمایا ہے اور کسی دوسرے میں لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ اور کسی اور میں لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ اور کسی اور میں يَفْقَهُوْنَ اور کسی میں لِاُولِی الْاَبْصَارِ اور کسی میں لِذِی حِجْرٍ اور کسی میں لِاُولِی النُّهٰی اور اسی کی مانند جن کو وہ شخص جو حق کا احقاق اور باطل کا ابطال نہیں کرتا یکساں سمجھتا ہے۔ اور جب وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کی تفسیر الشکر لِلّٰهِ سے، اور لَا رَيْبَ فِيْهِ کی لَا شَكَّ فِيْهِ سے کر لیتا ہے تو خیال کر لیتا ہے کہ قرآن شریف کی تفسیر کر لی اور کام پورا ہو گیا۔ خدائے تعالیٰ توفیق و تقویٰ کو ہمارا رفیق راہ بناتے، اور اس کو اس زاد کی تحصیل میں معاون ٹھہرائے جس کا حکم اس آیت میں دیا گیا ہے:-

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى۔



استقبالِ ماہِ صیام

(جناب اختر ایم۔ اے دربھنگوی)

خوشا بخت! ماہِ صیام آرہا ہے ❊ برائت کا لے کر پیام آرہا ہے
لئے شانِ رحمت کے انمول تحفے ❊ وہ مہمان ذی احتشام آرہا ہے
مسلماں کو جنت کا مژدہ سنانے ❊ وہ جبریل عالی مقام آرہا ہے
زمانے کے ہر قصرِ عصیاں کو ڈھانے ❊ غنائے خدا بے نیام آرہا ہے
غریبوں یتیموں کا بن کر سہارا ❊ مساوات کا اک نظام آرہا ہے
ادب سے جھکی ہیں نگاہیں قدم پر ❊ کہ شائستۂ صد سلام آرہا ہے
ہر افسردہ دل پر خوشی کی جھلک ہے ❊ کہ محبوبِ ہر خاص و عام آرہا ہے
پئے گا ہر اک میگسارِ محبت ❊ اطاعت گذاری کا جام آرہا ہے
تلاوت ہر اک گھر میں قرآں کی ہوگی ❊ کہ وقتِ سلام و کلام آرہا ہے
بڑھانے کو ہر ایک مسجد کی رونق ❊ جمالِ رسولِ انام آرہا ہے
میری بزمِ شام و سحر ہوگی رنگیں ❊ کہ شہزادۂ صبح و شام آرہا ہے
وہ حضرت ہیں بیٹھے لبِ حوضِ کوثر ❊ نظر صاف اپنا مقام آرہا ہے

ہر انداز سے خیر مقدم ہے واجب
مہینوں کا اختر امام آرہا ہے

احادیث الرسول

ابدال

(۱) اَلْاَبْدَالُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ : بِھِمْ تَقُوْمُ الْاَرْضُ ، وَ بِھِمْ تُمْطَرُوْنَ ، وَ بِھِمْ تُنْصَرُوْنَ

میری امت میں تیس ابدال ہوا کرتے ہیں۔ روئے زمین کا نظام انہی سے قائم ہے ان ہی سے تم پر پانی برسایا جاتا ہے اور ان کی خاطر تمہاری نصرت فرمائی جاتی ہے۔

ف : ابدال اولیاء اللہ کا ایک گروہ ہے۔ ابدال اس لئے کہتے ہیں کہ وہ انتظام کے لئے ادھر سے اُدھر جایا کرتے ہیں، یا اس لئے کہ ان میں سے ایک کا انتقال ہوتا ہے تو ان کی جگہ دوسرے کا تقرر ہوتا ہے۔

(۲) اَلْاَبْدَالُ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ ثَلَاثُوْنَ رَجُلًا قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلِ الرَّحْمٰنِ کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ رَجُلًا۔

اس امت میں تیس اشخاص ابدال ہوتے ہیں جن کے قلوب حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب پر ہوتے ہیں، جہاں ان میں سے ایک کی وفات ہوتی ہے تو اللہ ان کی جگہ دوسرے شخص کو مامور فرماتا ہے۔

مجاہدین

(۳) لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ حَتّٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ.

میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ غالب رہے گی اور حق پر قائم رہے گی یہاں تک کہ قیامت برپا ہو جائے۔

(۴) لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ قَوَّامَةً عَلٰى أَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهَا مَنْ خَالَفَهَا.

میری امت میں سے ایک جماعت اللہ کے حکم پر ہمیشہ قائم رہے گی مخالف اس کا کچھ نہ کر سکیگا۔

(۵) لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ وَ هُمْ ظَاهِرُوْنَ.

میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ غالب رہے گی یہاں تک کہ قیامت بھی آجائے تو وہ جماعت غالب ہی رہے گی۔

محفوظ دستہ

(۶) شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ أُمَنَاءُ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ قُتِلُوْا أَوْ مَاتُوْا.

اللہ کی راہ میں مارے جانے والے یا مرنے کے لئے تیار رہنے والے اللہ کی زمین کے امین ہیں جو اس کی مخلوق کی حفاظت کرتے ہیں خواہ وہ مارے جائیں یا اپنی موت سے مریں۔

مجدد

(۷) اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّـــةِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔

یقین جانو کہ اللہ اس امت کے لئے ہر ایسے شخص کو بھیجتا رہیگا جو ان کے دین کی تجدید کرتا ہوگا۔

عزلت گزین

(۸) اَفْضَلُ النَّاسِ مُؤْمِنٌ یُجَاھِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِنَفْسِہٖ وَ مَالِہٖ، ثُمَّ مُؤْمِنٌ فِیْ شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ یَتَّقِی اللّٰہَ وَ یَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّہٖ۔

سب لوگوں میں زیادہ فضیلت والا وہ مومن ہے جو راہ خدا میں اپنے نفس اور مال سے جہاد کرتا ہو۔ پھر وہ مومن ہے جو کسی غار یا تنہائی کے مقام میں رہ کر اللہ سے ڈرتا اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہو۔

(۹) غَشِیَتْکُمُ الْفِتَنُ کَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ اَنْجَی النَّاسِ فِیْہِ رَجُلٌ اَخَذَ بِعِنَانِ فَرَسِہٖ مِنْ وَّرَاءِ الدُّرُوْبِ یَاْکُلُ مِنْ سَیْفِہٖ۔

تم کو فتنوں نے گھیر لیا ہے جیسے اندھیری رات کا حصہ ساری چیزوں کو گھیر لیتا ہے۔ ایسی

حالت میں تم میں سے نجات پانے والا زیادہ تر وہ شخص ہے جو کسی پہاڑ کی بلندی پر پناہ لے اور اپنی چھوڑی ہوئی بکریوں کا دودھ پی کر زندگی گوارا دے۔ یا وہ شخص جو تمام جانوروں کو چھوڑ کر اپنے گھوڑے کی لگام تھامے اور اپنی تلوار کے ذریعہ اپنے رزق کا سامان کرے

(۱۰) خَيْرُ النَّاسِ فِي الْفِتَنِ رَجُلٌ اَخَذَ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ خَلْفَ اَعْدَاءِ اللّٰهِ يُخِيْفُهُمْ وَ يُخِيْفُوْنَهٗ اَوْ رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِي بَادِيَةٍ يُؤَدِّيْ حَقَّ اللّٰهِ الَّذِيْ عَلَيْهِ۔

فتنوں کے زمانہ میں سب لوگوں سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے اللہ کے دشمنوں کا پیچھا کرتا رہتا ہے، یا اُن کو ڈراتا ہے، وہ اس کو ڈراتے ہیں۔ یا وہ شخص کسی جنگل میں سب سے الگ ہو کر اللہ کا حق جو اس پر ہے ادا کرتا رہتا ہے

(۱۱) خَمْسٌ مَنْ فَعَلَ وَاحِدَةً مِنْهُنَّ كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللّٰهِ، مَنْ عَادَ مَرِيْضًا، اَوْ خَرَجَ مَعَ جَنَازَةٍ اَوْ خَرَجَ غَازِيًا اَوْ دَخَلَ عَلٰى اِمَامِهٖ يُرِيْدُ تَعْزِيْرَهٗ وَتَوْقِيْرَهٗ اَوْ قَعَدَ فِيْ بَيْتِهٖ فَسَلِمَ النَّاسُ مِنْهُ وَ سَلِمَ مِنَ النَّاسِ۔

پانچ کام ایسے ہیں کہ ان میں سے ایک کام بھی کوئی کرلے تو وہ اللہ کی ضمان میں ہے جس نے بیمار کی عیادت کی، یا جنازہ کے ساتھ چلا یا جہاد کے لئے نکلا یا اپنے امام کے پاس اس کی عزت و توقیر کے لئے حاضر ہوا یا اپنے گھر میں بیٹھا رہا جس سے لوگ بھی محفوظ رہیں اور یہ بھی لوگوں سے محفوظ رہے۔

فقراء

(۱۱) إِنَّ حَوْضِيْ مِنْ عَدْنٍ إِلٰى عُمَّانَ الْبَلْقَاءِ، مَاءُهُ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، وَأَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ، أَكَاوِيْبُهُ عَدَدَ النُّجُوْمِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ شَرْبَةً لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا أَبَدًا، أَوَّلُ النَّاسِ وُرُوْدًا عَلَيْهِ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ الشُّعْثُ رُؤُسًا، الدَّنَسُ ثِيَابًا، لَا يَنْكِحُوْنَ الْمُتَنَعِّمَاتِ وَلَا يُفْتَحُ لَهُمُ السُّدَدُ الَّذِيْنَ يُعْطُوْنَ الْحَقَّ الَّذِيْ عَلَيْهِمْ، وَلَا يُعْطُوْنَ الَّذِيْ لَهُمْ۔

یقیناً میرا حوض (حوض کوثر) عدن سے عمان تک ہوگا جس کا پانی دودھ سے سپید تر اور شہد سے شیریں تر ہوگا۔ اس کے آبخورے ستاروں کی تعداد میں ہونگے جو کوئی اس سے ایک دفعہ پیئے گا پیاسا نہ ہوگا۔ وہاں سب سے پہلے پہنچنے والے فقراء مہاجرین ہونگے

جن کے سر کے بال پراگندہ اور جن کے کپڑے میلے کچیلے ہوں گے، جن کا نکاح ذی ثروت عورتوں کے ساتھ نہیں ہو سکتا، اور نہ ان کے لئے بند کھولے جاتے ہیں (دروازے)۔ ان پر جو حق واجب ہوتا ہے اس کو تو وہ دیدیتے ہیں لیکن ان کا حق جو اوروں پر نکلتا ہے، وہ ان کو نہیں دیا جاتا

(۱۲) رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِیْ طِمْرَیْنِ تَنْبُوْ عَنْهُ اَعْیُنُ النَّاسِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ۔

کتنے بکھرے بال والے غبار آلود انسان ہیں جو دو دھجیاں لگائے ہوئے ہوتے ہیں ان کو لوگوں کی آنکھیں دیکھنا تک نہیں چاہتیں، اگر وہ اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ اس کو پوری کرے گا۔

(۱۳) رُبَّ ذِیْ طِمْرَیْنِ لَا یُؤْبَهُ لَهٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ۔

کتنے پارینہ کپڑے والے ہیں جن کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی ہے، اگر وہ اللہ کی قسم کھالیں تو وہ اس کو پوری کردے گا۔

(۱۴) رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ۔

کتنے بکھرے ہوئے بالوں والے ہیں جن کو دروازہ پر سے ہٹا دیا جاتا ہے، اگر وہ اللہ کی قسم کسی امر پر کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو پوری کریگا۔

(۱۵) اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ۔

اللہ کے بندوں میں ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ کسی امر پر اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا کرے گا۔

(۱۶) اِنَّ فُقَرَاءَ الْمُھَاجِرِیْنَ یَسْبِقُوْنَ الْاَغْنِیَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِلَی الْجَنَّۃِ بِاَرْبَعِیْنَ خَرِیْفًا۔

بے شک فقراء مہاجرین قیامت کے دن اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

(۱۷) اِنَّ فُقَرَاءَ الْمُھَاجِرِیْنَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ قَبْلَ اَغْنِیَائِھِمْ بِمِقْدَارِ خَمْسِمِائَۃِ سَنَۃٍ۔

بے شک فقراء مہاجرین اپنے اغنیاء سے پانچ سو سال پیشتر جنت میں داخل ہونگے۔

(۱۸) اَطَّلَعْتُ فِی الْجَنَّۃِ فَرَاَیْتُ اَکْثَرَ اَھْلِھَا الْفُقَرَاءَ وَ اَطَّلَعْتُ فِی النَّارِ فَرَاَیْتُ اَکْثَرَ اَھْلِھَا النِّسَاءَ

میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو اس میں اکثر لوگ فقراء تھے اور دوزخ کو جھانک کر دیکھا تو اس میں اکثر عورتیں تھیں۔

مساکین

(۱۹) قُمْتُ عَلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ فَاِذَا عَامَّۃُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاکِیْنُ وَ اِذَا اَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ اِلَّا اَصْحَابَ النَّارِ فَقَدْ اُمِرَ بِهِمْ اِلَی النَّارِ وَ قُمْتُ عَلٰی بَابِ النَّارِ فَاِذَا عَامَّۃُ مَنْ یَّدْخُلُهَا النِّسَاءُ۔

میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا، تو (دیکھا کہ) اکثر لوگ جو اس کے اندر ہیں وہ مساکین ہیں اور جسیم لوگ رُکے ہوئے ہیں (ابھی داخلہ کی اجازت نہیں ملی ہے) مگر جو دوزخی ہیں اُن کو دوزخ میں ڈال دینے کا حکم ہو چکا ہے اور دوزخ کے دروازہ پر بھی کھڑا ہوا تو دیکھا کہ جو اس کے اندر ہیں وہ اکثر عورتیں ہیں۔

(۲۰) اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا، وَ تَوَفَّنِیْ مِسْکِیْنًا، وَ احْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ وَ اِنَّ اَشْقَی الْاَشْقِیَاءِ مَنِ اجْتَمَعَ عَلَیْهِ فَقْرُ الدُّنْیَا وَ عَذَابُ الْاٰخِرَۃِ۔

یا اللہ تو مجھکو زندگی میں مسکین رکھا ور وفات کے وقت بھی مسکین رکھ اور مساکین ہی کی جماعت میں میرا حشر فرما اور فی الواقع بدبخت ترین شخص وہ ہے جو دنیا میں محتاج ہے اور آخرت میں سزا یافتہ۔

غریب الوطن

(۲۱) إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَ سَيَعُودُ غَرِيبًا كَمَا بَدَأَ فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ.

یقین مانو کہ اسلام کا غریب الوطن لوگوں سے آغاز ہوا اور غریب الوطن لوگوں ہی کی طرف لوٹ جائیگا، جیسا کہ اس کا آغاز ہوا تھا، لہذا غریب الوطن لوگوں کو خوشخبری ہو

کمزور

(۲۲) أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ، أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ جَعْظَرِيٍّ مُسْتَكْبِرٍ.

کیا میں تم کو جنتی لوگوں کی اطلاع نہ دوں۔ ایک کمزور شخص، جو کمزور سمجھا جاتا ہے، ایسا ہوتا ہے کہ اگر کسی امر پر اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ ایسا ہوگا تو اللہ اس کی قسم کو پوری کرے گا، اور ویسا ہی ہوگا۔ کیا تم کو دوزخیوں کی اطلاع نہ دوں؟ وہ ہر سرکش، فربہ، سنگدل متکبر ہے

(۲۳) هَلْ تُنْصَرُونَ وَ تُرْزَقُونَ إِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ.

تمھارے کمزور لوگوں ہی کی بدولت تمھاری مدد کی جاتی ہے اور تم کو رزق دیا جاتا ہے۔

(۲۴) أَهْلُ النَّارِ كُلُّ جَعْظَرِيٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ، وَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الضُّعَفَاءُ الْمَغْلُوبُونَ.

دوزخی ہر بدخو، تونددالا، متکبر ہے اور اہل جنت ناتوان مغلوب ہیں۔

مستجاب الدعوات

(۲۳) هَلْ تُنْصَرُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ : بِدَعْوَتِهِمْ وَ اِخْلَاصِهِمْ

تمہاری مدد صرف تمہارے کمزوروں کی مخلصانہ دعاؤں کی وجہ سے کی جا رہی ہے۔

(۲۴) اِنَّمَا يَنْصُرُ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاُمَّةَ بِضَعِيْفِهَا ، بِدَعْوَتِهِمْ وَ صَلَاتِهِمْ وَ اِخْلَاصِهِمْ۔

اللہ سبحانہ، تعالیٰ محض ضعفاء کی وجہ سے اس امت کی مدد فرماتا ہے، ان کی دعاؤں کی بناء پر، اور ان کی نمازوں کی بناء پر اور ان کے اخلاصوں کی بناء پر۔

(۲۵) اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى عُتَقَاءَ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ لِكُلِّ عَبْدٍ مِّنْهُمْ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ

ہر دن اور رات میں یقیناً اللہ تعالیٰ کے (دوزخ سے) آزاد شدہ بندے ہوتے ہیں ان سے ہر بندے کی ایک دعا قبول ہوتی ہے۔

(۲۶) خَرَجَ نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى ، فَاِذَا هُوَ بِنَمْلَةٍ رَافِعَةٍ بَعْضَ قَوَائِمِهَا اِلَى السَّمَاءِ ، فَقَالَ : ارْجِعُوْا فَقَدِ اسْتُجِيْبَ لَكُمْ مِنْ اَجْلِ هٰذِهِ النَّمْلَةِ۔

ایک نبی اللہ سلیمان علیہ السلام، لوگوں کو ساتھ لیکر استسقاء کے لئے نکلے تو ایک چیونٹی

اپنے (سامنے کے) پاؤں آسمان کی طرف اٹھائی ہوئی دکھائی دی۔ (گویا کہ وہ دعا کے لئے اٹھائی ہوئی ہے) تو فرمایا کہ اس چیونٹی کی بدولت تمہاری دعا قبول ہو چکی، لہٰذا واپس ہو جاؤ۔

اَلْمُحَادَثَةُ

(متسلسل)

(از جناب عبید الحق خان الفلاح)

بَيْنَمَا هُمَا مُشْتَغِلَتَانِ فِي السُّؤَالِ وَ الْجَوَابِ جَاءَتِ الْخَادِمَةُ بَعْدَ أَنْ أَعَدَّتْ مَوَائِدَ الْعَشَاءِ وَ وَضَعَتْهَا مَصْفُوفَةً فِي وَسَطِ الْغُرْفَةِ عَلَى شَكْلِ دَائِرَةٍ وَ هِيَ مُقَسَّمَةٌ أَقْسَامًا عِدَّةً وَ قَالَتْ:

اَلْعَشَاءُ جَاهِزٌ يَا سَيِّدَتِي.

وَ قَالَتِ الْجَدَّةُ: هَلْ أَحْضَرْتِ حَاجَاتِ الْعَشَاءِ؟

نَعَمْ يَا سَيِّدَتِي كُلُّ شَيْءٍ عَلَى الْخِوَانِ هَا نَحْنُ.

فَذَهَبْنَا إِلَى قَاعَةِ الْأَكْلِ وَ جَلَسَتِ الْجَدَّةُ وَ تِسْعَةٌ مِنْ أَوْلَادِهَا وَ بَنَاتِهَا وَ حَفِيدَاتِهَا حَوْلَهُ عَلَى الْكَرَاسِيِّ حَوْلَ الْمَائِدَةِ ثُمَّ جَاءَتِ

الخَادِمَةُ بِإبْرِيقِ المَاءِ وَ الطَّشْتِ وَ جَعَلَتْ تَصَبُّ المَاءَ عَلَى أَيْدِيهِمْ فَغَسَلُوا جَمِيعًا أَيْدِيَهُمْ. فَجَعَلُوا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ بِإسْمِ اللهِ فَسَأَلَ خَوْلَةَ أَحَدُ أَعْمَامِهِ :

هَلْ تَأْخُذِينَ قَلِيلًا مِنَ لشوربةِ ؟

لَا يا عمى العزيز ، كثر خيرك إِنِّي أُكْلِفكُمْ بِقَلِيلٍ مِنَ اللَّحْمِ .

فَقَالَ : هَلْ تُؤَدِّينَ أَنْ تَأْخُذِي قَلِيلًا مِنْ هٰذِهِ اللَّحْمَةِ المَشْوِيَّةِ أَمْ مِنَ اللَّحْمِ البَقَرِيِّ أَوْ مِنَ اللَّحْمَةِ الحَمْرَاءِ . أَيُّ قِطْعَةٍ تُحِبِّينَهَا ؟

إِنِّي أَتَعَشَّمُ بِأَنَّ هٰذِهِ قِطْعَةَ اللَّحْمَةِ الحَمْرَاءِ تَوَافِقُكَ .

نَعَمْ يَا سَيِّدِي ! أَعْطُونِي قَلِيلًا مِنَ اللَّحْمَةِ الحَمْرَاءِ .

كَيْفَ تَجِدِينَهَا ؟

إِنَّهَا فَاخِرَةٌ. ثُمَّ قَالَتْ خَوْلَةُ لِجَدَّتِهَا :

هَلْ يُمْكِنُ يَا جَدَّتِي العَزِيزَةَ أَنْ أُقَدِّمَ لِحَضْرَتِكِ قِطْعَةً مِنْ هٰذَا الدِّيكِ ؟

لَا يَاحَفِيدَتِي بَلْ أَعْطِينِي بَعْضَ خُضَارٍ .

هَلْ تَأْخُذِينَ يَا سَيِّدَتِي مِنْ فُولٍ مَجْرُوشٍ

أَمْ مِنْ لُوبيا أَوْ مِنْ فَاصُوليا أَوْ مِنْ كُرْنَبٍ أَوْ مِنْ قَرْعٍ (يقطين).
هَاتِينِي مِنْ قَرْعٍ.
هَلْ أُنَاوِلُكُمْ خَرْدَلًا يَا عَمَّتِي، أَرَى صَحْفَتَكِ فَارِغَةً؟
شُكْرًا لَكِ يَا خَوْلَةُ. إِنِّي لَا أَتَنَاوَلُ الْخَرْدَلَ.
أَرَى أَنْ أُكَلِّفَ خَاطِرَكِ بِإِعْطَائِي شَرِحَةً مِنْ لَحْمِ ضَانٍ.
هَا لَحْمُ ضَانٍ يَا عَمَّتِي كُلِي رَغَدًا. أَيُمْكِنُنِي أَنْ أُقَدِّمَ لَكِ عَيْشًا طَازَجًا آخَرَ؟
أَشْكُرُكِ. فَكَلِّفِي خَاطِرَكِ وَ أَعْطِينِي خُبْزًا آخَرَ.
أَتُحِبُّ يَا عَمِّي الْأَكْبَرَ رُزًّا مَسْلُوقًا.
لَا يَا خَوْلَةَ إِنِّي أُحِبُّ شوربةَ خضارٍ و هي موضُوعة أَمَامِي. إِنَّهَا لَذِيذَةٌ جِدًّا.
إِنِّي عَطْشَانُ.
فَمَدَّتْ خَوْلَةُ كُوبَهَا لِعَمَّتِهَا الوُسْطَى وَ قَالَتْ: مِنْ فَضْلِكِ إِمْلِئِي كُوبِي مَاءً.
لِمَاذَا تَكُفِّينَ يَدَكِ عَنِ الْأَكْلِ يَا عَزِيزَتِي؟
إِنِّي شَبْعَانُ يَا جَدَّتِي.
أَخْشَى أَنَّكِ لَمْ تَسْتَغِ الطَعَامَ.

كَلَّا يَا جَدَّتِي ، فَإِنِّي أَكَلْتُ كِفَايَتِي .
فَخُذِي مِنَ الْفَوَاكِهِ .
هَا هِيَ مَوْجُودَةٌ فِي الْأَطْبَاقِ ، وَ كُلِي مِنْهَا رَغَدًا مَا شِئْتِ مِنَ التُّفَّاحِ وَ الرُّمَّانِ ، وَ الْمَنْجَهِ وَ الْبَرْقُوقِ وَ الْخُوخِ وَ التَّمْرِ .
فَأَخَذَتْ تَأْكُلُ مَعَ جَدَّتِهَا وَ أَعْمَامِهَا وَ عَمَّاتِهَا ، وَ قَالَتْ : إِنِّي رَأَيْتُ كَثِيرًا مِنَ الْأَوْلَادِ يَأْكُلُونَ الْفَوَاكِهَ الْخَضْرَاءَ الَّتِي تَسْقُطُ مِنْ أَشْجَارِهَا وَ يُعَرِّضُونَ أَنْفُسَهُمْ لِلْمَرَضِ . إِنِّي رَأَيْتُ حَلِيمَةَ (كَانَتْ) تَأْكُلُ الْأَمْبَةَ الْخَضْرَاءَ وَ لٰكِنَّهَا الْآنَ تَشْكُو مِنْ عُسْرِ الْهَضْمِ وَ أَصَابَهَا زُكَامٌ شَدِيدٌ ، فَذَهَبَ أَبُوهَا بِهَا إِلَى الْمُسْتَشْفَى وَ سَلَّمَ عَلَى الدَّكْتُورِ ، فَقَالَ لَهُ :
إِنِّي طَلَبْتُكَ (بِنَاءً عَلَى تَوْصِيَةٍ) لِمُعَالَجَةِ إِحْدَى بَنَاتِي ، وَ لٰكِنِّي أَظُنُّ أَنَّكَ نَسِيتَ بِكَثْرَتِ مَشَاغِلِكَ ، وَ الْآنَ حَضَرْتُهَا مَعِي وَ هَا هِيَ ابْنَتِي ، أَظُنُّهَا مُحْتَاجَةً لِمُسَاعَدَتِكَ الثَّمِينَةِ ،
فَتَوَجَّهَ إِلَيْهَا الدَّكْتُورُ وَ قَالَ لَهَا :
حَسَنًا يَا بِنْتِي ، فَمِمَّ تَشْتَكِينَ ؟
فَقَالَتْ إِنِّي كُنْتُ آكُلُ الْفَوَاكِهَ الْخَضْرَاءَ وَ الْعَفِنَةَ ، فَفَسَدَتْ هٰذِهِ الْأَطْعِمَةُ غَيْرَ صِحِّيَّةٍ

نِظَامَ الْهَضْمِ وَ أَصَابَنِيْ زُكَامٌ شَدِيْدٌ. لَا أَقْدِرُ الْآنَ أَنْ أَتَنَفَّسَ جَيِّدًا.

فَقَالَ لَهَا: أَخْرِجِيْ لِسَانَكِ؟

فَخَرَجَتْ لِسَانَهَا، وَ كَانَ مُغَطًّى بِطَبَقَةٍ سَمِيْكَةٍ.

ثُمَّ أَخْبَرَ الدَّكْتُوْرُ وَالِدَهَا بِأَنَّ رِئَتَيْهِ تَأَثَّرَتَا تَأَثُّرًا طَفِيْفًا، وَ إِنِّيْ أُعْطِيْهَا حُبُوْبًا مُمَوِّهَةً بِالسُّكَّرِ وَ الْأَفْضَلُ لَهَا أَنْ تَأْخُذَ حَبَّتَيْنِ مِنْهَا بَعْدَ كُلِّ أَرْبَعِ سَاعَاتٍ.

هَلْ تَصِفُ عَلَاوَةً عَلٰى ذٰلِكَ يَا دَكْتُوْرُ؟

نَعَمْ، خُذْ هٰذَا الْمَسْحُوْقَ وَ أَعْطِهَا قَبْلَ الطَّعَامِ مِلْءُ مِلْعَقَةِ شَايٍ مُذَابَةً فِي الْمَاءِ، فَإِنَّهَا تَجْعَلُهَا قَابِلَةً لِلْأَكْلِ. (باقی)



نفس المسلم

امیر المومنین المعتصم و الهاشمیة

اسیرة الروم

انما الاسلام فی الصحرا اذ تهد
لیجیء کل مسلم اسد
الرافعی

اجتمعتْ علی الاسلام فی النصف الاول من عصره الثالث قوتان رهیبتان : المجوسیة متجسمة فی کرادیس المحمرة أتباع بابک الخرمی الذی قتل من المسلمین و المسلمات فی عشرین سنة مائتی الف و خمسة و خمسین الفًا و خمسمائة انسان ، و النصرانیة مُتَکَشِّفَةً علی تِیُوفلُس بن میخائیل ملک القسطنطینیة و الاناتول الذی رَصَدَ لحرب المسلمین مائة الف جندی او یزیدُون -

و لما ضیَّقَت الجیوشُ الاسلامیة الخناق علی بابک امنه الله ، و قامت بحرکات عسکریة فی

الشرق بين أذربيجان و أران لم يسبق لها نظير في تاريخ الحروب ، كانت الرسائل دائرة حينئذ بين عدوى الاسلام تيوفلس عميد النصرانية و بابك نصير المجوسية ، فبادر تيوفلس الى حرب المسلمين في الشمال ليخفف الضغط عن بابك الخرمي في الشرق . فبينما الفيالق المحمدية تخوض الموت خوضًا بين أذربيجان و أرمينية سبطش بن عيم المجوسية كان تيوفلس عظيم النصرانية يغدر بالبلاد الاسلامية التي على حدود الاناضول — مثل ملاطية و زِبَطْرة و غيرها — فيسبي المسلمات و يسمل عيون الشيوخ المسلمين و يقطع انوف أطفالهم و آذانهم ، منتهزا فرصة خلوّ هذه الديار من الجيوش الكافية المشغولة بحرب بابك

و اذا ما خلا الجبان بأرض
طلب الطعن وحده والنزالا

و كان بين النساء المسلمات اللائي ساقهنّ تيوفلس من (زبطرة) الى (عمّورية) بالقرب من (انقرة) سيدةٌ شريفة من نساء بني هاشم ممتلئة الصدر بالعزّة و الانفة و الشجاعة و الشرف ، و كانت ترى ان كلّ ما في الدّنيا

من عزة و شجاعة و شرف متمثلٌ فى نفس
امير المؤمنين المعتصم بن هارون الرشيد
لانه إمام المسلمين و قائد جيوشهم، فهو
بمن تحت إمرته من ملايين الأسود، وبما
هو قائم به من نصرة دين الله ــ قادر على
أن يزيل عن رعيته كل بؤس مهما كان
شديدًا .

و فى ضحوة يوم من اواخر أيام الشتاء
سنة ٢٢٣ هـ (مارس سنة ٨٣٨ م) كان امير
المؤمنين جالسًا فى قصره العظيم بمدينة سُرَّ
من رأى ، و من حوله حشمه و اهل قصره،
فقال له الحاجب :

يا أمير المؤمنين ، شيخ عربي بالباب هاربٌ
من أسر الرُّوم ، يريد المثول بين يديكم !

فلما أذن له دخل فقال :

يا أمير المؤمنين جئتك من عمورية المجاورة
لانقرة ، و كنتُ أسيرًا فيها ، فسمعتُ سيّدة
هاشميه من أسرى زِبَطْرةَ تنادى ــ رغم ما بينها و
بينك من جبال و مفاوز ــ :

ــ وا معتصماه !

فجئتكَ هاربًا من أسرهم، مقتحمًا صنوف الاخطار

لا يبلغك صوتها .....

فلما سمع ابنُ هارون الرشيد مقالة ذلك الشيخ العربيّ تجسّم فى ذهنه المعنى الذى صاغه الرافعيُّ فى نشيد جمعية الشبان المسلمين:

انما الاسلامُ فى الصحرا امتهَدْ
ليجيءَ كلُّ مسلم أسَدْ

فنهض فى الحال مجيبًا نداء الهاشمية :

ـ لبّيكِ ، لبّيكِ !

و دعا اليه عبد الرحمٰن بن قاضى بغداد و شعبةَ بن سهل أحد كبار العلماء وثلاثمائة و ثمانية و عشرين رجلا من اهل العدالة فقال لهم :

ـ انى ذاهب فى سبيل الله لانقذ الهاشمية التى دعتنى من أعماق بلاد الروم، و قد لا أعود اليكم ، فاشهدوا أنى وقفت جميع ما أملكه من الضياع فجعلتُ ثلثها لولدى ، و ثلثًا لله تعالىٰ ، و ثلثاً لموالىّ .

ثم أمر من صاح فى قصره :

ـ النفيرَ ، النفير !

ثم امتطى صهوة جواده و اخذ معه حقيبة فيها زادُه ، و أصدر أوامره بأن تكون الجيوش

التى تلحق به أعظم جيوش سالت بها الاباطح قبل ذلك اليوم. فما زالت الجيوش تتبعه يومًا بعد يوم يسلك بعضها الى أنقره و عمورية طريق الساحل الى جانب طرسوس و مرسين و منها الى قونية فمدينة انقرة، و الجيوش الاخرى اتبعت الطرق الداخلية بقدر ما تحتمله تلك الطرق من الجيوش. و ما زالوا كذلك حتى اخترقوا الافتنول و معاقله و حصونه فوصلوا الى (انقرة) فى ربيع سنة ٢٢٣ هـ (٨٣٨م) فدمّرها المعتصمُ على رءوس أهلها، فقال فيهم أبو تمام حبيب بن أوس الطائى :

انتهمُ الكربةُ السوداء سادرة
منها و كان اسمها فرّاجة الكُرَبِ
جرى لها الفألُ نحسًا يوم انقرةٍ
إذ غودرت وحشة الساحاتِ والرحبِ
كم بين حيطانها من فارس بطل
قانى الذوائب من آنى دم سربِ

و لما انتهى المعتصم من هذه المدينة النّزيرة صار الى عمودية فنزل على حصونها و أبراجها و أسوارها، و كانت أمنع أسوارٍ عُرفت

الى ذلك العهد، فما زال يلحُّ عليها بمجانيقه ودباباته ورهيب آلاته حتى دخلها فى شهر رمضان (يولية) من تلك السنة، وكان أول ما طلبه الوصول الى السيدة الهاشمية فى سجنها فقال لها كلمته الاولى:

— لبَّيكِ، لبّيكِ!

وفى ذلك يقولُ أبو تمام:

لبّيتَ صوتًا زِبَطْرِيًّا هرقتَ له
كأسَ الكرى ورُضاب الخرَّدِ العُرُبِ

أجبتهُ معلنًا بالسيف مُنصلتًا
ولو أجبتَ بغير السيف لم تُجِبِ

ويقول فى وصف النصر الذى ناله هذا الرجل المسلم العظيم جزاء ما أبدى من تضحية وصحة إيمان:

يا يومَ وقعةِ عَمُّوريّةَ انصرفتْ
عنك المنى حُفَّلاً معسولةَ الحَلَبِ

فتحٌ تُفتَّحُ أبوابُ السماء له
وتبرُزُ الارض فى أثوابها القُشُبِ

لما رأى الحربَ رأى العين تُوفلس
والحربُ مشتقَّةُ المعنى من الحَرَبِ

غدا يصرِّف بالاموال خُزْبَتَها

فعزّه البحر ذو التيّار و العببِ
هيهات زعزعتِ الارض الوقودَ بها
عن غزو محتسب لا غزو مكتسبِ
تدبير معتصمٍ ، باللهِ منتقمٍ
للهِ مرتقبٍ ، فى اللهِ مرتهبِ

و قد ثبت فى التاريخ ان أمير المؤمنين المعتصم كان يدير الحركات العسكرية بنفسه فى هذه الوقائع ، و يصدر الاوامر اليومية الى جيوش كانت منه على مسافة أيام . وهو الذى رسم خطط هذه الحرب و عيّن للقواد مراكزهم و مناطق هجومهم ، فكانوا فى تصرّفه كما تكون حجارة الشطرنج بين يديه ساعة لهوه . و عمّورية يومئذ عين النصرانية، وأمنع مدائن البيزنطيين ، و اعزّ على الرّوم من القسطنطنية نفسها . فما لبث أن قلّم أظفارها و جردها من حصونها ، و سلب اهلها عزّهم بها جزاء غدرهم بالمسلمين و عقاباً لهم على ما ارتكبوه فى نساء زبطرة و شيوخ ملاطية و أطفالها من فظائع تقشعرّ لذكرها الابدان. و كان هذا النصر العظيم للدولة العباسية على الروم فى الانضول بعد نصرها العظيم على المجوسية

فی فتنة بابك التى دامت عشرين سنة، أصدق برهان على أن الله يصدق وعده بنصر المسلمين كلما أخلصوا دينهم لله و اشتروا الحياة الابدية بثمن رخيص و هو هذه الحياة القصيرة و متعتها الحقيرة. فرحم الله اياماً كان فيها المسلمون مسلمين حَقّاً

"خليفةَ الله جازى اللهُ سعيك عن
جُرثومة الدين و الاسلام و الحَسَبِ"
"بصرتَ بالراحة الكبرى فلم تَرَها
تُنال إلاّ على جسر من التعبِ"
"إن كان بين صروف الدهر من رَحِم
موصولةٍ أو ذمام غير منقضب"
"فبين أيّامك اللائى نُصرتَ بها
و بين أيام بدر أقربُ النسبِ"
"ابقت بنى الاصفر المصفرّ كاسمهم
صفر الوجوه و جلّت أوْجُهَ العَرَبِ"

ترجمہ :-

نفس المسلم

المعتصم (امیر المومنین) اور ہاشمیہ (اسیرۂ روم).

اسلام کے صحر [illegible] جنکو بستے ہیں اسی لئے پرورش پائی ہے

کہ ہر مسلم شیر ہو کر نکلے

اسلام پر اس کے تیسرے زمانہ کے پہلے نصف میں دو خوفناک قوتوں نے اجتماع کیا۔ ایک مجوسی قوت سرخ رنگ قوم کے بیڑوں میں، جو بابک خرمی کی پیرو تھی، جس نے بیس برس میں دو لاکھ پچپن ہزار پانچ سو مسلمان مرد و عورت انسان کو قتل کیا تھا دوسری نصرانی قوت جس کا تکیہ قسطنطنیہ اور انضول کے بادشاہ تیوفلس بن میخائیل کی سپاہ پر تھا، جس نے مسلمانوں کی لڑائی کے لئے ایک لاکھ یا اس سے زائد سپاہی فراہم کر رکھے تھے۔

جب جیوش اسلامیہ نے بابک خرمی (لعنۃ اللہ) پر عافیت تنگ کر دی اور مشرق میں اُران اور آذربائیجان کے درمیان ان حرکات عسکریہ کی نمائش کی، جن کی نظیر تاریخ حروب میں پہلے نہیں دیکھی گئی۔ اس وقت دونوں دشمنان اسلام نصرانیت کے سرخیل تیوفلس اور مجوسیہ کے مددگار بابک میں نامہ و پیام جاری تھا۔ تیوفلس نے مسلمانوں کی جنگ کے لئے شمال میں اس لئے مبادرت کی کہ مشرق میں بابک خرمی پر جو دباؤ پڑ رہا ہے اس کو ہلکا کر دے۔ اس اثناء میں کہ اسلامی رسالے مجوسی سالار پر یورش کرنے کے لئے آرمینیا اور آذربائیجان کے درمیان موت کے سمندر میں تیر رہے تھے، تیوفلس ان ممالک اسلامیہ پر چھاپے مار رہا تھا، جو انضول کی حدود پر واقع ہیں۔ جیسے ملاطیہ، زبطرہ وغیرہ۔ وہ مسلمان عورتوں کو اسیر کرتا، مسلمان شیوخ کی آنکھیں نکلواتا اور مسلمان بچوں کے ناک کان کاٹتا۔ اس لئے کہ ان ممالک میں اسلامی لشکروں کے حرب بابک میں مشغول ہونے کی وجہ سے کافی افواج موجود نہ تھیں اور اس نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھ لیا تھا۔ مثل مشہور ہے:

جس وقت نامرد کسی میدان میں تنہا ہو جائے
تو وہ اکیلا جنگ و پیکار کے لئے للکارا کرتا ہے

ان مسلم عورتوں کے درمیان جن کو تیوفلس (زبطرہ) سے (انقرہ) قریب (عموریہ)

میں ہانک لایا تھا، بنی ہاشم میں سے ایک شریف بیگم تھی جس کا سینہ عزت و خودداری اور شرافت و شجاعت سے معمور تھا۔ وہ یہ سمجھتی تھی کہ ساری دنیا میں جو عزت و شرف اور شجاعت و شہامت ہے وہ امیر المومنین المعتصم بن ہارون الرشید کی ذات میں متمثل ہے کیونکہ وہ مسلمانوں کا امام اور ان کے جیوش کا قائد ہے، اور بایں سبب کہ لاکھوں بشر اس کے تابع حکومت ہیں، اور بایں وجہ کہ وہ دین الٰہی کی نصرت پر قائم ہے، اپنی رعیت کی ہر مصیبت کو گو وہ کیسی ہی شدید ہو، رفع کر دینے پر قادر ہے۔

۲۲۳ھ (مارچ ۸۳۸ء) موسم سرما کے آخری دنوں میں ایک دن امیر المومنین اپنے شہر سُرّمَن رائی کے عظیم الشان قصر میں جلوس فرما رہا تھا، اور گرد ارکین دولت اور اہل دربار اپنے اپنے مرتبے کے مطابق بیٹھے تھے کہ حاجب نے آکر عرض کیا:

یا امیر المومنین! ایک عربی شیخ رومیوں کی قید سے بھاگا ہوا دروازے پر موجود ہے اور دربار میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔

جب اجازت ملی تو اس نے حاضر ہو کر کہا:—

اے امیر المومنین! میں عموریہ سے جو انقرہ (انگورہ) کے قرب وجوار میں واقع ہے، تیری خدمت میں آیا ہوں۔ میں وہاں قید تھا۔ میں نے زبطرہ کے اسیروں میں ایک ہاشمی شہزادی کو، باآنکہ تیرے اور اسکے درمیان بہت سے پہاڑ اور بیابان حائل ہیں، اس طرح پکارتے سنا: وا معتصماہ!

میں اُن کی قید سے بھاگ کر قسم قسم کے خطرات میں گھستا ہوا اس لئے آیا ہوں کہ اس کی آواز تجھ تک پہنچا دوں۔

جس وقت ابن ہارون الرشید نے اس عربی شیخ کی یہ بات سنی، اس کے ذہن میں اس شعر کے معنے متمثل ہو گئے:

اسلام نے صحرا کے پنگوڑے میں اسی لئے پرورش پائی ہے

کہ ہر مسلم شیر ہو کر نکلے

پس وہ فی الفور ہاشمیہ کی پکار کا جواب دیتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا :

لَبَّیْكِ ، لَبَّیْكِ ! (میں حاضر ہوں ، حاضر ہوں !)

اور عبدالرحمٰن بن اسحاق قاضیٔ بغداد ، شعبہ بن سہل ایک بہت بڑے عالم اور تین سو اٹھائیس مردوں کو اہل عدالت سے بلا کر کہا :-

میں اللہ کی راہ میں جا رہا ہوں، تاکہ اس ہاشمیہ کو جس نے مجھے بلاد روم کی گہرائیوں سے بلایا ہے نجات دلاؤں - اور یہ ممکن ہے کہ میں تمہارے پاس لوٹ کر نہ آؤں - پس تم گواہ رہو کہ میں نے اپنی تمام جائیداد وقف کر دی ہے - اس میں سے ایک ثلث میرے بیٹے کے لئے - ایک ثلث اللہ کے لئے - ایک ثلث موالی کے لئے ہے -

پھر حسب الحکم محل میں باآواز بلند اعلان کیا :

اَلنَّفِیْر ! اَلنَّفِیْر !

پھر وہ پشتِ اسپ پر سوار ہوا، اور توشہ دان جس میں اس کا زاد تھا ساتھ لیا، اور احکام صادر کر دئے کہ جو لشکر اس کے ساتھ ملیں ان کا سیلاب اس قدر بھاری ہونا چاہیئے کہ سنگزاروں نے اس دن سے پہلے کبھی ایسا طوفان نہ دیکھا ہو -

پس لشکر روز بروز اس کے پیچھے روانہ ہوتے رہے - بعض طرطوس اور مرسین کے ساحلی رستے سے ہو کر انقرہ اور عموریہ کو، اور بعض تونیہ سے گزر کر انقرہ کو، اور بعض دوسرے جیوش تے اندرونی راستوں سے جس قدر وہ راستے ان کے متحمل ہو سکتے کوچ کیا - اسی طرح کوچ کرتے کرتے وہ اناطول اور اس کے قلعوں اور کوٹوں کو چیرتے ربیع ۲۲۳ھ (۸۳۸ء) میں انقرہ پہنچے جس کی المعتصم نے اینٹ سے اینٹ بجا دی اور اس کے باشندوں کو تباہ کر دیا - ابو تمام حبیب بن اوس الطائی نے ان کے بارے میں کہا :

ان کے پاس سیاہ و جانگاہ مصیبت اس سے بیباک ہو کر آئی

اونام اس مصیبت کا مصائب کشا تھا۔
انقرہ کے دن اس کے لئے فال نحس جاری ہوئی
جبکہ میدانوں اور کشادگیوں کی وحشت چھوڑ دی گئی۔
اس کی دیواروں کے درمیان کس قدر جوانمرد شہسوار گرم
گرم خون رواں سے سرخ گیسو تھے۔

جب معتصم اس شریر شہر کا کام تمام کر چکا تو عموریہ کی طرف روانہ ہوکر اس کے قلعوں برجوں اور شہر پناہوں پر اُتر پڑا۔ یہ شہر پناہیں اس وقت تک نہایت ہی مستحکم سمجھی گئی تھیں، وہ اس پر اپنی منجنیقوں اور قلعہ شکن ہولناک ہتھیاروں سے اڑا رہا یہاں تک کہ اسی سال کے رمضان (جولائی) میں شہر کے اندر داخل ہوگیا۔ داخل ہوتے ہی پہلا کام جو اس نے کیا یہ تھا کہ فوراً اس سیدہ ہاشمیہ کے پاس اس کے قید خانے میں جاکر اپنا پہلا کلمہ اس کے سامنے کہا:

لَبَّيْكِ، لَبَّيْكِ!

اسی کے متعلق ابوتمام کہتا ہے:۔

تُو نے زبطرہ کی ایک آواز پر لبیک کہی۔ اور اس کے
لئے خوابِ نوشین اور نازنینانِ ہمسن و شرنگیں کے لعاب
دہن کے جام بہائے
تو نے اس آواز کا شمشیر کشیدہ کے ساتھ باعلان جواب
دیا۔ اگر جواب بغیر شمشیر کے ہوتا تو جواب ہی نہ ہوتا۔

اور پھر اس فتح و نصرت کے بارے میں جو اس عظیم القدر مرد مسلم کو اس قربانی اور صحتِ ایمان کے عوض حاصل ہوئی کہتا ہے:۔

(۱) اے معرکہ عموریہ کے دن! موت کی اونٹنی) شہد جیسے شیریں

دو دھ سے بھرے ہوئے تھن لیکر تجھ سے بچھڑی۔

(۲) وہ فتح جس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دئے گئے اور زمین اپنے نئے کپڑوں میں جلوہ گر ہوئی۔

(۳) جب تیوفلس نے اس جنگ کا (بر رای العین) معاینہ کیا۔ اور حرب (لڑائی) کے معنے حَرَب (مال لے کر نادار کر دینے) سے مشتق ہیں۔

(۴) وہ اس (جنگ) کی رسوائی مالوں سے ٹالنے لگا، تو اس پر ایک ایسا سمندر غالب آیا، جس میں لہریں اُٹھتیں اور مینڈھے اُچھلتے تھے، جن سے گراں طبع زمین ڈگمگا دی گئی اس لئے کہ جنگ ثواب کی نیت سے تھی، نہ مال حاصل کرنے کے لئے۔ اور تدبیر معتصم کی کارفرما تھی جو اللہ کی مدد سے انتقام لے رہا تھا، اللہ کی مدد کا منتظر تھا۔ اللہ کا خوف دل میں رکھتا تھا۔

اور یہ بات تاریخ سے ثابت ہے کہ امیر المومنین المعتصم ان معرکوں میں حرکات عسکریہ کی ادارت بذاتِ خود کرتا تھا، اور روزانہ احکام لشکروں کے لئے اصدار کرتا جو اس سے کئی دنوں کی مسافت پر تھے، اسی نے اس لڑائی کے نقشے مرتب اور فوجی افسروں کے لئے ان کے مرکز اور ان کی حملہ آوری کے مناطق معین کئے تھے۔ یہ سب شطرنج کے مہروں کی طرح اس کے دست تصرف میں تھے۔ عموریہ اس زمانے میں نصرانیت کا سرچشمہ، بیزنطین کے شہروں میں سب سے مستحکم اور رومیوں کو قسطنطنیہ سے بھی بڑھکر عزیز تھا۔ المعتصم نے بہت کم مدت میں اس شہر کے جملہ استحکامات کو تباہ، اور قلعوں کو مسمار کرکے اس کے باشندوں کا غرور زائل کر دیا اور زبطرہ کی عورتوں اور ملاطیہ کے بڈھوں اور بچوں کے ساتھ انھوں نے

جن لرزہ خیز بدسلوکیوں کا ارتکاب کیا تھا اور وہ مسلمانوں کے ساتھ جو جو بے وفائیاں عمل میں لائے تھے، ان کا خوب مزہ ان کو چکھایا۔ یہ فتحِ عظیم جو دولتِ عباسیہ کو اناضول میں رومیوں پر بابک کے بست سالہ فتنہ کو قلع و قمع کرنے کے بعد حاصل ہوئی تھی، یہ اس بات پر صادق ترین دلیل ہے کہ جب کبھی مسلمان اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کرلیں اور حیاتِ ابدیہ کو سستے داموں یعنی اس تھوڑی سی زندگی اور اس کے ناچیز سامان کے عوض خریدنے کو آمادہ ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی یاوری کے وعدے کو سچا کر دکھاتا ہے۔

(۱) اے نائبِ خدا! خدائے تعالیٰ تیری کوشش کو اصلِ دینؒ اسلام اور شرافتِ ذاتی کی طرف سے جزائے خیر دے۔

(۲) تُو نے راحتِ کبریٰ پر نگاہ کی، پھر تو نے دیکھا کہ وہ مشقت کے پُل پر عبور کئے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔

(۳) اگر زمانے کی گردشوں میں کوئی خویشی پیوستہ یا کوئی حمایت ناگسستہ ہو۔

(۴) تو وہ ایک تو تیرے ان ایام میں ہے جن میں تجھ کو نصرت ملی اور ایک ایام بدر ہیں۔ دونوں ہم رشتگی میں قریب تر ہیں۔

(۵) تو نے زرد رنگ بنی اصفر (یعنی رومیوں) کو ان کے نام کی مانند زرد رُو رہنے دیا اور عرب کے چہرے گرامی ہوگئے۔



بلا کا جوشِ ایماں تھا عرب کے شہسواروں میں

(از جناب محمد کبیر خاں صاحب آسا جالندھری)

جھلک اُٹھے تھے جو ذرّے ترے پرتو سے غاروں میں
وہ اب تک جلوہ افشاں ہیں جہاں کے جلوہ زاروں میں

بلا کا جوشِ ایماں تھا عرب کے شہسواروں میں
کہ فتنے دب گئے پامال ہو کر فتنہ زاروں میں

جنھیں لبّیک کہتے وسعتِ امکاں لرزتی تھی
وہی جلوے نظر آئے عرب کے کوہساروں میں

کمالِ حُسن ہے یا یہ مرا جوشِ عقیدت ہے
نگاہیں گُم ہوئی جاتی ہیں یثرب کے نظاروں میں

تجھی سے فرش کی زینت تجھی سے عرش کی رونق
تُو ہی ہے پھول خاروں میں تُو ہی ہے چاند تاروں میں

عرب ہو یا عجم سب جاگ اُٹھے ہیں خوابِ غفلت سے
پلٹ آئی ہے جانِ رفتہ تیرے جاں نثاروں میں

اُبھر کر پستیوں سے آ گئی دُنیا بلندی پر
جو کل تھے بے نشانوں میں وہ اب ہیں نامداروں میں
مگر ہندوستاں کے بدنصیبوں کا خدا حافظ!
نہیں کروٹ بدلنے کی سکت آفت کے ماروں میں
ہماری بے حسی کا ہو رہا ہے ہر طرف ماتم
زمیں ہے نوحہ خوانوں میں فلک ہے سوگواروں میں
ہوائے فرقہ بندی کی یورش ہے اُن چراغوں پر
جنھیں تُو نے جلایا تھا عمل کی رہگزاروں میں
ترے احکام سے مطلب نہ کچھ قرآن سے مطلب
ہے سارا دین و ایماں بند قبُوں میں مزاروں میں
کریں کس منہ سے ہم دعوے حرم کی پاسبانی کا
نہ تیرے سرفروشوں میں نہ تیرے جاں نثاروں میں
تیرے ہی لطف پر نظریں لگی ہیں ہم غریبوں کی
تیری ہی آس پر کشتی بہی جاتی ہے دھاروں میں
بنا رکھی تھی جس پر شوکتِ اسلام کی تُو نے
وہ آئینِ جہاں داری سکھا دے پھر اشاروں میں

غلاموں کو محبت کی نظر سے دیکھنے والے
رسا بھی ہے نگاہِ لطف کے امیدواروں میں

پردہ

(جناب فیض لدھیانوی)

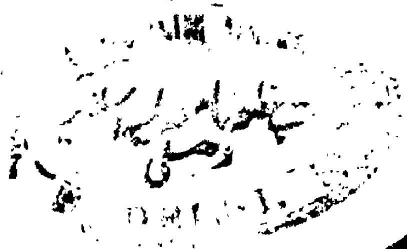
مسلمانوں کی حرمت کا علم بردار ہے پردہ
شرافت کا نشاں ناموس کا اظہار ہے پردہ
شریعت کے چمن کا اک گلِ بے خار ہے پردہ
کہ آئینِ جنابِ احمدِ مختار ہے پردہ
دلوں میں شر نہ ہو تو مانعِ اغیار ہے پردہ
نظر کے تیر کو بس آہنی دیوار ہے پردہ
بہت سی خوبیوں کا آج دعویدار ہے پردہ
رگِ جانِ شرارت کے لئے تلوار ہے پردہ
جہانِ آبرو میں شیوۂ احرار ہے پردہ
خواتیں کے گلے کا فیض گویا ہار ہے پردہ

مفید کتابیں

کتاب	قیمت
نقشِ وفا: مرد اور عورت کے لئے بہترین راہِ عمل	۶ ر
محمدؐ اور عورت ذات	۳ ر
اظہارِ حق بتفسیر سورۂ والتین	۶ ر
ہمارے اعمال اور ان کی قدر و قیمت	۲ ر
الناموس المفصل: تفسیر سورۂ مزمل	۴ ر
نور الحق: تفسیر سورۂ علق	۳ ر
اصل الاصول: اہل حدیث اور اہلِ قرآن کے مناظرہ پر محاکمہ	۶ ر
سمجھ اچھی کہ بے سمجھی	۱ ر
ارشادات القرآن	۸ ر
تندرستی ہزار نعمت	۵ ر
الاحسان: تصوف کا بیان	۸ ر
نالۂ صحرا (نظم) - از منیر ایم-اے	۴ ر
جبرئیل و ابلیس 〃 〃 〃	۴ ر
اتاترک	۶ ر
لسانِ اردو	۶ ر
نماز بلادِ اسلامیہ میں	۳ ر
سیرِ دلیراں: قابلِ دید	۳ ر
مقتولِ بے حجابی	۱ ر
قواعد عربی حصہ اول - علم صرف	۱۲ ر
عروسِ غربت: ایم-ایم-اسلم	عہ ر
بقائے دوام: 〃 〃 〃	عہ
انتقام: 〃 〃 〃	۳ ر
پیمانِ وفا: 〃 〃 〃	۵ ر
خطِ تقدیر: 〃 〃 〃	۶ ر
غزال: 〃 〃 〃	۱۰ ر
ساریان: 〃 〃 〃	۴ ر
چار سہیلیاں: 〃 〃 〃	عہ
بڑی بی: 〃 〃 〃	۱۲ ر
نور ہدایت: 〃 〃 〃	۴ ر
دریائے وحدت: قرآن شریف کی آیات اور گرنتھ کے شبدوں کی یکرنگی	۱۲ عہ ر
الفوز الکبیر: فتح الخبیر فارسی	۸ ر

ملنے کا پتہ: منیجر کتب خانہ انجمن اشاعت اسلام جالندھر شہر - پنجاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۵۵



پیام اسلام

جالندھر شہر

تعلیمی صحیفہ

ستمبر ۱۹۴۶ء

مُدیر : محمد احمد خاں ذاکر

قواعد

۱۔ رسالہ ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے۔

۲۔ رسالہ نہ پہنچنے کی اطلاع اسی مہینے کی بیسویں تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہیے، ورنہ رسالہ بشرط موجودگی قیمت پر ملیگا۔

۳۔ چندہ سالانہ ۳ روپے۔ فی پرچہ ۴ آنے

اشتہارات کی اُجرت کا تصفیہ منیجر سے بذریعہ خط و کتابت

۴۔ کرنا چاہیے۔

جنرل برقی پریس ریلوے روڈ جالندھر شہر میں چھپ کر
باہتمام محمد احمد خان ذاکر پرنٹر پبلشر "دار القرآن" سے شائع ہوا

بسم الله الرحمن الرحيم

پیام اسلام
جالندھر شہر

جلد ۱۷ ستمبر ۱۹۴۶ء شوال ۱۳۶۵ھ نمبر ۹

الاسلام فى حاجة الى دعاية و تبشير

(١)

كنت بعاصمة الجزائر سنة ١٣٤٤ هـ، وصمت بها رمضان ذلك العام. وكنا رفقة نجتمع كل ليلة من ليالى رمضان، وكان فى رفقتنا محام مسلم جزائرى اسمه الاسلامى: "عبد القادر..." واسمه الفرنسى: "ألبرت..." وهذا الاسم الاخير هو ما تدعوه به أمه الفرنسية، وأصدقاءه الفرنسيون والمتفرنسون. وكان هو الآخر متفرنسا

و متفرنسًا فى كل شى : فى عقليته و أدبه ، و فى أخلاقه و عاداته ، وحتى فى اللغة العامية التى يتكلمها . فهو لا يقيم الصلوٰة ، و لا يصوم رمضان ، و لا يحرم ما حرم الله ، و لا يؤمن بأن القرآن تنزيل من الله ، بل كان يحسبه من كلام الرسول صلى الله عليه وسلم ، و هكذا ــــ و هو عند نفسه مسلم ــ كان من الذين لا يدينون دين الحق . و ذلك لانه نشأ نشأة فرنسية محضة ، ما كان يعرف فيها ما للاسلام ، و لا يعرف عن المسلمين شيئًا ، فقد ربته ام فرنسية ، فى وسط فرنسى .....

و مع ذلك فقد كانت فيه خصلة حميدة هى التى تربطنا به و تربطه بنا ارتباطًا متينًا ، و هى وطنيته الحديثة ، و غيرته الصادقة على الجزائر و اخلاصه لابنائها ، وجهاده فى سبيلها جهادًا شريفًا . فكنا نتعاون على البر بالجزائر ، و على خدمة القضية الجزائرية : هو يستعين بى على فهم نفسية الجزائر المسلمة ، و انا أستعين به على ما اصدر فى القضية من قرارات و قوانين .

و كان متزوجًا بزوج فرنسية لا تعرف العربية الدارجة الا قليلا ، و كانت تحضر معه مجالسنا تلك . فكنا (انا و اياه) نتكلم فى الصلوٰة و الصوم و القرآن ،

و ما الى ذلك من مسائل الدين . و كان رجلا لا يذعن الا الحجة و الدليل ، فكان لذلك من الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه . فتحاورنا ما شاء الله محاورة مخلصة لا نريد منها الا بيان الحق ، ثم أذعن و صام و هجر الخمرة و آمن بالله و باليوم الآخر و أيقن بأن القرآن من عند الله . ثم كان من الذين آمنوا و عملوا الصالحات . و ما وجدت أية صعوبة فى اقناعه ، مع أنى لم أكن أطمع فيه ؛ لما أعرفه فى هؤلاء من المكابرة و العناد .

و ليس مرادى أن أقص حكاية مسلم كان ضالا فاهتدى من ضلاله ، و انما مرادى شئ آخر غير ذلك . فقد انقضى رمضان ذلك ، و فتفرقنا. فسافرت أنا فى النصف الاخير من شوال ١٣٤٤ هـ الى مدينة الاغواط بجنوب الجزائر منتدبا من بعض سراتها ، فانشأت بها (مدرسة الشبيبة القرآنية) باعانة فضلائها ، و احتملت من العناء فى هذا المشروع ما لا طاقة لى به[1] ، لو لا حب هذا الوطن البائس . وحدث لى ما اضطرنى الى السفر الى بسكرة (مسقط رأسى) فخلفنى ـــ لحسن الحظ ـــ على المدرسة

(١) لان السلطة لا تريد هذا النوع من المدارس . أخ مصلح كبير

دعوته لهذه المهمة، وهو الاستاذ مبارك الميلى.

و سافر صديقى المحامى الاستاذ عبدالقادر....... الى فرنسا هو و قرينته. و مضت فترة لا أكتب اليه فيها، و لا يكتب الىّ. و لبثنا كذلك حتى جاءتنى منه ذات يوم رسالة يخبرنى فيها بما عمله هنالك للجزائر، و بما ينوى ان يعمله لها. و يعاتبنى على ما كان من قطيعة و جفاء. و يخبرنى باسلام قرينته، و يشكر لى أن كنت سببًا فى هدايتها.

و كتبت الىّ هى بخطها حاشية ضافيه تقول لى فيها: انها مدينة لى بهدايتها إلَى الاسلام لانها و ان لم تعلن اسلامها و لم تُذعه الا فى هذا اليوم فانها كانت اعتقت الاسلام منذ رمضان ١٣٤٤، و كانت قالت يومئذ فيما بينها و بين نفسها: "اشهد ان لا اله الّا الله، و اشهد أنّ محمدًا رسول الله، منذ سمعتنى اتحدث الى زوجها عن حكمة الصلوة و الصيام و تحريم الخمر، و عن القرآن الكريم، و كونه كتاب الانسانية الذى لا يصلحها الا هو، و كونه تنزيلا من الله، ما فيه شك. و قالت:

"......و مما زادني ايمانًا ما رأيته في زوجي، وهو يجاورك في القرآن، فقد رأيت كل ما اعرفه فيه من قوة حجة، و احكام منطق، كل ذلك رايته يضؤل أمام ما كنت تبديه من ايمان تندفع فيه اندفاعا: فيه لهجة صادقة، و فيه فصاحة و بيان. و إن أنس لا أنسى وجومه و قد زعم أن الوطنية الصادقة تغني عن الدين فقلت له: اذا كنت لا تدين بدين ابناء وطنك، و لا تلبس لباسهم، و لا تتكلم بلغتهم، و عوائدك غير عوائدهم، فبماذا تكون وطنيا؟ ثم اذا كنت تعيش في غير مجتمعهم بعيدًا عنهم، و تتأدب بأدب غير أدبهم، و تتخلق بأخلاق غير أخلاقهم فبماذا تميز مصلحتهم من مضرتهم؟

"لقد اسلمت منذ ذلك الحين يا سيدي و كنت أخشى ان أنا أذعت اسلامي في النساء الفرنسيات أن يسلقنني بألسنة حداد. و ذهب عني اليوم هذا الخوف لما قوي ايماني، و اعلنت اسلامي، و أصبحت أفتخر به بين الفرنسيات في باريس، و في غير باريس و كثيرًا ما دعوتهن الى الاسلام. و منهن من يسمعن لقولي، و كان من السهل ان يدخلن في

دين الله، لو أنهن وجدن معلماً يعلمهن هذه الهداية، و داعيًا يدعوهن اليها، دعاية فيها اقناع، و فيها بلاغ مبين.

"أنا مؤمنة مقتنعة بأن الاسلام هو دين الله ما أرتاب فيه، و لكني — كما تعرفني — لا أملك من البيان ما أستطيع أن أقنع به صولجياتي و صديقاتي المتعلمات المهذبات! على أني قد بلغت، زلت ابلغ...."

ثم سألتني عن مسائل في الصلاة و الصيام و الطلاق و نحو ذلك، و طلبت مني أن أختار لها اسما اسلاميًا تسمى به نفسها. و اخترت لها اسم "عائشة" و قلت لها: لانه اسم عائشه ام المؤمنين احدى أزواج رسول الله صلى الله عليه وسلم. وذكرت لها لمحة من ترجمتها. فكتبت الى تخبرني بأنها مغتبطة مسرورة بهذا الاسم الكريم، و تذكر لى انها عرضته على كثير من معارفها و صواحباتها ففرحن لها فرحًا شديدًا، وعدن يدعونها "عائشة" و تجد هي هذا الدعاء لذيذا. و تذكر لى أن قد اعجبتهن تلك اللمحة من ترجمة عائشة ام المؤمنين (رضي الله عنها) و استزادتني من الكتابة اليها بسير فضليات النساء المسلمات و تقول: انها ترجو أن توفق

الى هداية كثيرات الى الاسلام بمثل سير هؤلاء المؤمنات الصالحات. و أردت أن اوافيها برغبتها، ولكنى وجدت فى ذلك مشقة وعسرا، فقد كنت أكتب اليها الرسالة بالعربية ثم ادفعها الى أحد اصدقائى ليتقلها الى الفرنسية نقلا دقيقًا عسيرًا غير يسير، لما فى ذلك من آيات كريمة، وأحاديث شريفة تصعب ترجمتها، و ترجمة ما فيها من اعجاز.

انا لم أقصد أول مرة الى هداية هذه السيدة المسيحية الى الاسلام، و لكن الله هداها اليه بما كنت أتحدث به الى زوجها المسلم، و بما كان يجرى بينى و بينه فى الاسلام من مناقشة و حوار فاسلمت و جعلت تدعوا الى الاسلام، و تبشر به: لا تلهيها عن ذكر الله زينة باريس و زخرفها، و لا ما هنالك من لعب و لهو، و لا ما فى تلك الحياة من غرور و اقاذيع.

-(۲)-

و اجتمعت يومًا - عند عالم من علماء المشرقيات فى الجزائر - سيدة فرنسية كاتبة مستشرقة هى الاخرى، و تكلمنا فى مسألة التبشير الاسلامى و الدعاية الى سبيل المؤمنين، فقلت لو: لو أن

لهذا الاسلام هداة يهدون بالحسنى، و دعاة
ينشرون الاسلام فى أوربا و أمريكا وغيرهما،
لما لبثت الكرة الارضية الا يسيرا حتى
يغمر الاسلام بنوره. فواقفت السيدة على
رأى هذا العاجز، و اخبرتنا بانها تعرف اسرة
من الاسر النبيلة فى الجزائر تزورها الفينة
بعد الفينة، و تختلف اليها من حين الى حين،
تبحث عن المجتمع النسائى الاسلامى وما يتصل
به. و ذكرت لنا أنها كانت ألفت كتابا فى هذا
الموضوع، و كانت تظنه كتابًا قيمًا، نصحت فيه
المرأة المسلمة، بأن تعتمد على نفسها فى تحرير
رقبتها و أن تتمرّد على الحجاب فلا تبقى سجينة ب
و هكذا جعلت تصف المسلمة طريق الحرية
و الخلاص! و قرأتْ من كتابها على ربة المنزل
فى تلك الاسرة، و على نساء كن معها يستمعن
الكتاب و صاحبته تتلوه عليهن، فلما سمعته اكبرن
و قلن حاش لله ما هذا حقا، ان هذا إلا اخط
مبين. و ابتدرتها ربة المنزل تقول لها: انك
يا سيدتى ألفت هذا الكتاب لنا معشر المسلما
بقية حسنة، و تريدين أن تخدمينا به خد
صادقة و تعملين لنا به عملًا صالحًا (!) ولكن اسم

لى يا سيدتى ان أقول لك : ان كتابك هذا
هو آلة لهدم شرف المسلمة و القضاء على
سعادتها، و لتمزيق ما هى فيه من صيانة و
عفاف، وكل ما فيه ان الوهم يصورلك المرأة
المسلمة أسيرة فى يد الرجل و تتصورين
حجابها سجنا لها. مع أن الامر ليس كذلك،
فان حجاب المسلمة صيانة لها، و المرأة فى
خدرها كالوردة فى كمها، و المرأة فى خدرها
كالملكة فى قصرها لا تبرحه و لا تود ان
تريم عنه، و ليس الرجل الا قيما (قوّامًا) عليها.
تظل هى فى منزلها و كل غرامها فى اصلاح
شؤونه، و فى تربية أولادها، و يظل هو يكدّ
و يكدح، ليؤدى ما لها عليه من واجب، وليقوم
لها على ضرورياتها. و هو مسؤول لها أكثر مما
هى مسؤولة له. أترينها و هى ملكة منزلها
تسمى نفسها اسيرة بيد الرجل، و تسمى
حجابها سجنا لها؟ كلا يا سيدتى، فحجابها هو
صوانها، و أولى بالمرأه أن تصان و تحتجب و
كما يجب على الرجل ان يكون رجلا كاملا فى
رجولته، يجب على المرأه أن تكون امرأة انثى
كاملة فى انوثتها. و فى الحجاب من لين الانوثة

و دلالها ما لا يكون فى السفور. و السفور من عندنا من عادة النساء البدويات و القرويات، حيث الخشونة و شظف العيش. لا من شأن الحضريات حيث الطراوة و النعومة، وحيث الرفاهية والعيش الرخيم. و المرأة البدوية او القروية بسفورها مترجلة تشبه الرجل. ثم هى ليست بامرأة كالنساء و لا برجل كالرجال.

قالت الرواية : و اندفعت ربة المنزل تصف المرأة السافرة بانها لاهية لاعبة مسرفة فى لهوها، و فى لعبها، وقد تقسو عليها فتصفها بقلة الحياء، حتى خجلت و وجمت، فاردت ان أتكلم فلم أقدر على الكلام.

قالت : ثم جعلت تدل بالحجاب، و تزعم أن فيه الحشمة، و العفاف، و فيه الانوثة وكل ما فيها من سحر و دلال، و تطرى المحتجبات، و تسرف فى الثناء عليهن.

قالت : و هنا حنقت و استكبرت — و أنا المتعلمة الكاتبة — أن أقف يدى امرأة جاهلة موقف الحيرة و الوجوم، و أنا ما جئتها الا لاعلم كيف تكون امرأة حرة. فجمعت "قوتى فى يدى و قلت لها :

ـ لو أنك يا سيدتى ذقتِ لذة الحرية لما صبرت عنها لحظة واحدة ، و لمزقت حجابك تمزيقا .

قالت : و هل أنت فى الحرية تتلذذين بها و تتنعمين فى بحبوحتها ؟

قلت : نعم ، أنا كذلك .

قالت : و انت مع ذلك امرأة أنثى ؟

قلت : و هو كذلك .

قالت : تلك أنت عند نفسك . و اما عندنا فما انت كذلك .

قلت : و كيف ؟

قالت : فلنجعلك أنت مثلا أعلى للحرية للتى تريدينها لنا ، فانت امرأة مهذبة كاتبة ، و نحن ان خلصنا من الحجاب (كما تقولين) و ترقينا و تمدينا ، فما نحن ببالغات ـ مهما أمعنا فى الترقى و التمدن ـ الى الذروة التى أنت فيها من الثقافة و التهذيب . و مع هذا كله فما نراك كملت فى انوثتك ، و ما نراك الا فقدت أكثر ما تكون به المرأة امرأة أنثى كاملة فى انوثتها .

قالت الراوية : و هنا قاطعتها ـ بلهجة غضب ـ قائلة : و لمه ؟

فقالت : انت عازبة غير متروجة ؟
قالت : فقلت " نعم " .
قالت : وماذا يمنعك من الزواج ؟
فقلت : لم اجد رجلا كما أحب .
قالت : ويحك ! فهل خلت رقعة الارض من رجل يكون كما تريدين ؟
و واصلت حديثها و قالت : و لا تعمرين منزلك الآ قليلا ؟
فقلت : و ماذا عسى يضيرنى اذا لم اعمره ؟
فقالت : لا تتزوجين و لا تلدين ، ولا تعمرين منزلك . فما أنت بزوجة ، و لا بأم ، ولا بربة منزل . فاذن ، بماذا تكونين امرأة انثى كاملة فى انوثتها ؟ اب ركوب الخيل ، و الخطب الحماسية ، و التصفيق و الهتاف ؟ كلا يا سيدتى ، ليس شئ من لين الانوثة و لا نعومتها فى هذا و لا فى مثله . . . .

قالت الراوية : فما زدت على ان ودّعتهن وخرجت خزيانة منكسرة مهزومة ليس وراء ما أنا فيه من الخزى و الانكسار و الهزيمة غاية اخرى . وكنت أرانى كل شئ عند نفسى ، فصرت أرانى أهون ما يكون . وكان كتابى الذى بذلت

فی تأليفه اقصى ما يمكن انسانًا ان يبذله فى مثله أحب ما يكون الي، فصار أرخص الاشياء و أسمجها فى عيني. و لم ينطفئ ندمى عليه الا بعد ما محوته محوًا من لوح الوجود، وكان الحجاب فى نظرى عادة جامدة قاسية يجب أن تمرد عليها كل مسلمة تريد أن تخرج الى هذه الحياة، فصرت انظر اليه كاقدس الشعائر التى يجب ان يحتفظ بها احتفاظًا شديدًا و هكذا اصبحت أنظر الى كل شئ اسلامى العين التى كنت انظر بها من قبل اليه. و إنى مكبة اليوم على تأليف كتاب فى نصرة الحجاب، قد انتبهت اليه منذ ذلك اليوم. و لا أكتمكم انى أصبحت أميل الى الاسلام ميلا شديدًا، و غير بعيد أن تسمعوا عنى أن "فلانة (تعنى نفسها) قد اعتنقت الاسلام.

* * *

و هذه امرأة مسلمة قد استطاعت على جهلها و اميتها أن تهزم بدفاعها عن دينها امرأة مثقفة راقية كاتبة مستشرقة هى كل شئ عند نفسها، و شئ عند الذين عرفوها و عرفوا فضلها و انصافها. فلو أن جميع المسلمين و المسلمات يعتزون بالاسلام و ينفحون عنه، و يبشرون به، و يدعون الى سبيله

يكون الدين كله لله، و إذن لأمن من في الارض جميعا

تلمسان : ۳۰ رمضان ، ۱۳٤۷

محمد السعید الزاهری

ترجمہ :-

فریضۂ دعوت و تبشیر

(۱)

سنہ تیرہ سو چوالیس ہجری کا ذکر ہے۔ میں اس سال الجزائر کے دار الخلافہ میں تھا۔ وہیں رمضان کے روزے رکھے۔ ہم چند احباب جو رمضان کی راتوں میں ہر شب اکٹھے رہتے تھے۔ ان میں الجزائر کا ایک مسلمان وکیل بھی تھا، جس کا اسلامی نام عبد القادر اور فرنسی البرٹ تھا۔ اس کی فرانسیسی ماں، اس کے فرانسیسی دوست اور متفرنس احباب اس کو اسی نام سے بلایا کرتے تھے۔ وہ خود متفرنس تھا۔ اور ہر بات میں متفرنس، عقلیت میں ادب میں اخلاق میں، عادات میں، یہاں تک کہ روزمرہ کی بول چال میں۔ نہ نماز پنجگانہ پڑھتا، نہ رمضان کے روزے رکھتا، نہ حرام کو حرام جانتا اور نہ یہ مانتا کہ قرآن خدائے پاک کا اتارا ہوا ہے، بلکہ وہ اس کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سمجھتا تھا۔ اس طرح وہ باوجودیکہ "اپنے نزدیک مسلمان تھا" ان لوگوں میں سے تھا جو دین حق سے بیگانہ ہیں۔ سبب یہ کہ اس کی نشو و نما خالص فرانسیسی انداز پر ہوئی تھی جس میں نہ تو اس کو اسلام کی کچھ خبر ہو سکتی تھی نہ مسلمانوں کی۔ اس کی فرانسیسی ماں نے اس کو وسط میں پرورش کیا تھا ......

باوجود اس کے اس میں ایک اچھی خصلت بھی تھی، جو ہم کو اس سے اور اس کو ہم سے خوب وابستہ کئے ہوئے تھی۔ اور وہ تھی اس کی نئی وطنیت الجزائر کے لئے سچی غیرت، ابنائے وطن کے ساتھ

اخلاص، اور راہِ وطن میں شریفانہ تندہی اور جدوجہد و کوشش، الجزائر کی خیرخواہی اور اس کے مسائل کے سلجھانے میں ہم سب ایک دوسرے کی مدد کیا کرتے تھے۔ وہ مجھ سے الجزائر کی مسلم نفسیت کے سمجھنے میں مدد لیتا اور میں اس سے ان قوانین و احکام کی آگاہی حاصل کرتا جو اس ملک کے بارے میں صادر ہوتے۔

اس شخص کے گھر میں ایک فرانسیسی بیوی تھی۔ جو بول چال کی عربی بھی بہت کم جانتی تھی۔ وہ بھی اس کے ساتھ ہماری مجلسوں میں آجایا کرتی۔ میں اور وہ نماز روزہ قرآن اور اسی قسم کے اور اور دینی مسائل پر گفتگو کیا کرتے اور وہ ایسا شخص تھا جو بغیر حجت اور دلیل کے کسی چیز کا قائل نہ ہوتا۔ یعنی وہ اس زمرے سے تھا جو ہر بات کو دھیان سے سنتے اور جو بہتر ہو اس کے پیچھے چلا کرتے ہیں" جب تک اللہ نے چاہا ان مسائل پر ہماری گفتگو کا سلسلہ اخلاص کے ساتھ جاری رہا۔ بجز اظہارِ حق کے اور کوئی بات اس سے مقصود نہ تھی آخرکار وہ قائل ہوگیا۔ روزے رکھنے لگا۔ شراب چھوڑ دی۔ اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان لے آیا اور یقین کرلیا۔ کہ قرآن اللہ کی طرف سے ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ اور پھر وہ مومنین صالحین میں سے ہوگیا۔ اور میں نے اس کے قائل کرنے میں کوئی دشواری نہ پائی۔ حالانکہ مجھ کو اس کی رغبت بھی نہیں تھی۔ اس لئے کہ مجھ کو معلوم تھا کہ اس قسم کے لوگ عموماً ضدی اور بڑائی کے خواہشمند ہوا کرتے ہیں۔

میرا مطلب یہ نہیں کہ ایک ایسے مسلمان کی حکایت لکھوں جو پہلے گمراہ رہا تھا۔ پھر راہ پر آگیا۔ میرا مطلب کچھ اور ہے۔ یہ رمضان گذر گیا، اور ہم ایک دوسرے سے جدا ہوگئے۔ میں شوال کے پچھلے نصف میں شہر اغواط کو، جو الجزائر کے جنوب میں ہے، وہاں کے بعض سرداروں کا ڈیلیگیٹ ہوکر چلا گیا۔ اور اس میں وہاں کے فضلا کی مدد سے مدرسۃ الشبیبۃ القرآنیہ جاری کیا۔ اور اس کام میں اس قدر تکلیف اٹھائی۔ کہ اگر اس مصیبت زدہ وطن کی محبت نہ ہوتی تو اس کو کبھی برداشت نہ کرسکتا

میں ایک ضرورت کی وجہ سے اپنے زاد بوم بسکرہ جانے پر مجبور ہوا۔ اور خوش قسمتی سے اس مدرسہ میں میری جانشینی ایک بزرگوار اصلاح دوست بھائی نے فرمائی۔ جس کو میں نے اسی مہم کے لئے بلایا تھا۔ اور وہ استاد مبارک میلی تھا۔

میرا دوست استاد عبد القادر وکیل اپنی بیوی کے ساتھ فرانس کو چلا گیا۔ اور ایک عرصہ تک نہ تو میں نے اس کو کچھ لکھا۔ نہ اس نے مجھ کو۔ آخر ایک دن اس کا ایک خط آیا۔ جس میں اس نے مجھے بتایا تھا۔ کہ اس نے وہاں الجزائر کے لئے کیا کیا ہے اور کیا کچھ کرنے کا ارادہ ہے۔ اس میں پچھلے دنوں کی رکھائی اور پر عتاب بھی تھا اور اپنی بیوی کے قبول اسلام کی خبر اور اس بات کا شکریہ بھی تھا۔ کہ اس کی ہدایت کے سبب تمہیں ہو۔

اس کی بیوی نے خود بھی اپنے ہاتھ سے ایک حاشیہ لکھ کر بھیجا تھا جس میں وہ مجھ سے کہہ رہی تھی کہ وہ ہدایت اسلام کی وجہ سے میری بہت مرہون منت ہے۔ اس لئے کہ اگرچہ اس نے آج کے دن سے پہلے اپنے اسلام کا اعلان و اظہار نہیں کیا، مگر درحقیقت وہ رمضان ۱۳۴۷ھ سے لیکر مسلمان ہی رہی ہے اور اس نے اپنے اور اپنے دل کے درمیان اسی زمانے میں اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشہد ان محمد رسول اللّٰہ کہہ لیا تھا۔ جب کہ وہ مجھکو اپنے شوہر سے صوم و صلوٰۃ۔ حرمت خمر اور قرآن کریم کے باب میں اور اس باب میں کہ وہ انسانیت اور اصلاح انسانیت کی واحد کتاب، اور بلاریب منزل من اللہ ہے" بات چیت کرتے سنا کرتی تھی۔

اس نے لکھا :-

...... ایک چیز جس نے میرا ایمان زندہ کیا وہ تھی جو میں نے اپنے شوہر میں دیکھی جس وقت وہ قرآن کے متعلق آپ سے ہمکلام تھے۔ میں نے دیکھا کہ اُن کی دلیل بازی کا زور اور ان کی منطق میں پختہ کاری جس سے میں خوب واقف تھی، سب کی سب اس

ایمان کے سامنے جس کا آپ راستی اور روانی کے ساتھ اظہار فرما رہے تھے نیست و نابود ہوتی جا رہی ہے۔ وہ بھول گئے ہوں تو بھول گئے ہوں۔ مگر ان کا وہ نیچا دیکھنا مجھ کو اب تک نہیں بھولا۔ ان کا خیال تھا کہ سچی وطنیت بھی دین کا کام دے جاتی ہے۔ میں نے ان سے کہا۔ جب آپ لوگ اپنے اپنا روطن کا دین نہیں رکھتے۔ ان کا لباس نہیں پہنتے، ان کی بولی نہیں بولتے، ان کے اطوار کچھ ہیں۔ آپ کی عادات کچھ تو آپ کا وطنی ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟ علاوہ ازیں جب آپ کی بود و باش بھی ان کی سوسائٹی سے دور ہو۔ غیروں کے ساتھ معاشرت ہو، غیروں کے آداب، غیروں کے اخلاق، آپ نے سیکھ لئے ہوں، تو ان لوگوں کے نفع و نقصان کی تمیز آپ کو کس طرح ہو سکتی ہے؟

بس اسی دن سے یا حضرت! میں مسلمان ہو چکی ہوں، مجھے اندیشہ تھا کہ اگر یہاں کی ہر تہ سرا عورتوں میں میں نے اپنے اسلام کا اعلان کر دیا تو ان سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جائے گا۔ اب تو میرا ایمان قوی ہو گیا تو یہ خوف بھی جاتا رہا۔ اور میں نے اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔ اور میں پیرس اور بیرون پیرس میں فرانسیسی عورتوں کے سامنے اس پر فخر کرنے لگی اور میں نے بارہا ان کو اسلام کی دعوت دی ہے۔ اور ان میں سے بعض میری بات کو سنتی بھی ہیں۔ اور ان کا اللہ کے دین میں داخل ہو جانا آسان ہے۔ اگر ان کو کوئی ایسا معلم ایسا داعی مل جائے۔ جو ان کو اس ہدایت کی تعلیم اور اس کی طرف دعوت دے اور دعوت تسلی بخش اور تبلیغ صاف و صریح بھی ہو۔

مجھے تو کامل ایمان اور پورا اطمینان حاصل ہے کہ اسلام ہی اللہ کا دین ہے۔ مجھے اس میں کچھ شبہ نہیں۔ لیکن جیسا کہ آپ جانتے ہیں مجھ میں ایسی قوت بیان نہیں کہ میں اپنی مہذب تعلیم یافتہ سہیلیوں کی تسلی کر سکوں۔ تاہم میں تبلیغ کرتی رہی ہوں اور کرتی رہوں گی۔

پھر ان نے مجھ سے چند مسئلے نماز، روزہ اور طلاق وغیرہ کے دریافت کئے تھے

اور درخواست کی تھی کہ میں اس کے لئے کوئی اسلامی نام انتخاب کروں سو میں نے اس کے واسطے "عائشہ" نام انتخاب کیا، اور لکھا کہ یہ رسول اللہ (صلعم) کی ایک بی بی کا نام ہے اور کچھ انکے حالات بھی لکھے۔ اس پر اس نے مجھے تحریر کیا کہ وہ اس نام مبارک سے بہت ہی مسرور ہوئی ہو اس نے اس کا اپنی بہت سی آشناؤں اور سہیلیوں سے تذکرہ کیا تو وہ بھی بہت ہی خوش ہوئیں۔ اور اس کو عائشہ کہہ کر بلانے لگیں اور اس کو یہ بلانا بہت ہی بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اور اس نے یہ بھی بیان کیا کہ ام المومنین عائشہ کے یہ مختصر حالات ان کو بہت ہی پسند آئے اور مجھ کو اور بھی مسلمان فاضل عورتوں کے حالات لکھنے کی فرمائش کی اور لکھا کہ مومنات صالحات کی ایسی ایسی سیرتوں سے بہت سی بیبیوں کے مشرف بہ اسلام ہو جانے کی امید ہے میں نے بھی اس کی اس رغبت کو سرانجام دینے کی خواہش کی۔ مگر اس میں ایک طرح کی مشقت اور تنگی نظر آتی - بدیں سبب کہ پہلے میں عربی میں خط لکھتا پھر اسے اپنے ایک دوست کو دیتا کہ اسکا سلیس فرانسیسی میں ترجمہ کرے جو کوئی آسان کام نہ تھا۔ کیونکہ اس میں آیات کریمہ اور احادیث شریفہ بھی ہوتیں۔ جن کا ترجمہ، اور پھر جو جو ان میں اعجاز ہیں انکا ترجمہ بہت دشوار پڑتا۔

میں نے پہلی بار اس سچی بی بی کو اسلام کی ہدایت کرنے کا قصد نہ کیا تھا لیکن اللہ نے اسکو ہدایت کی اور جو گفتگو میں اس کے مسلم خاوند سے کیا کرتا۔ نیز جو کچھ میرے اور اس کے درمیان اسلام کے متعلق مباحثہ ہوا کرتا وہ اس کے لئے ذریعہ ہدایت بن گیا۔ اور وہ مسلمان ہو گئی۔ سلام کی دعوت دینے اور بشارت بھی سنانے لگی۔ اسکو اللہ کی یاد سے نہ تو پیرس کی زینت و آرائش نع ہوتی، نہ وہاں کے کھیل تماشے اور نہ وہ طرح طرح کے بہلاوے اور بے حیائی کے مشغلے جو ہاں کی زندگی کا لازمہ ہیں۔

(۲)

ایک دن الجزائر میں، ایک عالم مشرقیات کے یہاں میری ملاقات ایک دوسری فرانسیسی ستشرقہ صاحب قلم بیگم سے ہوئی۔ اور ہم نے تبشیر اسلامی اور دعوت ایمانی کے مسئلے پر گفتگو کی۔

میں نے کہا اگر ان اسلام ... کے پاس ایسے ... ہیں ...

کو یورپ اور امریکہ وغیرہ میں پھیلائے، تو بہت تھوڑی دیر میں اسلام کرۂ ارض کو اپنے انوار سے جگمگا دیتا۔ اس بیگم نے اس عاجز کی رائے سے اتفاق کیا اور بتلایا کہ اس کو الجزائر کے ایک بزرگ خاندان سے تعارف ہے۔ جس کے ہاں وہ وقتاً فوقتاً اسلام کی زنانہ سوسائٹی اور اس کے متعلقات کی تحقیق و تلاش کے لئے آیا جایا کرتی ہے۔

اس نے ذکر کیا۔ کہ اس موضوع پر اس نے ایک کتاب بھی تصنیف کی تھی۔ جس کو وہ بڑے پایہ کی کتاب سمجھتی تھی۔ اس میں مسلمان عورت کو یہ نصیحت کی تھی۔ کہ وہ اپنی گردن کو آزاد کرنے پر اپنی ذات پر اعتماد کرے، اور پردہ سے سرکش ہو کر اس کی قید سے نکل جائے، اسی طرح وہ عورتوں کے لئے آزادی اور چھٹکارے کا راستہ بیان کرنے لگی۔ اور اس نے اپنی کتاب ایک حصہ اس خاندان کی بی بی اور اس کی ساتھ والیوں کو سنایا، مصنفہ پڑھ رہی تھی اور بیٹھی سن رہی تھیں۔ پھر جب انہوں نے اس کو سنا۔ بہت عظیم تصور کیا۔ اور کہا حاش للہ ایسا درست نہیں۔ یہ تو صریحاً خطا ہے۔ اور گھر کی بی بی ذی الغور بول اٹھی۔ کہ بیگم صاحبہ آپ نے یہ کتاب ہم عورتوں کے لئے نیک نیتی سے تصنیف کی ہے۔ اور آپ اس سے ہماری سچی خدمت اور ہمارے کوئی نیک کام کرنا چاہتی ہیں۔ لیکن بیگم صاحبہ! آپ مجھے اس قدر گذارش کرنے کی اجازت دیجئے کہ آپ کی یہ کتاب مسلمان عورت کے شرف کو منہدم اس کی خوش قسمتی کو برباد اور اس کی صیانت پاکدامنی کو پارہ پارہ کرنے کا اوزار ہے۔ اور اس کتاب کے سارے مطلب کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کے سامنے یہ تصویر کھینچ دی ہے۔ کہ مسلمان عورت مرد کے پنجے میں اسیر ہے اور آپ اس حجاب کو قید خانہ سمجھ رہی ہیں۔ حالانکہ درحقیقت یہ صورت نہیں ہے۔ درحقیقت عورت کا اس کا بچاؤ ہے، اور عورت اپنے پردہ میں ایسی ہے جیسے گلاب کا پھول اپنی کٹوری میں۔ عورت پردے میں ایسی ہے۔ جیسے ملکہ اپنے محل میں، کہ نہ اس سے اکتائی ہے۔ نہ اس سے الگ ہونا چاہتی مرد تو محض اس کا حامی ہے، وہ اپنے گھر میں رہتی ہے۔ اس کا سارا انہماک امور خانہ کی اصلاح او

پرورش میں ہوتا ہے۔ مرد محنت مشقت کرتا ہے تاکہ اس کے حقوق ادا کرے۔ اس کے ضروریات بہم پہنچائے۔ عورت مرد کی اتنی جواب دہ نہیں ہوتی۔ جتنا وہ اسکا جواب دہ ہوتا پھر کیا یہ مناسب ہے۔ کہ وہ جو اپنے گھر کی رانی ہو۔ مرد کی بندشوں کی کھائے اور اپنے پردے کا نام نہ رکھے۔ نہیں نہیں بیگم اِحجاب تو عورت کا قلعہ ہے۔ عورت کو یہی مناسب ہے کہ وہ محفوظ در پا پردہ رہے۔ اور جس طرح مرد کے شایان شان یہ ہے۔ کہ وہ اپنی مردانگی میں مرد کامل ہو۔ اسی طرح عورت پر بھی یہی واجب ہے کہ اپنی زنانگی میں پوری عورت ہو۔ اور پھر جو نزاکت اور ناز و نخرہ زنانگی کا پاپڑ میں ہے بے پردگی میں نہیں ہے۔ بے پردگی تو ہمارے یہاں گنواریوں اور دیہاتنوں کی عادت ہے یہاں رکھائی اور سختی کی گزران ہوتی ہے۔ نہ شہری عورتوں کی شان، جہاں ناز و نعمت ہے عیش و عشرت ہے۔ گنوارن اپنی بے حجابی کے کارن "مردوں سے ملتا جلتا" ایک بنا ہوا مرد ہوتی ہے اور پھر وہ مردوں کا سا مرد ہوتی ہے۔ نہ عورتوں کی سی عورت۔

راویہ نے کہا:۔

پھر وہ بی بی بے حجاب عورت کی اس طرح توصیف کرنے لگی کہ وہ دلگی باز اور کھلاڑن ہوتی ہے اپنے کھیل تماشے میں حد سے گذری ہوتی۔۔۔۔ کبھی درشتی میں آکر اس کو بیحیا بھی کہہ لگتی۔ یہاں تک کہ شرم کے مارے میں نے اپنی آنکھیں نیچی کر لیں۔ اور چاہا کہ کچھ کہوں مگر نہ کہہ سکی

اُس نے کہا:۔

پھر وہ حجاب پسند کرنے اور یہ ڈینگ مارنے لگی کہ حجاب میں حیا اور پاکدامنی ہے۔ حجاب میں انوثت اور الوہیت کے سارے کرشمے ہیں۔ اور اسی طرح وہ پردہ دار عورتوں کی مدح و ثنا میں مبالغہ سے کام لیتی رہی۔

اُس نے کہا:۔

اب مجھے بھی طیش آیا اور یہ غرور ہوا کہ میں اہل علم اور صاحب قلم ہوکر ایک جاہل عورت کے سامنے وقف حیرت اور غرق خجلت ہوکر رہ جاؤں۔ حالانکہ میں آئی ہی اس لئے تھی کہ اسکو سبق پڑھا

کہ کس طرح وہ ایک "آزاد عورت" بن سکتی ہے۔ اس پر میں نے اپنی قوت کو اپنے ہاتھوں یکجا کر کے کہا

اگر اے بیگم! آپ کبھی حریت کی لذت چکھ لیں تو اپنے حجاب کی دھجیاں اڑا کر رکھ دیں۔

اُس نے کہا۔

آپ تو خوب آزادی کے مزے اٹھاتی۔ حریت کی بہاریں لوٹتی ہوں گی۔

میں نے کہا۔ جی ہاں۔

اُس نے کہا پھر اس پر بھی تم عورت ذات ہی ہو۔

میں نے کہا۔ بیشک۔

اُس نے کہا۔ مگر اپنے ہی اعتقاد میں۔ ہمارے نزدیک تو تم ایسی نہیں ہو۔

میں نے کہا۔ کیسے۔

اس نے کہا:۔ تو اچھا ہم آپ ہی کو اس حریت کا اعلیٰ نمونہ مان لیتے ہیں جس کی آپ ہمارے لئے خواہش ہیں۔ آپ ماشاء اللہ ایک مہذب اہل قلم عورت ہیں، اور ہم تو اگر اس حجاب سے (آپ کے کہنے کے مطابق) چھوٹ بھی جائیں، اور ترقی و تمدن بھی حاصل کر لیں، اور اس ترقی و تمدن میں کتنی بھی دور پہنچ جائیں بھی اس تہذیب و شائستگی کی چوٹی پر جہاں آپ کا مقام ہے۔ ہماری رسائی نہیں ہو سکتی۔ اور باوجود اس تمام دردسر کے ہم نہیں دیکھتے کہ آپ نے انوثت میں کمال حاصل کیا ہے۔ ہاں ہم تو یہی دیکھتے ہیں کہ جن گنوں سے عورت عورت بنتی ہے اور اپنی انوثت میں کامل سمجھی جاتی ہے وہ اکثر تم میں نایاب ہیں۔

راویہ کہتی ہے کہ یہاں میں نے اس کا قطع کلام کرتے ہوئے غضبناک لہجے میں کہا۔ کیوں؟

اس نے کہا۔ آپ کنواری ہیں۔ شادی نہیں ہوئی۔

میں نے کہا۔ ہاں۔

اُس نے کہا۔ نکاح سے کون سی چیز روکتی ہے؟

میں نے کہا۔ پسند کا شوہر نہیں ملا۔

اس نے کہا۔ اُف تو کیا زمین کا تختہ ایسے آدمی سے خالی ہو گیا۔ جو آپکو پسند آئے۔ اور اس نے اپنی بات کو

جاری رکھتے ہوئے کہا -

اور آپ اپنے گھر میں بھی کم تر ہی رہتی ہوں گی -

میں نے کہا - نہیں رہتی تو کیا میرا بگڑ جاتا ہے ؟

اُس نے کہا - نہ تم نکاح کرو - نہ تم بچے جنو نہ تم اپنا گھر بساؤ - بیوی تم نہیں - ماں تم نہیں گھرو
تم نہیں تو عورت ذات کس بات سے ہو سکتی ہو - اور عورت بھی وہ جو اپنی ذات میں کامل ہو ؟ کیا اسٹیج اری
لیکچر بازی سے ؟ تالیوں اور نعروں سے ؟ نہیں بیگم ! ایسی چیزوں میں زنانہ نرمی و نزاکت کا کوئی شائبہ نہیں

راوی نے کہا : - اس وقت مجھ سے یہی بن پڑا کہ ان کو وداع کیا - اور وہاں سے خراماں خراماں چل دی
آگے آگے میں اور پیچھے پیچھے رسوائی اور خستگی اور ہزیمت اور بس - اور میں جو اپنے آپ میں سب کچھ بنی ہوئی تھی
اب اپنی نگاہ میں سب سے کمتر دکھائی دینے لگی - اور میری وہ کتاب جس کی تالیف میں میں نے ہر ممکن کوشش
صرف کی تھی - اور جو مجھ کو بہت ہی پیاری تھی میری آنکھ میں بالکل ناچیز ہو گئی اور میری ندامت کی آگ
تک نہ بجھی جب تک میں نے اسکو لوحِ ہستی سے مٹا نہ دیا - اور حجاب جو میری نظر میں ایک ایسا سنگین د
رواج تھا جس سے ہر مسلمہ کو جو اس زندگی کی فضا میں نکلنا چاہتی ہو سرکش ہو جانا چاہیئے - اب میں اسکو ا
تزئین شعائر کی طرح دیکھنے لگی - ... حفاظت کیلئے برقرار رکھنا چاہیئے اسی طرح ہر اسلامی چیز کیلئے اسو
نگاہ کا زاویہ سابق سے جداگانہ ہے ، اور آجکل تو میں حجاب کی نصرت میں ایک کتاب لکھ رہی ہوں جس کی طرف
سے میری طبیعت بشدت مائل ہو رہی ہے - اور وہ دن دور نہیں جبکہ میں سن لو کہ ..... " فلانہ " مسلمان
یہ ایک مسلمان عورت باہمہ امیت و جہالت اپنے دین کا بچاؤ کرتے ہوئے ایک ایسی عورت کو شکست
دینے پر قادر ہو گئی ہے جو شستہ ہے شائستہ ہے ، راقیہ ہے ، کاتبہ ہے ، مستشرقہ ہے اور اپنے نزدیک
مگر ان کے نزدیک بھی کچھ چیز ملتا ہے - جو اسکو اور اسکے علم و فضل اور عدل و انصاف کو جانتے ہیں
تمام مسلمان (مرد و عورت) اسلام کی نصرت و حمایت اور دعوت و تبشیر پر کمر باندھ لیں تو
ہی دین اللہ کا ہو جائے - اور روئے زمین پر جتنے لوگ ہیں سب ایمان لے آئیں -



خودی

(علامہ اقبالؒ کے لیکچر کا ترجمہ)

(از جناب محمد زبیر صاحب راز ایم۔ اے)

عقیدہ کفارہ۔ قرآن اور رُوح

قرآن انسان کی بے مثل انفرادیت کو اپنے الہامی انداز میں نہایت بلاغت کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ وہ غیر مبہم الفاظ میں اعلان کرتا ہے کہ زید کے اعمال زید کے لئے اور بکر کے فعال صرف اس کی اپنی ذات کے لئے ہیں۔ تم سب اپنی ذات کے آپ ذمہ دار ہو تم میں کوئی بھی ایسا نا چیز نہیں کہ اس کی ذمہ داری کسی غیر پر ڈال دی جائے۔ اسلام کی اس تعلیمی روح نے مسلمان کے ذہن کو اصولی طور پر کفارہ کے عقیدہ سے نا آشنا کر دیا۔ قرآن اس تعلیم کو تین مقدمات سے بیان کرتا ہے :-

اول :- انسان برگزیدہ مخلوق ہے ۔ ۲۰ - ۱۱۴

ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ فَهَدٰى ؕ

دوم :- انسان اپنی جملہ نارسائیوں اور کوتاہیوں کے باوجود نیابت الٰہی کے لئے خلق کیا گیا- ۶ : ۱۵۶

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۵

سوم:- انسان کو ایک صاحبِ عزیمت شخصیت ودیعت کی گئی ہے۔ راہ کے تمام انعامات ومخاطرات سے اُسے ذمہ داری کے ساتھ گزرنا ہے۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔

یہ وہ اصولی تعارف ہے جو انسان اور اس کی اپنی ہستی کے درمیان کرایا جا رہا ہے۔ بعد میں انھی اصول ومبادی پر قرآن اپنی جملہ تعلیمات کی پُرشکوہ عمارت کھڑی کرتا ہے۔ انسان کا یہی جبلّی شعور اُسے من حیث الجماعت تمام کائنات سے متمیز کرتا ہے۔

پھر لازم ٹھہرا کہ انسان کی شخصیت اور انفرادیت کا یہی محور ایک طرف اس کی زندگی کے ہر پہلو کو تعمیر اور اس کی تعمیر کے ہر گوشہ کو بے نقاب کرے اور دوسری جانب مفکرین اسلام کے لئے گفتگو کا ایک اہم ترین موضوع بنے، مگر اسلامی سلسلۂ فکر کا جہاں تک تعلق ہے ہماری حیرت استعجاب کی انتہا نہیں رہتی جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کوئی ذہن اس طرف متوجہ نہ ہوا اور کوئی قلم نہ اُٹھا۔

متکلمین کی راہ

متکلمین نے روح کو صرف ایک لطیف مادہ قرار دیا ہے جو جسم کے ساتھ فنا ہو جاتا ہے اور جو یوم الدین کو از سرِ نو پیدا ہوگا۔ درحقیقت فلاسفۂ اسلام نے یہ تفلسف یونانیوں سے حاصل کیا۔ نصرانی۔ یہودی۔ زرتشتی یہ سب اس ثقافت کی شاخیں جو ایک عرصہ وسطی اور غربی ایشیا پر قابض ومتصرف رہی۔ مجوسی ثقافت کے یہ علمبردار ثنویت کے داعی بن جنھوں نے جسم اور روح کی تفریق پیدا کی۔ اور پھر یہ تعمیر شدہ عمارت علمائے اسلام کے قبضہ میں آگئی، اور پھر اسی یونانی تصور نے اسلامی شریعت کی آئین بندی کے وقت مقننین کے ہر گوشۂ فکر کو آباد کیا

تصوف کی راہ

وہ جو روح کو جسم سے الگ قرار دے کر جسم کی طرح فانی قرار دیتے تھے ان کے ہجوم میں منصور نے پہلی مرتبہ اعلان کیا کہ خودی کو بقا اور ثبات ہے۔ قرآن پاک نے اخذ علم کے لئے ابنِ آدم کے سامنے تین درسگاہیں معین کر دی ہیں:

(۱) تاریخ عالم

(۲) فطرت

(۳) واردات قلب یا ضمیر

تصوف کا مکتب صرف قلب اور اس کی واردات ہیں۔ تصوف نے اپنے جذب و بصیرت سے انھی واردات باطن میں بہت دور تک سفر کیا اور انھی واردات کے مشاہدہ کی انتہا یہ تھی کہ منصور حلاج نے اپنے آپ کو قائم پاکر خودی کا اقرار کیا اور یہ متکلمین کو کھلم کھلا دعوت مبارزت تھی۔

ہماری منزل

تا ہنوز علم النفسیات کو یہ عروج نصیب نہیں ہوا جس سے ہم ان واردات کو ناپ سکیں تاہم وہ اہم مسئلہ جو ہم سے توجہ کا مطالبہ کرتا ہے، یہ ہے کہ اسلامی فکر کا پھر سے امعان نظر کے ساتھ اس طریق پر محاسبہ کیا جائے کہ باقیاتِ ماضیہ کا رشتہ ہاتھ سے نہ چھوٹے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو وہ پہلا احساسِ قلب ودیعت ہوا جس نے اس ضرورت کو محسوس کیا۔ مگر وہ ہستی جس نے عصرِ حاضر کے مطالبات کے تحت ذہنِ اسلامی کی وسعتوں کو منصۂ شہود پر رکھا۔ اس کے ماضی و مستقبل کے درمیانی رشتہ کو تلاش کیا وہ سید جمال الدین افغانی تھے۔ آج ہمارا یہی فرض ہے کہ ماضی کو تھامے ہوئے علوم حاضرہ میں

سراغِ منزل کے لئے نکلیں۔

اعتراف

متکلمین کے کسی طویل استدلال کے بغیر بھی ہم یہ اعتراف کرتے ہیں کہ روح کو ارضی قیود میں ہر طرح سے معذور، غیر مکمل زندگی سے گزرنا ہے۔ اور کون یہ صحیح اندازہ کر سکتا ہے کہ اسے دلخواہ روحانی زندگی بسر کرنے کے لئے کس قسم کے ماحول کی ضرورت ہے۔ اس ارضی زندگی میں ایک معمولی سی تشویش اس کی جمعیت و طمانیت کو پریشان کر دیتی ہے جمود و تعطل کے وہ مسلسل ادوار جنھیں ہم نیند کہتے ہیں، ان سے لامحالہ گزرنا ہے۔ صرف یہی دو امور کافی ہیں جو اسکی شکستہ پائی کو ثابت کر دیں، مگر اُس کی یہ معذوری اور کمزوری اُسکی راہ میں حائل نہیں، وہ یہاں کبھی اپنے پورے جمال اور ممیزہ اوصاف کے ساتھ کارفرما نظر آتی ہے۔

اوصافِ امتیاز

۱:۔ وحدتِ ذہنی :۔ خودی وحدتِ ذہنی میں نمودار ہوتی ہے، وہ لاتعداد تاثرات جو ہم قبول کرتے ہیں اور آجتک قبول کر چکے ہیں، ہمارے دماغ میں اُن کے لئے کوئی علیحدہ علیحدہ خانے نہیں ہیں جن میں کہ وہ محفوظ ہوتے چلے جا رہے ہوں بلکہ وہ ایک وحدت میں گم ہوتے چلے جاتے ہیں۔ وہ اُس وحدت میں قائم بالذات ہیں مگر اقلیدس کا کوئی خطِ مستقیم انھیں الگ الگ نہیں کر سکتا۔ مثلاً

(۱) تمھیں تجارت میں بے حد منفعت نصیب ہوئی۔

(۲) تم نے ایک اپاہج کو دیکھا۔

(۳) ایک فاقہ مست نے تمہارے دروازے پر دستک دی اور رحم کے لئے ہاتھ پھیلائے

(۴) [illegible]

(۵) تم ایک چور کو دیکھ رہے ہو جو تمھارا عمر بھر کا اندوختہ لئے بھاگا چلا جا رہا ہے۔
(۶) تم نے بڑی مشقت سے مزدوری کی اور دو آنے حاصل کئے۔ مگر ابھی پہلا نوالہ نگل نہیں سکے کہ ایک مسکین نے آواز دی جو بھوک سے دم توڑ رہا ہے۔ اسکے لرزتے ہوئے ہاتھوں میں اس کا کشکول کانپ رہا ہے۔

تم نے یہ جملہ تاثرات قبول کئے مگر کیا یہ بتا سکتے ہو کہ تمھارے ذہن کے کون سے حصے میں کونسا احساس ہے۔ تم یہ ہرگز نہ بتا سکو گے بلکہ جو ہوا ہے وہ تو یہ ہے کہ ایک حسِ مشترک نے ان سب کو محفوظ کرلیا۔ یہ ذہنی وحدت خودی کے خواص میں سے ایک ہے اور یہ مادی آئین سے بہت الگ ہے۔

۲۔ مکانی قیود سے آزادی: تاج محل آگرہ اور اسے دیکھنے والے سیاح کی وہ آڑے سیدھے تنکوں کی جھونپڑی جو وہاں سے فرسنگوں دُور ہے، دونوں بیک وقت اس کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ بڑے سے بڑا بُعد بھی اُس کے اس فعل سے مانع نہیں آتا، تو ظاہر ہے کہ کوئی مکانی بُعد اس کی آزادہ روی میں حائل نہیں ہوسکتا۔

۳۔ زمانی بُعد سے آزادی: جسم سے جو حرکت سرزد ہوتی ہے وہ زمان و مکان میں پھیلی ہوتی ہے، مگر روح کا ماضی و مستقبل سب حسب سابق اس کی ذات میں سمٹے ہوتے ہیں، وقت اور فاصلہ اس قوت ساسکہ میں موجود ہیں، مگر اُن کی شکل و صورت وہ نہیں جو ہماری یہ ارضی آنکھیں دیکھنے کی خوگر ہیں اور جسے ہم اپنی لغت میں وقت سمجھتے ہیں وہ محض فریب بصارت ہے۔ ۱۹۳۶ء میں تمھارے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا ۱۹۵۰ء میں فوت ہوا، تو ظاہر ہے کہ تم نے ایسے دو واقعات کا ذکر کیا، جو گذرنے والے وقت کے نشان بردار ہیں۔ اس کے برعکس صحیح وقت فوری سے متعلق ہے۔

۴۔ جامع انفرادیت: خودی کا یہ ایک اور امتیاز ہے۔ زید کی خواہشات و احساسات صرف زید سے متعلق ہیں۔ وہ یتیم بچہ جس کی والدہ دمِ واپسیں کے بعد اب ہمیشہ کے لئے خاموش ہوچکی ہے، نالہ و فریاد سے عاجز ہو رہا ہے، تم اس سے ہمدردی کا اظہار کرسکتے ہو،

اس کے آنسو پونچھ سکتے ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمہاری آنکھیں اشکبار ہو جائیں مگر اس کی حسرت پاس صرف اس کی حسرت ہے۔ تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کے احساس کو تم نے باندھ لیا۔ اسی طرح میرا علم میرا علم ہے، اور بکر کی دلی گرفتگی بکر کی دلی گرفتگی ہے۔

غزالی اور رُوح

غزالیؒ کی قیادت میں جس قدر بھی علما رہے اُن سب کا یہ مذہب ہے کہ روح بدن میں ایک قائم بالذات متعین الحدود ابدی اور ازلی جوہر ہے، جو تقسیم اور تجزیہ کی نشتر سے بہت بالا ہے اور یہی تقسیم و تجزیہ سے بالاتر ہونا اس کی ابدیت کی دلیل ہے۔ اس نظریہ کو مندرجہ ذیل تنقیدی مہمات کے ماتحت سوچئے۔

(۱) جو تقسیم نہ ہوا اُس کا کامل طور پر یک لخت مٹ جانا کیونکر نا ممکن ہے۔ اسے کسی طرح بھی بعید از قیاس نہ پاؤ گے۔

اگر یہ صحیح ہے کہ روح اسی طرح پر الگ سماوی شے ہے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ وہی روح کبھی شیطانِ رجیم اور عابد شب زندہ دار کا چولا بدلتی ہے۔ روح کا اس جامد نظریہ کے ساتھ ہم زندگی کے ان ایسے ادوار کا کوئی حل پیش نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ ایسے متغائر اور مجموعۂ اضداد ہیں کہ ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ایک ہی چیز میں دو متضاد اوصاف ہیں، یعنی ٹھنڈا بھی کرتا ہے اور جلاتا بھی۔ امام موصوف کا مذہب تو یہیں تک لنگ ہو کر رہ جاتا ہے۔

خود بینی و خود افروزی

یہ زندگی خود ... کے لئے میدانِ مبارزت ہے۔ وہ دنیا کی جملہ قوتوں کو نیچا دکھانے کے درپے ہے۔ یہ ... ہے، خود بینی، خود افروزی، آزاد روی اور حائلات راہ کو ... ہے۔

۱۷ : ۸۵ - وَ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَ مَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

اس کو کمال وضاحت سے سمجھ لینا چاہیئے کہ روح کا صحیح منصب مجاہدہ یا آمریت ہے۔ یعنی گرد و پیش کے حالات میں اپنی راہ تلاش کرنا۔ گو ہم یہ صراحت سے بیان نہیں کرسکتے کہ کس طرح یہ خدائے پاک کی مطلق آمریت ارواح کی منفرد آمریتوں میں بمنزلہ محور سیر و حرکت کرتی ہے، مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ محدود اسی امر مطلق سے ہے۔

۱۷ : ۸۶ - قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۝

"تم میں سے ہر ایک اپنے انتخاب کے ماتحت کام کرتا ہے۔ پھر یہ صرف تمہارا رب ہے جو جانتا ہے کہ تم میں سے کون صحیح راہ پر ہے"۔ یہ نص قرآنی روح کو ذمہ دار اور منفرد تسلیم کرتی ہے اس کی شخصیت صرف اُس کے افعال سے متمیز ہو سکتی ہے۔ یہ اُسی طرح اپنے گرد و پیش سے الگ کی جا سکتی ہے۔ پھر میری ساری حقیقت اُس تگ و دو میں چھپی ہے جو میری منزل کو متعین کرتی ہے مجھ کو سمجھنے کے لیے آپ کو میرے افعال، محاکمات، حرکات اور مطمح نظر کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ میں وہ نہیں جو دیکھنے والی آنکھ کو زمان و مکان کی قیود میں محصور نظر آتا ہوں، بلکہ میں وہ ہوں جو اپنے فیصلوں میں نظر آؤں۔ دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ روح کیسے اور کیونکر اس مکانی اور ارضی ماحول میں گردش کرتی ہے۔ قرآن پاک اس مسئلہ کو کمال فصاحت سے بیان کرتا ہے :

۲۳ : ۱۲-۱۴ - سورۂ مومنون :- وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۝ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝

ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ یعنی نشاۃ مابعد ان جسمانی قویٰ پر ایک مزید اضافہ ہے اور اُسے امر

ایک خلقی رابطہ ہے۔

ڈسکارٹیز (Des/kartes) کا یہ خیال ہے کہ روح اور جسم دو باہم آزاد اور غیر مرتبط اکائیاں ہیں اور پھر یہ کہ وہ ایک پُراسرار طریق سے باہم وابستہ بھی ہیں۔ یہ خیال اُسے عیسائیت سے، عیسائیت کو مانی ثنویت سے ترکہ میں ملا۔ بالفرض اگر یہ ایسا ہی ہے اور اُن کی نشوو ارتقا بھی اپنی اپنی جگہ پر بالکل آزادانہ ہی ہے یعنی ایک دوسرے پر یہ روح اور جسم اصلاً اثرانداز نہیں ہوتے یا لیبنٹز (Leibnitz) کے الفاظ میں یہ کہ یہ دونوں دو متوازی راستوں پر سفر کر رہے ہیں تو اس کے صاف طور پر معانی یہ ٹھہرے کہ روح دوسرے جسم کی جملہ واردات کا مشاہدہ کر رہی ہے اور کچھ نہیں تو وہ اس کے لئے کر سکے یا اگر وہ دونوں ایک دوسرے کو منفعل کرتے ہیں تو حل طلب دقیقہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ تقدیم کسے حاصل ہے؟ کیا روح کو جسم اپنی اغراض کے لئے استعمال کر رہا ہے یا کہ روح جسم کو؟

اسی سلسلۂ فکر کا دوسرا گروہ لینگ (Lange) کی سرکردگی میں ہمارے سامنے آتا ہے۔ وہ احساس کے مسئلہ پر وادیاں قطع کرتا ہوا مذکورہ بالا مسئلہ انفعال کو اس طرح پر حل کرتا ہے کہ جسم اور روح دو باہم اثرانداز ہوتے ہیں۔ اس بارے میں پہلا قدم جسم اٹھاتا ہے۔ اسی تصفیہ کو اگر مزید غور کی اساس ٹھہرا لیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ ایک وقت آتا ہے جب دماغ ایک حَکم کی حیثیت سے دخل ہوتا ہے، اور اس ایک احساس سے ہی اُس کا یہ فعل متعلق نہیں بلکہ ہر بیرونی تاثیر کے جواب میں دفاع کے یہی فرائض ہیں کہ وہ حساس ہٹڑیوں کی اطلاع پر فیصلہ دیتا چلا جائے۔ رہا یہ کہ اس کے بعد یہ قبول کردہ احساس از خود بڑھیگا یا باہر کا مہیج متصل ضربوں سے دماغ کے بابِ قبول کو دستک دیتا چلا جائیگا۔ یہ ایک غیر اہم موضوع ہے۔ غور طلب صرف اسقدر ہے کہ یہاں پھر جسم کی اولیت مشتبہ بلکہ لنگ پا ثابت ہوگی۔ تو یہ متوازی منفعلانہ سفر دونوں سخت تردید طلب کرتے ہیں، ان کے برعکس قرآن پاک کا یہ فیصلہ ہے کہ خلق اور امر دونوں اسی سے ہیں، یعنی دونوں میں تقدیم ہی ہے۔ قائم کرنا نام ہے۔ طبیعات کی زبان میں جسم یا مادہ کیا ہے؟ یہی چند واقعہ

کا اجتماع اور روح کیا ہے؟ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ چند واقعات کا مجموعہ۔ پھر کیا دونوں کی حدود ایک دوسرے میں ضم ہیں، بلکہ اس قرب پر بھی اپنی اپنی جگہ پر باقی ہیں اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ

(۱) روح بغتۃً عامل ہوتی ہے، کسی بیرونی مہیج کا انتظار نہیں کرتی۔

(ب) جسم اپنی حرکات یا واقعات کا اعادہ کرتا ہے۔

(ج) جسم روح کی حرکت کی باقیات کا محافظ یا جامع ہے۔ اور اس وجہ سے اُسے کسی طرح بھی روح سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ مقام ان الفاظ سے زیادہ واضح ہو جائیگا کہ یہ کائنات اسفل و سافل ارواح کا ایک مجموعہ جن میں سے یہ محدود زندگی نمودار ہوتی ہے۔ رابطہ باہم کے پیچیدہ ہونے پر اس سے ایک بلند تر مرتبہ کی چیز ذہن انسانی کی فرقان کی شکل میں منصّۂ شہود پر آتی ہے اسی منزل کو ہم اس طرح بیان کر سکتے ہیں کہ یہ وہ مرتبہ ہے جہاں کائنات خود اپنی رہنما اور چراغِ منزل بنتی ہے۔ یہی وہ منزل ہے جہاں وہ روحِ مطلق اپنی جلوہ نمائیوں سے یہاں تک پہنچنے والوں کو نوازتی ہے کائنات کی تاریکیوں سے جو راہ نکل کر یہاں پہنچ رہے وہ اس نشانِ منزل سے آگے قاف تا قاف اس کی ضوچکانیوں سے روشن اور منور ہے۔

یہ مسئلہ کہ ادنیٰ سے اعلیٰ پیدا نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ خیال انسان کے دَورِ جہالت کی یادگار ہے جبکہ یہ زمین ادنیٰ و اعلیٰ ذاتوں کی ناپاک تقسیم سے ملوث تھی۔ اور اگر یہ ناپاک سحر اسی موجودہ رفتار سے ٹوٹا تو ابھی اسے تمام و کمال فنا ہونے کیلئے بہت عرصہ درکار ہے۔ برتری کا معیار یہ نہیں کہ کوئی کیسے مرمریں محلات میں پیدا ہوا بلکہ یہ ہے کہ وہ کہاں تک پہنچا؟ زندگی کا یہ ادنیٰ منبع روح کے ارتقا کی راہ میں حائل نہیں ہوتا۔ حیاتِ انسانیہ کے ارتقا کی تاریخ یہ ثابت کرتی ہے کہ اسکے اولین ادوار میں ہر جگہ جہاں برتری کو فضیلت حاصل ہوئی۔ ذہنی بلندیوں کو ہمیشہ اس سے دب کر رہنا پڑا۔ مگر امتدادِ زمانہ کے ساتھ ساتھ ذہنی ارتقا نے جسمانی برتری کی جگہ لے لی بلکہ زندگی کے بعض بعض پہلوؤں میں جسمانی برتری کو دُور پیچھے چھوڑ کر اس سے مطلق آزادی حاصل کر لی اسکے ساتھ ہی ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ کائنات کی تاریخ میں کوئی بھی ایسا مقام نہیں آیا

جہاں جزئیات جسمانیت تدبر کے اس لطیف جوہر سے کلی طور پر بے نیاز نظر آئیں اور پھر اچانک کسی تیسری طاقت نے پردۂ غیب سے نمودار ہو کر اس تودہ موالید یعنی جسم کو روح کی الگ نعمت بخشی ہو۔ اسکے برعکس وہ خودی مطلق جو ارتقا کی ایک حالت کو دوسری حالت سے نکالتی ہے وہ خود اس کائنات کے گوشہ گوشہ میں جاری و ساری ہے قرآن پاک کی زبان میں وہی اول وہی آخر وہی ظاہر اور وہی باطن ہے۔ ہم یہاں تک آپہنچے ہیں کہ روح کوئی ٹھوس الگ شئے نہیں اسکے اوصاف اعمال یہ ہیں کہ زمان و مکان کی ابعاد میں اپنے آپ کو مرتب کرتی ہے اور ذاتی تجربات سے اپنی رہنمائی کرتی ہے۔

جبر و قدر

(۱) کیا روح اپنے افعال پر قادر ہے؟ اور اگر ہے تو اس کا اس رہنی علت و معلول سے کیا واسطہ ہے؟

(۲) اسکی جبلی ماہیت کیا ہے؟ کیا ایک مشین کی طرح جیسے جس طرح کے پرزے لگے اس سے اُسی قدر افعال سرزد ہوئے؟ مثلاً آٹا پیسنے کی مشین ہی اسکے بیرونی اور اندرونی عوامل ایسے معین کر دئے گئے ہیں کہ صرف وہی مقرر عوامل اس پر اثر انداز ہوتے ہیں اور اس سے خاص قسم کے نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ اسکے برعکس یہ کبھی نہ ہوا کہ وہ آٹا پیسنے کی بجائے کپڑا سینے لگے۔ یا کپڑا سینے کی مشین آٹا پیسنے لگے۔ ہم آیندہ اصطلاحی طور پر اس قسم کی فعالیت کو مشینی فعالیت یا منفعل فعالیت کہینگے یا اگر مشین کی طرح کی نہیں تو وہ کس طرح کی ہے؟ کیا وہ مختار ہے؟

طبیعات کا یہ سنجیدہ فیصلہ ہے کہ روح بیرونی تاثرات کو ایک مشین کی طرح قبول کرتی ہے اور پھر اُن میں سے جو سب سے قوی ہو وہ اسے فعالیت پر مجبور کر دیتا ہے، مگر اس ساری جنگ میں اُسے ایک مشین کی طرح رد و قبول کی کوئی طاقت حاصل نہیں۔ علم النفسیات نے یہ نظریہ طبیعات کی غلامی سے حاصل کیا وگرنہ ایک طائرانہ نظر سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ طریق فکر اس کا نہیں علم الابدان یا طبیعات کا ہے تاہنوز علم النفسیات کو دوسرے علوم کے مقابل میں اپنی اضافی حیثیت ثابت کرنے کا موقع نہیں۔ جرمنی میں کوشش ہو رہی ہے اور اب واضح ہو چکا ہے کہ ہمارا کوئی مدبرانہ فعل ایسا نہیں ہوتا جس میں صرف قوی ترین مہیج نے ہی حکمرانی کی ہو بلکہ ایک اور چیز ہے اور وہ تمیز اور فرقان ہے۔ اسی سے روح اپنی وقتی ٹھہرائی ہوئی منزل کی طرف سفر کرتی ہے اسلئے یہ کہ ہم کہاں تک اپنی منزل مقصود تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے یہ ہماری سعی عزائم کا معیار ہے جب ہم منزل کو متعین کرتے ہیں تو طبیعات یا علم الابدان کو اطلاع تک نہیں ہوتی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تعیین منزل کے ایک عرصے بعد جو روح علل اور واسطہ کا ایک سلسلہ کھڑا کرتی ہے یہ کڑیاں ہوتی ہیں جن سے وہ سمجھتی ہے کہ وہ نصب العین تک جا پہنچے گی۔ یہیں ماحول کی پیچیدگیوں اور علل کی بے حد زیادتی کا یہ عالم ہے کہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ ۹۰:۶

نہیں ایک خوفناک گھنے جنگل میں چھوڑ دیا جائے جہاں زبردستی تمہارے پاؤں کو چلنے کی اجازت دے
تو تم نادیدہ راستے سے بالکل ہو جاؤ گے بجائے اس کے کہ سوجھ بوجھ سے کام لینا چاہو تو یہی کرو گے کہ راستے کے حالات
کو اس صورت سے مرتب کرو گے کہ تمہارے پاؤں چلتے چلتے آزاد ہو جائیں۔ روح ٹھیک اسی طریق پر گردوپیش
کو مرتب کرتے ہوئے اپنی راہ کو تلاش کرتی ہے۔ علت و معلول کے جتنے نظام تمہیں نظر آتے ہیں سب اسی
کے کھڑے کئے ہوئے الجھیڑے ہیں تم ان کو اٹل سمجھتے ہو دراصل یہ ایسا نہیں ان میں بہت سے ایسے ہیں
جو روح سائنس کی دریافت کے ساتھ (یا علم کی ترقی کے ساتھ) غلط ثابت کرتی چلی جا رہی ہے پھر غور
سے دیکھو تو تمہیں معلوم ہو گا کہ یہ روح کی راہ میں حائل نہیں بلکہ اس کے ممد ہیں اس کا دستور یہ ہے کہ وہ
زندگی کے ہر گوشے میں سفر کرنے کیلئے اور ہر دقیقہ کو سمجھنے کے لئے چند اصول و مبانی مرتب کر لیتی ہے اور پھر ساتھ ساتھ
ان کی صحت کا جائزہ لیتی چلی جاتی ہے۔ اور جہاں جیسا مناسب سمجھا حذف و اضافہ کرتی چلی گئی۔ غور کرو کتنے
بطلیموسی نظام ہیں جو تم نے ایک وقت صحیح سمجھے مگر دوسرے وقت تم انہیں پر خندہ زن ہوئے۔ آگ پانی اور
ہوا کو کیا تم آج بھی عناصر کی فہرست میں شمار کرنے کیلئے تیار ہو کیوں نہیں؟ اسلئے کہ تم اگر ایسا سمجھو تو
کائنات کی لاتعداد عقود ایسی رہ جاتی ہیں جنہیں تم حل نہیں کر سکتے۔ تو کیا یہ حقیقت اب اجاگر ہو کر ہماری
آنکھوں کے سامنے نہیں آ گئی کہ یہ علت و معلول روح کی تعمیر کردہ عمارت ہے یا بنائے ہوئے اوزار ہیں۔
جن سے وہ اپنے ماحول کو تسخیر کرتی ہے یعنی روح اس ماحول میں ہر جانب کامل قدرت و اختیار کے ساتھ
قدم اٹھا رہی ہے۔ یا بالفاظ دیگر روح کو خودی مطلق کی کشورکشائیوں میں ایک محدود دخل حاصل ہے
اس نے اس کے لئے ایک میدان عمل خلق کیا۔ اسے خود افروزی خود بینی و خود آگاہی کے جوہر سے نوازا اسے
اس میدان میں از خود سفر کرنے کی رخصت دی اور اس طرح یہ اسکے وہ افعال جو اس ماحول یا میدان حیات
میں سرزد ہوتے ہیں۔ ان میں وہ دخل نہیں دیتی یعنی اس کو بھی اپنی بے پناہ فرمانروائی میں حصہ دیتی ہے
یہاں وہ اپنے اعمال کی خود ذمہ وار ہے یہ مقام اور یہ اختیار اس نے بڑی وضاحت سے روح کو سمجھا دیا ہے۔

۱۷: ۷۔ إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا ۔ ۱۸: ۸ ۔
وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ۔

غور کرو کتنی وضاحت کے بعد نیک عملی اور بد راہی ایمان اور کفران ہر ایک کو روح کو اپنے اختیار کی چیز بتایا ہے۔ اور پھر یہ کہہ دیا کہ جسے اپنے نفس کے لئے بہتر سمجھو اختیار کر لو۔ زیادہ سے زیادہ یہ کیا کہ دونوں کے نتائج بیان کر دیئے۔

اسلام روح کی آزاد روی کے حق کو تسلیم کرتا ہے۔ بلکہ بتاتا ہے کہ اُسے روز ازل سے آزادانہ اقدام کی رخصت دی جا چکی ہے۔ رات کا سونا اور صبح سے شام تک پیٹ کے دھندوں میں پھرتے رہنا اور بعًا کو کولھو کے بیل کی طرح یہ اسکا روزمرہ نہ ہو جائے۔ اور یہ اسی کو منزل سمجھ کر حقیقت سے آنکھیں بند کر لے اس لئے اُس نے پنجگانہ عبادات سے اسکے لئے مواقع فراہم کئے جب یہ ان ارضی الجھنوں سے دامن بچا کر ملا اعلیٰ میں پرواز کو نکلے یہ زہد و عبادت ان ارضی پابندیوں اور قید کے خلاف بغاوت کا درس دیتی ہیں عبادت گزار کے لئے نماز کو اسی لئے معراج کہا گیا کیونکہ وہ صرف اس موقع پر اس افق بلندیوں سے بلند ہوتا ہے۔

قسمت

قرآن پاک میں قسمت یا تقدیر کا تخیل مفصل وارد ہوتا ہے سپینگلر کا خیال ہے کہ اسلام خودی یا روح کے اختیار و قدرت کو قطعاً تسلیم نہیں کرتا۔ یہاں ہمیں سوچنے کے لئے رک جانا چاہئے اس کائنات کو اپنانے کے لئے صرف دو راہیں ہیں سپینگلر اس سے متفق ہے۔

۱۔ تدبیر کی راہ: اسے علت و معلول کی نظر سے دیکھا جائے اور سمجھا جائے یہ راہ تفصیل سے بیان ہو چکی ہے۔

۲۔ ایمان کی راہ: کیا یہ چند معتقدات کو لامحالہ تسلیم کر لینے کا نام ہے؟ یقیناً اسکی جہالت کی کوئی انتہا نہ رہی جس نے ایمان کو محض کورانہ تسلیم سمجھا اور اس نے اس راہ عمل کے ساتھ سب سے زیادہ ناانصافی کی۔ ایک زندہ یقین اور زندہ ذوق کا نام ہے۔ ایمان یہ نہایت ہی نادر قلبی واردات کے احساس سے نصیب ہوتا ہے۔ اور نہایت قوی شخصیت اس مرتبہ کو پہنچ سکتی ہے

اور اس کی معلوم تقدیر کو پا سکتی ہے۔ اس کمال کا ادنیٰ کرشمہ یہ ہے کہ میدانِ کارزار میں اگر ایک طرف توپوں کی گرج سے فضا میں رعشہ براندام ہوں تو دوسری جانب ایک قلبِ مومن نہایت سکون کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو اور اس کا پورا کمال یہ ہے کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ خداوندی اسلوبِ حیات کو اپنے اخلاق میں جذب کر جائے۔ صوفیائے کرام کے ایسے اقوال موجود ہیں جو اہلِ ایمان کی راہ پر سفر کرنے والوں کے سفر اور سفر کی منازل مختلفہ کا پتہ دیتے ہیں۔ راوی اس مقام کو اس طرح پہ بیان کرتے ہیں کہ خدا کا علم صوفی کے علم میں بتدریج گم ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس راہ کے ہر مسافر کے لئے اس کی وسعتیں کھلی ہیں۔ سپینگلر نے جو کچھ کہا وہ اس کے نظر و مطالعہ کی خامی ہے۔

اعتراف

یہاں تک تو ہم اسلامی اصولی تعلیم پر بحث کرتے رہے۔ مگر اس ضمن میں تاریخِ اسلام کا ایک بہت تاریک باب موجود ہے ہم اس کا اعتراف کئے بغیر آگے نہیں گذر سکتے۔ واقعی اسلامیوں میں صدیوں تک قسمت کا تخیل چھا گیا ہے [illegible] بات ہیں۔

(۱) اسلام ہر چیز کا خلاق خدائے پاک کو بتاتا ہے۔ دمشق کے اموی خلفاء نے کربلا کے مظالم کا بھی صرف خدا کو ذمہ دار ٹھیرانا شروع کیا۔ وہ تمام ستمرانیاں جو انہوں نے امام شہید کی جان پاک پر روا رکھیں سب کا ذمہ دار انہوں نے خدا کو ٹھہرایا۔ روایت کرتے ہیں۔ کہ حسن بصری رح سے جب یہ پوچھا گیا کہ کیا واقعی یہ سب کچھ خدا نے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ خدا کے دشمن افترا پرداز تم پر مظالم توڑتے ہیں اور غلامی کا درس دینے کے لئے خدا سے منسوب کرتے ہیں۔ آج ہمارے دور میں بھی تو یہی کچھ کیا جا رہا ہے۔ آگسٹس کومٹ (Augustus comet) کا سوسائٹی کے متعلق بیان کرنا کہ اس میں پیشوں کی تقسیم ابدی ہے۔ محض سرمایہ دار کے آہنی پنجہ کو سخت تر کرنے کی کوشش ہی ہے۔ اسلام میں بھی یہی کچھ ہوا مگر مسلمان کے پاس جب تک

قرآن ہے وہ ہر لغزش پر سنبھل کر اس کی راہ پر لوٹنے کی کوشش کرتا ہے۔

ابدیت

ابن رشد:۔ علمائے اسلام کی ایک جماعت نفس اور روح کو دو ممیز اصطلاحات سمجھ لینے سے شاہراہ مقصود سے بہت دور جا پڑی۔ ابن رشد اُن میں سے ایک ہیں اوراسی کے ماتحت حواس اور عقل میں فرق کرتے ہیں وہ عقل کو جسمانیات سے ورا الورے تصور کرتے ہیں وہ غیر ذاتی ہے اور ناقابل تقسیم ہے۔ یعنی کوئی یہ نہیں کہہ سکتا۔ زید۔ عمر۔ بکر اور دوسرے افراد بنی اس کی کئی اکائیاں ہیں۔ یونان ([illegible]) کی زبان میں یہ کہ تہذیب اور انسانیت کی ضامن ہے بالفاظ دیگر ولیم جیمز اور ابن رشد کا مذہب یہ ہے کہ عقل ایک مافوق العادة شے ہے جو ایک عرصہ انسانی جسم پر حکمرانی کرتی ہے جو ایک عرصہ کے بعد اُسے عبث محض گردان کر پھینک دیتی ہے مگر انسان کا یہ حال قرآن نہیں بتاتا۔ آیت اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًی [illegible]
عصر حاضر کے اخلاقیات کے ضمن میں بقائے انسانی پر مقامات و مباحث پیدا کئے ہیں کانٹ استدلال سے بالا سمجھتا ہے۔ اور صرف انسانی وجدان سے طے کرنے کی منزل قرار دیتا ہے متکلمین نے اس سنگلاخ وادی میں بس میں قیام کر لیا ہے کہ مادیین کے اعتراضات کو باد ہوا ثابت کر دیا جائے وہ اس دفع پر قانع ہو کر رہ گئے اور خود کوئی اثباتی مسلک پیش نہ

مادیین کا ایک اعتراض اور اس کا دفاعی جواب

تدبر اور فہم صرف دماغ کا کام ہے اور یہ موت کے ہاتھوں تباہ ہو جائیگا اسلئے ابدیت کا خیال ہی باطل ہے۔ ولیم جیمز وغیرہ ابن رشد کے ہم مذہب ہیں اور عقل و روح کو جسم سے الگ تصور کرتے ہیں۔ اب وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہاں یہ تو صحیح ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کیا تعقل صرف جسمانیات سے پیدا ہوتا ہے۔ (وہ اپنے عقیدہ کے مطابق تعقل کے قائم بالذات

ہونے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ اس لئے یہ ثابت کیا جائے کہ دماغ کس طرح پر عمل کرتا ہے۔ مثلاً عمل کا ایک یہ طریقہ بھی ہے کہ بندوق میں چھرا تو پہلے سے موجود ہے مگر وہ صرف تمہارے گھوڑا دبانے سے چلتا ہے تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ تمہارے ہاتھ کی حرکت نے (بیرونی عامل نے) بندوق میں چھرا پیدا کر دیا۔ اس طرح درست ہے کہ دماغ بیرونی عوامل سے حرکت کرتا ہے۔ مگر اس کے معنے یہ نہیں ہیں کہ تعقل اس کی تابع فرمان یا مخلوق ہے بلکہ وہ تو پہلے سے چھرے کی طرح موجود ہے۔ جو بیرونی ضرب کی منتظر رہتی ہے۔ غور کرو۔ یہ کتنا مضحکہ خیز جواب ہے۔ مادیین کو جواب دینے کا یہ طریقہ نہیں کہ مادہ پر کئی اطراف سے حملہ کیا جاسکتا ہے۔ سائنس کا یہ خیال کہ حقیقت کا صرف یہی ایک پہلو ہے جو اُسے نظر آتا ہے۔ بالکل بے بنیاد ہے بلکہ اِس کے برعکس اور کئی پہلو ہیں۔ جن کو طبیعات اور علم الحیات کا کوئی وسیع سے وسیع احاطہ بھی محصور نہیں کر سکتا۔ یا بیشک انسانی زندگی کے ارضی پہلو ایسے موجود ہیں۔ جن پر صرف طب اور طبیعات کو بحث کرنی چاہیئے۔ مگر اس سے یہ ثابت کیسے ہوگیا کہ اب حیاتِ انسانیہ کا کوئی پہلو نقد و نظر کے لئے باقی نہیں بچا جس پر کوئی اور دماغ سوچ سکے صداقت کی تلاش اور اخلاق عالیہ کہ ہمہ گیری یہ وہ مسائل ہیں جنہیں طبیعات کی کوئی موشگافی واضح نہیں کر سکتی ہے۔

بقا کے مسئلہ کا اثباتی استدلال

یہ تاریخ کا جدید تخیل ہے جو نٹشے اِن مذکورہ صدر الزامی اور دماغی استدلالات سے الگ ہو کر پیش کیا۔ ہربرٹ سپنسر میں بھی اس کے جرائیم موجود ملتے ہیں۔ نٹشے نے اسے باقاعدہ ایک نظام کی شکل دی ہے۔ اس کے مقدمات درج ذیل ہیں۔

(۱) اِس عالم حرکت کی مقدار مبہم ہے اسلئے وہ محدود ٹھہری۔

(۲) فاصلہ کا بعد محض فاعلانہ تاثر ہے وقت اسکے برعکس شوپنہار کے برعکس نٹشے کی نگاہ میں قائم بالذات ہے اور لامحدود ہے۔ جس کا ہم صرف ادوار کی نسبت سے احاطہ کر سکتے ہیں۔

اب ظاہر ہے کہ کوئی حرکت ایک کلیۃً خالی جگہ میں ضائع نہیں ہوسکتی۔ حرکت کی ابتدا و انتہا معلوم نہیں۔ چونکہ وقت لامحدود ہے اس لئے کئی ایک ادوار گذر چکے ہیں۔ اُن کا شمار ممکن ہے۔ چنانچہ اس عالم میں کوئی واقع یا رونما نہیں ہوتا جو اب ہورہا ہے۔ وہ متعدد بار پہلے ہوا اور جو کہ متعدد بار بعد میں واقع ہوگا۔ ان ادوار اور پھر ان کے واقعات کا تسلسل معین ہونا چاہئے اور پھر اس پورے نقشہ کو ہر بار ہماری آنکھوں کے سامنے سے اسطرح گذر جانا چاہئے کہ کوئی خانہ گذرے بغیر نہ رہ جائے۔ اور اس تسلسل میں کوئی رخنہ واقع نہیں ہونا چاہئے۔ چونکہ وقت ایک طویل سفر طے کرچکا ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ حرکات کا دائم وقائم و متعین تسلسل بندھ چکا ہو۔ اوتار، رشی منی۔ انبیاء کو اپنے معین اوقات پر لوٹا پھری کے ساتھ آنا ہے۔ نٹشے اس طرح بیان کرتا ہے "یہاں ہر چیز لوٹ کر آئی ہے۔ وہ کوکب رخشندہ ہو۔ یا کوئی حقیری چھپکلی تمہارے وہ خیالات جو ابھی زبان پر نہیں آئے اور وہ خیالات جو گفتار کی شکل میں تمہاری زبان سے نکل رہے ہیں سب اسی چکر کے اجزائے ترکیبی ہیں۔ ہمنفس تمہاری ساری زندگی از سر نو تازہ کی جائیگی۔ اس طرح یہ فرسودہ ہوکر پھر تازہ ہوگی۔ یہ چکر جس میں تم حرکت کر رہے ہو۔ یہ ہر آن نئی سے نئی تابانیوں کے ساتھ درخشاں رہے گا"۔ یہ ہے نٹشے کا نظام فکر وہ انسان کو حیات ارضیہ کا ایک پرزہ ثابت کرتا ہے۔ ایک معین سفر طے کرنے کے بعد اس مشین کو از سر نو پھر شروع سے وہی سفر طے کرتا ہے۔ یہ ابدی چکر ذہن انسانی پہ بہت گراں ہے۔ نٹشے اس سے خود آگاہ تھا۔ یہ تخیل انسان سے قوت فاعلہ سلب کرتا ہے۔ اور اُس کی روح کے سامنے تاریک وادیاں لا کھڑی کرتا ہے۔ قرآن پاک کی تعلیمات انسان کی جو منزل ہمارے سامنے رکھتی ہے۔ وہ اخلاقی اور حیاتیہ (علم الحیات) کی قدروں سے مرکب ہے ہمیں اُس کی بتائی ہوئی منازل کو نہایت سنجیدگی سے دیکھنا ہے۔

برزخ

موت کے بعد ہم فوراً جس منزل میں داخل ہوتے ہیں۔ وہ برزخ کے نام سے موسوم ہے۔ موت اور یوم النشور کے مابین یہ ایک تیسری حالت ہے۔ حیات ثانیہ کا اسلام میں بالکل جدا تصور ہے۔ عیسائیت کی طرح اس سے کسی تاریخی شخصیت کی دوبارہ پیدائش مراد نہیں۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ کائنات میں بسنے والی جملہ مخلوق کے لئے اسکے حضور لوٹنا فرض قرار دیا گیا ہے۔

۶ : ۳۸ - وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ -

قرآن حکیم کا زیادہ بسط سے مطالعہ کرنے سے قبل ہمیں اس کے یہ اصول ثلاثہ سمجھ لینے چاہئیں۔

(۱) روح مخلوق ہے اور اس ارضی ماحول میں آنے سے قبل اس کا کوئی وجود نہ تھا (یہ بحث قبل گذر چکی ہے)

(۲) موت کے بعد اس دنیا میں لوٹ کر آنے کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا اس مقام کو قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیات واضح کرتی ہیں۔ ۲۳ : ۱۰۱ ، ۱۰۲ - حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ ۝ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝

وہ اپنی بداعمالیوں کو دیکھ کر واپس لوٹنے کے آرزومند ہونگے۔ مگر انکے پیچھے علم برزخ ہے جو یوم النشور تک ہے اور وہ واپس نہیں لوٹائے جا سکتے۔ اور ۸۴ : ۱۹ وَالْقَمَرِ إِذَا إِذَا اتَّسَقَ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ یہ کہ انسان کو منزل بمنزل آگے بڑھنا ہے واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔

۵۶ : ۵۹-۶۱ - نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِيْنَ ۝ عَلٰى أَنْ نُّبَدِّلَ أَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ یہ بھی دیگر اشکال اور دیگر مراتب پہنچنے کو واضح کرتے ہیں۔

(۳) ان کی یہ محدودیت اُس کے لئے کوئی کسی قسم کا بدقسمتی کا سامان نہیں بلکہ یہی انفرادیت اس کو ابدی نعمت عطا کی گئی۔ جو اُس سے کبھی سلب نہیں کی جائے گی۔

إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا لَقَدْ أَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ وَكُلُّهُمْ آتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝

خدا کے حضور میں ہم اس انفرادیت کو لے کر پہنچیں گے۔ صرف اس میں اہم ترین مقام کے سمجھ لینے سے اسلامی نجات کے تصور کو ہم سمجھ سکتے ہیں۔ انسانی روح اپنی ذات میں قائم رہتے ہوئے اُس کے حضور اپنے مستقبل کا فیصلہ سننے جائے گی۔

۱۷ : ۱۳، ۱۴ - وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا ۝ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا

یوم النشور اس کے سوائے کچھ نہیں کہ روح کو اپنے مستقبل کا پتہ چلانا ہے۔ یہ ایک عیاں ہے کسوٹی ہے۔ جس پر وہ اپنی حیات کے امکانی پہلوؤں کا اندازہ کرے گی۔ خواہ اُس پر کیا گزرے۔ خداوندی فیصلہ اُسے عذاب میں گرفتار کرے یا ثواب میں انسانی روح کی علومرتبی اس سے ظاہر ہے کہ اس کے لئے قائم رہنا لازم ہو چکا ہے۔ اُس پر جو کچھ بھی گزرے گا۔ اُس سے مقصود صرف یہ ہوگا کہ وہ اور زیادہ مستحکم اور صاحب قدرت ہوتی چلی جائے۔ اسلام کا عالمگیر موت کا تصور بھی بالکل الگ ہے۔ نفخ صور سے جب سب مر جائیں گے۔ تو اُس وقت بھی روح کی خودی کے فناہ نہیں۔

۳۹ : ۶۸ - وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ

اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝

یہ برگزیدہ سعید روحیں ہیں۔ جن پر نفخ صور بھی کوئی اثر نہیں کر سکے گی۔ رسول پاک کے متعلق خود تشریح کی جاتی ہے۔ کہ میرے حضور اُن کی آنکھوں میں کوئی چکاچوند پیدا نہیں ہوتی۔

۵۳ : ۱۷۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝

انسانیت کے کمال کا یہ اسلامی معیار ہے۔ شاعر نے اِن نہایت حسین الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ؎

موسیٰ زہوش رفت بیک جلوۂ صفات
تو عین ذات می نگری در تبسمی

ہمہ اوست کے داعین کو اسے باور کرنے میں بہت دقت پیش آتی ہے۔ مگر اسے سمجھنے کیلئے وہ جتنی بھی مشکلات پیش کرتے ہیں۔ محض قیاسی بنیادوں پر استوار ہیں۔ محدود اور غیر محدود کیسے باہم ایک ہی جگہ میں سما سکتے ہیں۔ ہم یہ کیسے کہہ سکتے ہیں۔ کہ ایک لامحدود بھی موجود ہے اور اُسکی موجودگی میں ایک محدود انسان بھی یا کائنات کی کوئی اور مخلوق بھی اِس عقدہ کو وہ اِس طرح حل کرتے ہیں کہ ہمیں جو کچھ نظر آتا ہے یہ سب کچھ خدا ہے۔ یہ الجھن انہوں نے محض لامحدودیت کی غلط تفہیم سے پیدا کرتی ہے اِس سے مراد کسی اقلیدسی وسعت کی لامحدودیت نہیں جو کائنات کے طول و عرض میں کھینچی تنی ہو۔ اُس کی موجودگی میں تو یقیناً کسی اور محدود چیز کا تصور تک بھی نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ اُس سے مراد عمق اور ژرف کی وسعت ہے۔ قوت اختیار کی وسعت ہے بطش اور غلبہ کی وسعت یا علم کی وسعت نے اِس ایک اصول سمجھ لینے سے ہم اِس نکتہ کو سمجھ لیتے ہیں کہ گو ہم لامحدود کے قبضہ و اختیار سے باہر نہیں مگر جداگانہ ہستی کے مالک ہیں مثلاً یوں تو مادہ کی اقلیدی وسعت نے مجھے گھیرا ہوا ہے۔ میرے جسم کے رویئں رویئں کا خمیر مادہ ہے اور میں بقائے حیات

کے لئے اُن زمینی تعلقات کا دست نگر ہوں مگر میری حقیقت و اصلیت کو مادہ سے کوئی تعلق نہیں اپنی غلبہ قدرت کے لحاظ سے میری حیثیت یہ ہے کہ مادہ میرا حریف مقابل ہے اور حریف بھی ایسا جو بہت کمزور ہو ان تین مہمات کے واضح ہو جانے پر کوئی اور دقیقہ باقی نہیں رہ جاتا اب یہ انسان پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ مادہ سے نکل کر اس کائنات کے گل و کچ سے نکل کر اس دنیا کے مغز کی حیثیت اختیار کرے -

۷۵ : ۳۶ - ۴۰ - اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ؕ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ۙ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ۙ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ؕ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى - جس خودی کی تعمیر میں قرنہا ئے بیت جائیں اُسے یوں موت کے ہاتھوں ضائع نہیں کیا جائے گا - انسان کا فرض ہے کہ بتبحر عالم بنے علاوہ حاصل کرے - اُس کا طریقہ صرف یہ ہے کہ افعال و کردار تقدس حاصل کیا جائے ۶۷ - ۲ : الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۙ بدکردار سے یہ گھٹتی ہے اِس عالم میں دو ہی طرح کے افعال ہیں -

(ا) وہ جو خودی کو مستحکم کریں اور اُن کا اصول صرف یہ ہے کہ اپنی اور اپنے ہمسائے کی خودی کی حفاظت کرو -

(ب) وہ جو اسے پریشان کریں -

موت اس کا پہلا امتحان ہے اِس جسد عنصری میں فتور ماحول کی تبدیلی یہ وہ ضرب ہے جو روح کے ارضی سرو سامان کو برباد کر دیتی ہے یہ اُس کے انتہائی انتشار و پریشانی کا موقع ہے - قائم اور مستحکم ارواح جو اس سے محفوظ و مصوّن نکلیں اُنہیں عالم برزخ سے گذرنا ہے جس میں صوفیا کے مکاشفات بیان کرتے ہیں کہ زمان و مکان کی قیود یہاں سے بالکل مختلف ہیں -

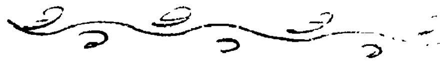
ہم ہو بمنز پہلا شخص ہے جس نے معلوم کیا کہ نصوص بدن پہ خارجی اثرات ایک عرصہ تحریک کرتے رہتے ہیں جب جا کر دماغ میں شعور یا احساس پیدا ہوتا ہے - یہ صحیح ہے تو ثابت ہوا کہ

ہمارے موجودہ جسمانی نظام ہی نے اِس عالم کو یہ شکل دے رکھی ہے جو ہمیں نظر آرہی ہے۔ اور اگر یہی متبدل ہوجائے تو آج اِس زمان و مکان کا رنگ دوسرا نظر آئے۔ برزخ کے کلّی طور پہ بدلے ہوئے احساسات سے ہم بالکل نابلد نہیں۔ روح ان سے غیر آشنا نہیں برزخ کے انتشار میں روح پھر استحکام کی طرف سفر کرتی ہے۔ اِس طرح یہ یہ واضح ہوا کہ حیات بعد الممات کوئی بیرونی عمل نہیں بلکہ روح کا اندرونی فعل ہے اس لئے قرآن معاد کا حیاتِ اولیٰ سے استنباط کرتا ہے۔ ۵۶ : ۶۲ - وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْأَةَ الْأُولٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُونَ ٥ قرآن کا اس طرف اشارہ کرنا کہ انسان پیدا کس طرح ہوا ہے علمائے فکر کے سامنے ایک دوسری راہ کھولتا ہے۔ جاحظ متوفی ۲۵۵ھ نے سب سے پہلے ہماری توجہ کو ادھر مبذول کیا اور بتایا کہ حیوانات میں اپنا ماحول تبدیل کر لینے سے کیا کیا تبدیلیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ مجلس اخوان الصفا نے اِن مقدمات کو بہت دور تک وسعت دی۔ ابن مسکویہ متوفیہ ۴۲۱ھ نے سب سے قبل انسان کے پیرایۂ آغاز کے متعلق نظریہ پیش کیا عہد حاضر اُس پر کچھ زیادہ نہ کر سکا۔ رومی کو یہ بالکل قرآن کی تعلیمی روح کے مطابق نظر آیا کہ وہ انسان ابدیت کو بالکل علم الحیات کا مسئلہ بنا دیں۔ اب یہ ایک مابعد الطبیعات کا مسئلہ نہیں رہا جسے علما محض قیاس و تفلسف سے سلجھائیں اور اِس ڈاروِن کے مسئلہ ارتقا نے عصر حاضر میں سکون و لطف کی بجائے یاس پیدا کر دی ہے وہ بتاتا ہے کہ جسم و دماغ کی ساخت کے لحاظ انسان ارتقائے کائنات کی آخری کڑی ہے اور اب جو موت آتی ہے تو وہ صناعی کے اِس آخری کمال اور معراج کو برباد کر کے رکھ دیتی ہے۔ دیکھو یہ انجام کتنا حسرت ناک ہے مگر رومی اِس سے بہت آگے چلتا ہے۔

آمدہ اوّل بہ اقلیم جماد   وز جمادی در نباتی اوفتاد
سالہا اندر نباتی عمر کرد   وز جمادی یاد ناورد از نبرد
وز نباتی چوں بہ حیوانی فتاد   نامدش حال نباتی ہیچ یاد

ایک اور نکتہ جس نے علماءِ اسلام کو وقفِ افتراق کر رکھا ہے وہ یہ ہے کہ حیات ثانیہ کس جسم میں ہوگی۔ اُن کی غالب تعداد جس میں شاہ ولی اللہ معلوم دینیہ میں فرد ہیں بھی شامل ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ روح کے لئے جسم کا ہونا لازم ہے اور اُسے نئے ماحول کے مطابق جسم عطا ہوگا۔ یہ اس لئے کہ ماحول کی نسبت کے بغیر روح کا احساس ناممکن ہے۔ اُسکے احساس کے لئے اِس پس منظر کی اشد ضرورت ہے۔ قرآن اسے اس طرح واضح کرتا ہے

۵۰ : ۳، ۴ - ءَ اِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ۝ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَ عِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝



مفید کتابیں

نام کتاب	قیمت
نقشِ وفا: مرد اور عورت کے لیے بہترین راہِ عمل	۶ر
محمدؐ اور عورت ذات	۳ر
اظہارِ حق: تفسیر سورۃ والتین	۶ر
ہمارے اعمال اور انکی قدر وقیمت	۳ر
الناموس المفصل: تفسیر سورۃ مزمل	۴ر
نور الحق: تفسیر سورۃ علق	۳ر
اصل الاصول: اہلِ حدیث و اہلِ قرآن کے مناظرہ پر محاکمہ	۶ر
سمجھ اچھی کہ بے سمجھی	۱ر
ارشادات القرآن	۴ر
تندرستی ہزار نعمت	۵ر
الاحسان: تصوف کا بیان	۸ر
لالۂ صحرا (نظم) از منیر ایم۔ اے	۱۴ر
جبرائیل و ابلیس " "	۴ر
اتاترک	۴ر
شانِ اردو	۶ر

نام کتاب	قیمت
نمازِ بلادِ اسلامیہ میں	۳ر
سنہرے دلبراں: قابل دید	۳ر
مقتولِ بے حجابی	۱ر
قواعدِ عربی حصہ اول۔ علم صرف	۱۲ر
عروسِ غربت: ایم۔ ایم۔ اسلم	عہ ۴ر
بقائے دوام: " " "	عہ
انتقام: " " "	۳ر
پیمانِ وفا: " " "	۵ر
خطِ تقدیر: " " "	۶ر
عزازیل: " " "	۱۰ر
ساربان: " " "	۴ر
چار سہیلیاں: " " "	عہ
بڑی بی " " "	۱۲ر
نورِ ہدایت	۴ر
دریائے وحدت: قرآن شریف کی آیات اور گرنتھ کے شبدوں کی یکرنگی	عہ ۱۲ر
الفوز الکبیر: الفتح الخیر فارسی	۸ر

ملنے کا پتہ: منیجر کتب خانہ انجمن اشاعت اسلام - دار القرآن جالندھر شہر

استاد کی امداد کے بغیر
عربی سکھا دینے والی کتابیں

کتاب	قیمت
معلم العربیہ	عہ
مدرس العربیہ	عہ۸ر
عربی ٹیچر	عہ
عربی کا معلم جدید حصہ اول	۱۴ار
" " دوم	۱۴ار
کلید " " اول	۵ر
" " " دوم	۵ر
کلام عربی حصہ اول	۱۰ار
" " " دوم	۱۰ار
ترجمان القرآن جلد اول، دوم، سوم، چہارم، پنجم، ششم فی جلد	عہ
" جلد ۲۹ و ۳۰	عہ
ہدایت العربیہ	ع۱۲
اساس عربی	ع۱۲
اللغات والامثال	ع۱۲

کتاب	قیمت
خزینۃ العلوم حصہ اول مجلد	عہ۴ر
لغات القرآن	۱۰
" " عزیزی	عہ۴ر
مصباح " "	عہ۸ر
عربی بول چال حصہ اول	ر
" " دوم	ر
کتاب الصرف	۱۴ار
کتاب النحو	۱۰ار
قوانین عربی	۱۲
اردو عربی ترجمہ	عہ۸ر
الصحیفۃ الاولیٰ	
" الثانیہ	ہر حصہ
" الثانیہ	ر
" الرابعہ	عہ۸ر
الدروس العربیہ حصہ اول	عہ۸ر

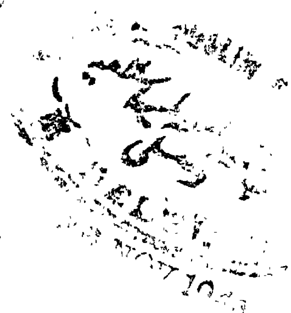
ملنے کا پتہ ... مکتبہ علم ... الذات جالندھر شہر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۵۵

پیامِ اسلام

جالندھر شہر

تعلیمی صحیفہ



نومبر ۱۹۴۶ء

مدیر: محمد احمد خاں ذاکر

قواعد

۱۔ رسالہ ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے۔

۲۔ رسالہ نہ پہنچنے کی اطلاع اسی مہینے کی بیسویں تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے، ورنہ رسالہ بشرطِ موجودگی قیمت پر ملیگا۔

۳۔ چندہ سالانہ ۳ ؎ ر۔ فی پرچہ ۴ ر

۴۔ اشتہارات کی اُجرت کا تصفیہ منیجر سے بذریعہ خط و کتابت کرنا چاہیئے۔

جنرل برقی پریس ریلوے روڈ جالندھر شہر میں چھپکر
باہتمام محمد احمد خاں ذاکر پرنٹر پبلشر" دار القرآن سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام

جالندھر شہر

جلد ۱۷ | نومبر ۱۹۴۶ء - ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ | نمبر ۱۰

المفردات فی غریب القرآن

للراغب الاصفہانی

(متسلسل)

ا ب ب

قَوْلُهٗ تَعَالٰی : وَ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا ۔

اَبٌّ ایسی چراگاہ کو کہتے ہیں جو چرائی اور کٹائی کے لئے تیار ہو چکی ہو، مِنْ قولھم:
اَبَّ لِكَذَا : تَهَيَّأَ : وہ اس کام پر آمادہ ہوا، اَبًّا و اِبَابَةً و
اَبَابًا ۔

اَبَّ اِلٰی وَطَنِهٖ : اِذَا نَزَعَ اِلٰی وَطَنِهٖ نُزُوْعًا تَهَيُّأً

لِقَصْدِہٖ : اپنے وطن پہنچنے کا اتنا آرزومند ہوا کہ اس کے قصد پر آمادہ ہو گیا۔

اَبَّ لِسَیْفِہٖ : تَھَیَّأَ لِسَلِّہٖ : اپنی تلوار کھینچنے کو طیار ہو گیا۔

اِبَّانُ ذٰلِكَ بروزن فِعْلَان : وَھُوَ الزَّمَانُ المُھَیَّأُ لِفِعْلِہٖ وَمَجِیْئِہٖ : اس کے کرنے اور اس کے آنے کا موسم یا ٹھیک وقت۔

اَبد

قال تعالیٰ : خَالِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا : رہ رہے ہیں ان میں ہمیشہ کے لئے۔

اَبَد زمانے کی اس مدت دراز سے ہے جس کے زمانے کی طرح حصے نہ ہو سکیں۔ چنانچہ زَمَانُ کَذَا تو کہا جاتا ہے پر اَبَدُ کَذَا نہیں کہا جاتا۔ اور حق یہی ہے کہ اس کو جمع اور تثنیہ نہ لایا جائے۔ اس لئے کہ کسی دوسرے ابد کا حصول متصور ہی نہیں کہ اس کو اس کے ساتھ جوڑ کر مثنیٰ بنایا جا سکے۔ مگر کہا جاتا ہے آبَادٌ۔ یہ ان بعض چیزوں میں جن کو وہ کئے ہوئے ہے اس کی تخصیص کے اعتبار سے ہوتا ہے، جیسے اسم جنس کی تخصیص اپنے بعض میں۔ پھر اس کو تثنیہ اور جمع لایا جاتا ہے۔ گو کہ بعض لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ آباد مُوَلَّدَ (معرب) عربی اصل کا لفظ نہیں، اور عرب العرباء کے کلام میں نہیں آیا ہے۔ اور کہا گیا ہے :

اَبَدٌ اَبِدٌ و اَبِیْدٌ ، یعنی دائم۔ ہمیشہ ہمیں اور بطور تاکید ہے۔

و تَاَبَّدَ الشَّیْءُ بَقِیَ اَبَدًا : چیز ہمیشہ رہی۔ اس سے اس شے کو تعبیر کیا جاتا ہے جو بمدت مدید تک باقی رہے۔

اَلْاٰبِدَۃُ : اَلْبَقَرَۃُ الوَحْشِیَّۃُ : سرا گائے۔ نیل گاؤ۔

اَلْاَوَابِدُ الوَحْشِیُّ : جنگلی جانور۔

تَاَبَّدَ البَعِيْرُ : تَوَحَّشَ : اونٹ وحشی ہوا، فَصَارَ کالاوابد پس جنگلی جانوروں کی مانند ہو گیا۔

تَاَبَّدَ وَجْہُ فُلَانٍ : تَوَحَّشَ : اس کے چہرے پر وحشت برس گئی و اَبَدَ کَذٰلِکَ اور اَبَدَ بھی تَاَبَّدَ کی مانند ہے۔ کبھی غضب کے معنی میں بھی آیا ہے۔

اَبَقَ

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ : وہ لدی ہوئی کشتی کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ کہا جاتا ہے:

اَبَقَ العَبْدُ ، يَاْبَقُ اِبَاقًا و اَبِقَ يَاْبَقُ اِذَا هَرَبَ : غلام جب بھاگ نکلے تو کہا جاتا ہے اَبَقَ العَبْدُ : غلام بھاگ نکلا، وہ بھاگتا ہے بھاگ نکلنا۔

و عَبْدٌ آبِقٌ : بھگوڑا غلام اور جمع اس کی اُبَّاق ہے۔

تَاَبَّقَ الرَّجُلُ : تَشَبَّهَ بِهٖ فِي الْاِسْتِتَارِ : چھپنے میں اس کی مانند ہوا۔ قولِ شاعر :-

قَدْ اُحْكِمَتْ حَكَمَاتِ القِدِّ وَ الْاِبَقَا : تسمے اور موٹے رسّے کی لگامیں کس دی گئیں اور کہا گیا ہے کہ وہ قِنَّب ہے۔

اِبل

اِبِلٌ : اونٹوں کا گلہ۔ قال اللہ تعالیٰ :

مِنَ الابل اثْنَيْنِ : اونٹوں میں سے دو۔

اور اِبِل کا لفظ بہت سے اونٹوں پر واقع ہوتا ہے۔ اس کا کوئی واحد نہیں ہے، اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ

اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ (پھر کیا وہ اِبِل (اونٹوں) کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بنائے گئے ہیں)، اِبِل سے مراد بادل ہیں، اور اگر یہ درست ہو تو اس کی درستی سَحَاب (بادل) کو اِبِل (اونٹوں) سے، اور اس کے حالات کو ان کے حالات سے تشبیہ دینے کے طور پر ہوگی۔ و

اَبَلَ الْوَحْشِیُّ یَأْبُلُ اُبُوْلًا وَ اَبَلَ اَبْلًا: جنگلی جانور پانی سے باز رہا، اونٹوں کی ان کے پانی سے صبر کرنے میں ریس کرتے ہوئے، اور اسی طرح ہے

تَاَبَّلَ الرَّجُلُ عَنِ امْرَأَتِہٖ جب وہ اس سے مقاربت ترک کرے: مرد نے اپنی زن سے صبر کر لیا۔

اَبِلَ الرَّجُلُ: مرد کے اونٹ بہت ہوگئے۔ و

فُلَانٌ لَا یَأْبُلُ: یعنی فلاں شخص (جب) اونٹ (پر) سوار ہوتا ہے تو اس (پر) جم کر نہیں بیٹھ سکتا۔ و

رَجُلٌ آبِلٌ وَ اَبِلٌ: اپنے اونٹوں کی اچھی نگہداشت رکھنے والا مرد۔

اِبِلٌ مُؤَبَّلَۃٌ: مَجْمُوْعَۃٌ: اکٹھے کئے ہوئے اونٹ۔

اَلْاِبَالَۃُ: حِزْمَۃٌ مِنَ الْحَطَبِ تَشْبِیْھًا بِہٖ: لکڑیوں کا گٹھا

اور قولہ تعالیٰ:

وَ اَرْسَلَ عَلَیْھِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ ای مُتَفَرِّقَۃً کَقِطْعَاتِ اِبِلٍ: یعنی اونٹوں کے ریوڑوں کی طرح الگ الگ؛ اور ان پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے۔ واحد اس کا اَبِیْلٌ ہے۔



الضّحَايَا

زينب وَعبد الملك

ابتعدت السفينة خلسة عن الشواطئ المصرية، يسترها الظلام الحالك، و مخرت المياه متجهة الى عرض البحر، حاملة مستقبل فرنسا و آمال نابوليون بونابرت.

نادى القائد ربان السفينة و قال له:

ـــ لقد وضعت حياتى و مستقبل فرنسا بين يديك، فاما أن تنسلّ بسفينتك بين مراكب الانجليز التى تجوب البحار فى طلبنا، لكى تقطع علينا خط الرّجعه إلى بلادنا، فتقدّم للوطن خدمة يسجلها لك التاريخ على صفحاته. و إما أن تقع بين أيديهم، فتقضى علينا و على الوطن معاً!

فبسط الرّبان ذراعه مقسما و قال:

ـــ سأفلت منهم يا جنرال، أقسم لك بشرفى و أولادى!

ــــ شكرًا لك !

و صافحه بونابرت ، ثم اتكأ على حاجز السفينة،
. شخص ببصره إلى النجم الساطع فى الفضاء
للانهائى ، ذلك النجم الذى كان الفاتح يسميه
نجمه، و الذى اتخذه رمزًا لأمانيه و مطامعه!

⁂ ⁂ ⁂

مرّت ثلاثة ايام و السفينة تقلت كل يوم
بأعجوبة من المراكب الانجليزية ، فنادى القائد
ربان السفينة ثانية ، فى صباح اليوم الرابع ، و
هنأه على براعته و مهارته ، و أكد له من
جديد أنه يثق به و يضع حياته بين يديه.

و بينما بونابرت يخاطب الرّبان ، إذا ضجّة
تتصاعد من جوف السفينة ، فانتفض القائد و
سأل ما الخبر؟ و أسرع الرّبان إلى مصدد
الجلبة، ثم عاد يحيط به بحارة السفينة ، و
معهم شاب غريب ، أوثقت يداه وراء ظهره ،والدم
يسيل بغزارة من جرح فى خده الايمن .

و خاطب الربان القائد العام قائلاً :

ــــ سيدى الجنرال . قبض البحارة على هذا
الرجل متلبسًا بجريمة شنعاء . فقد وثب على
الجندى " فورتين " من رجال الحرس ، و طعنه بخنجره

أربع طعنات فى صدره و كتفه ، فسقط المسكين صريعًا ، و أسرع الحارة إلى الاحاطة بالمجرم الاثيم ، الذى حاول أن يقاوم مهددًا بالقتل كل من يقترب منه . لكنهم تمكنوا من انتزاع الخنجر من يده ، فأصيب بجرح فى خده أثناء العراك ، و أظنه لا يفهم لغتنا ، و يتكلم العربية فقط .

اقترب القائد من الشاب الذى كان هادئًا ساكنًا ، كمن يشعر بارتياح و طمانينة ، بعد القيام بعمل كان يظنه واجبًا عليه ، و خاطبه بالفرنسية فلم يجب ، فأمر بونابرت باحضار مترجم من رجال الحاشية ، ليعلم حقيقة الامر ، و ليكشف الستار عن سر ذلك القاتل الغريب .

⁂ ⁂ ⁂

جاء المترجم و ألقى أسئلته على الرجل ، فلم يمانع فى الاجابة :

— ما اسمك ؟

— عبد الملك شهيب .

— من أى بلاد أنت ؟

— من مدينة غزة لكننى استوطنت القاهرة منذ أربع سنوات .

— وما جاء بك إلى هنا؟
— الأخذ بالثأر!
— ممن؟
— من النذل الذى قتلته!
— و هل أساء إليك هذا الرجل؟
— لو لم يسئ الىّ لما تعقبته حتى قتلته!
— و ماذا فعل؟

فسكت الرجل و اعترته رعشة شديدة. ثم نظر إلى الارض و اغرورقت عيناه بالدّموع. لكن بونابرت أشار الى المترجم بالاستمرار فى السؤال:

— قل لنا ماذا فعل ذلك الجندى حتى استبحتَ لنفسك حقّ الاقتصاص منه؟

فرفع الرجل رأسه، و نظر إلى من كانوا يحيطون به من قوّاد و جنود، فقرأ على وجوههم ما تضمره له قلوبهم من شرّ و بغض و كره، ثم ارتسمت على شفتيه ابتسامة مرّة و قال:

— لو ارتكب رجل منا نحو أحدكم جريمة كالتى ارتكبها ذلك اللعين نحوى، لا نتقمتم لابن وطنكم من البلاد كلها، و لأمطرتم علينا وابل رصاصكم

و قنابلكم، أو أعملتم فينا السيوف و الرماح، و استبحتم لأنفسكم انتقامًا أروع من الانتقام الذى نفذته فى غريمي! إنى عالم بمصيرى الذى ينتظرنى، و لكن لا بدّ لى قبل أن أموت من صبّ لعناتى على هؤلاء الأقوام....

فقاطعه المترجم ساخطاً:

ــ لا تسترسل فى غضبك يا رجل، و اكتف بذكر الدواعى التى دفعتك الى القتل.

ــ حسنًا.... كنت أسكن منزلًا صغيرًا، على مقربة من تلّ العقارب فى مصر، مع اختى، و هى أصغر منى سنًا. و كنت أتغيب فى النهار، و أعود إلى البيت بعد صلوة الغروب. ففى ذات ليلة عدت الى منزلى، فوجدت فيه الجندى الذى قتلته..... و لا تسئل عن الجرم الذى اقترفه..... فأنه فى نظر ابناء قومى، أفظع جرم يرتكبه إنسان..... يا ليته ترك أختى جثة هامدة.... لكنت إذن طرحتها على قمة التل طعمة للجوارح، بدلًا من الاحتفاظ بها ملطخة بالعار، مدنسة بملامسة ذلك الحيوان النجس!.. نعم..... حاولت أن أقبض على عنقه، و اقتصّ منه فى ذلك المساء المشئوم.!. لكن

الجبان فرّ هاربًا ، و أفلت من يدى .

ـــ و كيف علمت بمقرّه بعد ذلك ؟

ـــ تركت أعمالى ، و وقفت نفسى منذ ذلك اليوم مراقبًا للجنود فى روحاتهم و غدواتهم ، و أقسمت أمام الله و أمام أختى أن أنتقم من الفاسق الأثيم ، و لو بذلت حياتى فى سبيل ذلك الانتقام . ! . أما طريق الوصول إليه ، و صعودى خفية إلى هذه السفينة ، فهذا ما لا شأن لكم به . . . . . لقد تمّ لى ما أردتُ ، فأخذت بثأرى ، و غسلت بدم المجرم العار الذى ألحقه بى و بأسرتى . ! . و الآن ليفعل بى قائدكم ما يريد ، فلا يهمنى شىء ، وَ لَا أطلب منكم رحمة و لا شفقة . . . . . . القاتل يقتل . . . . . . لا أجهل ذلك . . . . وحياتى بين أيديكم ، فهى لكم . . . . . خذوها إذا شئتم !

✣ ✣ ✣

فى صباح يوم الأربعاء ١٨ يونيو سنة ١٨٠٠ ، أى فى التاسع و العشرين من شهر بريريال سنة ٨ للجمهوريه الفرنسية ـــ الموافق للسادس و العشرين من شهر محرم سنة ١٢١٥ هجرية ،

أعدم عبد الملك شعيب ، رميًا بالرصاص ، في ثغر طولون الفرنسي ، بتهمة القتل بتعمد ...
... و في نفس ذلك اليوم ، نفذ حكم الاعدام في كل من سليمان الحلبي ، قاتل الجنرال كليبر ، قائد القوات الفرنسية في مصر ، و شركائه في التآمر على اغتيال ذلك القائد ، و هم : عبد القادر الغزي ، و محمد الغزي ، وعبدالله الغزي ، و السيد احمد الوالي .

و لم يكن المتهم الأخير ـــ السيد احمد الوالي ـــ إلا ابن خال الشاب عبد الملك شعيب . فكان الأقدار شاءت أن يعدم الاثنان في يوم واحد ، و أن تكون التهمة الموجهة إليهما واحدة ، و أن ينفذ الحكم في السيد احمد الوالي في تلّ العقارب ...

فهناك فوق ذلك التلّ المشرف على منزل عبد الملك و أخته المسكينة ، سقط رأس احمد الوالي تحت سيف الجلاد ، و هناك أحرقت جثته ، بينما كان ابن عمته عبدالملك يعدم رميًا بالرصاص ، في مدينة طولون ....

* * *

و ظلت زينب ـــ أخت عبدالملك وفريسة

الجندى فورتين ـــ مقيمة فى ذلك المنزل الملعون تندب حظها، و تذرف الدموع السخينة على مقتل ابن خالها، و تعلل النفس بلقاء أخيها عائدًا من رحلته، حاملًا إليها خبر انتقامه من مغتصب عفافها و سالب شرفها:

انتظرت طويلًا و لم يعد ذلك الأخ المحبوب فتسرّب القنوط إلى نفسها، و فكّرت فى الانتحار تخلصًا من حياتها التعسة.

و بينما هى على هذه الحالة تتقاذفها الهواجس و الشجون، ينعشها الأمل تارة، و يستولى عليها اليأس طورًا، إذا بجندى فرنسى يقترب من المنزل، و بصحبته ثلاثة رجال عرفت بينهم زينب الشيخ سليمان الفيومى صديق اخيها عبد الملك.

خفق قلب الفتاة و شعرت أن القادمين يحملون إليها خبرًا، فأسرعت إليهم، و سألت الرجل الذى عرفت فيه صديق أخيها:

ـــ عمن تبحثون ؟

ـــ عنك يا زينب ....

ـــ ما وراءكم ؟

ـــ ان هذا الجندى مكلف بإبلاغك خبرًا

مؤلمًا ... أن أخاك ....

ـــ عبد الملك ... ؟

ـــ عبد الملك ..... أعدم فى فرنسا !

فصرخت الفتاة صرخة منفجعة ، و سقطت على الأرض مغشيًا عليها ....

* * *

و بعد يومين ، عثروا فى تل العقارب ، و فى نفس المكان الذى أحرق فيه احمد الوالى ، على جثة فتاة ملقاة فى بقعة من الدم المتجمد . و تبين من التحقيق أنها قطعت عرقًا فى مقدمة ذراعها ، فسالت دماءها ، و فاضت روحها ....

و دفنت زينب فى ذلك المنزل ، الذى شهد عارها ، و ردّدت جدرانه صدى زفراتها ، و ضمت أرضه رفاتها !

ترجمہ

قربانی

زینب اور عبدالملک

مناسب موقع کوتاک کر جہاز مصری کناروں سے دور ہو گیا ، گھٹا ٹوپ ظلمتوں نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا ، اور وہ فرانس کے مستقبل اور نپولین بوناپارٹ کی آرزوؤں کو اٹھائے موجوں کو چیرتا ہوا سمندر کے وسط کی طرف بڑھا۔

کمانڈر انچیف نے جہاز کے کپتان کو پکار کہا :

— میں اپنی زندگی اور فرانس کے مستقبل کو تمہارے سپرد کرتا ہوں ، یا تم اپنے جہاز کو ان فرنگی جہازوں سے بچا کر لے جاؤ جو ہماری تلاش میں سمندروں کے چکر کاٹتے رہتے ہیں تاکہ وہ ہم پر ہمارے ملک کو لوٹنے کا راستہ بند کر دیں ، اگر تم نے ایسا کیا تو تم وطن کی ایسی خدمت بجا لاؤ گے جسے تاریخ تمہارے لئے اپنے صفحات میں درج کریگی ۔ اور یا تم اُن کے ہاتھوں میں پڑ جاؤ تاکہ ہمارا اور وطن کا یکلخت قصہ ہی پاک ہو جائے !

کپتان نے حلف اٹھاتے ہوئے اپنے دونوں بازو پھیلا کر کہا :

— جنرل ! میں تمہارے لئے اپنے شرف و مجد اور اپنی اولاد کی قسم کھاتا ہوں کہ میں اُن سے بچ کر نکل جاؤنگا !

— شکریہ ۔ !

بونا پارٹ نے اس سے ہاتھ ملایا ، پھر جہاز کے جنگلے سے تکیہ لگایا ، اور لانہایت فضا آسمانی میں چمکتے ہوئے ستارے کی طرف ٹکٹکی لگالی ۔ یہ وہی ستارہ ہے جسے یہ فاتح اپنا ستارہ کہا کرتا ، اور جسے اس نے اپنی آرزوؤں اور مقصدوں کی علامت قرار دے رکھا تھا !

* * *

تین دن گذر گئے اور جہاز ہر روز ایک نادر اور عجیب طریقہ سے فرنگی جہازوں سے بچ کر نکلتا رہا ، کمانڈر انچیف نے چوتھے دن کی صبح کو دوبارہ جہاز کے کپتان کو بلایا ، اور اسے اس کی لیاقت و مہارت پر مبارکباد دی اور اسے دوبارہ تاکید کی کہ اس کو اس پر پورا پورا اعتماد ہے ، اور اس نے اپنی زندگی اس کے سپرد کر دی ہے ۔

بونا پارٹ ابھی اس کپتان سے مخاطب ہی تھا کہ دفعۃً جہاز کے وسط سے شور وغل کی آوازیں بلند ہوئیں ۔ کمانڈر نے چونک کر دریافت کیا : یہ کیا ماجرا ہے ؟ کپتان فوراً غل کی جگہ پر گیا ، پھر جہاز کے ملاحوں کے جھرمٹ میں واپس لوٹا ۔ ان کے ہمراہ ایک اجنبی آدمی تھا

جس کے دونوں ہاتھ اس کی پشت کے پیچھے بندھے ہوئے تھے، اور اس کی دائیں رخسار کے ایک زخم سے بکثرت خون بہ رہا تھا۔

کپتان نے کمانڈر انچیف کو یہ کہکر مخاطب کیا :

— جناب جنرل! ملاحوں نے اس شخص کو ایک بدترین جرم کرتے پکڑا ہے۔ اس نے محافظ دستے کے سپاہی "تورتین" پر حملہ کیا، اور اپنے خنجر سے اس کے سینے اور کندھے پر چار زخم لگائے جس سے وہ بیچارا مر گیا، ملاحوں نے فوراً اس گنہگار مجرم کے گرد گھیرا ڈال لیا، پھر اس شخص کو جو اس کے قریب پھٹکتا، قتل کی دھمکی دیتا، لیکن وہ اس کے ہاتھ سے خنجر چھیننے میں کامیاب ہو گئے۔ اسی کشمکش میں اس کا رخسارہ زخمی ہو گیا۔ میرا خیال ہے کہ یہ ہماری زبان نہیں سمجھتا اور صرف عربی بولتا ہے۔

کمانڈر انچیف اس نوجوان کے قریب ہوا جو اس شخص کی طرح آرام و اطمینان سے تھا جو اپنے اس کام کو پورا کر کے آرام اور اطمینان محسوس کرتا ہے جسے وہ اپنے لئے ضروری اور لابدی خیال کرتا ہے۔ اس نے اسے فرانسی زبان میں مخاطب کیا، پر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر بونا پارٹ نے اپنے خاص لوگوں میں سے ترجمان بلانے کا حکم دیا تاکہ وہ اس معاملہ کی تہ تک پہنچے، اور اس اجنبی کے راز ہائے سربستہ سے واقف ہو۔

⁂　　⁂　　⁂

ترجمان آیا اور اس نے اس مرد سے اپنے چند سوال کئے تو اس جوان نے اس کے جواب دینے میں پس و پیش نہ کی :-

— تمہارا نام کیا ہے ؟

— عبدالملک شہیب۔

— تم کس ملک کے باشندہ ہو ؟

— میں شہر غزہ کا باشندہ تھا، مگر چار سال سے میں نے قاہرہ میں مستقل رہائش

اختیار کرلی ہے۔

—تمہیں یہاں کونسی چیز لائی ؟

— انتقام۔

— کس سے ؟

— اسی کمینے سے جسے میں نے قتل کیا۔

— کیا اس نے تم سے کوئی برائی کی تھی ؟

— اگر مجھ سے کوئی برائی نہ کی ہوتی تو میں اس کا تعاقب کرکے اسے قتل نہ کر دیتا !

— اس نے کیا کیا ؟

— مرد خاموش ہو گیا۔ اس پر بڑی سخت کپکپی طاری ہو گئی۔ پھر اس نے زمین کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں، لیکن بونابرٹ نے ترجمان کو سوال کرتے رہنے کا اشارہ کیا

— ہمیں بتاؤ اس لشکری نے کیا کیا جس کی بنا پر تم نے اس سے بدلہ لینے کے حق کو درست سمجھا ؟

مرد نے اپنا سر اٹھایا اور ان کپتانوں اور لشکریوں کی طرف جو اس کے ارد گرد جمع تھے نظر دوڑا کر اُس نے ان کے چہروں پر سے اُس برائی اور بغض و نفرت کو پڑھا، جو اس کے لئے ان کے دلوں میں پوشیدہ تھی، پھر اس کے لبوں پر ایک دفعہ تبسم نمودار ہوا اور اس نے کہا :

— اگر ہمارا کوئی مرد تم میں کسی کے ساتھ ایسا جرم کرتا جیسا کہ اس لعین نے مجھ سے کیا، تو تم اپنے فرزندِ وطن کا بدلہ سارے ملک سے لیتے، ہم پر بموں اور گولیوں کا موسلا دھار مینہ برسا دیتے یا تلواروں اور نیزوں سے ہمیں متاثر کرتے۔ تم اپنے لئے ایسے انتقام کو درست سمجھتے جو میرے اس انتقام سے بے حد خوفناک اور کہیں زیادہ بھیانک ہوتا جو میں نے اپنے مخالف سے لیا ہے ! میں اپنے اس ٹھکانے سے واقف ہوں جو میرا انتظار کرتا ہے، لیکن اس سے پہلے

کہ میں مرجاؤں مجھ پر واجب ہے کہ ان قوموں پر اپنی لعنتوں اور ملامتوں کی بوچھاڑ کروں
ترجمان نے ناراض ہوکر اسے ٹوکا :
ــــ اے شخص اپنے غضب کو طول نہ دو ۔ صرف ان اسباب کا ہی ذکر کرو جنھوں نے تمہیں قتل پر برانگیختہ کیا ۔
ــــ بہت اچھا . . . . میں مصر میں تل عقارب کے قریب ، ایک چھوٹے سے . . . . مکان میں ، اپنی بہن کے ساتھ جو عمر میں مجھ سے چھوٹی ہے رہتا تھا ۔ میں دن بھر گھر سے باہر رہتا اور مغرب کی نماز کے بعد گھر آتا ، ایک رات میں اپنے گھر کو لوٹا تو میں نے اس میں اس لشکری کو دیکھا جسے میں نے قتل کیا . . . . . جس جرم کا یہ مرتکب ہوا ، اس کے متعلق مجھ سے کچھ نہ پوچھو . . . . کیونکہ وہ میری قوم کے فرزندوں کے نزدیک نہایت گھنونا اور بدترین جرم ہے کہ جس کا کوئی انسان مرتکب ہو سکتا ہے . . . . اے کاش وہ میری بہن کو ٹھنڈی ہوئی لاش بنا کر چھوڑ جاتا . . . . تو میں اس کو گوشت خور درندوں کی خوراک کے لئے ٹیلے کی چوٹی پر پھینک دیتا بعوض اس کے کہ میں اس نجس حیوان کے چھونے سے ناپاک اور ننگ و عار سے آلودگی کی حالت میں اس کی حفاظت کرتا ۔ ! ۔ ہاں . . . . میں نے اسے گردن سے پکڑ کر اُسی منحوس شام کو اس سے انتقام لینا چاہا ۔ ! ۔ لیکن یہ بزدل میرے ہاتھ سے نکل کر فرار ہو گیا ۔

ــــ اس کے بعد تمہیں اس کے ٹھکانے کا کس طرح علم ہوا ؟

ــــ میں نے اپنا کاروبار چھوڑ دیا ، اور اس دن سے لیکر لشکروں کی صبح و شام کی آمد و رفت کی نگرانی کو اپنا شعار بنا لیا ، میں نے اللہ اور اپنی بہن کے سامنے قسم کھالی کہ میں اس فاسق بدکار سے ضرور بدلہ لے کر رہوں گا ، اگرچہ اس انتقام کے عوض مجھے اپنی جان ہی کیوں نہ دینا پڑے ۔ ! ۔ باقی رہا اس تک پہنچنے اور پُراسرار طور پر جہاز پر چڑھنے کا طریقہ ، تو اس سے تمہارا کوئی مطلب نہیں . . . . میں نے جو چاہا تھا وہ پورا ہو گیا ، میں اپنا بدلہ لے چکا ۔ میرے

اس مجرم کے خون سے اس شرم و عار کو صاف کر دیا جو اس نے مجھے اور میرے خاندان کو پہنچائی! اب تمہارا کمانڈر انچیف مجھ سے جو چاہے سلوک کرے، میں کسی شے سے بھی نہیں ڈرتا، اور نہ تم سے کسی قسم کے رحم اور شفقت کا خواستگار ہی ہوں ...... قاتل قتل کیا جاتا ہے .. .. میں اس سے غافل نہیں ..... میری زندگی تمہارے سامنے ہے، اور ہے بھی تمہارے لئے ..... جب جی میں آئے اسے لے لو!

۱۸ جون ۱۸۰۰ء کو بدھ کی صبح یعنی جمہوریہ فرانسیہ کے آٹھویں سال ماہ بربریال کی انتیسویں تاریخ مطابق ۲۶ محرم الحرام ۱۲۱۵ھ، عبدالملک کو فرانسی طوبون کی سرحد میں قتلِ عمد کی پاداش میں، گولی سے مار ڈالا۔

عین اُسی دن سلیمان حلبی قاتلِ جنرل کلیبر (جو مصر میں فرانسی قوتوں کا قائد تھا) کو اور اس کے ان ساتھیوں کو جن کا اس قائد کو موت کے گھاٹ اتارنے میں ہاتھ تھا، موت کی سزا دی گئی، اور وہ یہ ہیں :- عبدالقادر الغزی، محمد الغزی، عبداللہ الغزی، اور سید احمد الوالی آخری ملزم کا اس سے سوا کوئی قصور نہ تھا کہ وہ نوجوان عبدالملک شہیب کے ماموں کا بیٹا ہے گویا کہ کارکنانِ قضا و قدر کو یہی منظور تھا کہ وہ دونوں ایک ہی دن دارِ فانی سے کوچ کریں اور ان کو پیش آنے والی خواہش بھی ایک ہی ہو، اور یہ بھی کہ سید احمد الوالی کو قتل عقارب ہی میں مارنے کا حکم دیا جائے .....

وہیں عبدالملک اور اس کی مسکین بہن کے گھر کے پاس والے بلند ٹیلے پر، احمد الوالی کا سر جلاد کی تلوار سے کٹ کر گرا اور وہیں اس کا لاشہ جلا دیا گیا، اور یہ عین اسی وقت ہوا جبکہ اس کا پھوپھی زاد عبدالملک گولی سے مارا گیا ....

⁂

زینب —— عبدالملک کی بہن اور سپاہی فورتین کا شکار —— اسی ملعون گھر میں ..... مقیم رہی، وہ اپنی قسمت کا ماتم کرتی اور کبھی اپنے ماموں زاد کے مقتل پر گاڑھے گاڑھے

آنسوؤں کا مینہ برسا آتی، وہ اپنے تئیں اپنے بھائی کی ملاقات سے بہلاتی رہی، جو اس کے پاس
اس کی پاکدامنی کے غاصب اور اس کے شرف کے سالب سے بدلہ لینے کی خبر لے کر آنے والا ہے۔
اس نے بہت انتظار کیا، پر اُس کا محبوب بھائی واپس نہ آیا، ناامیدی اس کے
جسم میں سرایت کر گئی۔ اس نے اپنی اس ملعون زندگی سے رہائی پانے کے لئے خودکشی کے متعلق
غور کیا۔

وہ ابھی اسی حالت میں تھی، غم و اندوہ اور نئے نئے خیالات اس کے سفینۂ حیات کو
لپیٹے ہیں۔ کبھی امید اسے آرام دیتی ہے اور کبھی ناامیدی و یاس اس پر غالب آجاتی ہے کہ
ایک فرانسی سپاہی اس کے مکان کے قریب آیا جس کے ساتھ تین آدمی ہیں، ان میں سے اس نے شیخ
سلیمان فیومی کو جو اس کے بھائی عبدالملک کا دوست ہے پہچانا۔

اس نوجوان لڑکی کا دل کانپ گیا۔ اس نے محسوس کیا کہ آنے والے اس کے پاس کوئی خبر
لے کر آئے ہیں۔ وہ جلدی سے اُن کے پاس گئی اور اس آدمی سے جسے وہ پہچانتی تھی کہ اس کے
بھائی کا دوست ہے دریافت کیا:

— آپ کسے ڈھونڈھتے ہیں؟

— تمہیں اے زینب .... !

— کیا بات ہے؟

— یہ لشکری تمہیں ایک دردناک خبر پہنچانے آیا ہے .... کہ تمہارا بھائی ....

— عبدالملک ....؟

— عبدالملک .... فرانس میں مارڈالا گیا!

نوجوان لڑکی نے فوراً ایک دردناک چیخ ماری، اور غش کھا کر زمین پر گر گئی ....

دو دن بعد تل عقارب میں، اسی جگہ جہاں احمد الوالی کی لاش جلائی گئی، انہیں اطلاع ملی

کہ ایک نوجوان لڑکی کی لاش جمے ہوئے خون کے اندر پڑی ہے، اور تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ اس نے بازو کے آگے سے اپنی رگ کاٹ لی، اس کا سارا خون بہ گیا، اور اس کی روح پرواز کر گئی . . .

زینب اسی گھر میں دفن ہوئی جو اس کے ننگ و ناموس کا شاہد تھا، جس کی دیواروں میں اس کی فریاد و فغاں گونجتی رہی، اور اسی کی زمین نے اس کی بوسیدہ ہڈیوں کو سمیٹا !

المترجم عبید الحق الفلاح



حارس نیرون

ــــ النار . . . النار . . . النار . ! .

كلمة رددتها آلاف الأفواه، فتصاعدت من كل ناحية فى روما، و تناولها الصدى فنقلها من شارع إلى شارع و من حىّ الى حىّ، وما هى إلا ثلاث ساعات حتى كانت المدينه تموج بجماهير الهاربين المذعورين، كل يحاول أن يفوز بحياته، بينما ألسنة النيران تندلع فى المنازل و الهياكل و ترتفع فى الفضاء، وسط سحاب كثيف من الدخان القاتم . . . .

و علا الصياح و البكاء و العويل، و عمت المدينة قعقعة مخيفة، و انهارت سقوف البيوت

على سكانها، وَ أعمدة المعابد على الكهنة و المصلين !

و خرج نيرون، الامبراطور العظيم، في موكب حافل من حملة المشاعل، و حرّاس القصر، و جعل يطوف في روما و بيده قيثارته المحبوبة، يعزف عليها الحانًا شجية على ضوء النيران !

و كان ذلك في سنة ٦٤ للميلاد، و هي السنة الحادية عشرة لحكم نيرون.

و عاد الامبراطور الى القصر، بعد ان التهمت النيران المدينة الجميلة، و ألقى القيثارة من يده، و جلس على مقعد وثير حاكته له أيدي العاملات الفينيقيات من الأطلس الأحمر، و قال لرجال حاشيته :

ـــ لقد احترقت المدينة اليوم، و سيحفظ التاريخ هذا اليوم في سجلاته، لكنني سأشيد على أنقاض روما المحترقة مدينة جديدة، تنسيكم ما كانت عليه المدينة القديمة من عظمة و جمال !

* * *

فنيرون يعرف الآن في التاريخ بانه حارق روما، و التاريخ يظهره بمظهر الطاغية الجبار

نبين ، المتعطش دائمًا إلى الدماء ، الغارق
يها إلى رأسه .
و لا شك أن شخصية ذلك الامبراطور من
ريب الشخصيات التى حدثتنا عنها المؤرخون ، إن
تكن أغرب شخصية عرفها الناس إلى الآن .
كان نيرون مجموعة رجال فى رجل واحد ، و
اعماله من المتناقضات ما يجعل العقل يقف
امه حائرًا ، لا يدرى أىّ حكم يصدر عليه .
كان محبًا و مبغضًا ، و محبوبًا و بغيضًا . و كان
بق الشعور و قاسى الفؤاد . و كان مصلحًا
مخربًا ، و شاعرًا و عدوّ الشعراء ، و موسيقيًا
نطهد الموسيقيين ، و قد أعدم منهم كثيرين .
كان يعمل لمجد روما و من ناحية أخرى يسعى
ى تدميرها و تخريبها .
ذلك هو نيرون الذى كان يعزف على القيثارة
ينشد الأناشيد بينما عاصمة ملكه تذهب
عمة للنيران .
ذلك هو الامبراطور الذى كانت حياته سلسلة
ظائع و منكرات ، و الذى لم يصنع الخير فى مدى
ك الحياة غير مرّة واحدة كما سترى .

⁂ ⁂ ⁂

جلس نيرون على مقعده الوثير، و دعا
إلى الجلوس حوله، و بعد أن اكتمل عقدهم،
نادى الامبراطور عبيده و خدمه، و أمرهم
بأن يديروا كؤوس الخمر على الحاضرين.

و كان بين الخدم رجل يونانى هرب من
دار سيده فى أثينا، و احتمى بقصر الامبراطور
الرومانى، فجعله حارسًا على مستودع الخمور
و رئيسًا على العبيد الذين يخدمون الضيوف
فى الأعياد و الحفلات و الولائم.

و اسم ذلك الرجل ديموس . . .

نادى نيرون عبيده قائلًا :

ـــ صبوا الخمر فى الكؤوس و أديروها على
الحاضرين، فان هذا اليوم من أبهج أيام ملكى
و يجب أن نسكر بنشوة الخمر بعد أن سكرنا
بمنظر النيران!

و أديرت الكؤوس حسب رغبة الامبراطور
لكن ديموس كان فى ذلك الوقت خارج القاعة
التى أقيمت فيها الحفلة، فالتفت نيرون بعد ا
لعبت الخمر فى رأسه و صاح :

ـــ لا أرى ديموس بينكم! فأين هو؟

ـــ فى أقبية القصر أيها المولى يراقب العبيد

و هم يحملون الخمر إلى هنا . . .

فغضب الامبراطور، و التفت إلى قوّادجيشه الواقفين بالباب و قال :

— لقد أمرت ديموس بأن يصبّ لى الخمر فى الولائم بيده . فماذا حدث اليوم ؟ و لماذ يختبئ ذلك اليونانى اللعين ! علىّ به فى الحال !

فجئ بديموس، و ألقى اليونانى المسكين نفسه على قدمى نيرون، و طلب العفو قائلاً إنه لم يبطئ فى المجئ لخدمة الامبراطور إلا لأن وجوده كان ضروريًا فى أقبية القصر .

لكن نيرون لم يصغ إليه، بل رفع صولجانه بيده و ضرب به رأس اليونانى ضربة شديدة أسالت منه الدماء و ألقته على الارض فاقد الرشد .

و أمر نيرون بأن يشد وثاقه و يطرح جانبًا إلى ان تنتهى الوليمة .

و بعد أن شرب الجميع و أصبحوا فى حالة سكر شديد، صاح نيرون :

— علىّ باليونانى ديموس !

و نادى السياف و أمر بين صياح المدعوين و قهقهتهم و هتافهم !



ـــ أتتألم كثيرا يا أخي ؟

ـــ نعم ! و لهذا السبب رجوتك أن تجهز عليّ لكي تريحني من هذا العذاب الشديد !

ـــ لكنني لن أجيبك إلى رغبتك ، بل اعتقد أن واجبي يقتضي عليّ بعكس ذلك ، و كما انّ الحرّ للحرّ في الملمات ، فان العبد للعبد أيضًا ، و الخادم للخادم ، في السّرّاء و الضّرّاء .

رفض زميل ديموس ، العبد الافريقي "جازيبا" أن يجهز على اليوناني الذي قطعت يداه بأمر نيرون ، فنقله إلى ناحية نائية من القصر ، وَ جعل يعالج جراحه ، و يعيد الثقة و الأمل إلى نفسه ، و ما مضت أسابيع معدودة على ذلك اليوم ، حتى كان ديموس قد شفا من جراحه و استعاد قواه ، و عقد النية على البقاء حيًا ، و على الاستعاضة عن يديه بقدميه !

و جعل يدرب نفسه على الأعمال "اليدوية" جميعها ، و يستخدم "قدميه" للقيام بها و بعد شهور أصبح ديموس قادرًا على تناول طعامه و شرابه ، و مساعدة رفيقه و صديقه و منقذه ، في الأعمال التي كان يقوم بها في قصر الامبراطور .

و شاءت الظروف ان تضع وجهًا لوجه مرة
أخرى الجلاد و ضحيته !
فان الامبراطور نيرون كان يطوف من وقت
إلى آخر فى أنحاء القصر، لتفقد احواله بنفسه
دون أن يعلم به أحد . و حدث ذات يوم
أن كان مارًا فى الجناح المخصص للخدم و العبيد
فوقع نظره على ديموس و هو ينظف آنية
الطعام بقدميه بمهارة فائقة .
وقف نيرون امام ذلك الرجل مندهشًا
مستغربًا، و كان قد نسى خادمه المسكين و ما
صنعه به فى تلك الوليمة، فعاد أدراجه إلى
مخدعه، و أرسل فى طلب رئيس الحراس،
سأله من يكون ذلك الخادم الذى يستخدم
قدميه بدلًا من يديه ؟
فقال رئيس الحراس :
ـــ هو خادمكم ديموس اليونانى يا مولاى
فقد أمرتم بقطع يديه على مرأى من المدعو
بعد حريق روما، فانقذه رفاقه من الموت
هو لا يزال إلى الآن يقوم بوظيفته فى القصر
بامانة و إخلاص .
فبدا التأثر على وجه نيرون، و أرسل فى

طلب ديموس اليونانى لجىء به ، و عند ما مثل بين يدى الامبراطور ، قال نيرون :

— لقد أسأت إليك يا أخى إساءة عظيمة. فأرجو منك أن تغفرلى تلك الاساءة .

و تلك هى المرّة الأولى التى وقف فيها نيرون مستغفرًا طالبًا الصفح !

فانطرح الرجل على الأرض و جعل يقبل قدم الامبراطور قائلًا :

— إنى ملك لك يا مولاى فاصنع بى ما تشاء!

— أنت منذ الآن حارس من حراس هذا القصر . فقف بالباب وكن حرًا طليقًا!

و عرف ديموس منذ ذلك اليوم باسم "حارس نيرون" و قد أغدق عليه الامبراطور العطايا و الهبات ، و قربه إليه ، و أمر عبيده بأن يقوموا بخدمته ، و بألا يرفض له طلب فى القصر الامبراطورى .

⁂ ⁂ ⁂

عاش ديموس "حارس نيرون" بعد ذلك فى القصر معززًا مكرمًا ، و جعل يدرّب قدميه على أعمال دقيقة ، كالرسم و التطريز و نحت التماثيل و صناعة الاسلحة و الخزف ، و اشتهر فى روما،

و صنع تمثالا لنيرون وضعه الامبراطور فى حجرة نومه ، و ظلّ فيها إلى أن حطمه اعداء نيرون بعد موته ، فى سنة ٦٨ للميلاد.

و لم يطرد ديموس من القصر بعد موت سيده ، بل بقى فيه حرًّا طليقًا ، يقيم فى غرفة خاصة ، و تحت تصرّفه ثلاثة من العبيد يقومون بخدمته.

و مات فى سنة ٧٧ للميلاد ، تاركا بعده شهرة واسعة ، و آثارًا فنية قيمة ، ودوّن اسمه فى التاريخ بجانب اسم سيده ، الذى كان فى أن معًا سبب شقائه و نعيمه ، و الذى لولاه لما أصبح ديموس ذلك الفنان الذى صنع التماثيل ، و أدهش الناس ببراعته و نبوغه ، و الذى أثبت أن الهمة القعساء تذلل الصعاب أيًا كانت ، و أن الرجل إذا اعتصم بالصبر و الارادة الثابتة ، تمكن من الاستعاضة عن يديه بقدميه !

ترجمہ

نیرو کا محافظ

— آگ ۔ ۔ ۔ ۔ آگ ۔ ۔ ۔ ۔ آگ ۔ ۔ ۔ !

اس کلمے کو ہزاروں منہ نے دہرایا۔ روما کے کونے کونے اور گوشے گوشے سے آوازیں اٹھیں، گونج نے ان آوازوں کو لیے ہاتھوں لیا، اور انھیں گلی گلی اور قبیلہ قبیلہ تک پہنچا دیا۔ بس تین ہی گھنٹوں میں شہر خوفزدہ بھاگتے والے عوام سے لہریں مارنے لگا۔ ہر شخص اپنی جان بچانے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ اسی اثنا میں آگ کی زبانیں گھروں اور ہیکلوں کے در و دیوار سے نکل کر سیاہ دھوئیں کے گاڑھے بادلوں کے سینے کو چیرتی ہوئیں فضاء آسمان کی طرف اُٹھتی ہیں ۔ ۔ ۔

چیخوں اور گریہ و واویلا کی صدائیں بلند ہوئیں، شہر سے خوفناک آوازیں اٹھیں، گھروں کی چھتیں اپنے رہنے والوں پر اور معبدوں کے ستون کاہنوں اور نماز پڑھنے والوں پر گرے!

شہنشاہِ عالی جاہ نیرو مشعل برداروں اور محل کے نگہداروں کے جلوس میں نکل کر روما میں گھومنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں اس کی محبوب سارنگی تھی، جس پہ وہ آگ کی روشنی میں نہایت شیریں اور دلکش سریں نکال رہا ہے!

یہ ۶۴ء کا واقعہ ہے اور یہ نیرو کی حکومت کا گیارھواں سال تھا، امبراطور اس کے بعد کہ آگ کی لپٹیں اس تونگر شہر کو چٹ کر چکی تھیں، اپنے محل میں آیا، سارنگی کو ہاتھ سے پھینکا اور ایک گدگدی نشست گاہ پر جسے فنی دستکار عورتوں نے اُسے سُرخ اطلس سے بُن کر دیا تھا، بیٹھ کر اپنے حاشیہ نشینوں کو کہا:

— آج شہر جل کر راکھ ہو گیا، آج کے دن کو تاریخ اپنے اوراق میں محفوظ رکھے گی، لیکن میں اس خاکِ سیاہ روما کے کھنڈروں پر ایک نیا شہر تعمیر کروں گا، جو تمھارے دلوں سے

اس پرانے شہر کی عظمت اور اس کے جمال کو محو کر دے گا !

❖ ❖ ❖

اب نیرو تاریخ میں روما کے جلانے والا مشہور ہو گیا۔ تاریخ اسے سرکش، تندخو اور نہایت ضدّی قرار دیتی ہے، جو ہمیشہ خون کا پیاسا، اور سر سے پاؤں تک اس میں غرق رہتا تھا۔

اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ امبراطور ان نہایت ہی عجیب و غریب شخصیتوں میں سے ہے جن کے متعلق ہمیں مورخوں نے خبر دی ہے۔ اگرچہ یہ کوئی عجیب تر شخصیت نہیں تھی جس کو لوگوں نے اب تک جانا ہے۔

نیرو ایک ہی آدمی میں بہت سے مردوں کا مجموعہ تھا، اس کے انمل، بے جوڑ کاموں کو دیکھ کر عقل حیران و ششدر رہ جاتی تھی اور نہیں سمجھتی تھی کہ کونسا حکم اس پر صادر کرے۔

وہ محبوب بھی تھا اور نامحبوب بھی، نرم دل بھی تھا اور سنگ دل بھی، وہ مصلح بھی تھا اور مخرّب بھی، شاعر بھی تھا اور شاعروں کا دشمن بھی، وہ موسیقی دان بھی تھا اور گویّوں پر ظلم بھی ڈھاتا تھا، اور ان میں سے بہتوں کو اس نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا، وہ روما کی عظمت بھی بناتا اور دوسری طرف اس کی بربادی و ویرانی کی کوشش بھی کرتا تھا۔

یہ وہی نیرو ہے جو سارنگی کی تانوں میں اُس وقت نہایت دلکش نغمے نکالتا تھا جب اس کے ملک کا دارالخلافہ آگ کا لقمہ بن رہا تھا۔

یہ وہی امبراطور ہے جس کی زندگی نہایت بدنما اور ناپسندیدہ امور کی ایک زنجیر ہے، اور جس نے اپنی تمام عمر میں بجز ایک دفعہ کے کوئی بھلائی کا کام نہیں کیا، جیسا کہ تم دیکھو گے

❖ ❖ ❖

نیرو اپنے نرم گدّے پر بیٹھا اور اس نے اپنے ارکان کو اپنے آس پاس بیٹھنے کو کہا۔ جب ان کی محفل جم گئی تو امبراطور نے اپنے غلاموں اور خادموں کو بلا کر حکم دیا کہ وہ حاضرین پر جاجہائے مے کو گردش دیں۔

ان خادموں میں ایک یونانی بھی تھا جو اثینیا میں اپنے آقا کے ہاں سے بھاگ کر آیا اور اس نے اس رومانی امبراطور کے محل میں پناہ لی تھی جس کو اس نے میکدے کا نگہبان اور ان غلاموں کا سردار مقرر کیا تھا جو تہواروں، محفلوں اور دعوتوں میں خدمت کیا کرتے تھے۔

اور اس شخص کا نام دیوموس تھا۔ ۔ ۔

نیرو نے اپنے غلاموں کو یہ کہکر پکارا:

—شراب پیالوں میں لنڈھاؤ اور حاضرین پر اس کا دور چلاؤ، کیونکہ آج کا دن میری بادشاہت کے شاندار دنوں میں سے ہے۔ ہمیں آگ کے منظر کے نشے میں بدمست ہونے کے بعد شراب کے نشے سے سرشار ہو جانا چاہئے!

امبراطور کی رغبت کے مطابق جام پر جام چلتا رہا، لیکن دیوموس اس وقت اس کمرے سے باہر تھا جس میں محفل جمی ہوئی تھی۔ جب شراب نیرو کے سر پر سوار ہو گئی تو وہ متوجہ ہو کر چلایا:

—مجھے تم میں دیوموس نظر نہیں آتا! بتاؤ وہ کہاں ہے؟

—آقا! وہ محل کے گنبدوں میں ان غلاموں کی نگرانی کرتا ہے جو یہاں شراب لیکر آتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔

امبراطور غصے سے آگ بگولا ہو کر اپنی فوج کے سپہ سالاروں کی طرف متوجہ ہوا جو دروازے پر کھڑے تھے اور کہا:

—میں نے دیوموس کو حکم دے رکھا ہے کہ وہ دلیموں میں مجھے اپنے ہاتھ

شراب انڈیل کر دیا کرے۔ پھر آج کیا ہوا؟ وہ مردود یونانی آج کیوں چھپ گیا؟ اسے ابھی میرے پاس لاؤ!

دیوموس کو حاضر کیا گیا۔ اس مسکین یونانی نے اپنے آپ کو نیرو کے قدموں میں ڈال دیا اور یہ کہکر معافی مانگی کہ چونکہ اس غلام کا محل کے گنبدوں میں رہنا ضروری تھا، اس لئے اس نے امبراطور کی خدمت بجا لانے میں سستی نہیں کی۔

لیکن نیرو نے اس کی بات پر مطلق توجہ نہ کی، بلکہ اپنا ٹیڑھے سر والا ڈنڈا اُٹھایا اور اس زور سے اس یونانی کے سر پر رسید کیا کہ اُس سے خون کے فوارے بہ نکلے اور وہ بیہوش ہو کر زمین پر گر گیا۔

نیرو نے حکم دیا کہ ولیمہ ختم ہونے تک اس کو رسی سے مضبوط جکڑ کر ایک طرف پھینک دو۔

جب سب پی کر شراب کے نشے میں مخمور ہو گئے تو نیرو چلایا:

— یونانی دیوموس کو حاضر کرو!

اور جلاد کو حکم دیا کہ اس مسکین یونانی کے ہاتھ کاٹ دے، جلاد نے حاضرین کے غل غپاڑوں اور اُن کے قہقہوں اور تالیوں میں اس کا حکم پورا کیا!

✣ ✣ ✣

— بھائی کیا تمہیں بہت زیادہ تکلیف ہے؟

— ہاں! اسی سبب کی بنا پر مجھے تم سے امید ہے کہ آخری ضرب سے میرا کام تمام کردو، تاکہ اس المناک عذاب سے تم مجھے آرام بخشو!

— لیکن میں تمہاری یہ رغبت ہرگز پوری نہیں کروں گا، بلکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ میرا فرض اس کے برعکس فیصلہ کرتا ہے، جیسا کہ مصیبتوں کے وقت آزاد آزاد کے کام آتا ہے، اسی طرح سختیوں اور تنگیوں کے وقت غلام غلام کے اور خادم خادم کے

لئے ہے۔

دیوموس کے دوست، افریقی غلام "جازیبا" نے اس یونانی کو جس کے نیرو کے حکم سے دونوں ہاتھ کاٹ دئے گئے تھے، موت کے گھاٹ اتارنے سے انکار کر دیا اور محل سے دُور ایک جگہ پر اُسے لے جا کر اس کے زخموں کا علاج کرنے لگا۔ اس کے دل میں امید و یقین پھر لوٹ آئے اور ابھی اس دن کو چند ہفتے ہی گذرے تھے کہ دیوموس کے زخم مندمل ہو گئے اور اس کی قوت و توانائی پھر لوٹ آئی اور اس نے اپنی بقایا عمر کے دن زندہ لوگوں کی طرح کاٹنے کا پختہ ارادہ کیا اور اپنے ہاتھوں کا کام اپنے دونوں پاؤں سے لینے لگا!

اس نے تمام ہاتھ کے کاموں کی مشق شروع کر دی اور اپنے دونوں پاؤں سے ہاتھوں کا کام لینے لگا، چند ماہ کے بعد دیوموس اپنے کھانے پینے پر، اور اپنے رفیق، اپنے مخلص اور بچانے والے کے اُن کاموں کو بجا لانے پر قادر ہو گیا جو محل شاہی میں اس کے سپرد تھے۔

زمانے نے چاہا کہ پھر ایک بار جلّاد اور اس کی قربانی کو آمنے سامنے کر دے!

امپراطور نیرو لوگوں کی بے خبری میں محل کے حالات کی پڑتال کے لئے وقت بے وقت محل میں چکر کاٹتا۔ ایک دن وہ خادموں اور غلاموں کے مخصوص مکانوں کے پاس سے گزر رہا تھا کہ اتفاقاً اس دیوموس پر نظر پڑ گئی جو کمال مہارت سے اپنے دونوں پاؤں کے ساتھ کھانے کے برتن صاف کر رہا تھا۔

نیرو اس آدمی کے سامنے حیران و ششدر کھڑا رہا۔ وہ اپنے اس مسکین خادم کو اور جو کچھ اس نے اُس ولیمہ میں اس سے برتاؤ کیا تھا یکسر بھول چکا تھا۔ وہ اپنے محل کی طرف لوٹا اور محافظوں کے سردار کو طلب کیا اور اس سے دریافت کیا کہ وہ خادم جو اپنے ہاتھوں کے بجائے اپنے دونوں پاؤں سے کام لے رہا ہے، کون ہے؟

محافظوں کے سردار نے کہا:-

— میرے آقا! وہ آپ کا خادم دیوموس یونانی ہے۔ یہ وہی ہے کہ زرد ماکے حلاّنے

جانے کے بعد، دو حضرات کے سامنے حضور نے جس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تھا۔ اس کے رفیقوں نے اسے موت کے منہ سے بچا لیا اور وہ اب تک لگاتار محل میں اپنے کاموں کو بڑی نیک نیتی اور ایمانداری سے سرانجام دے رہا ہے۔

نیرو اس سے متاثر ہوا، دیوموس یونانی کو حاضر کرنے کے لئے آدمی روانہ کیا، وہ اُسے لایا۔ جب وہ امپراطور کے سامنے پیش ہوا تو نیرو نے کہا :۔

— بھائی میں نے تمہارے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا۔ مجھے تم سے کامل امید ہے کہ تم میری اس خطا کو معاف کرو گے۔

یہی وہ پہلا موقع ہے کہ جس میں نیرو درگذر کی درخواست کے ساتھ اپنی خطا کی بخشش کے لئے کھڑا ہوا۔

وہ آدمی زمین پر گر پڑا اور امپراطور کے قدم یہ کہکر چومنے لگا :۔

— آقا! میں حضور کی ملک ہوں، جو بھی حضور چاہیں مجھ سے برتاؤ فرمائیں!

— تم اب سے اس محل کے محافظ ہو۔ اس دروازے پر کھڑے ہو جاؤ اور تم بالکل آزاد ہو۔

اس دن سے دیوموس "نیرو کے محافظ" کے نام سے مشہور ہو گیا۔ امپراطور نے اس پر جود و بخشش کا مینہ برسایا، اسے اپنا مقرب بنایا، اور اپنے غلامیں کو اس کی خدمت کے لئے مامور کیا اور حکم دیا کہ امپراطور کے محل میں اس کی کسی طلب اور ضرورت سے انکار نہ ہو۔

اس کے بعد "نیرو کے محافظ" دیوموس نے محل میں نہایت عزت و اکرام سے زندگی کے دن گذارے، اس نے اپنے پاؤں سے نقش و نگار کے کام کرنے، مورتوں کے تراشنے اور اوزاروں اور برتنوں کے بنانے ایسے باریک کاموں کی مشق شروع کر دی اور روما میں مشہور ہو گیا۔ اس نے نیرو کی تصویر بنائی، جسے امپراطور نے اپنے سونے کے کمرہ میں رکھا۔ وہ وہیں پڑی رہی یہاں تک کہ نیرو کی موت کے بعد ۶۸ء میں اس کے

دشمنوں نے اسے توڑ پھوڑ دیا۔

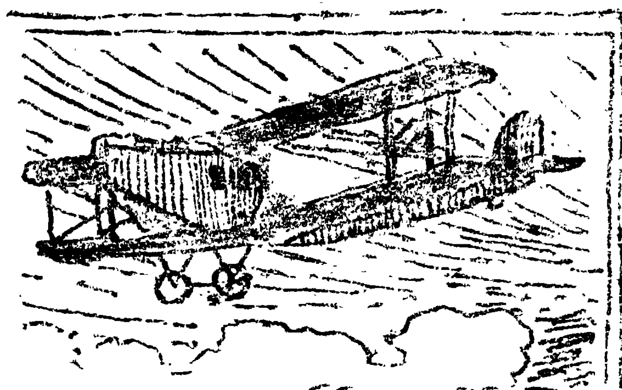
اپنے آقا کی موت کے بعد بھی دیوموس محل سے نکالا نہ گیا، بلکہ وہاں ایک خاص کمرے میں جہاں تین غلام ہر وقت اس کی خدمت میں رہتے، مکمل آزاد رہتا۔

وہ ۷۷ء میں مرگیا اور اپنے پیچھے اپنی وسیع شہرت اور نہایت مضبوط فنی آثار چھوڑ گیا۔ تاریخ نے اس کے مالک کے نام کے ایک طرف اس کا نام درج کیا جو ایک ہی وقت میں اس کی بدبختی و خوش بختی کا موجب تھا۔ اور اگر وہ نہ ہوتا تو دیوموس ایسا ماہر فن ماہر نہ بنتا، جس نے تصویریں بنائیں اور اپنی کارگیری اپنی براعت و مہارت سے لوگوں کو حیران کر دیتا، اور جس نے یہ ثابت کر دیا کہ ہمت بلند، کیسی ہی سخت مصیبتیں ہوں اُن کو آسان کر دیتی ہے۔ اور آدمی جب صبر اور مصمم ارادے کو مضبوطی سے تھام لیتا ہے تو وہ ہاتھوں کا کام اپنے پاؤں سے لے سکتا ہے!



اَلدُّرُوسُ العَرَبِيَّةُ

اَلطَّيَّارَةُ

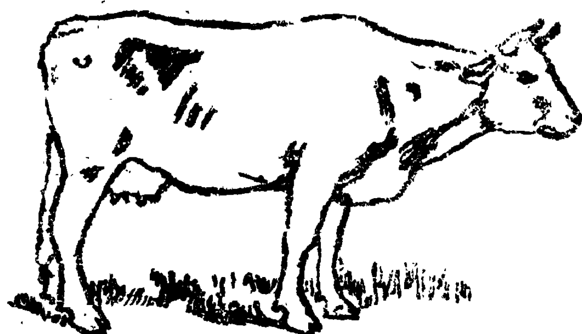


هٰذِهٖ هِيَ الطَّيَّارَةُ ، اُنْظُرْ اِلَيْهَا وَ هِيَ
تُحَلِّقُ فِي الْجَوِّ كَالطَّيْرِ ، لَهَا جَنَاحَانِ
كَبِيْرَانِ ، وَ ذَيْلٌ طَوِيْلٌ ، وَ فِيْ مُقَدَّمِهَا
مِرْوَحَةٌ تَدُوْرُ بِسُرْعَةٍ عَظِيْمَةٍ ، فَتَرْتَفِعُ
بِهَا الطَّيَّارَةُ وَ تَطِيْرُ ، وَ لَهَا عَجَلَتَانِ تَسِيْرُ
عَلَيْهِمَا عِنْدَ مَا تَكُوْنُ عَلَى الْاَرْضِ ، وَ هُمَا
لَهَا بِمَثَابَةِ الْاَرْجُلِ لِلطَّيْرِ .
وَ تُسْتَخْدَمُ الطَّيَّارَةُ فِي الْحُرُوْبِ ، وَنَقْلِ
الْبَرِيْدِ وَ الْبَضَائِعِ الثَّمِيْنَةِ من مَكَانٍ إِلَى

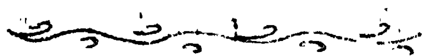
آخَرَ فِي وَقْتٍ قَرِيبٍ.



اَلْبَقَرَةُ



اَلْبَقَرَةُ مِنْ أَنْفَعِ الْحَيَوَانِ لِلْإِنْسَانِ، لَهَا رَأْسٌ كَبِيرٌ، وَ قَرْنَانِ صَغِيرَانِ، وَ عَيْنَانِ وَاسِعَتَانِ جَمِيلَتَانِ، وَ فَمٌ كَبِيرٌ وَ ذَيْلٌ طَوِيلٌ، وَ أَرْجُلٌ قَوِيَّةٌ ذَاتُ أَظْلَافٍ مَشْقُوقَةٍ، وَ هِيَ تَتَغَذَّى بِالْفُولِ وَ الْبِرْسِيمِ وَ الْحَشَائِشِ. وَ الْبَقَرَةُ شَرِيكَةُ الْفَلَّاحِ فِي عَمَلِهِ، فَتَحْرُثُ لَهُ الْأَرْضَ، وَ تَسْقِي الزَّرْعَ، وَ تَدْرُسُ الْحَبَّ، وَ يُعْمَلُ مِنْ لَبَنِهَا الْجُبْنُ وَ الزُّبْدُ، وَ مِنْ جِلْدِ الْبَقَرَةِ تُصْنَعُ النِّعَالُ وَ الْحَقَائِبُ، وَ مِنْ قَرْنَيْهَا تُعْمَلُ أَيْدِي الْعِصِيِّ وَ السَّكَاكِينِ.



ادب السیر



طَلَبَ عَلِیٌّ مِنْ وَالِدِہٖ یَوْمًا أَنْ یَسْمَحَ لَہٗ بِالذَّھَابِ لِزِیَارَۃِ عَمَّتِہٖ ، فَقَالَ لَہٗ وَالِدُہٗ: إِنِّیْ أَخَافُ أَنْ تَدُوْسَکَ السَّیَّارَاتُ ، أَوْ یَحْصُلَ لَکَ أَذًی فِی الطَّرِیْقِ ۔ فَقَالَ الْوَلَدُ : لَا تَخَفْ یَا وَالِدِیْ ، فَإِنَّ الْمُعَلِّمَ اَرْشَدَنَا إِلٰی آدَابِ السَّیْرِ فَقَالَ : إِذَا سِرْتُمْ فِی الطَّرِیْقِ فَانْظُرُوْا اَمَامَکُمْ وَ ابْتَعِدُوْا عَنِ الزِّحَامِ وَ الْعَرَبَاتِ ، وَ لَا تَقْرَبُوْا مِنَ الَّذِیْنَ یَتَشَاجَرُوْنَ ، وَ إِذَا رَأَیْتُمْ ضَعِیْفًا فَعَاوِنُوْہُ ، أَوْ أَعْمٰی فَأَرْشِدُوْہُ ، أَوْ کَبِیْرَ السِّنِّ فَسَاعِدُوْہُ ۔ فَسُرَّ وَالِدُہٗ مِنْ ذٰلِکَ وَ سَمَحَ لَہٗ لِلذَّھَابِ لِزِیَارَۃِ عَمَّتِہٖ ۔



اَلشَّرُّ بِالشَّرِّ



كَانَ يُوسُفُ يُحِبُّ أَنْ يُعَاكِسَ الْحَيَوَانَ وَ يُؤْذِيَهُ بِدُوْنِ سَبَبٍ، وَ ذَاتَ يَوْمٍ رَأَى كَلْباً فَاقْتَرَبَ مِنْهُ وَ رَمَاهُ بِحَجَرٍ أَصَابَ رَأْسَهُ، فَاغْتَاظَ مِنْهُ الْكَلْبُ وَ هَجَمَ عَلَيْهِ وَ عَضَّهُ فِي



رِجْلِهِ، وَ مَزَّقَ مَلَابِسَهُ. فَصَرَخَ يُوسُفُ وَصَارَ يَبْكِي مِنْ شِدَّةِ الْأَلَمِ، وَنَدِمَ عَلَى مَا فَعَلَ، وَ عَرَفَ أَنَّ الَّذِي يَفْعَلُ الشَّرَّ يَلْقَى الشَّرَّ،

وَ مَا عَادَ بَعْدَ ذٰلِكَ يُؤْذِي أَحَدًا .



اَلرِّفْقُ بِالْحَيَوَانِ



أُحِبُّ قِطَّتِي وَ أَهْوَى كَلْبِي
مَحَبَّةً تَمْلَأُ كُلَّ قَلْبِي
وَ أَرْحَمُ الْعُصْفُورَ فِي الْأَقْفَاصِ
لَيْسَ لَهُ فِي الْأَسْرِ مِنْ خَلَاصِ
وَ أَكْرَهُ الْفَلَّاحَ يَهْوِي بِالْعَصَا
عَلَى الْحِمَارِ أَنْ تَوَانَى أَوْ عَصَى
لَا شَيْءَ كَالرَّحْمَةِ أَوْ كَاللِّينِ
بِالْحَيَوَانِ الْأَعْجَمِ الْمِسْكِينِ



قِطٌّ سَمِيْر



سَمِيْرٌ لَهُ قِطٌّ أَبْيَضُ جَمِيْلٌ، يُحِبُّهُ وَ يَلْعَبُ
مَعَهُ كَثِيْرًا وَقْتَ فَرَاغِهِ مِنْ عَمَلِهِ لِأَنَّهُ قِطٌّ
لَطِيْفٌ وَدِيْعٌ يُحِبُّ سَمِيْرًا، وَ لَا يَخْمِشُهُ، وَ
يَحْرُسُهُ إِذَا نَامَ، وَ يَجْلِسُ فِيْ حِجْرِهِ إِذَا
جَلَسَ، وَ يَتَمَسَّحُ بِهِ مُظْهِرًا لَهُ الْحُبَّ وَ الْوَفَاءَ.
قِطُّ سَمِيْرٍ شَعْرُهُ نَاعِمٌ، وَ بَصَرُهُ قَوِيٌّ، وَفَمُهُ
صَغِيْرٌ وَ مَخَالِبُهُ حَادَّةٌ، وَ ذَيْلُهُ طَوِيْلٌ، وَ هُوَ
يَقْتُلُ الْحَشَرَاتِ الضَّارَّةَ وَ الْفِيْرَانَ الْمُؤْذِيَةَ، وَسَمِيْرٌ
يُطْعِمُهُ مِنْ طَعَامِهِ وَ يُعْنَى كَثِيْرًا بِنَظَافَتِهِ وَرَاحَتِهِ۔

ترجمہ :-

ہوائی جہاز

یہ ہوائی جہاز ہے۔ اس کو دیکھو۔ وہ پرندے کی طرح ہوا میں چکر کاٹتا ہے
اس کے دو بڑے بڑے پنکھ ہیں۔ ایک لمبی دُم ہے۔ اور اس کے آگے کے حصے میں
ایک پنکھا ہے جو بہت تیزی سے گھومتا ہے۔ اسی سے طیارہ اونچا ہوتا اور اڑتا ہے
اور اس کے دو پہیے ہیں۔ جب زمین پر ہوتا ہے تو ان ہی چلتا ہے۔ وہ اس کو ایسے ہی
ہیں جیسے پرندوں کو پاؤں۔
ہوائی جہاز سے لڑائیوں میں اور بازک وقت ایک جگہ سے دوسری جگہ ڈاک
اور قیمتی مالوں کے ڈھونے کا کام لیا جاتا ہے۔



گائے

انسان کے حق میں بہت بیش قیمت جانور ہے۔ اس کا ایک بڑا سر ہوتا ہے۔ دو
چھوٹے چھوٹے سینگ، دو خوشنما کھلی کھلی آنکھیں، ایک بڑا منہ اور لمبی دم
مضبوط پھٹے ہوئے کھروں والی ٹانگیں۔ وہ چنے (باقلا) برسیم اور گھاس کھاتی ہے
گائے کسان کے کام میں اس کی ساجھی ہے۔ زمین جوتتی ہے، کھیتی سینچتی ہے، دانے
گاہتی ہے۔ اور اس کے دودھ سے پنیر اور مکھن بنتا ہے۔ گائے کے چمڑے سے جوتے
اور تھیلے بنتے ہیں۔ اور اس کے سینگوں سے چھریوں اور چھریوں کے دستے بنتے ہیں۔



رستہ چلنے کا سلیقہ

علی نے ایک دن اپنے والد سے درخواست کی کہ اس کو پھوپھی کے ہاں جانے کی اجازت دے۔ باپ نے اس سے کہا : میں اس سے ڈرتا ہوں کہ تم موٹروں کے نیچے کچلے جاؤ یا رستے میں تم کو کوئی تکلیف پہنچ جائے۔ لڑکے نے کہا : ابّا جی! آپ فکر نہ کریں۔ جنابِ استاد نے ہم کو راہ چلنے کے ڈھنگ بتائے ہوئے ہیں۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ : جب راستے میں چلا کرو تو اپنے سامنے دیکھا کرو۔ بھیڑ بھاڑ اور بگھیوں سے دور رہو، اور جو لوگ لڑتے جھگڑتے ہوں، ان کے پاس نہ پھٹکو۔ اور جب کسی ناتوان کو دیکھو، اس کی مدد کرو۔ اندھے کو دیکھو تو اسکو راستہ بتا دو۔ بوڑھے کو دیکھو تو اس کی دستگیری کرو۔ باپ اس بات سے خوش ہوا اور اس کو پھوپھی کی ملاقات کی اجازت دے دی۔



بدی کو بدی

یوسف جانوروں کو کھجانا اور بلاوجہ ان کو ستانا پسند کرتا تھا۔ ایک دن ایک کتے کو دیکھکر اس کے پاس گیا اور اس پر ایک پتھر چلایا جو اس کے سر پر جا لگا۔ کتے نے اس سے جھلّا کر اس پر حملہ کیا۔ اس کی ٹنگڑی لی اور کپڑے اس کے پھاڑ ڈالے۔ یوسف چیخا اور درد کی شدّت سے رونے لگا۔ اور اپنے کئے پر پچھتایا، اور جان لیا کہ : جو برائی کرتا ہے برائی بھرتا ہے۔ اور پھر اس نے کسی شخص کو نہیں ستایا۔



جانداروں سے نرمی

میں اپنی بلی کو اور اپنے کتے کو ایسا چاہتا اور اتنا پیار کرتا ہوں
جو میرے سارے دل کو بھرپور کر دیتا ہے -
اور میں کسان کو ناپسند کرتا ہوں جو اپنی لاٹھی
گدھے کو رسید کرتا ہے اگر وہ سستی یا نافرمانی کرے -
کوئی چیز مسکین یا بے زبان جانور پر
مہربانی یا نرمی کرنے جیسی نہیں ہے -



سمیر کا بِلّا

سمیر کا ایک سفید خوبصورت بِلّا ہے، جو اس کے کام سے فارغ ہو جانے کے وقت اس سے کھیلتا، اور اس کو بہت چاہتا ہے - اور اس کو نوچتا نہیں ہے - اور جب وہ سوتا ہے، اس کی رکھوالی کرتا ہے - اور جب وہ بیٹھتا ہے تو کمرے میں بیٹھتا ہے - اور محبت اور وفا جتانے کے لئے اس کی خوشامد کرتا ہے -

سمیر کے بلّے کے بال ملائم ہیں - اس کی نگاہ قوی، اس کا منہ چھوٹا، اس کے پنجے تیز اور اس کی دم لمبی ہے - وہ موذی کیڑوں اور ستانے والے چوہوں کو مار ڈالتا ہے - اور سمیر اس کو اپنے کھانے میں سے کھلاتا اور اس کی صفائی اور آرام کا بہت دھیان رکھتا ہے



استاد کی امداد کے بغیر

عربی سکھا دینے والی کتابیں

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
معلم العربیہ	عہ	خزینۃ العلوم حصہ اول مجلد	عہ ۴ر
مدرس العربیہ	عہ ۸ر	لغات القرآن	۱۰ ار
عربی ٹیچر	عہ	″ عزیزی	عا ۴ر
عربی کا معلم جدید حصہ اول	۱۴ ار	مصباح القرآن ″	عہ ۸ر
″ ″ دوم	۱۴ ار	عربی بول چال حصہ اول	۱۴ ار
کلید ″ ″ اول	۵ ر	″ ″ دوم	۱۴ ار
″ ″ ″ دوم	۵ ر	کتاب الصرف	۱۴ ار
کلام عربی حصہ اول	۱۰ ار	″ النحو	۱۰ ار
″ ″ دوم	۱۰ ر	قوانین عربی	۱۲ ر
ترجمان القرآن جلد اول، دوم، سوم،		اردو عربی ترجمہ	عہ ۸ر
چہارم، پنجم، ششم فی جلد	عہ	الصحیفۃ الاولیٰ	
جلد ۲۹ و ۳۰ ″	عہ	″ الثانیہ	ہر چہار
ہدایت العربیہ	عا	″ الثالثہ	حصہ
اساس عربی	عا	″ الرابعہ	عہ ۸ر
اللغات والامثال	عا	الدروس العربیہ حصہ اول	عہ ۸ر

ملنے کا پتہ: مینیجر مکتبۂ علمیہ۔ مدرسۃ البنات۔ جالندھر شہر۔ پنجاب

مُفید کتابیں

کتاب	قیمت
نفقہ و فا: مرد اور عورت کے لئے بہترین راہِ عمل	۲ ر
محمد اور عورت ذات	۳ ر
اظہارِ حق: تفسیر سورۃ والتین	۲ ر
ہمارے اعمال اور ان کی قدر و قیمت	۲ ر
الناموس المقدس: تفسیر سورۃ مزمل	۴ ر
نور الحق: تفسیر سورۃ علق مع ضمیمہ	۳ ر
اصل الاصول: اہلِ حدیث اور اہلِ قرآن کے مناظرہ پر محاکمہ	۲ ر
سمجھ کر یا بے سمجھے؟ بے سمجھی کی نماز پر جھگڑا	۱ ر
ارشادات القرآن	۸ ر
تندرستی ہزار نعمت	۵ ر
الاحسان: تصوف کا بیان	۸ ر
لالہ صحرا (نظم) از پروفیسر منیر ایم اے	۴ ر
جبریل و ابلیس " " "	۴ ر
اتاترک	۲ ر
نشانِ اردو	۲ ر

کتاب	قیمت
نماز بلادِ اسلامیہ میں	۳ ر
سرِ دلبراں: قابلِ دید	۳ ر
مقتولِ بے حیائی	۱/ ر
قواعدِ عربی حصہ اول - علم صرف	۱۲ ر
عروسِ غربت: ایم - ایم - اسلم	۴
بقائے دوام: " "	
انتقام: " "	۳ ر
پیمانِ وفا: " "	۵ ر
خطِ تقدیر " "	۲ ر
غزال " "	۱۰ ر
ساربان " "	۴ ر
چار سہیلیاں " "	۶
بڑی بی " "	۱۲ ر
نور ہدایت " "	۴ ر
دریائے وحدت: قرآن شریف کی آیات اور دیگر نسخہ کے شبدوں کی یکرنگی	۱۲ ر
الفوز الکبیر: الفتح الخبیر فارسی	۸ ر

ملنے کا پتہ: کتب خانہ انجمن اشاعتِ اسلام - دار القرآن - جالندھر شہر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۵۵

پیام اسلام

جالندھر شہر

تعلیمی صحیفہ

دسمبر سنہ ۱۹۴۶ء

مدیر: محمد احمد خان ذاکر

قواعد

۱۔ رسالہ ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے۔

۲۔ رسالہ نہ پہنچنے کی اطلاع اسی مہینے کی بیسویں تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانی چاہیئے، ورنہ رسالہ بشرط موجودگی، قیمت پر ملیگا۔

۳۔ چندہ سالانہ ۳ ؎ ۔ فی پرچہ ۴ ر

۴۔ اشتہارات کی اُجرت کا تصفیہ منیجر سے بذریعہ خط و کتابت کرنا چاہیئے۔

جنرل برقی پریس ریلوے روڈ جالندھر شہر میں چھپ کر
باہتمام محمد احمد خاں ذاکر پرنٹر پبلشر "دارالقرآن" سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیام اسلام
جالندھر شہر
جلد ۱۷ دسمبر ۱۹۴۶ء محرم ۱۳۶۶ھ نمبر ۱۲

اَلدُّرُوْسُ الْعَرَبِيَّةُ

اَلْمُعَلِّمَةُ وَالتِّلْمِيْذَاتُ

المعلمة : اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ اَيَّتُهَا الْعَزِيْزَاتُ !
التلميذات : وَ عَلَيْكِ السَّلَامُ يَا سِتَّنَا الْمُكَرَّمَةُ .
المعلمة : اِجْلِسْنَ . (اَلتِّلْمِيْذَاتُ يَجْلِسْنَ) تَمُدُّ يَدَهَا فَتَأْخُذُ مِنْ درج مكتبها الطباشير. تكتب التاريخ عَلَى السَّبُّوْرَةِ ، تحته كلمة "مطالعة" تتناول دفتر الفصل، تُنَادِي التِّلْمِيْذَاتِ .

(۱) صَفِيَّہ سَيِّد، اَفَنْدَم (۲) فَاطِمَہ يُوسف، اَفَنْدَم
(۳) فَاطِمَہ صِدِّقِي، اَفَنْدَم (٤) عَائِشَہ اِبْرَاهِيم غَائِبَہ
(٥) رَضِيَّہ عَاصِم، لَبَّيْكَ! (٦) نَسِيمَہ يَعْقُوب، لَبَّيْكَ!
تكتب بالطَّبَاشِيْر فِي شِمَال شَرْقِي السَّبُّورَةِ

۵/۶

وَاحِدٌ (تَفْتَحَ المحفظات)- إِثْنَين (تخرج الكتب)- ثَلَاثَہ (تُغلق المحفظات). اربعه (يضعن الكتب على الطاولة معلقه.

ثُمَّ تُقَلِّبُ المُعَلِّمَةُ فِي صفحات الكتاب و تَقُوْلُ: الصفحة التَّاسِعُ الدرس ....
فتفتح التلميذات كتبهنّ و تنظرن فيها (ثم تكتب المعلّمة الكلمات المبنيه باعلى الدرس على السبّورة: فتقرأ التلميذات كل واحدة منهن قطعة الى ان ينتهى.

عائشه (تدق الباب ثم تدخل).

المعلمه: حَسَنًا حَسَنًا (تَهُزُّ رأسها) هٰذِهِ عَادَتُكِ يَا عائشه! فَقَدْ اَخَذْتِ عَلٰى عَاتِقِكِ اَلَّا تَحْضُرِي بِمِيعَادِ المَدْرَسَةِ يَوْمًا واحدًا فى عُمُرِكِ.

عائشه (تقدم الخطاب بكبرياءٍ و خلاعةٍ)

المعلمه: تتناول الخطاب من يدها و تقرأ ثم

تطویہ و تبتسم طویلاً ثم تنظر للتلمیذات)
اِنَّ ھٰذَا الْخِطَابَ غَرِیْبٌ جِدًّا یَا تِلْمِیْذَاتِیْ!
وَ اَنَّ العُذْرَ الَّذِیْ اَدّٰی اِلٰی تَاخِیْرِ
السَّیِّدَہِ عَائِشَۃَ لَمُدْھِشٌ جِدًّا وعَجِیْبٌ لِلْغَایَۃِ
فَانْصُتْنَ قَلِیْلاً لِاَتْلُوَ عَلَیْکُنَّ ذٰلِکَ الْخِطَابَ
تَوْبِیْخًا لِصَاحِبَتِہٖ۔

عائشہ (بتعجب) تَوْبِیْخًا آلْ!

التلمیذات ینصتن للغایہ۔

المعلمہ: سَیِّدِی المُحْتَرَمُ نَاظِرَ المَدْرَسَۃِ!
اُقَدِّمُ لَکَ التَّحِیَّۃَ وَ اُخْبِرُ بِاَنَّ السَّبَبَ الَّذِی
اَدّٰی لِتَأْخِیْرِ کَرِیْمَتِی السِّتِّ عَائِشَہ خَانَم
عَنِ الْمَدْرَسَۃِ صَبِیْحَۃَ الْیَوْمِ اِنَّھَا نَزَلَتْ
اِلَی الْحَدِیْقَۃِ لِتَجْمَعَ بَعْضَ اَزْھَارٍ لِتُقَدِّمَھَا
لِبَعْضِ اَخَوَاتِھَا فِی الْمَدْرَسَۃِ حَسَبَ
عَادَتِھَا، اِذْ شَاکَتْھَا شَوْکَۃُ الْوَرْدِ شَکًّا
مُؤْلِمًا فَخَشِیْنَا اَنْ تَلْحَقَ ھٰذِہِ الشَّاکَۃُ
بِاَذًی فِیْ یَدِھَا فَاَسْعَفْنَاھَا بِالْعِلَاجِ عِنْدَ
طَبِیْبِ الْاُسْرَۃِ وَ بِمَا اَنَّ جَمْعَ الْاَزْھَارِ الَّذِیْ
تَسَبَّبَ عَنْہُ ھٰذَا التَّاخِیْرُ لَمْ یَکُنْ اِلَّا
لِمَصْلَحَۃِ الْمَدْرَسَۃِ اَوْ ھُوَ لِتِلْمِیْذَاتِ اَرْجُوْ
مُعَافَاتَ کَرِیْمَتِنَا الْمَذْکُوْرَۃِ مِنَ الْعِقَابِ۔

وَ اَمَلُنَا اَنْ نَرٰی مِنْكُمْ عَلَى الدَّوَامِ الْعَطْفَ
وَ الحَنَانِ وَ السَّلَامُ ۔
التلميذات (يبتسمن و يتكلمن مَعَ بعضٍ باشاراتٍ
خفيّة)
المعلمة (لعائشة بابتسام و سخرية) هَلْ
اَرِيْتِ هٰذَا الخِطَابَ لِحَضْرَةِ النَّاظِرِ .
عائشه : مَا لَقِيْتُه .
المعلمہ : اُدْخُلِی وَقِفِیْ فِیْ مَكَانِكِ .
عائشه (تَدْخُلُ وَ تقف عابسة بِمَكَانِهَا .)
المعلمہ : اِنِّیْ فِیْ مُنْتَهَى الحَيْرَةِ مِنْكِ يَا عَائشه!
ـــ يَا عَائِشَه خَانَمْ ! اِنَّكِ لَا تُفَكِّرِيْنَ اِلَّا
فِیْ نَفْسِكِ وَ لَا تَعْنِيْنَ اِلَّا بِوَرْدَاتٍ مُخْتَلِفَةٍ
تُحَلِّيْنَ بِهَا شَعْرَكِ وَ لَا تَقْرَئِيْنَ اِلَّا فِیْ
كُتُبِ النَّوَادِرِ وَ الْفُكَاهَاتِ وَ لَا تَجْلِسِيْنَ
وَقْتَ الدَّرْسِ اِلَّا لَاهِيَةً ضَاحِكَةً وَ قَدْ
كُنْتُ اَحْتَمِلُ مِنْكِ كُلَّ ذٰلِكَ . اَمَّا الْيَوْمَ فَقَدْ
جَنَيْتِ مَا لَا طَاقَةَ لِیْ عَلَى اِحْتِمَالِهِ . شَوْكَةُ
الْوَرْدِ شَكَتْكِ فَاَسْعَفْتِ بِالعِلَاجِ وَ تَاَخَّرْتِ
عَنِ المَدْرَسَةِ ـــ يَا عَائشه خَانَمْ ! اِنَّ مِنَ
التِّلْمِيْذَاتِ الْمُجْتَهِدَةُ وَ الكَسُوْلَةُ . وَ مِنْهُنَّ
مَنْ خُلِقَتْ مِنَ الدَّمِ وَ الَّلحْمِ وَ مِنْهُنَّ مَنْ

خُلِقَتْ مِنَ اللَّبَنِ . وَ مِنْهُنَّ تَلْعَسُهَا العَقْرَبُ فَلَا تَتَاَخَّرُ عَنْ مِيْعَادِ الْمَدْرَسَةِ ، وَمِنْهُنَّ مَنْ تَشْكُهَا شَوْكَةُ الوَرْدِ فَتَتَاَخَّرُ وَ تَاْتِيْ بِخَطَابِ اِعْتِذَارٍ تَطْلُبُ مِنَ النَّاظِرِ الْعَطْفَ وَ الْحَنَانَ اِنَّكِ صَغِيْرَةُ الْعَقْلِ يَا عَائِشَه! فَارْدِعِي نَفْسَكِ بِنَفْسِكِ قَبْلَ اَنْ تَرْدَعَكِ الاَيَّامُ . كُوْنِيْ عَلٰى ثِقَةٍ بِاَنَّكِ سَتَقَعِيْنَ بَيْنَ يَدَيْ نَفْسِكِ فِي الْمُسْتَقْبَلِ فَتَتَذَكَّرِيْنَ كُلَّ ذٰلِكَ وَ تَطْلُبِيْنَ بِكُلِّ سُرُوْرٍ مَنْ يُؤَنِّبُكِ عَلٰى اِفْرَاطِكِ فَلَا تَجِدِيْنَ اِلَّا الْحُزْنَ وَ الغَمَّ فَتَعِيْشِيْنَ حَقِيْرَةً ذَلِيْلَةً وَ تَقْضِيْنَ كُلَّ عُمْرِكِ فِيْ تَعَاسَةٍ وَ شَقَاءٍ . فَاسْمَعِي نُصْحِيْ وَ اعْلَمِيْ اَنَّكِ لَنْ تَجِدِيْ بِالْغَدِ ذٰلِكَ الْمُرْشِدَ الَّذِيْ يَرْجُوكِ وَيُرْشِدُكِ الْيَوْمَ . فَانْتَهِيْ مِنْ غَشْيَتِكِ وَ انْظُرِيْ بِاِمْعَانٍ فِيْ مُسْتَقْبِلِ اَمْرِكِ . وَ كَفَاكِ ذٰلِكَ الْيَوْمَ زَجْرًا. فَاَخْرِجِيْ كِتَابَكِ وَ اقْرَإِيْ دَرْسَكِ .

عَائشه (تُخْرِجُ الكِتَابَ)

المعلمه : الصفحة التاسعه الدرس . . . .

عائشه : يَبْتَدِئُ بالقراءة فتقرأ الجزء الاوّل لغاية نقطة معينة . و لكن قراءتها سيئة

حيث تصلح المعلمة عدة كلمات.

المعلمة: يَسُوءُنِي جِدًّا يَا بُنَيَّتِي أَنْ تَكُونِي بِهٰذِهِ الحَالَةِ السيئةِ الَّتِي أَنْتِ عَلَيْهَا. وَهَا أَنَا قَدْ قَدَّمْتُ لَكِ النَّصِيحَةَ، وَ أَدْعُوا اللهَ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالىٰ أَنْ يُرْشِدَكِ إِلَى الخَيْرِ وَ أَنْ يُوَفِّقَكِ إِلىٰ مَا فِيهِ المَنْفَعَةُ لَكِ، إِنَّهُ عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. اِجْلِسِ الآنَ، وَ لِيَ أَمَلٌ أَنْ يَكْتَفِيَ بِهٰذِهِ النصيحة يا عائشة!

الجرس يدق من الخارج فتخرج التلميذات.

"تنزل الستار"

ترجمہ:-

استانی اور لڑکیاں

استانی:- السلام علیکن - پیاری بچیو!

لڑکیاں:- وعلیکِ السلام - ہماری معظم خاتون -

استانی:- بیٹھ جاؤ - (لڑکیاں بیٹھ جاتی ہیں) - ہاتھ بڑھا کر اپنی ڈیسک کے دراز سے چاک لے لیتی ہے - تختہ سیاہ پر تاریخ لکھتی ہے - اس کے نیچے لفظِ "مطالعہ" - جماعت کا رجسٹر لیتی ہے - لڑکیوں کو پکارتی ہے -

(۱) صفیہ سید! ــــ (حاضر) جناب - (۲) فاطمہ یوسف! ــــ جناب!
(۳) فاطمہ صدقی! ــــ (حاضر) جناب! - (۴) عائشہ ابراہیم! ــــ غیر حاضر -
(۵) رضیہ عاصم! ــــ حاضر - (۶) نسیمہ یعقوب! ــــ حاضر

چاک سے تختہ سیاہ کی شمال مشرقی جانب لکھتی ہے ۵/۶

واحد (ایک) (لڑکیاں بستے کھولتی ہیں)۔ اثنین (دو) (کتابیں نکالتی ہیں)۔ ثلاثہ (تین) (بستے بند کرتی ہیں)۔ اربعہ (چار) (بند کتابیں میز پر رکھتی ہیں۔ پھر استانی کتاب کی ورق گردانی کر کے کہتی ہے: نواں صفحہ ــــ سبق ۔۔۔۔۔۔

لڑکیاں اپنی کتابیں کھول کر دیکھنے لگ جاتی ہیں۔

پھر استانی سبق کا عنوان تختہ سیاہ پر لکھتی ہے۔

پھر لڑکیاں ایک ایک کر کے سبق کا ایک ایک حصہ پڑھتی ہیں، یہاں تک کہ ختم ہو جاتا ہے۔

عائشہ دروازہ کھٹکھٹاتی ہے، پھر اندر آجاتی ہے۔

استانی: خوب! خوب (اپنا سر ہلاتی ہے) عائشہ! یہ تمھاری عادت ہے۔ تم نے تو یہ سوگند کھا رکھی ہے کہ ساری عمر میں ایک بار بھی وقت پر مدرسہ میں حاضر نہیں ہو گی

عائشہ بڑے گھمنڈ اور بے رکاوٹ کے ساتھ خط معلمہ کے آگے پیش کرتی ہے۔

استانی خط کو اس کے ہاتھ سے لے کر پڑھتی اور پھر اس کو لپیٹ دیتی ہے (دیر تک مسکراتی اور لڑکیوں کی طرف دیکھتی ہے)۔

یہ خط، اے میری شاگردو! بہت ہی عجیب ہے، اور جس عذر نے جناب عائشہ کو دیر کرائی، وہ بہت ہی حیرتناک اور از حد نرالا ہے۔ ذرا سنئے۔ میں یہ خط پڑھ کر تمہیں سناتی ہوں، اس خط والی کو جھڑکنے کے لئے۔

عائشہ (متعجب ہو کر) ہائیں جھڑکنے کے لئے! طالبات (بالکل خاموش ہو جاتی ہیں):۔

"جناب محترم ہیڈ ماسٹر صاحب! میں سلام عرض کر کے وہ سبب آپ کو بتلانا چاہتا ہوں جو آج صبح میری برخوردار رسیدہ عائشہ کے دیر کرنے کا باعث ہوا۔ بات

یہ ہے کہ وہ حسب عادت اپنے مدرسہ کی بعض سہیلیوں کے واسطے کچھ پھول جمع کرنے کو باغ گئی تھی کہ اسکے بہت دردناک طریق پر گلاب کا کانٹا چبھ گیا۔ ہم کو اندیشہ ہوا کہ اس چبھن سے اس کے ہاتھ کو تکلیف پہنچے گی۔ ہم نے فیملی ڈاکٹر سے اس کا معالجہ کرایا۔ اور اس لئے کہ ان پھولوں کا اکٹھا کرنا جو موجب تاخیر ہوئے، مدرسے کی مصلحت یا طالبات کی خاطر تھا۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ نور چشم مذکورہ کو سزا سے معاف رکھیں گے، اور ہمیں توقع ہے کہ ہم ہمیشہ آپ کی عنایت و شفقت دیکھیں گے، والسلام۔

لڑکیاں (مسکراتی اور آپس میں چھپی اشارتوں سے باتیں کرتی ہیں)

استانی:۔ (عائشہ سے مسکراتے اور مذاق اڑاتے ہوئے) تم نے یہ خط جناب سرمعلم کو دکھایا؟

عائشہ: میں ان سے نہیں ملی۔

استانی:۔ اندر آؤ اور اپنی جگہ پر کھڑی ہو جاؤ۔

عائشہ اندر آکر اپنی جگہ کھڑی ہو جاتی ہے۔

استانی:۔ میں تجھ سے سخت حیران ہوں، اے عائشہ!— عائشہ خانم! تم سوا اپنی ذات کے اور کوئی بات نہیں سوچتی ہو، اور بجز مختلف پھولوں سے اپنے بالوں کی آرائش کرنے کے تمہیں کسی کام سے سروکار نہیں، اور تم پڑھتی بھی ہو تو دل بہلاؤ کی کتابیں، اور سبق کے وقت اگر بیٹھتی ہو تو صرف ہنستی کھیلتی رہتی ہو۔ میں یہ سب کچھ تم سے برداشت کرتی رہی مگر آج جو کچھ لائی ہو اس کے برداشت کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ گلاب کا کانٹا چبھ گیا تو اس کا معالجہ کراتی رہ گئی، اور مدرسہ آنے میں دیر کر دی۔ عائشہ خانم! لڑکیاں محنتی بھی ہوتی ہیں اور سست بھی۔ کچھ تو ان میں وہ ہوتی ہیں جو گوشت اور خون سے بنی ہوئی ہوتی ہیں اور کچھ وہ جو دودھ سے بنی ہوتی ہیں۔ اور کچھ تو وہ ہوتی ہیں کہ ان کو چبھو

بھی ڈنک مارتا ہے تو مدرسہ کے وقت سے پیچھے نہیں ہٹتیں، اور کوئی وہ کہ ان کو کتاب کا کانٹا چُبھ جاتا ہے تو دیر کر دیتی ہے اور معذرت نامہ لیکر جس میں سر معلم سے عنایت و شفقت کی درخواست ہوتی ہے آجاتی ہیں۔ عائشہ! تُو بہت چھوٹی عقل کی لڑکی ہے۔ تُو پیشتر اس کے کہ زمانہ تجھ کو ٹوکے تُو خود اپنے آپ کو روک۔ یاد رکھ، عنقریب تجھ کو پچھتانا پڑیگا۔ اُس وقت تجھ کو یہ سب کچھ یاد آئے گا، اُسوقت تُو پُوری خوشی سے خواہش کریگی کہ کوئی تجھ کو تیری بدلگامی پر ڈانٹے مگر بجز غم و اندوہ کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ تو ذلیل و خوار ہو کر جیئے گی اور اپنی ساری عمر بدبختی و بدحالی میں بسر کریگی۔ سو اب میری نصیحت سُن اور جان لے کہ کل تجھ کو کوئی ایسا مرشد نہ ملیگا، جو اُس روز تجھ کو ڈانٹے۔ پس تُو اپنی بیہوشی سے باز آجا۔ اور اپنی آئندہ زندگانی پر غور کر اور اپنے تئیں اس دن کی ڈانٹ سے بچالے۔ اپنی کتاب نکال اور اپنا سبق سنا۔

کتاب نکالتی ہے۔

صفحہ نو، سبق . . . .

عائشہ پڑھنا شروع کرتی ہے، اور سبق کو اول سے آخر تک سنا دیتی ہے، لیکن اس کی پڑھائی خراب ہے۔ اُستانی کئی لفظ درست کراتی ہے۔

اُستانی: تیری یہ خراب حالت بیٹیا! مجھ کو بہت بُری لگتی ہے۔ یہ دیکھ میں نے تجھ کو نصیحت کر دی ہے، اور میں خدائے پاک و برتر سے دعا کرتی ہوں کہ تجھ کو نیکی کی ہدایت کرے۔ اور تجھ کو ایسے کاموں کی توفیق بخشے جن میں تیرا فائدہ ہو، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اب بیٹھ جاؤ، اور مجھ کو امید ہے کہ یہ نصیحت تم کو کافی ہو گی، عائشہ:

باہر گھنٹہ بجتا ہے، لڑکیاں نکل جاتی ہیں۔

"پردہ گر پڑتا ہے"



السّلطان فی القفص

"..... اللّهمّ مالك الملك، تؤتي الملك من تشاء، و تنزع الملك ممن تشاء، و تعز من تشاء و تذل من تشاء...."

الحياة تجديد، و سنة العمران تقتضى الهدم و البناء....

انهزمت جيوش، و انقرضت امم، و اضمحلت دول، و قامت على أنقاضها دولة الأتراك الفتية..

١٣٧٨.....

تدفقت جحافل السلطان مراد الأول تدفق السيل المزبد الجارف، فاغرقت فى خضمها سهول الأناضول، واكتسحت مدنه العامرة، و دكت جباله و حصونه، وجعل الغزاة الظافرون يتطلعون الى القسطنطنية، و يطمعون فى الاستيلاء و القضاء على دولة الأروام فيها.

و كان يرافق السلطان فى روحاته و غدواته، ابنه البكر الشجاع، الأمير بايزيد، زعيم الفرسان وقائدهم فى حومات القتال.

وقعت عليه أنظار "هيلانه" الجميلة ابنة القائد الرومى "ميليناس" فى اثناء مفاوضة بين الرجلين، على أثر انتصار جديد أحرزه بايزيد على أعدائه، فعلق به قلبها، و هامت تلك الفتاة الشقراء بحب ذلك الفارس الأسمر.

هجر النوم جفنيها، و ساورتها الأحلام، و غلت فى جسمها البض الفتى مراجل الشهوة، فلم تعد تطيق صبرًا على حمى الغرام.

العقبات كثيرة فى سبيل إرضاء تلك الشهوة، و إجابة دعاء ذلك الغرام. لكن الحبّ أعمى، والمرأة إذا أحبت لا تحكم العقل ولا تقدر العواقب!

و فى ليلة ليلاء، تحت ستار ظلام مدلهمّ حالك، هجرت هيلانه اهلها، و رحلت عن ديارها، ولحقت بالفتى الاسيوى الذى تسلط على شعورها و ملك قيادها!

١٣٨٩ . . .

التحمت جيوش الأتراك وجيوش الافرنج فى معركة دموية فى سهول "قاصوى" فسقط مراد الأول فى الميدان، و تناوله المنجل الحاصد سنبلة بين السنابل!

و كان بايزيد على رأس فرسانه، فالتف الجيش حوله، و نادى به الجنود سلطانا خلفًا لأبيه، و هتفوا باسمه بين صليل السيوف و قرع الطبول.

و تضاعف نفوذ هيلانه الفاتنة!

بعد أن كانت خليلة الأمير سرًا، صارت عشيقة السلطان جهرًا.

و كانت الفتاة من أمة جبلت نساؤها على المكر و الخداع، و مهرن فى طرح الشباك للصيد فى الماء العكر، و نبغن فى حبك خيوط المكائد و الدسائس.

اختلف هيلانه ذات يوم بعشيقها، و دار بين الاثنين حديث مقتضب:

— رأيت أمس حلمًا مريعًا... أخشى أن يتحقق... و أرتعد خوفًا عليك يا حبيبى!

أى حلم هذا؟

— رأيت أخاك "يعقوب" يثب عليك و أنت راقد فى فراشك، فيطعنك بخنجره لكى يخلو له الجو من بعدك، و يتبوأ العرش الذى أنت جالس عليه!

— أضغاث أحلام!

— لا تقل هذا . . . فما أكثر الأحلام التى تحققها الأيام !

— و ماذا تريدين أن أصنع ؟

— أن تبطش بهذا المزاحم المزعج، قبل أن يبطش بك !

و فى مساء ذلك اليوم، مات الامير يعقوب شقيق السلطان بايزيد، خنقًا فى حجرته . ! .

✣ ✣ ✣

و بعد ايام دار بين العشيقين حديث أخر :

— حلمت أمس حلمًا يخيفنى أكثر من الحلم السابق .

— قصيه علىّ .

— رأيت "مانويل" ابن الملك "جان باليولوج" سيد الأروام و حاكم القسطنطنيه، يقودك مكبلا بالحديد إلى داخل أسواره، و يلقيك حيًا طعامًا للكلاب !

— و ماذا يتحتم علىّ ؟

— أن يختطف هذا الامير من قصرأبيه و تحتفظ به رهينة بين يديك !

— وكيف السبيل إلى ذلك ؟

ـــ دعنى أفعل ... سأجيئك به إلى مضربك صاغرًا ذليلا !

كانت هيلانه تحب مانويل، لكنه اعرض عنها، فسعت إلى الانتقام منه، و اغتنمت تلك الفرصة السانحة.

دخلت مدينة الأروام، و لفقت لهم حديثًا كله كذب فى كذب، فحملت الأمير مانويل على الخروج بشرذمة من رجاله، فوقع الجميع فى كمين أقامه الأتراك، و جيء بالشابّ اسيرًا مقيدًا الى مضرب بايزيد.

فاضطرّ ملك الاروام إلى دفع جزية و افتداء ولده باموال كثيرة.

❖ ❖ ❖

١٣٩٦ ...

سحق السلطان بايزيد جيوش الافرنج سحقًا فى واقعة نيكوبوليس، و عاد إلى وضع الحصار على القسطنطنية، مقسمًا لا يذوق راحة إلا بعد أن يقتحم أسوارها.

لكنّ عدوًّا جديدًا لم يكن بايزيد يحسب له حسابًا، ظهر فجأة وراء جيوش الأتراك المظفرة، و هدّد مملكتهم بما كانوا يهدون

به السمالك.

ذلك العدوّ هو تيمور لنك الفاتح التترى، الذى خضعت له شعوب الشرق قاصيها و دانيها، و الذى قيل له إن هناك، فى بطاح الأناضول، سلطانًا يدعى أنه اشجع الشجعان، و افرس الفرسان، فجدّ ساعيًا إليه طالبًا منازلته فى الميدان.

فطن بايزيد الى الخطر الداهم، فجمع أخصاءه و امراء جيشه و أصدر إليهم اوأمره يرفع الحصار عن مدينة الأروام، و حصر جهودهم فى صدّ الغزاة، و طردهم عن أطراف الاناضول.

⁘ ⁘ ⁘

١٤٠٢ . . .

أنقره ! . . مدينة الذكريات . . . قلب الاناضول النابض . . . ميدان الحوادث الجليلة، و المعارك الفاصلة ! . . .

فى ذلك السهل المنبسط، بين تلك الآكام و الانجاد، أعدّ بايزيد نفسه للقتال، وربض منتظرًا قدوم المهاجمين.

فوفد عليه تيمور لنك بأربعماية ألف فارس

يشرعون الرماح، و ستمائة الف راجل يشدّون إلى الأقواس النبال.

و دارة الدائرة على الأتراك، فوقع السلطان اسيرًا، و تشتت رجاله لا يلوون على شئ...

و سالت الدماء، و ارتفع العويل، وتصعدت من الصدور الزفرات...

جئ بالمغلوب إلى الغالب، فأكرمه، و أجلسه إلى جانبه، و سأله:

— ماذا كنت تصنع بي لو ظفرت بجيشي و رأيتني الآن أسيرًا بين يديك؟

فأجاب بايزيد:—

— كنت أحبسك في قفص من حديد، و أطوف بك في مملكتي...

فقال تيمور لنك:

— و هذا ما سأصنعه بك، حتى يقضي الله امرًا كان مفعولاً!

و عاد الفاتح إلى بلاده، و معه السلطان في قفص!

* * *

١٤٠٣...

مضت سنة و بايزيد في سجنه الحديدي

يبكى ملكه الضائع، و حريته المسلوبة، و الغيظ يتأكل أحشاءه . . .

سامه عدوّه القاسى أنواع الذل والهوان و طاف به فى أنحاء مملكته، و عرضه على أنظار رعيته، و سمح للناس أن يبصقوا فى وجهه، و أن يوجهو إليه مَا شاءوا من الإهانات .

و فى ذات يوم، دخل على تيمور لنك حاجب، و قال :

ـــ مولاى . بالباب فتى يطلب المثول بين يديك، و يقول إنه غريب عن هذه الديار، و إن لديه ما يفضى به إليك سرًا .

فامر تيمور لنك بادخال ذلك الغريب . . .

و إذا بفتى أمرد، بهىّ الطلعة، يتقدم نحوه خاشعا، و يلقى بنفسه على قدميه باكيًا منتحبًا :

ـــ من أنت و ماذا تريد ؟

ـــ أنا . . .

تردّد الفتى لحظة، ثم نزع ثوبه عن صدره و قال :

— لست كما تظن أيها المولى ، إنما الماثل أمامك فتاة مسكينة ، جاءت تطلب منك رجاء هو أخر رجاء لها فى الحيوة . . .

فانتفض تيمور لنك و قال :

— افصحى . . .

— أنا حبيبة السلطان بايزيد ، أسيرك المحبوس فى قفص . . . جئت لأشاهد حبيبي للمرة الاخيرة . . .

فنهض تيمور لنك ، و اقترب من الفتاة الشجاعة ، و قد أكبر إقدامها ، و قال :

— لا أرفض إجابة رجائك . . . إليك ما تطلبين . . .

و نادى حاجبه ، و أمره بالسير مع الفتاة إلى حبيبها فى قفصه . . .

❖ ❖ ❖

وصلت هيلانة أمام ذلك الذى أحبته و خانت عشيرتها من أجله ، فأجهشت بالبكاء و أبكت الاسير معها . . .

ثم رفعت رأسها ، و قد لمع فى عينيها بريق لم يعهد بايزيد فيهما من قبل ، و قالت له بصوت ثابت ، ولهجة صارمة .

— بايزيد . وصلت إلينا أخبارك ، و علمنا بما ألحقه بك هؤلاء البرابرة من صنوف العذاب . . . . و هاقد جئتك اليوم حاملة إليك رجاء عشيقة لا تطيق العيش بعيدة عنك . بايزيد ، لا أمل فى إنقاذك من مخالب هؤلاء الوحوش . فضع حدًا للعار الذى نعيش فيه . اقطع حبل حياتك بيدك ، ما دام عدوّك لا يمنّ عليك بالموت الذى يخلصك من هذا العذاب . . . إننى أنتظر . . . و سأموت معك هنا ، على مرأى منك . . . .

فلم يدعها بايزيد تسترسل فى كلامها ، بل قاطعها قائلا :

— صدقت يا هيلانه . الموت خير من الحياة الذليلة . الوداع يا حبيبتى . . . الوداع !

و وثب السلطان الاسير على حديد قفصه ، فضرب رأسه عليه ضربة فجت جمجمته ، و سقط يتخبط فى دمه !

فصاحت هيلانه صيحة مفجعة ، و تناولت خنجرها و أغمدته بين ثدييها . .

⁂ ⁂ ⁂

و أمر تيمو لنك بدفن الجثتين في لحد واحد . . .

فتعانق الحبيبان عناقهما الأخير، بين أحضان الثرى و في سكون الموت !

ترجمہ :-

سلطان در قفس

بارخدایا! اے بادشاہی کے مالک، تو جس کو چاہتا ہے بادشاہی دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے بادشاہی چھین لیتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے غالبیت دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے مغلوب کردیتا ہے . . . ."

زندگانی تجدید کا نام ہے، اور آبادانی کا قانون ڈھانے اور بنانے کو چاہتا ہے . . . . .

کئی لشکروں نے شکستیں کھائیں، کئی قومیں مٹیں، کئی حکومتیں تباہ ہوئیں، اور ان کے کھنڈرات پر جواں سال ترکوں کی سلطنت قائم ہوئی . . . .

* * *

۱۳۷۸ . . . .

سلطان مراد اول کے جرار لشکر تند و تیز سیلاب کی طرح اچھل پڑے، اور اپنے بے پناہ سیلاب میں اناطول کے میدانوں کو غرق کر دیا، اُس کے آباد شہروں پر جھاڑو پھیر دی۔ اور اس کے پہاڑوں اور قلعوں کی اینٹ سے اینٹ بجادی، فتحمند غازیوں کی نگاہیں قسطنطنیہ پر اُٹھنے لگیں اور اس پر مسلط ہوکر رومیوں کی سلطنت کو ختم کر دینے کی طمع کرنے لگے۔

سلطان کا بہادر فرزند امیر بایزید جو شہسواروں کا سالار اور میدان جنگ میں انکا سردار تھا صبح و شام کے معرکوں میں اس کے ساتھ رہتا تھا۔

رومی سردار میلیناس کی حسین بیٹی ہیلانہ کی نگاہیں اس پر پڑگئیں، یہ بایزید کے ایک تازہ

حاصل کرنیکے بعد کا واقعہ ہے۔ اور اس وقت کا جب کہ باپ اور بایزید کے درمیان گفتگو
ہی تھی۔ اُس کا دل اُس پر آگیا اور وہ لالہ فام دوشیزہ اُس گندم گول شہسوار کی محبت میں
انی ہوگئی۔

نیند اُس کی آنکھوں سے رخصت ہوگئی، وہ خیالات کی دنیا میں کھوگئی، اور اسکے نرم ونازک
میں خواہشات کی دیگیں ابلنے لگیں، اور وہ تپ عشق پر صبر نہ کرسکی۔

اس شہوت کو خوشنود کرنے اور اس عشق کے بلاوے کو مان لینے کی راہ میں بہت سی گھاٹیاں
، لیکن محبت اندھی ہوتی ہے اور عورت جب محبت کرنے لگتی ہے تو نہ تو عقل کے فیصلے پر
ہے اور نہ نتائج کا اندازہ کرتی ہے!

ایک تاریک رات میں، گھُپ اندھیروں کے پردے کے پیچھے، ہیلانہ نے اپنے گھر گھرانے کو
ڑا، وطن کو خیرباد کہی، اور اس ایشیائی نوجوان کو جا ملی جو اس کے شعور پر مسلط ہوکر اس کی
ڈور پر قابض ہوچکا تھا۔

۱۳ ......

قاصوی کے میدانوں میں ترکی اور فرنگی لشکر ایک خونی معرکہ میں ایک دوسرے سے گتھم گتھا
کہ مراد اوّل میدان میں گرپڑا۔ اور کاٹنے والی درانتی نے اس کو خوشوں کے بیچ ایک خوشے کیطرح
ڈالا۔

بایزید اپنے رسالے کی کمان کررہا تھا کہ لشکر شاہی اس کے گرد جمع ہوگیا۔ اور افواج نے اسکے باپ
جائے اس کو سلطان نامزد کیا اور تلواروں کی جھنکار اور ڈھولوں کے شور میں اسکے نام کا اعلان کیا
اور فتنہ گر ہیلانہ کا اثر ونفوذ دوچند ہوگیا!

اس کے بعد کہ وہ امیر کی پوشیدہ دوست تھی، سلطان کی کھلم کھلا عاشق بن گئی۔

یہ اُس قوم کی دوشیزہ تھی جس کی عورتوں کا خمیر ہی مکر و فریب سے ہے، جو گدلے پانی میں

شکار کے لئے جال ڈالنے میں ماہر ہیں، اور مکر و فریب کے دھاگوں کو بٹنے اور بننے میں کامل ہیں۔

ایک دن ہیلانہ نے اپنے معشوق کی تنہائی کو غنیمت جانا اور دونوں کے درمیان یوں گفتگو شروع ہوئی۔

—— کل میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا ...... میں ڈرتی ہوں کہ کہیں وہ پورا نہ ہو جائے ...

اور میں تجھ پر آفت آجانے کے خوف سے تھر تھر کانپ رہی ہوں!

—— وہ کیا خواب ہے؟

—— میں نے تمہارے بھائی امیر یعقوب کو تم پر ایسی حالت میں حملہ کرتے دیکھا ہے کہ تم اپنے بستر میں آرام کرتے ہو اور وہ اپنے خنجر سے تمہیں ہلاک کر دیتا ہے تاکہ تمہارے بعد اس کے لئے مطلع صاف ہو جائے اور وہ اس تخت پر قدم جمائے جس پر تم بیٹھے ہو۔

—— بے حقیقت خواب!

—— ایسا مت کہو ..... ایسے بہت خواب ہیں جسے زمانے نے سچ کر دکھایا!

—— اب تم مجھ سے کیا کام لینا چاہتی ہو؟

—— میں چاہتی ہوں کہ پیشتر اس کے کہ وہ تم پر وار کرے، تم اس خونناک مزاحم پر جھپٹ پڑو!

اُسی دن کی شام کو، امیر یعقوب، سلطان بایزید کا حقیقی بھائی، اپنے کمرے میں، گلا گھونٹ دینے سے مر گیا ......

چند دنوں کے بعد دو نو عاشقوں میں ایک اور گفتگو شروع ہوئی!

—— میں نے کل ایک خواب دیکھا جو مجھے پہلے خواب سے بھی زیادہ خائف کر رہا ہے۔

—— مجھے سناؤ؟

—— میں نے شاہ جان بالیولوج سردار روما اور حاکم قسطنطنیہ کے لڑکے مانوئیل کو دیکھا کہ وہ تم کو لوہے میں جکڑے ہوئے، اس کی فصیلوں کے اندر لیجا کر کتوں کے آگے زندہ پھینک دیتا ہے!

—— تو مجھ پر کیا لازم ہے؟

— تم اُس امیر کو اس کے باپ کے محل سے کھینچ لاؤ اور اسے اپنی قید میں رکھو!

— یہ کس طرح ممکن ہے؟

— یہ کام مجھے کرنے دو...... میں اسے خواری و زبوں حالی کی حالت میں تیرے مضرب کی طرف لاتی ہوں۔

ہیلانہ مانویل کو چاہتی تھی مگر وہ اس سے بے رخی برتتا۔ اس نے اُس سے بدلہ لینے کی کوشش کی اور اس فرصت کو غنیمت جانا۔

وہ رومیوں کے شہر میں داخل ہوتی اور انہیں ... جھوٹی اور بے پر کی کہانی سنائی، اور ... مانویل کو اپنے ... کے ایک دستے کے ساتھ نکلنے پر اُبھارا۔ وہ سب کے سب ترکوں کی ایک کمین گاہ میں جا پڑے ... وہ نوجوان قیدی بنا کر بیڑیاں پہنا کر بایزید کے خیمہ گاہ کی طرف لایا گیا۔

شاہ روما اپنے بیٹے کو چھڑانے کے لئے ... اور فدیہ دینے پر مجبور ہوا۔

۱۳۹۶ ....

نیکوپولیس کے مقام پر سلطان بایزید نے فرنگی لشکروں کو پیس کر رکھ دیا۔ اور قسطنطنیہ کو محاصرہ میں لینے کے لئے لوٹا۔ اور قسم کھائی کہ جب تک اس کی فصیلوں میں گھس نہ جاؤں کسی قسم کا آرام نہ لونگا۔

لیکن ایک نیا دشمن جو بایزید کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا، فتحمند ترک لشکروں کے پیچھے نمودار ہوا۔ اور ان کی مملکت کو اسی طرح دھمکایا جس طرح کہ وہ ملکوں کو دھمکایا کرتے تھے۔

یہ دشمن، تاتاری فاتح تیمور لنگ تھا جس کے دور و نزدیک کے سب مشرقی قبائل مطیع و منقاد تھے اور جسے کہا گیا کہ اناطول کے میدانوں میں ایک بادشاہ ہے، جس کا یہ

دعوے ہے کہ وہ سب بہادروں سے بڑا بہادر اور سب شہسواروں سے اچھا شہسوار ہے، وہ یلغار کرتا ہوا میدان میں لڑنے کی دعوت دینے کے لئے اس پر آ ٹوٹا۔

بایزید اس خوفناک خطرے کو بھانپ گیا، اس نے اپنے خاص خاص لوگوں اور لشکر کے سپہ سالاروں کو اکٹھا کیا اور انہیں احکام دئے۔ کہ شہر روما سے محاصرہ کو اٹھا لیا جائے اور اپنی تمام تر کوششیں ان لڑنے والوں کو روکنے اور انہیں اطرافِ اناطول سے نکال باہر کرنے میں صرف کر دیں۔

* * *

۱۴۰۲ . . . .

انقرہ! . . . . . یادگاروں کا شہر . . . . اناطول کا دھڑکتا دل . . . . بڑے بڑے حوادث اور فیصلہ کن معرکوں کا میدان! . . . . .

اس وسیع میدان میں، ان ٹیلوں اور سنگ ریزہ زاروں کے درمیان بایزید نے اپنے آپکو لڑائی کے لئے تیار کیا اور حملہ آوروں کا منتظر رہا۔

تیمور لنگ چار لاکھ نیزہ باز شہسواروں اور چھ لاکھ تیر کمان سے مسلح پیدل فوج کو لے کر آگے بڑھا۔

ترکوں کو گردش نے آگھیرا سلطان اسیر ہوگیا، اس کے آدمی بکھر گئے اور کہیں بھی قدم نہ جما سکے . . . .

خون بہنے لگا، چیخ پکار اٹھنے لگی اور سینوں سے آہیں نکلیں . . . . .

مغلوب کو غالب کی طرف لایا گیا، اس نے اس کی عزت کی، اور اپنی ایک طرف بٹھا کر اس سے دریافت کیا!

—— اگر تم میرے لشکر پر فتح پاتے اور مجھے اب اپنے سامنے قیدی کی حالت میں دیکھتے تو میرے ساتھ کیا سلوک کرتے؟

بایزید نے جواب دیا!

— میں تمہیں ایک لوہے کے قفس میں بند کر کے اپنی مملکت میں لئے پھرنا . . . .

تیمور لنگ نے کہا :

— جب تک اللہ کسی اٹل بات کا فیصلہ نہ کرے گا، یہی سلوک میں تم سے روا رکھونگا!

فاتح اپنے ملک کو لوٹا، اور اس کے ساتھ قفس میں سلطان تھا!

⁂ ⁂ ⁂

سن ۱۴۰۳ء . . . .

ایک سال گذر گیا یا یزید اپنے فولادی قید خانے میں بند، اپنے کھوئے ہوئے ملک اور چھنی ہوئی آزادی کو روتا ہے، اور غصہ اس کے دل و جگر کو کھائے جا رہا تھا۔ . . . .

اسکے بے رحم دشمن نے اسے طرح طرح کی ذلت اور رسوائی کے عذاب دئے۔ وہ اسے اپنی مملکت کے گوشہ گوشہ اور کونہ کونہ میں لے کر گھوما۔ اور اپنی رعیت کے سامنے پیش کیا۔ اور لوگوں کو اجازت دیدی کہ وہ اس کے منہ پہ تھوکیں اور جتنا بھی چاہیں اسے ذلیل وخوار کریں۔

ایک دن تیمور لنگ کے پاس دربان آیا اور اس نے کہا :

— میرے آقا۔ دروازے پہ ایک نوجوان آپ کے حضور پیش ہونا چاہتا ہے، وہ کہتا ہے میں پردیسی ہوں، اور اس کے پاس کوئی راز ہے۔ جسے وہ آپ پر فاش کرنا چاہتا ہے۔

تیمور لنگ نے اس بیوطن کو اندر آنے کی اجازت بخشی

ایک بے ریش و بے وقت نوجوان، خوبصورت پیشانی والا، لرزتا کانپتا ہوا اس کی طرف بڑھا اور روتا اور گریہ وزاری کرتا ہوا اس کے قدموں میں گر گیا :

— تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟

— میں . . . . . . — میں . . . .

نوجوان محمور سی دیر کشمش و پیچ میں رہا، پھر اپنے سینے سے کپڑا اتار کر کہا:
— آقا جو کچھ حضور نے گمان کیا ہیں وہ نہیں، آپ کے حضور میں تو ایک مسکین دوشیزہ کھڑی ہے۔ جو تمہارے پاس ایک امید کو ڈھونڈنے کے لئے حاضر ہوئی ہے جو اسکی زندگی کی آخری امید ہے ......
تیمور لنگ کانپ اٹھا اور کہا:
— بیان کرو ......
— میں سلطان بایزید کی حبیبہ ہوں جو آپ کا قفص میں بند کیا ہوا قیدی ہے۔ میں اپنے حبیب کو آخری بار دیکھنے کے لئے آئی ہوں ....
تیمور لنگ اٹھا، اور اس بہادر دوشیزہ کے قریب جاکر اس نے اس کے اقدام وجرأت کو بہت سراہا اور کہا:
— میں تمہاری امید کے بر لانے سے انکار نہیں کروں گا ...... جاؤ اپنی طلب پوری کرو..
اس نے اپنے دربان کو آواز دی اور اسے حکم دیا کہ اس دوشیزہ کو اس کے حبیب کے پاس قفص میں لے جائے ......
میلانہ اس کے پاس پہنچی جسے وہ چاہتی تھی اور جس کے لئے اس نے اپنے کنبے قبیلے سے دغا کی، وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی اور اپنے ساتھ اس قیدی کو بھی رلایا ......
پھر اس نے اپنا سر اٹھایا، اس کی آنکھوں میں بجلی سی چمک تھی جسے بایزید نے اس سے قبل اس کی آنکھوں میں کبھی نہ دیکھا، اور اس نے برقرار اور موثر لہجہ میں کہا:
— بایزید۔ ہمیں تمہاری خبریں پہنچیں، ان وحشیوں نے جو جو قسم کے تمہیں عذاب دئے ہمیں ان کا علم ہے ...... لو دیکھو میں تمہارے پاس ایک عاشقانہ امید لے کر آئی ہوں۔ تم سے دور جینے کی طاقت نہیں۔ بایزید، ان وحشیوں کے پنجے سے تمہارے چھوٹنے کی کوئی امید نہیں، جس ذلت میں تم زندگی کے دن کاٹ رہے ہو اسے اتار پھینکو۔ اپنی زندگی کی رسی کو اپنے ہی

ہاتھ سے کاٹ ڈالو، جب تک تمہارا یہ دشمن موجود ہے وہ تم پر اس موت کا احسان نہیں کرے گا جو تمہیں اس عذاب سے نجات دے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں منتظر ہوں
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور ابھی تمہارے ساتھ تمہاری آنکھوں کے سامنے مروں گی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

بایزید نے اس سے آگے اسے بات کرنے کی اجازت نہ دی بلکہ یہ کہتے ہوئے اس کی بات کو کاٹ دیا:

— ہیلانہ تم نے سچ کہا۔ ذلت کی زندگی سے موت بہتر ہے۔ الوداع میری حبیبہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الوداع! ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

سلطان نے اپنے پنجرے کے لوہے پر جست کی اور اپنا سر اس پر اس زور سے دے مارا کہ اس کی کھوپڑی پھٹ گئی اور وہ اپنے خون میں ہاتھ پاؤں مارتا گر پڑا۔
ہیلانہ نے ایک خوف ناک چیخ ماری اور اپنے خنجر کو اپنی چھاتی کے وسط میں داخل کر دیا۔ ۔

✣ ✣ ✣

تیمور لنگ نے دونو جسموں کو ایک ہی لحد میں دفن کرنے کا حکم دیا۔
دو تو دوستوں نے اپنا آخری معانقہ قبر کی گود اور موت کے سکون میں کیا!

(عبیدالحق فلاح)

فتح الحمید

یعنی قرآن مجید مع ترجمہ جدید "فتح الحمید"

چند آراء کا خلاصہ

"یہ ترجمہ مختصر اور مطلب خیز ہے۔ زبان صاف اور شستہ، سلیس، لطیف اور دلکش ہے۔ محاورے کی پابندی کے ساتھ الفاظ کی رعایت بھی برقرار ہے۔"

(مولنا عبداللہ العمادی)

"ہم کو یہ کہنے میں ذرا تامل نہیں کہ فتح الحمید نہایت دلپسند اور صحیح و مستند ترجمہ ہے اور اس کو نئے ترجموں پر ہر قسم کی فوقیت و فضیلت حاصل ہے"۔

(مولنا محمد حلیم صاحب ردولوی)

"ترجمہ فتح الحمید مستند، صحیح اور تمام ترجموں سے زیادہ مفید و کارآمد ہے"

(مولنا احسان اللہ نجیب آبادی)

"اصح التراجم اور بہترین تراجم ہے"

(حضرت مولنا بدرالدین امیر شریعت بہار)

طباعت نفیس، خط پاکیزہ، ھدیہ بلا جلد چار روپیہ - مجلد قسم اول میں ۶؏ اور قسم دوم میں ۴؏ قیمت جلد علاوہ ہوگی -

یُوْسُفُ اَیُّھَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ

۴۵	یُوْسُفُ	اَیُّھَا	اَلْ	صِدِّیْقُ	اَفْتِ	نَا	فِیْ
۴۵	یوسف!	اے		سراپا صدق!	جواب دے	ہمکو	(اس خواب) میں

۴۵ یوسف! اے پیکرِ صدق! ہم کو اس خواب کی تعبیر بتائیے کہ -

سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْکُلُھُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ

سَبْعِ	بَقَرٰتٍ	سِمَانٍ	یَاْکُلُ	ھُنَّ	سَبْعٌ	عِجَافٌ	وَ
سات	گائیں ہیں	موٹی	کھاجاتی ہیں	ان کو	سات	دبلی	اور

سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دبلی گائیں کھا جاتی ہیں - اور

سَبْعِ سُنْبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ لَّعَلِّیْٓ اَرْجِعُ

سَبْعِ	سُنْبُلَاتٍ	خُضْرٍ	وَ	اُخَرَ	یٰبِسٰتٍ	لَعَلِّیْ	اَرْجِعُ
سات	خوشے ہیں	سبز	اور	دوسرے سات	سوکھے ہیں	کہ میں	لوٹوں

سات ہری بالیں ہیں، اور دوسری سات سوکھی (جو ہری بالوں کو چمٹ کر کھاتی ہیں) تاکہ میں ان لوگوں کے پاس لوٹ کر جاؤں

اِلَی النَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَعْلَمُوْنَ ۴۶ قَالَ تَزْرَعُوْنَ

اِلٰی	اَلْ	نَاسِ	لَعَلَّھُمْ	یَعْلَمُوْنَ	۴۶	قَالَ	تَزْرَعُوْنَ
طرف	ان	لوگوں کی	تاکہ وہ	جانیں	۴۶	کہا	تم بوؤ گے

(اور یہ تعبیر بتاؤں) تاکہ وہ جان لیں ۴۶ (یوسف نے) کہا:

سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ

سَبْعَ	سِنِیْنَ	دَاَبًا	فَ	مَا	حَصَدْتُّمْ	فَ	ذَرُوْ
سات	سال	لگاتار ج	پھر	جو	تم کاٹو	سو	چھوڑ دو

سات سال برابر کھیتی کرتے رہو، پھر جو کچھ تم درو کرو -

فِیْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا

ہُ	فِیْ	سُنْبُلِ	ہٖ	اِلَّا	قَلِیْلًا	مِنْ	مَا
اسکو		خوشے ہیں	اس کے	مگر	تھوڑا		اس میں سے جو

اس کو اس کی بالوں ہی میں رہنے دو، مگر تھوڑا سا جو تمہیں کھانا ہو

تَأْكُلُونَ ۴۷ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ

تاکلون	۴۷	ثم	یاتی	من بعد	ذلک	سبع	شداد
تم کھاؤ	۴۷	پھر	آئیں گے	پیچھے	اس کے	سات	سخت

الگ کرلو ۴۷ پھر اس کے بعد سات برس ایسے سخت آئیں گے

يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تُحْصِنُونَ

یاکلن	ما	قدمتم	لهن	الا	قلیلا	من ما	تحصنون
کھا جائینگے	جو کچھ	تمنے بچا رکھا	ان کیلئے	مگر	تھوڑا سا	اسمیں سے جو	بچا رکھو

کر جو کچھ تم نے ان کیلئے فراہم کر رکھا تھا سب کھا جائیں گے، ہاں جو تھوڑا سا تم نے (بیج کے واسطے) محفوظ کر لیا ہوگا اسی سے

۴۸ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ

۴۸	ثم	یاتی	من	بعد	ذلک	عام	فی
۴۸	پھر	آئے گا		بعد	اس کے	ایک سال	

۴۸ پھر اس کے بعد ایک برس ایسا آئیگا کہ اس میں لوگوں کے

يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ

ہ	یغاث	ال	ناس	و	فی	ہ
اس میں	بارش پائیں گے		لوگ	اور	میں	اس

لئے مینہ بھی برسے گا اور وہ اس میں رس بھی نچوڑیں گے

يَعْصِرُونَ ۴۹ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي

یعصرون	۴۹	و	قال	ال	ملک	ائتو	نی
نچوڑیں گے	۴۹	اور	کہا		بادشاہ نے	لاؤ	میرے پاس

۴۹ (یہ تعبیر سنکر) بادشاہ نے کہا اسکو میرے پاس

بِهِ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ

ب	ہ ج	ف	لما	جاء	ہ	ال	رسول
لے کر	اسکو ج	پھر	جب	آیا	اسکے پاس	جو	بھیجا ہوا

لے آؤ ج پھر بھیجا ہوا شخص جب اس کے پاس آیا

قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْئَلْهُ

قَالَ	اِرْجِعْ	اِلٰى طرف	رَبِّ	كَ	فَ	اِسْئَلْ	هُ
کہا	پھر جا		آقا کیطرف	اپنے	پھر	پوچھ	اسکو

(تو یوسف نے) کہا: تو اپنے آقا کے پاس واپس جا اور اس سے دریافت کر

مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ط

مَا	بَالُ	ال	نِسْوَةُ	الّٰتِيْ	قَطَّعْنَ	اَيْدِيَ	هُنَّ ط
کیا	حقیقت ہے	ان	عورتوں کی	جنہوں نے	کاٹ لئے تھے	ہاتھ	اپنے ط

کہ ان عورتوں کا کیا معاملہ ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے ط

اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ٥٠ قَالَ

اِنَّ	رَبِّيْ	بِ	كَيْدِ	هِنَّ	عَلِيْمٌ	٥٠	قَالَ
تحقیق	میرا رب		فریب کو	ان کے	خوب جانتا ہے	٥٠	کہا

میرا رب ان کی مکاری کو خوب جانتا ہے ٥٠ (بادشاہ نے) کہا

مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ط

مَا	خَطْبُكُنَّ	اِذْ	رَاوَدْتُّنَّ	يُوْسُفَ	عَنْ سے	نَفْسِ	هٖ ط
کیا	معاملہ تھا	جب	تم نے مائل کرنا چاہا	یوسف کو		دل سے	اسکے ط

جب تم نے یوسف کو اس کے دل سے مائل کرنا چاہا تھا تو تمہاری (یہ) مہم کیسی رہی تھی۔

قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ط

قُلْنَ	حَاشَ	لِ اللّٰهِ	مَا	عَلِمْنَا	عَلَيْهِ	مِنْ	سُوْٓءٍ ط
عورتوں نے کہا	پاکی ہے	اللہ کی ذات کیلئے	نہیں	ہمنے جانی	اس پر	کوئی	برائی

عورتوں نے کہا، حاش اللہ! ہمنے اس کے خلاف کوئی بری بات نہیں جانی

قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا

قَالَتِ	اِمْرَاَتُ	اَلْ عَزِيْزِ	اَلْـٰٔنَ	حَصْحَصَ	اَلْ	حَقُّ	اَنَا
کہا	عورت نے	عزیز کی	اب	آشکار ہوگئی		حقیقت	میں نے

عزیز کی جورو بولی اب تو جو اصل بات تھی وہ کھل کر ہی رہی، میں نے

رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ

دَاوَدَتْ	هُ	عَنْ	نَفْسِ	هٖ	وَ	اِنَّ	هٗ
مائل کرنا چاہا	اسکو		دل (سے)	اس کے	اور	بیشک	وہ

بی اسکو گناہ کی ترغیب دی تھی اور وہ تو ایسے لوگوں میں سے

لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۵۱ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ

لَ	مِنْ	ال	صَادِقِيْنَ	۵۱	ذٰلِكَ	لِ	يَعْلَمَ
	(میں) سے		سچوں میں سے	۵۱	یہ	اسلئے کہ	وہ جان لے

سے جو سچ بولا کرتے ہیں ۵۱ یوسف نے کہا یہ (تحقیقات) کرانا اس غرض سے

اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ

اَنِّیْ	لَمْ	اَخُنْ	هُ	بِ الْغَيْبِ		وَ	اَنَّ
کہ	نہیں	بیشے خیانت کی	اسکی	ناموجودگی میں اسکی		اور	یہ (بھی جان لے) کہ

ہوا کہ عزیز مصر بات کو جان لے کہ میں نے پیٹھ پیچھے اسکی آبرو پر ہاتھ نہیں ڈالا

اللّٰهَ لَا يَهْدِیْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ

اللّٰهَ	لَا	يَهْدِیْ	كَيْدَ	ال	خَائِنِيْنَ		۵۲
اللہ	نہیں	چلنے دیتا	داؤ		دغابازوں کا		۵۲

یہ (بھی جان لے) کہ اللہ دغابازوں کا داؤ چلنے نہیں دیتا - ۵۲

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

ترجمان القرآن

جلد سیزدہم

پارہ وَمَا اُبَرِّیُٔ

از

عبدالحق عباسی مدیر مدرسۃ البنات شہر جالندھر پنجاب

ہدیہ فی پارہ ۱۴/ر

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ

وَ	مَا	اُبَرِّئُ	نَفْسِ	یْ	اِنَّ	ال	نَفْسَ
اور	نہیں	میں بری کرتا بتاتا	نفس کو	اپنے	کہ	یہ	نفس

باقی میں اپنی پاک نفسی کا اظہار نہیں کرتا کیونکہ اس نفس کا تو کام

لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ

لَ	اَمَّارَةٌ	بِ	ال	سُوْٓءِ	اِلَّا	مَا	رَحِمَ
تو	کہتا رہتا ہے			برائی کیلئے	سوا	اسکے کہ	مہربانی کی ہو

ہی یہ ہے کہ بدی کی فرمائش کرتا رہے، ہاں میرے رب نے مہربانی کی ہو تو

رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۵۳ وَقَالَ

رَبِّیْ	اِنَّ	رَبِّیْ	غَفُوْرٌ	رَّحِیْمٌ	۵۳	وَ	قَالَ
میرے رب نے	بیشک	میرا رب	بخشنے والا	مہربان ہے	۵۳	اور	کہا

اور بات ہے، یقیناً میرا رب بڑا آمرزگار مہربان ہے ۵۳ اور بادشاہ نے

الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ

اَلْ	مَلِكُ	اِئْتُوْ	نِ	یْ	بِ	هٖ	اَسْتَخْلِصْ
	بادشاہ نے	آؤ		میرے پاس	لے کر	اسکو	میں خالص کر رکھوں

کہا اسکو میرے پاس لے آؤ۔ تاکہ میں اسکو اپنی ذات

لِنَفْسِیْ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ

هُ	لِ	نَفْسِیْ	فَ	لَمَّا	كَلَّمَ	هٗ	قَالَ
اسکو		اپنی ذات کے لئے	پھر	جب	اسنے بات چیت کی	اس سے	کہا

کیلئے مخصوص کرلوں پھر جب اس سے گفتگو کی تو کہا

اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ۵۴ قَالَ

اِنَّ كَ	اَلْ يَوْمَ	لَدَیْ	نَا	مَكِيْنٌ	اَمِيْنٌ	۵۴	قَالَ
بیشک تو	آج	پاس	ہمارے	عالی قدر	امانتدار	۵۴	کہا

تم آج (سے) ہمارے ہاں بڑے معزز اور معتبر ہو ۵۴ یوسف نے کہا

اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم

اِجعَل نِ	ی	عَلیٰ خزائنِ	الارضِ	اِنّی	حفیظٌ	علیمٌ	۵۵
کر دیجئے	مجھ کو	خزانوں پر	ملک کے	کہ میں	خوب حفاظت رکھنے والا	دانا کا ہوں	۵۵

مجھ کو ملک کے خزانوں پر متعین کر دیجئے کہ میں (اس کام کو) پوری حفاظت و مہارت سے کرنیوالا ہوں

۵۵ وکذلک مکنا لیوسف فی الارض یتبوا

وَ	کذلک	مکنّا	لِ یُوسُفَ	فِی الاَرضِ	یتبوّا	مِن ھا
اور	اسی طرح	ہم نے قدرت بخشی	یوسف کو	اس ملک میں	قرار پکڑے ط	اس میں

۵۵ اور اس طرح ہم نے اس سرزمین میں یوسف کے قدم جما دیئے ، وہ اس میں

منها حیث یشاء نصیب برحمتنا من نشاء ولا

حیث	یشاء	نصیب	بِ رحمۃ	نا	مَن	نشاء	وَ لا
جہاں	چاہتا ط	ہم پہنچاتے ہیں	مہربانی	اپنی	جس کو	ہم چاہتے ہیں	اور نہیں

جہاں چاہتا قیام کرتا ط ہم جسکو چاہتے ہیں اپنی رحمت پہنچا دیتے ہیں اور

نضیع اجر المحسنین ۵۶ ولاجر الاخرۃ خیر

نُضیعُ	اَجرَ	المحسنین	۵۶	وَ لَ	اَجرُ	الاخرۃِ	خیرٌ
ہم ضائع کرتے	اجر	احسان والونکا	۵۶	اور البتہ	اجر	آخرت	بہتر ہے

احسان والونکا اجر ضائع نہیں کرتے ۵۶ اور آخرت کا اجر ان لوگوں کے

ع ۱

للذین امنوا وکانوا یتقون ۵۷ وجاء اخوۃ

لِلذین	اٰمنوا	وَ	کانوا	یتقون	۵۷	وَجاءَ	اِخوۃُ
ان کو جو	ایمان لائے	اور	تھے	پرہیزگاری کرتے	۵۷	اور آئے	بھائی

لئے جو ایمان لائے اور گناہوں سے بچتے رہے کہیں اچھا ہے ۵۷ اور یوسف کے بھائی (کنعان سے مصر میں

یوسف فدخلوا علیه فعرفهم و

یُوسُفَ	فَ	دَخلُوا	عَلَیہِ	فَ	عَرَفَ	ھُم	وَ
یوسف کے	پھر	داخل ہوئے	اس پر	تو	اسنے پہچانا	ان	اور

غلہ لینے کو) آئے اور ان کے پاس اندر پہنچے تو اس نے ان کو شناخت کر لیا اور

هُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۞ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ

هُمْ	لَ هٗ	مُنْكِرُوْنَ	۵۸	وَ	لَمَّا	جَهَّزَ	هُمْ
وہ	اسکو	نہیں پہچان رہے تھے	۵۸	اور	جب	اسنے تیار کردیا	انکو

انہوں نے اس کو نہیں پہچانا ۵۸ اور جب یوسف نے ان کو

بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ

بِ	جَهَازِ	هِمْ	قَالَ	اِئْتُوْ	نِ یْ	بِ	اَخٍ
	سامان	ان کا	کہا	آؤ	میرے پاس	لیکر	بھائی کو

ان کا اسباب طیار کردیا تو کہا : (آئندہ) اپنے ایک بھائی کو

لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْ

لَكُمْ	مِنْ	اَبِيْ كُمْ	اَ	لَا تَرَوْنَ	اَنِّيْ
اپنے	طرف سے ہی	تمہارے باپ کی ج	کیا	نہیں دیکھتے ہو	کہ

جو تمہارے باپ کی طرف سے ہے میرے پاس لے آؤ ج تم دیکھتے نہیں کہ میں پورا پیمانہ

اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۵۹

اُوْفِ	الْكَيْلَ	وَ	اَنَا	خَيْرُ	الْ	مُنْزِلِيْنَ
میں پورا دیتا ہوں پیمانہ		اور	میں	بہتر ہوں		اتارنے والوں میں

دیتا ہوں اور میں سب سے اچھا مہمان نواز ہوں ۔ ۵۹

فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ

۵۹	فَ	اِنْ	لَمْ تَاْتُوْ	نِ	یْ	بِ
۵۹	پھر	اگر	تم نہ آئے		میرے پاس	لے کر

پھر اگر تم اس کو میرے پاس نہ لائے

فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَ

هٖ	فَ	لَا	كَيْلَ	لَ	كُمْ	عِنْدِيْ	وَ
اس کو	تو	کوئی	پیمانہ نہیں	لئے	تمہارے	میرے پاس	اور

تو میرے پاس تمہارے لئے کوئی پیمانہ نہ ہوگا ۔ اور

لَا تَقْرَبُوْنِ ۶۰ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ

لَا تَقْرَبُوْ	نِ	(یْ)	۶۰	قَالُوْا	سَ	نُرَاوِدُ	عَنْهُ
نہ پاس آنا		میرے	۶۰	انہوں نے کہا	گے	ہم خواہش کریں	اسکی

وہ بولے ہم ابھی (جاکر) اس کے باپ

اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ۶۱

اَبَا	هُ	وَ	اِنَّا	لَ	فٰعِلُوْنَ	۶۱	
باپ سے	اس کے	اور	ہم	البتہ	کرنیوالے ہیں	۶۱	

سے اس کو مانگتے ہیں اور یہ ہم کر ہی لیں گے

وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ

وَ	قَالَ	لِ	فِتْيٰنِ	هِ	اجْعَلُوْا	بِضَاعَةَ	هُمْ
اور	(یوسف نے) کہا	کو	جوانوں	اپنے	رکھ دو	سرمایہ	انکا

اور (یوسف نے) اپنے غلاموں کو کہا: ان کی پونجی ان کے بوروں میں

فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَا اِذَا انْقَلَبُوْا

فِيْ	رِحَالِ	هِمْ	لَعَلَّهُمْ	يَعْرِفُوْنَ	هَا	اِذَا	انْقَلَبُوْا
میں	شلیتوں	ان کے	شاید کہ وہ	پہچانیں	اس کو	جب	پلٹ کر جائیں

رکھ دو تاکہ جب یہ لوٹ کر اپنے گھر والوں میں جائیں۔ تو اس کو پہچانیں

اِلٰى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۶۲ فَلَمَّا

اِلٰى	اَهْلِ	هِمْ	لَعَلَّهُمْ	يَرْجِعُوْنَ	۶۲	فَ	لَمَّا
طرف	گھر والوں کی	اپنے	شاید وہ	لوٹ آئیں	۶۲	پھر	جب

اور توقع ہے کہ پھر آجائیں ۶۲ پھر جب یہ

رَجَعُوْا اِلٰى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰاَبَانَا

رَجَعُوْا	اِلٰى	اَبِيْ	هِمْ	قَالُوْا	يَا	اَبَا	نَا
وہ لوٹے	کے پاس	باپ	ان کے	بولے	اے	باپ	ہمارے

لوٹ کر اپنے باپ کے پاس پہنچے، تو کہا۔ اے ہمارے باپ

مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ

مُنِعَ	مِنْ	نَا	اَلْ	كَيْلُ	فَ	اَرْسِلْ	مَعَنَا
روکا گیا	سے	ہم		پیمانہ	سو	بھیج دے	ہمارے ساتھ

ہم پر (غلے کا) ماپ بند کر دیا گیا ہے، سو تو ہمارے ساتھ ہمارے

اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۶۳

اَخَا	نَا	نَكْتَلْ	وَ	اِنَّا	لَهٗ	لَ	حَافِظُوْنَ
بھائی کو	ہمارے	ہم بھرتی لائیں	اور	ہم	اسکی	البتہ	حفاظت کرنیوالے ہیں

بھائی کو بھیج تاکہ ہم غلے کا ماپ حاصل کر سکیں اور اسکے پاسبان رہیں گے

قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ

۶۳	قَالَ	هَلْ	اٰمَنُ	كُمْ	عَلَيْهِ	اِلَّا	كَمَا
۶۳	کہا	کیا	میں اعتبار کروں	تمہارا	اس پر	مگر	جیسا

۶۳ (باپ نے) کہا: (خوب) میں اس پر تمہارا اسی طرح اعتبار کروں

اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ فَاللّٰهُ

اَمِنْتُ	كُمْ	عَلٰى پر	اَخِيْ	هٖ	مِنْ	قَبْلُ ط	فَ
اعتبار کیا	تمہارا		بھائی پر	اس کے		اس سے پہلے ط	سو

جیسے پہلے اس کے بھائی پر تمہارا اعتبار کر لیا تھا ط سو

خَيْرٌ حٰفِظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۶۴

اَللّٰهُ	خَيْرٌ	حَافِظًا ص	وَ	هُوَ	اَرْحَمُ	اَلْ	رَاحِمِيْنَ
اللہ	بہتر ہے	نگاہبان ص	اور	وہ	بہتر مہربان		سب مہربانوں سے

اللہ ہی بہتر نگاہبان ہے اور سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ

۶۴	وَ	لَمَّا	فَتَحُوْا	مَتَاعَ	هُمْ	وَجَدُوْا	بِضَاعَتَهُمْ
۶۴	اور	جب	انہوں نے کھولا	اسباب	اپنا	انہوں نے پائی	پونجی اپنی

۶۴ اور جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا، تو دیکھا کہ اُن کی

رُدَّتْ اِلَیْھِمْ ؕ قَالُوْا یٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِیْ ؕ ھٰذِهٖ

رُدَّتْ اِلَیْھِمْ	قَالُوْا	یٰ	اَبَانَا	مَا	نَبْغِیْ	ھٰذِهٖ
کہ واپس کردی گئی ان کو	بولے	اے	باپ ہمارے!	(اور) کیا	چاہئے ہم کو	یہ ہے

ان کو لوٹا دی گئی ہے کہا: ابا جان، اور ہمیں کیا لینا ہے یہ (دیکھئے)

بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَیْنَا ۚ وَنَمِیْرُ اَھْلَنَا وَ

بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ	اِلَیْنَا	وَ	نَمِیْرُ	اَھْلَ	نَا	وَ
ہماری پونجی پھیر دی گئی ہے	ہم کو	اور	ہم رسد لائینگے	گھر والوں کیلئے	اپنے	اور

ہماری پونجی بھی ہم کو لوٹا دی گئی ہے۔ اور ہم اپنے گھرانے کے لئے رسد لائیں گے۔ اور

نَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَیْلَ بَعِیْرٍ ؕ ذٰلِكَ

نَحْفَظُ اَخَا	نَا	وَ	نَزْدَادُ	كَیْلَ	بَعِیْرٍ	ذٰلِكَ
ہم حفاظت کرینگے، بھائی کی	اپنے	اور	ہم زیادہ لائینگے	بوجھ	ایک اونٹ کا	وہ تو

اپنے بھائی کی رکھوالی کریں گے، اور ایک اونٹ کا بوجھ زیادہ لائیں گے یہ تو

كَیْلٌ یَّسِیْرٌ ۶۵ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ

كَیْلٌ	یَّسِیْرٌ	۶۵	قَالَ	لَنْ اُرْسِلَ	هٗ	مَعَ
بوجھ ہے	تھوڑا سا	۶۵	کہا	ہرگز نہ بھیجوں گا	اس کو	ساتھ

تو تھوڑا ہی پیمانہ تھا ۶۵ (باپ نے) کہا اس کو کبھی تمہارے ساتھ

حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِیْ

كُمْ	حَتّٰى	تُؤْتُوْ	نِ (ی)	مَوْثِقًا	مِنَ	اللّٰهِ	لَتَاْتُنَّ
تمہارے	یہانتک کہ	تم دو	مجھ کو	پکا قول	—	خدا سے	ضرور آؤ گے تم

نہ بھیجوں گا، جب تک یہ نہ ہولے کہ تم اللہ کی قسم کھا کر مجھ کو قول دے دو

بِهٖۤ اِلَّآ اَنْ یُّحَاطَ بِكُمْ ۚ

نِ	یْ	بِ	هٖ	اِلَّآ	اَنْ	یُّحَاطَ	بِكُمْ
	میرے پاس	لے کر	اس کو	مگر	یہ کہ	گھیر لیا جائے	تم کو

کہ تم اس کو بجز اس کے کہ گھر جاؤ میرے پاس لے ہی آؤ گے ج

فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ

فَ	لَمَّا	اٰتَوْ	هُ	مَوْثِقَ	هُمْ	قَالَ	اَللّٰهُ
پھر	جب	دیا	اس کو	پکا قول	اپنا	کہا	اللہ

پھر جب انہوں نے اس کو اپنا پکا قول دے دیا، یعقوبؑ نے کہا

عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۶۶ وَقَالَ يٰبَنِيَّ

عَلٰى مَا	نَقُوْلُ	وَكِيْلٌ	۶۶	وَ	قَالَ	يَا	بَنِيَّ
اس پر کہ	ہم کہتے ہیں	شاہد ہے	۶۶	اور	کہا	اے	میرے بیٹو

جو کچھ ہم کہتے ہیں سب اللہ کو سپرد ۶۶ اور کہا اے میرے بیٹو! دیکھو

لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ

لَا تَدْخُلُوْا	مِنْ	بَابٍ	وَاحِدٍ	وَ	اُدْخُلُوْا	مِنْ	اَبْوَابٍ
مت اندر جانا	سے	دروازے	ایک	اور	داخل ہونا	سے	دروازوں

وہاں پہنچو تو) سب ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا، جدا

مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ

مُتَفَرِّقَةٍ ؕ	وَ	مَا	اُغْنِيْ	عَنْ كُمْ	مِنَ	اَللّٰهِ	مِنْ
جدا جدا	اور	نہیں	میں ٹلا سکتا	تم پر سے		اللہ کی طرف سے آئی	کوئی

جدا دروازوں سے اندر جانا۔ میں تم پر سے اللہ (کی قضا) کو ذرا بھی

شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ

شَيْءٍ ؕ	اِنْ	اَلْ	حُكْمُ	اِلَّا	لِلّٰهِ ؕ	عَلَيْهِ	تَوَكَّلْتُ
چیز ط	نہیں		حکم	مگر	اللہ کا ط	اس پر	میں نے بھروسہ کیا

ٹال نہیں سکتا، حکم کا حق تو اللہ ہی کو ہے۔ اسی پر میں نے توکل کیا

وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۶۷

وَ	عَلَيْهِ	فَ	لِيَتَوَكَّلْ	اَلْ	مُتَوَكِّلُوْنَ	۶۷
اور	اس پر	پس	چاہیے بھروسہ کریں		بھروسہ کرنے والے	۶۷

اور سب توکل کرنے والوں کو اسی پر توکل کرنا چاہیے۔ ۶۷

وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ ط

وَ	لَمَّا	دَخَلُوا	مِنْ حَيْثُ	أَمَرَ	هُمْ	أَبُوهُمْ
اور	جب	وہ داخل ہوئے	جہاں سے	فرمایا تھا	ان کو	انکے باپ نے ط

اور جب وہ جیسا کہ ان کو ان کے باپ نے فرمایا تھا (مصر میں) داخل ہوئے ط

مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ

مَا	كَانَ	يُغْنِي	عَنْهُمْ	مِنَ	اللّٰهِ	مِنْ	شَيْءٍ
نہیں	وہ تھا کہ	بچا سکے	[illegible]	[illegible]	اللہ کی	کوئی	چیز

تو یہ ان کو [illegible] دے سکتا تھا۔

إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا ط وَإِنَّهُ

إِلَّا	حَاجَةً	فِي نَفْسِ	يَعْقُوبَ	قَضَى	هَا ط	وَ	إِنَّهُ
مگر	ایک خواہش تھی	دل میں	یعقوب کے	[illegible]	اس کو ط	اور	وہ

ہاں یہ یعقوب کے دل [illegible] پورا کر لیا ط اور بیشک وہ

لَذُو عِلْمٍ لِمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ

لَ	ذُو عِلْمٍ	لِ	مَا	عَلَّمْنَا	هُ	وَلَٰكِنَّ	أَكْثَرَ
البتہ	جاننے والا تھا	—	اسکا جو	[illegible]	اس کو	لیکن	اکثر

علم والا تھا، اس لئے کہ ہم نے اس کو سکھایا تھا ط لیکن اکثر لوگ

النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ٦٨ وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ

النَّاسِ	لَا يَعْلَمُونَ	٦٨	وَ	لَمَّا	دَخَلُوا	عَلَىٰ	يُوسُفَ
لوگ	نہیں جانتے	٦٨	اور	جب	وہ داخل ہوئے	پر	یوسف

یہ نہیں جانتے ٦٨ اور جب وہ یوسف کے پاس پہنچے۔

يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ قَالَ إِنِّي أَنَا

آوَىٰ	إِلَىٰ	هِ	أَخَا	هُ	قَالَ	إِنِّي	أَنَا
جگہ دی	پاس	اپنے	بھائی کو	اپنے	کہا	تحقیق	میں نے

تو اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس رکھ لیا، کہا: میں ہی تمہارا

اَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۶۹

اَخُوْكَ	فَ	لَاتَبْتَئِسْ	بِ	مَا	كَانُوْا	يَعْمَلُوْنَ	۶۹
میرا بھائی ہوں	سو	تو رنج نہ کر		اس پر جو	تھے	وہ کرتے	۶۹

بھائی (یوسف) ہوں، سو جو کچھ یہ کرتے رہے اس پر رنجیدہ نہ ہو ۶۹

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ

فَ لَمَّا	جَهَّزَ	هُمْ	بِ	جَهَازِ	هِمْ	جَعَلَ	اَلْ
پھر جب	طیار کر دیا	ان کو		سامان	ان کا	رکھدیا	

پھر جب ان کو ان کا سامان طیار کر دیا تو کٹورہ اپنے

فِي رَحْلِ اَخِيهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ

سِقَايَةَ	فِي	رَحْلِ	اَخِي	هِ	ثُمَّ	اَذَّنَ	مُؤَذِّنٌ
پیالہ		بوجھ میں	بھائی کے	اپنے	پھر	پکارا	ایک پکارنیوالا

بھائی کے اسباب میں رکھ دیا۔ پھر ایک پکارنے والا پکارا

اَيَّتُهَا الْعِيرُ اِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ۷۰ قَالُوا

اَيَّتُهَا	اَلْ	عِيرُ	اِنَّكُمْ لَ	سَارِقُوْنَ	۷۰	قَالُوْا
اے		قافلے والو	تم ضرور	چور ہو	۷۰	انہوں نے کہا

کہ اے قافلے والو! تم تو ضرور چور ہو ۷۰ انہوں نے

وَاَقْبَلُوا عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقِدُونَ ۷۱ قَالُوا نَفْقِدُ

وَ	اَقْبَلُوْا	عَلَيْهِمْ	مَاذَا	تَفْقِدُوْنَ	۷۱	قَالُوْا	نَفْقِدُ
اور	رخ کیا	ان پر	کیا چیز	تم کھوئے ہوئے ہو	۷۱	انہوں نے کہا	ہم نہیں پاتے

ان کی طرف منہ کر کے کہا: تمہاری کونسی چیز کھوگئی ہے ۷۱ انہوں نے کہا

صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَاءَ بِهٖ

صُوَاعَ	اَلْ	مَلِكِ	وَ	لِ	مَنْ	جَاءَ بِ	هٖ
پیمانہ		بادشاہ	اور	لئے	اسکے جو	لائے	اس کو

ہم کو شاہی پیمانہ نہیں ملتا اور جو شخص اس کو لے آئے

حِمْلُ بَعِيرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيمٌ ۷۲ قَالُوْا

حِمْلُ	بَعِيرٍ	وَ	اَنَا	بِ هٖ	زَعِيمٌ	۷۲	قَالُوْا
بوجھ ہے	ایک اونٹ کا	اور	میں	اس کا	ذمہ دار ہوں	۷۲	انہوں نے کہا

اس کو ایک اونٹ کا بوجھ (غلہ) ملیگا اور میں اسکا ضامن ہوں ۔۷۲ انہوں نے کہا

تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ

تَ	اَللّٰهِ	لَ	قَدْ	عَلِمْتُمْ	مَا	جِئْنَا	لِ
قسم ہے	اللہ کی	البتہ	ہے	تم نے جانا	کہ نہیں	ہم آئے	کہ

خدا کی قسم، اور یہ تو آپ جان بھی چکے ہیں کہ ہم (یہاں) ملک میں

فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ۷۳

نُفْسِدَ	فِي الْاَرْضِ	وَ	مَا	كُنَّا	سَارِقِيْنَ	۷۳
فساد کریں	زمین میں	اور	نہیں	ہیں ہم	چور	۷۳

فساد مچانے کو نہیں آئے اور نہ ہم چوری چکاری کے عادی ہیں ۷۳

قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ۷۴

قَالُوْا	فَ	مَا	جَزَاءُ	هٗ	اِنْ	كُنْتُمْ	كَاذِبِيْنَ
انہوں نے کہا	پھر	کیا	سزا ہے	اس کی	اگر	ہو تم	جھوٹے

انہوں نے کہا: اگر تم جھوٹے نکلے تو چور کی کیا سزا ؟

قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ

قَالُوْا	جَزَاءُ	هٗ	مَنْ	وُجِدَ	فِيْ	رَحْلِ	هٖ
انہوں نے کہا	سزا	اسکی	جو کوئی کہ	پایا جائے	میں	بوجھ	اس کے

وہ کہنے لگے جس کے سامان میں وہ (کٹورہ) ملجائے وہی

فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ط كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۷۵

فَ	هُوَ	جَزَاءُ	هٗ ط	كَذٰلِكَ	نَجْزِي	الظّٰلِمِيْنَ	۷۵
سو	وہی ہے	بدلا	اسکا ط	اسی طرح	ہم سزا دیتے ہیں	ظالموں کو	۷۵

اپنی سزا ہے ط ہم ایسے ظالموں کو یونہی سزا دیا کرتے ہیں۔ ۷۵

فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاءِ اَخِيْهِ

فَ	بَدَاَ	بِ	اَوْعِيَةِ	هِمْ	قَبْلَ	وِعَاءِ	اَخِيْ
پس	اسنے شروع کیا	سے	خرجیوں	ان کی	پہلے	خرجی سے	بھائی کی

پھر اُس نے اس کے بھائی کی بوری سے پہلے ان کی بوریوں کی تلاشی

ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَاءِ اَخِيْهِ ط كَذٰلِكَ

هِ	ثُمَّ	اِسْتَخْرَجَ	هَا	مِنْ	وِعَاءِ	اَخِيْهِ ط	كَذٰلِكَ
اس کے	پھر	نکالا	اس کو		خرجی سے	اسکے بھائی کی ط	اس طرح

شروع کی، پھر اس کے بھائی کی بوری سے پیالہ برآمد کر لیا ط یونہی ہم نے

كِدْنَا لِيُوْسُفَ ط مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ

كِدْنَا	لِ	يُوْسُفَ ط	مَا	كَانَ	لِ يَاْخُذَ	اَخَا	هُ
تدبیر کی	واسطے	یوسف کے ط	نہیں	تھا	کرے وہ	بھائی کو	اپنے

یوسف کے لئے تدبیر پیدا کر دی ط وہ اس بادشاہ کی حکومت میں

فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ط

فِيْ	دِيْنِ	اَلْ	مَلِكِ	اِلَّا	اَنْ	يَشَاءَ	اللّٰهُ ط
	حکومت میں		بادشاہ کی	مگر	یہ کہ	چاہے	اللہ ط

اپنے بھائی کو رکھ نہیں سکتا تھا بجز اس کے اللہ کو ایسا منظور ہو ط

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ط وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ

نَرْفَعُ	دَرَجٰتٍ	مَنْ	نَشَاءُ ط	وَ	فَوْقَ	كُلِّ	ذِيْ عِلْمٍ
ہم بلند کرتے ہیں	درجے	جس کے	چاہتے ہیں	اور	اوپر	ہر	علم والے

ہم جس کے چاہتے ہیں درجے بلند کر دیتے ہیں ط اور ہر دانشور کے اوپر کوئی

عَلِيْمٌ ۷۶ قَالُوْا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ

عَلِيْمٌ	۷۶	قَالُوْا	اِنْ	يَسْرِقْ	فَ	قَدْ	سَرَقَ
ایک علم والا ہے	۷۶	انہوں نے کہا	اگر	وہ چرائے	تو		چرا چکا ہے

بڑا دانا ہے ۷۶ وہ کہنے لگے ، اگر یہ چوری کرلے (تو کونسی نرالی بات ہے) اسکا ایک بھائی بھی

مفید کتابیں

کتاب	قیمت
تفنن وفا: مرد اور عورت کے لئے بہترین راہ عمل	۶ر
محمد اور عورت ذات	۳ر
اظہار حق: تفسیر سورۃ والتین	۶ر
ہمارے اعمال اور ان کی قدر وقیمت	۲ر
الناموس المفصل: تفسیر سورۃ مزمل	۴ر
نور الحق: تفسیر سورۃ علق	۳ر
اصل الاصول: اہل حدیث اور اہل قرآن کے مناظرہ پر محاکمہ	۶ر
سمجھ اچھی کہ بے سمجھی	۱ر
ارشادات القرآن	۸ر
تندرستی ہزار نعمت	۵ر
الاحسان: تصوف کا بیان	۸ر
لالۂ صحرا (نظم): از پروفیسر منیر ایم اے	۴ر
جبریل و ابلیس 〃 〃	۴ر
اتاترک	۶ر
شان اردو	۶ر

کتاب	قیمت
نماز بلاد اسلامیہ میں	۲ر
سر دلبراں: قابل دید	۳ر
مقتول بے حجابی	!ر
قواعد عربی حصہ اول علم صرف	۱۲ر
عروس غربت: ایم-ایم-اسلم	۴عہ
بقائے دوام: 〃 〃	عہ
انتقام: 〃 〃	۳ر
پیمان وفا 〃 〃	۵ر
خط تقدیر 〃 〃	۲ر
غزال 〃 〃	۱۰ر
ساربان 〃 〃	۴ر
چار سہیلیاں 〃 〃	عہ
بڑی بی 〃 〃	۱۲ر
نور ہدایت 〃 〃	۴ر
دریائے وحدت: قرآن شریف کی آیات اور گرنتھ کے شبدوں کی یکرنگی	۱۲عہ
الفوز الکبیر: فتح الخبیر فارسی	۸ر

...کا پتہ:— مینیجر کتب خانہ انجمن اشاعت اسلام جالندھر شہر پنجاب

استاد کی امداد کے بغیر
عربی سکھا دینے والی کتابیں

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
معلم العربیہ	عہ	خزینۃ العلوم حصہ اول مجلد	۴ر
مدرس العربیہ	۸ر	لغات القرآن	۱۰ر
عربی ٹیچر	عہ	" عزیزی	۴ر
عربی کا معلم جدید حصہ اول	۱۴ر	مصباح القرآن "	۸ر
" " " دوم	۱۴ر	عربی بول چال حصہ اول	
کلید " " اول	۵ر	" " دوم	۱۴
" " " دوم	۵ر	کتاب الصرف	۱۴ر
کلام عربی حصہ اول	۱۰ر	کتاب النحو	۱۰ر
" " دوم	۱۰ر	قوانین عربی	۱۲ر
ترجمان القرآن جلد اول، دوم، سوم		اردو عربی ترجمہ	[illegible]
چہارم، پنجم، ششم فی جلد	عہ	الصحیفۃ الاولیٰ	[illegible]
" جلد ۲۹ و ۳۰	عہ	" الثانیہ	[illegible]
ہدایت العربیہ	[illegible]	" الثالثہ	[illegible]
اساس عربی	[illegible]	" الرابعہ	۸ر
اللغات والامثال	[illegible]	المدون العربیہ حصہ اول	۸ر

ملنے کا پتہ: — منیجر مکتبہ علمیہ - مدرسۃ البنات - جالندھر شہر